بسم الله الرحمن الرحيم

بسمہ تعالیٰ

توضیح المسائل

(اردو)

مجاہد اکبر امام امت رہبر انقلاب اسلامی

حضرت

امام خمینی مدظلہ

ناشر

سازمان تبلیغات اسلامی شعبہ روابط بین الملل

نام کتاب ـــــــــــ توضیح المسائل امام خمینی مدظلہ

مترجم ـــــــــــ علامہ الحاج سید صفدر حسین النجفی

تطبیق و تصحیح ـــــــــــ حجۃ الاسلام سید مقصود علی رضوی

ناشر ـــــــــــ سازمان تبلیغات اسلامی شعبہ روابط بین الملل

کتابت ـــــــــــ خاور بٹ، محمد حنیف قریشی و سید قلبی حسین

طبع ـــــــــــ چاپخانہ سپہر

تعداد ـــــــــــ ۵۰۰۰۰ (پچاس ہزار)

تاریخ ـــــــــــ محرم الحرام سنہ ۱۴۰۴ھ ق

ملنے کا پتہ :-

سازمان تبلیغات اسلامی
شعبہ بین الملل میدان فلسطین
خیابان طالقانی ـ ساختمان ۲۸

P.O.BOX NO.2782
TEHRAN,
ISLAMIC REPUBLIC OF IRAN.

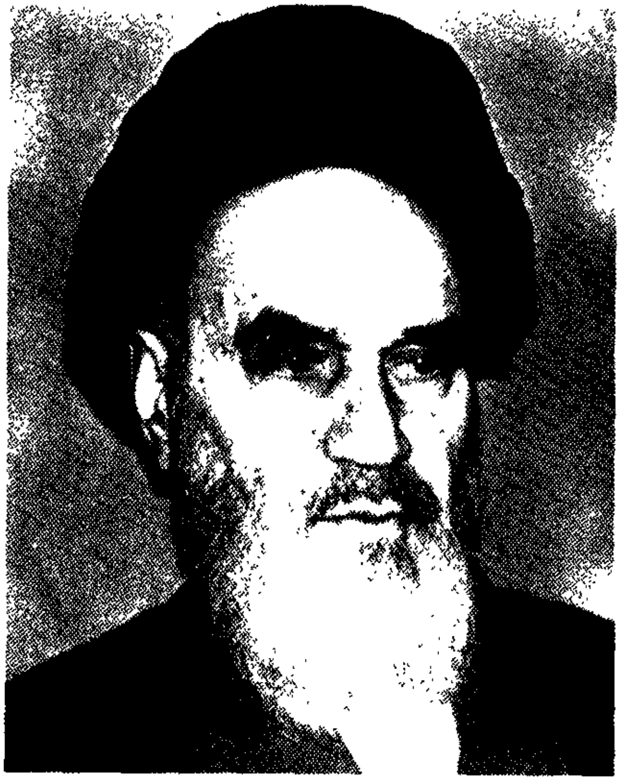

فہرست

نمبر شمار	مطلب	صفحہ
۱	حسب ذیل باتیں ذہن نشین رہیں	ن
۲	احکام تقلید	۱
۳	احکام طہارت	۵
۴	پانی مطلق اور مضاف	۵
۵	قلیل پانی	۶
۶	جاری پانی	۷
۷	بارش کا پانی	۸
۸	کنویں کا پانی	۹
۹	پانی کے احکام	۹
۱۰	احکام بیت الخلاء	۱۱
۱۱	استبراء	۱۳
۱۲	بیت الخلاء کے مستحبات و مکروہات	۱۴
۱۳	نجاسات۔ پیشاب۔ منی	۱۵
۱۴	مردار	۱۵
۱۵	خون	۱۶
۱۶	کتا و خنزیر۔ کافر	۱۷
۱۷	شراب	۱۸
۱۸	فقاع۔ مجنب از حرام کا پسینہ	۱۸
۱۹	نجاست ثابت ہونے کا طریقہ	۱۹
۲۰	پاک چیز کیسے نجس ہوتی ہے۔	۲۰
۲۱	احکام نجاست	۲۱
۲۲	مطہرات	۲۴
۲۳	پانی	۲۴
۲۴	زمین	۲۹
۲۵	سورج	۳۰
۲۶	استحالہ	۳۱
۲۷	انگور کے پانی کا دوتہائی کم ہونا (انتقال)	۳۲
۲۸	اسلام	۳۳
۲۹	تبعیت	۳۳
۳۰	عین نجاست کا دور ہونا	۳۴
۳۱	نجاست کھانیوالے جانور کا استبراء	۳۴
۳۲	مسلمان کا غائب ہونا	۳۵
۳۳	برتنوں کے احکام	۳۶
۳۴	وضو	۳۷

نمبر شمار	مطلب	صفحہ	نمبر شمار	مطلب	صفحہ
۳۵	وضو ارتماسی	۳۹	۵۷	صاحب عادت عددیہ	۷۶
۳۶	جو دعائیں وضو کرتے وقت مستحب ہیں	۴۰	۵۸	مضطربہ	۷۷
۳۷	وضو کے شرائط	۴۱	۵۹	مبتدیہ	۷۸
۳۸	احکام وضو	۴۵	۶۰	ناسیہ	۷۹
۳۹	کن چیزوں کے لئے وضو کرنا پڑتا ہے	۴۷	۶۱	حیض کے مختلف مسائل	۷۹
۴۰	وہ چیزیں جو وضو کو باطل کرتی ہیں۔	۴۹	۶۲	نفاس	۸۱
۴۱	وضو جبیرہ کے احکام	۴۹	۶۳	غسل مس میت	۸۳
۴۲	واجب غسل	۵۲	۶۴	محتضر کے احکام	۸۵
۴۳	احکام جنابت	۵۳	۶۵	احکام بعد از وفات	۸۷
۴۴	وہ چیزیں جو مجنب پر حرام ہیں۔	۵۴	۶۶	غسل۔کفن۔نماز اور دفن میت	۸۸
۴۵	وہ چیزیں جو مجنب کے لئے مکروہ ہیں	۵۵	۶۷	احکام غسل میت	۸۹
۴۶	غسل جنابت	۵۵	۶۸	کفن میت کے احکام	۹۱
۴۷	غسل ترتیبی	۵۵	۶۹	احکام حنوط	۹۳
۴۸	غسل ارتماسی	۵۶	۷۰	احکام نماز میت	۹۳
۴۹	احکام غسل	۵۷	۷۱	نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ	۹۵
۵۰	استحاضہ	۵۹	۷۲	مستحبات نماز میت	۹۶
۵۱	احکام استحاضہ	۶۰	۷۳	احکام دفن	۹۷
۵۲	حیض		۷۴	مستحبات دفن	۹۹
۵۳	احکام حیض		۷۵	نماز وحشت	۱۰۱
۵۴	حیض والی عورت کے اقسام		۷۶	نبش قبر	۱۰۲
۵۵	صاحب عادت وقتیہ وعددیہ		۷۷	مستحب غسل	۱۰۴
۵۶	صاحب عادت وقتیہ		۷۸	تیمم	۱۰۷

نمبر شمار	مطلب	صفحہ
۷۹	پہلا مورد تیمم	۱۰۷
۸۰	دوسرا مورد تیمم	۱۰۹
۸۱	تیسرا مورد تیمم	۱۰۹
۸۲	چوتھا مورد تیمم	۱۱۰
۸۳	پانچواں۔ چھٹا۔ ساتواں مورد تیمم	۱۱۰، ۱۱۱
۸۴	وہ چیزیں جن سے تیمم کرنا صحیح ہے	۱۱۲
۸۵	تیمم کا طریقہ	۱۱۳
۸۶	احکام تیمم	۱۱۴
۸۷	احکام نماز	۱۱۷
۸۸	واجب نمازیں	۱۱۸
۸۹	نماز ظہر وعصر کا وقت	۱۱۸
	یومیہ کی واجب نمازیں	۱۱۸
۹۰	نماز مغرب وعشاء کا وقت	۱۱۹
	نماز صبح کا وقت	۱۲۰
۹۱	احکام وقت نماز	۱۲۱
۹۲	وہ نمازیں جنھیں ترتیب سے پڑھنا ہے۔	۱۲۳
۹۳	مستحب نمازیں	۱۲۴
۹۴	نوافل یومیہ کا وقت	۱۲۵
۹۵	نماز غفیلہ	۱۲۶
۹۶	قبلہ کے احکام	۱۲۷
۹۷	حالت نماز میں بدن کا چھپانا	۱۲۸
۹۸	نماز پڑھنے والے کا لباس	۱۳۰
۹۹	دوسری شرط، تیسری شرط	۱۳۳
۱۰۰	چوتھی، پانچویں شرط۔	۱۳۴
۱۰۱	چھٹی شرط	۱۳۵
۱۰۲	وہ مقامات کہ جن میں نمازی کے بدن اور لباس کا پاک ہونا ضروری نہیں۔	۱۳۶
۱۰۳	جو چیزیں نمازی کے لباس میں مستحب مکروہ ہیں۔	۱۳۹
۱۰۴	مکان نمازی	۱۳۹
۱۰۵	وہ جگہیں جہاں نماز مستحب ہے۔	۱۴۳
۱۰۶	وہ جگہیں جہاں نماز مکروہ ہے۔	۱۴۳
۱۰۷	احکام مسجد	۱۴۴
۱۰۸	اذان واقامت	۱۴۷
۱۰۹	اذان واقامت کا ترجمہ	۱۴۷
۱۱۰	واجبات نماز	۱۵۰
۱۱۱	نیت	۱۵۰
۱۱۲	تکبیرۃ الاحرام	۱۵۱
۱۱۳	قیام (کھڑا ہونا)	۱۵۲
۱۱۴	قرأت	۱۵۴
۱۱۵	رکوع	۱۵۹
۱۱۶	سجود	۱۶۲
۱۱۷	وہ چیزیں کہ جن پر سجدہ صحیح ہے۔	۱۶۶
۱۱۸	مستحبات ومکروہات سجدہ	۱۶۷
۱۱۹	قرآن کے واجب سجدے	۱۶۸
۱۲۰	تشہد	۱۶۹

نمبر شمار	مطلب	صفحہ
۱۲۱	سلام نماز	۱۷۰
۱۲۲	ترتیب	۱۷۰
۱۲۳	موالات۔ قنوت	۱۷۱
۱۲۴	ترجمہ نماز سورہ الحمد کا ترجمہ	۱۷۲ ۱۷۳
۱۲۵	سورۂ قل ہو اللہ۔ رکوع و سجود قنوت اور کا ترجمہ	۱۷۴
۱۲۶	تسبیحات و تشہد کا ترجمہ	۱۷۵
۱۲۷	تعقیبات نماز	۱۷۵
۱۲۸	رسول اکرمؐ پر درود	۱۷۶
۱۲۹	مبطلات نماز	۱۷۶
۱۳۰	جو چیزیں نماز میں مکروہ ہیں	۱۸۰
۱۳۱	وہ جگہیں جہاں واجب نماز کو توڑا جا سکتا ہے	۱۸۱
۱۳۲	شکیات نماز باطل کرنے والے شک	۱۸۲ ۱۸۲
۱۳۳	وہ شک جن کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔	۱۸۳
۱۳۴	اس چیز کا شک جس کا محل گزر چکا ہے۔	۱۸۳
۱۳۵	سلام کے بعد شک کرنا	۱۸۵
۱۳۶	وقت گزر جانے کے بعد شک	۱۸۵
۱۳۷	کثیر الشک	۱۸۵
۱۳۸	پیش نماز اور مقتدی کا شک	۱۸۶
۱۳۹	مستحب نماز میں شک	۱۸۷
۱۴۰	صحیح شک	۱۸۸
۱۴۱	نماز احتیاط	۱۹۱
۱۴۲	سجدہ سہو	۱۹۳
۱۴۳	سجدہ سہو کا طریقہ	۱۹۵
۱۴۴	بھولے ہوئے سجدہ اور تشہد کی قضا	۱۹۵
۱۴۵	اجزاء و شرائط نماز کا کم یا زیادہ ہونا	۱۹۶
۱۴۶	نماز مسافر	۱۹۸
۱۴۷	متفرق مسائل	۲۰۸
۱۴۸	نماز قضا	۲۱۰
۱۴۹	باپ کی وہ قضا جو بڑے بیٹے پر واجب ہے	۲۱۲
۱۵۰	نماز با جماعت	۲۱۳
۱۵۱	پیش نماز کے شرائط	۲۲۰
۱۵۲	جماعت کے احکام	۲۲۰
۱۵۳	وہ چیزیں جو نماز جماعت میں مستحب ہیں۔	۲۲۳
۱۵۴	وہ چیزیں جو نماز جماعت میں مکروہ ہیں	۲۲۴
۱۵۵	نماز آیات	۲۲۴
۱۵۶	نماز آیات بجا لانے کا طریقہ	۲۲۶
۱۵۷	عید الفطر اور عید قربان کی نماز	۲۲۸
۱۵۸	اجرت پر نماز پڑھوانا	۲۳۰
۱۵۹	روزہ کے احکام۔ نیت	۲۳۳
۱۶۰	وہ چیزیں جو روزے کو باطل کر دیتی ہیں۔ کھانا اور پینا	۲۳۶ ۲۳۶
۱۶۱	جماع	۲۳۷
۱۶۲	استمناء	۲۳۸
۱۶۳	خدا اور رسول پر جھوٹ بولنا	۲۳۹

نمبر شمار	مطلب	صفحہ
۱۶۴	گرد و غبار غلیظ کا حلق تک پہنچانا	۲۴۰
۱۶۵	سر کو پانی میں ڈبونا	۲۴۰
۱۶۶	جنابت، حیض، نفاس پر اذان صبح تک باقی رہنا۔	۲۴۱
۱۶۷	حقنہ کرنا	۲۴۵
۱۶۸	قے کرنا	۲۴۵
۱۶۹	روزے کو باطل کرنے والی چیزوں کے احکام	۲۴۶
۱۷۰	جو چیزیں روزہ دار کے لئے مکروہ ہیں	۲۴۶
۱۷۱	وہ مقامات جن میں قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں۔	۲۴۷
۱۷۲	روزہ کا کفارہ	۲۴۷
۱۷۳	وہ مقامات کہ جہاں صرف روزہ کی قضا واجب ہے۔	۲۵۰
۱۷۴	قضا روزے کے احکام	۲۵۲
۱۷۵	مسافر کے روزوں کے احکام	۲۵۵
۱۷۶	وہ اشخاص جن پر روزہ واجب نہیں	۲۵۶
۱۷۷	پہلی کا چاند ثابت ہونے کا طریقہ	۲۵۷
۱۷۸	حرام و مکروہ روزے	۲۵۸
۱۷۹	مستحب روزے	۲۵۹
۱۸۰	وہ مقامات جہاں ان کاموں سے بچنا مستحب ہے جو روزے کو باطل کر دیتے ہیں	۲۶۰
۱۸۱	خمس کے احکام	۲۶۲
۱۸۲	منافع کسب	۲۶۲
۱۸۳	معدن (کان)	۲۶۹
۱۸۴	گنج (خزانہ)	۲۷۰
۱۸۵	مال حلال مخلوط بحرام	۲۷۱
۱۸۶	وہ جواہرات جو دریا میں غوطہ لگانے سے حاصل ہوں۔	۲۷۲
۱۸۷	غنیمت	۲۷۳
۱۸۸	وہ زمین جو کافر ذمی کسی مسلمان سے خریدے	۲۷۳
۱۸۹	مصرف خمس	۲۷۴
۱۹۰	احکام زکوٰۃ	۲۷۷
۱۹۱	زکوٰۃ کے واجب ہونے کے شرائط	۲۷۷
۱۹۲	گندم، جو، خرما اور کشمش کی زکوٰۃ	۲۷۸
۱۹۳	سونے کا نصاب	۲۸۳
۱۹۴	چاندی کا نصاب	۲۸۳
۱۹۵	اونٹ، گائے، بھیڑ بکری کی زکوٰۃ	۲۸۵
۱۹۶	اونٹ کا نصاب	۲۸۶
۱۹۷	گائے کا نصاب	۲۸۷
۱۹۸	بھیڑ بکریوں کا نصاب	۲۸۷
۱۹۹	زکوٰۃ کا مصرف	۲۸۹
۲۰۰	مستحقین زکوٰۃ کے شرائط	۲۹۲
۲۰۱	نیت زکوٰۃ	۲۹۳
۲۰۲	زکوٰۃ کے متفرق مسائل	۲۹۴

نمبر شمار	مطلب	صفحہ
۲۰۳	زکوٰۃ فطرہ	۲۹۸
۲۰۴	زکوٰۃ فطرہ کا مصرف	۳۰۰
۲۰۵	زکوٰۃ فطرہ کے متفرق مسائل	۳۰۲
۲۰۶	احکام حج	۳۰۴
۲۰۷	خرید و فروخت کے احکام	۳۰۶
۲۰۸	وہ چیزیں جو خرید و فروخت میں مستحب ہیں	۳۰۶
۲۰۹	مکروہ معاملات	۳۰۶
۲۱۰	باطل معاملات	۳۰۸
۲۱۱	بیچنے اور خریدنے والے کے شرائط	۳۱۱
۲۱۲	جنس اور اس کے عوض کے شرائط	۳۱۲
۲۱۳	خریدنے اور بیچنے کا صیغہ	۳۱۴
۲۱۴	پھلوں کی خرید و فروخت	۳۱۴
۲۱۵	نقد اور ادھار	۳۱۵
۲۱۶	معاملہ سلف	۳۱۶
۲۱۷	معاملہ سلف کے شرائط	۳۱۶
۲۱۸	معاملہ سلف کے احکام	۳۱۷
۲۱۹	سونے اور چاندی کو سونے اور چاندی کے مقابلہ میں بیچنا۔	۳۱۷
۲۲۰	وہ مقامات جہاں انسان معاملہ کو توڑ سکتا ہے	۳۱۸
۲۲۱	متفرق مسائل	۳۲۲
۲۲۲	احکام شرکت	۳۲۳
۲۲۳	احکام صلح	۳۲۶
۲۲۴	اجارہ کے احکام	۳۲۸
۲۲۵	اس مال کے شرائط جو کرایہ پر دیا جائے	۳۲۹
۲۲۶	اس فائدہ کے شرائط جس کے لئے مال کرایہ پر دیا جائے۔	۳۳۰
۲۲۷	کرایہ کے متفرق مسائل	۳۳۱
۲۲۸	احکام جعالہ	۳۳۵
۲۲۹	احکام مزارعہ	۳۳۷
۲۳۰	مساقات کے احکام	۳۴۰
۲۳۱	وہ اشخاص جو اپنے مال میں خود تصرف نہیں کرسکتے	۳۴۲
۲۳۲	احکام وکالت	۳۴۳
۲۳۳	احکام قرض	۳۴۶
۲۳۴	حوالہ دینے کے احکام	۳۴۸
۲۳۵	رہن کے احکام	۳۵۰
۲۳۶	ضامن بننے کے احکام	۳۵۲
۲۳۷	کفالت کے احکام	۳۵۳
۲۳۸	ودیعت کے احکام	۳۵۵
۲۳۹	عاریہ دینے کے احکام	۳۵۸
۲۴۰	نکاح و شادی کے احکام	۳۶۰
۲۴۱	نکاح و متعہ پڑھنے کا طریقہ	۳۶۱
۲۴۲	عقد کے شرائط	۳۶۱

نمبرشمار	مطلب	صفحہ
۲۴۳	وہ عیوب جن کی وجہ سے نکاح فسخ کیا جاسکتا ہے۔	۳۶۳
۲۴۴	بعض وہ عورتیں جن سے شادی کرنا حرام ہے	۳۶۴
۲۴۵	عقد دائم کے احکام	۳۶۷
۲۴۶	متعہ یا صیغہ	۳۶۸
۲۴۷	دیکھنے کے احکام	۳۷۰
۲۴۸	نکاح کے متفرق مسائل	۳۷۱
۲۴۹	دودھ پلانے کے احکام	۳۷۴
۲۵۰	دودھ پلانے کے شرائط جو محرم بننے کا سبب بنتے ہیں۔	۳۷۶
۲۵۱	دودھ پلانے کے آداب	۳۷۸
۲۵۲	متفرق مسائل	۳۷۹
۲۵۳	طلاق کے احکام	۳۸۱
۲۵۴	طلاق کی عدت	۳۸۲
۲۵۵	اس عورت کی عدت جس کا شوہر مرگیا ہو	۳۸۴
۲۵۶	طلاق بائن اور رجعی	۳۸۴
۲۵۷	رجوع کرنے کے احکام	۳۸۵
۲۵۸	طلاق خلع	۳۸۶
۲۵۹	طلاق مبارات	۳۸۶
۲۶۰	طلاق کے متفرق مسائل	۳۸۷
۲۶۱	غصب کے احکام	۳۸۹
۲۶۲	جو مال انسان پالے اس کے احکام	۳۹۲
۲۶۳	جانوروں کو ذبح کرنے اور شکار کرنے کے احکام	۳۹۴
۲۶۴	جانوروں کے ذبح کرنے کا طریقہ	۳۹۶
۲۶۵	جانور کے ذبح کرنے کے شرائط	۳۹۶
۲۶۶	اونٹ کے نحر کرنے کا طریقہ	۳۹۷
۲۶۷	وہ چیزیں جو جانوروں کے ذبح کرنے کے وقت مستحب ہیں۔	۳۹۸
۲۶۸	مکروہ ہیں۔	
۲۶۹	ہتھیار سے شکار کرنے کے احکام	۳۹۹
۲۷۰	شکاری کتے کے ساتھ شکار کرنا	۴۰۰
۲۷۱	مچھلی کا شکار	۴۰۲
۲۷۲	ٹڈی دل کا شکار	۴۰۲
۲۷۳	کھانے پینے کی چیزوں کے احکام	۴۰۳
۲۷۴	وہ چیزیں جو کھانا کھاتے وقت مستحب ہیں	۴۰۵
۲۷۵	وہ چیزیں جو کھانا کھاتے وقت مکروہ ہیں	۴۰۶
۲۷۶	پانی پینے کے مستحبات	۴۰۷
۲۷۷	پانی پینے کے مکروہات	۴۰۷
۲۷۸	نذر و عہد کے احکام	۴۰۸
۲۷۹	قسم کھانے کے احکام	۴۱۱
۲۸۰	وقف کے احکام	۴۱۳
۲۸۱	وصیت کے احکام	۴۱۶
۲۸۲	میراث کے احکام	۴۲۲

نمبر شمار	مطلب	صفحہ	نمبر شمار	مطلب	صفحہ
۲۸۳	پہلے طبقے کا میراث	۴۲۳	۳۰۵	شرائط نماز جمعہ	۴۵۶
۲۸۴	دوسرے طبقے کا میراث	۴۲۴	۳۰۶	جن لوگوں پر نماز جمعہ واجب ہے	۴۶۱
۲۸۵	تیسرے طبقے کا میراث	۴۲۶	۳۰۷	نماز جمعہ کا وقت	۴۶۲
۲۸۶	بیوی اور شوہر کا میراث	۴۲۹	۳۰۸	فروع	۴۶۴
۲۸۷	میراث کے متفرق مسائل	۴۳۱	۳۰۹	چند جدید سوالات اور ان کے جوابات	۴۶۶
۲۸۸	ملحقات توضیح المسائل	۴۳۳	۳۱۰	مسائل تقلید	۴۶۶
۲۸۹	کتاب امر بالمعروف و نہی عن المنکر	۴۳۳	۳۱۱	وضو کے بارے میں	۴۶۶
۲۹۰	امر معروف اور نہی از منکر کے شرائط	۴۳۳	۳۱۲	اوقات نماز و روزہ	۴۶۷
۲۹۱	امر معروف اور نہی از منکر کے مراتب	۴۳۷	۳۱۳	بعض مسائل نماز	۴۶۷
۲۹۲	دفاع کے مسائل	۴۴۰	۳۱۴	احکام نماز	۴۶۸
۲۹۳	خاتمہ	۴۴۲	۳۱۵	روزہ کے مسائل	۴۶۸
۲۹۴	بعض مسائل جو اس زمانے میں مورد حاجت ہیں	۴۴۳	۳۱۶	احکام نماز جماعت	۴۶۹
۲۹۵	سفتہ (پرونوٹ) پرامزی نوٹ	۴۴۳	۳۱۷	نماز عیدین	۴۷۰
۲۹۶	پگڑی لینا	۴۴۶	۳۱۸	مسافر کی نماز و روزہ کے احکام	۴۷۰
۲۹۷	بنک کے معاملات	۴۴۸	۳۱۹	نماز مسافر کے بعض احکام	۴۷۱
۲۹۸	بیمہ انشورنس کرنا	۴۵۰	۳۲۰	خمس کے جدید مسائل	۴۷۲
۲۹۹	لاٹری	۴۵۱	۳۲۱	حج کے بعض احکام	۴۷۹
۳۰۰	تلقیح (منی کا پیوند کرنا)	۴۵۲	۳۲۲	وقف کے بعض مسائل	۴۸۰
۳۰۱	مصنوعی طریقے سے حمل اور پیدائش	۴۵۲	۳۲۳	معاملات کے چند مسائل	۴۸۱
۳۰۲	تشریح پیوند (پوسٹ مارٹم)	۴۵۳	۳۲۴	بنک کے چند مسائل	۴۸۲
۳۰۳	خاتمہ	۴۵۵		متفرقہ مسائل	۴۸۲
۳۰۴	نماز جمعہ	۴۵۶			

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ ۔
وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اَعْدَآئِھِمْ اَجْمَعِیْنَ ۔
اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ !

احکامِ تقلید

(۱) ہر مُسلمان پر لازم ہے کہ اصولِ دین پر یقین رکھتا ہو اور احکام غیر ضروری دین[1] میں یا مجتہد ہو جو احکام کو دلیل سے حاصل کر سکے یا کسی مجتہد کی تقلید کرے یعنی اس کے فتوے کے مطابق عمل کرے یا احتیاط پر اس طرح عمل کرے کہ اسے یقین ہو جائے کہ میں تکلیفِ شرعی کو انجام دے چکا ہوں مثلاً اگر کسی عمل کو بعض مجتہدین حرام جانتے ہوں اور کچھ دوسرے مجتہدین اسی عمل کے متعلق کہتے ہوں کہ حرام نہیں ہے تو اس عمل کو انجام نہ دے۔ اور اگر کسی عمل کو بعض واجب اور بعض مستحب سمجھتے ہوں تو اسے بجالائے تو جو اشخاص نہ مجتہد ہیں اور نہ احتیاط پر عمل کر سکتے ہیں ان پر واجب ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید کریں۔

(۲) احکام میں تقلید کسی مجتہد کے فتوے کے مطابق عمل کرنے کا نام ہے اور ایسے مجتہد کی تقلید کرنی چاہیئے جو مرد بالغ، عاقل، شیعہ اثنا عشری، حلال زادہ، زندہ اور عادل ہو اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ایسے مجتہد کی تقلید کرے جو دنیا پر حریص نہ ہو اور دوسرے مجتہدین سے اعلم ہو یعنی حکم خدا کے سمجھنے میں اپنے زمانہ کے تمام مجتہدین سے

[1] احکام ضروری دین وہ ہیں جن کے واجب ہونے کو اکثر مسلمان جانتے ہیں، مثلاً نماز، روزہ، حج، جہاد وغیرہ

ماہر تر ہو۔

(۳) مجتہد اور اعلم کو تین طریقوں سے پہچانا جا سکتا ہے۔

ا ۔ یہ کہ خود انسان کو یقین ہو جائے یعنی یہ کہ وہ خود اہلِ علم میں سے ہو اور مجتہد اور اعلم کی تشخیص کر سکتا ہو۔

ب ۔ یہ کہ دو عالم عادل جو مجتہد اور اعلم کی تشخیص کر سکتے ہوں کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کریں بشرطیکہ دوسرے دو عالم عادل ان کے کہے ہوئے کی مخالفت نہ کریں۔

ج ۔ یہ کہ اہل علم کی ایک جماعت جو مجتہد اور اعلم کی تشخیص کر سکتے ہوں اور ان کے کہنے سے اطمینان بھی حاصل ہو جائے وہ کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کریں۔

(۴) اگر اعلم کی پہچان مشکل ہو جائے تو ایسے شخص کی تقلید کرے کہ جس کے اعلم ہونے کا گمان ہو بلکہ اگر احتمال ضعیف رکھتا ہو کہ فلاں اعلم ہے اور یہ جانتا ہو کہ دوسرا اس سے اعلم نہیں ہے تو بنابر احتیاط واجب اس کی تقلید کرے اور اگر اس کی نظر میں چند اشخاص دوسروں سے اعلم ہیں اور آپس میں برابر ہوں تو ان میں سے کسی ایک کی تقلید کرے۔

(۵) مجتہد کے فتوے کو معلوم کرنے کے چار راستے ہیں :-

۱۔ خود مجتہد سے سننا ۲۔ دو عادل اشخاص سے فتویٰ مجتہد کو سننا۔

۳۔ ایسے شخص سے سننا جو موردِ اطمینان ہونے کے علاوہ سچا بھی ہو۔

۴۔ مجتہد کے رسالہ عملیہ میں دیکھا جائے جبکہ انسان کو اس رسالہ کے صحیح ہونے پر اطمینان ہو۔

(۶) جب تک انسان کو مجتہد کے فتویٰ کے بدل جانے کا یقین نہ ہو اس کے رسالہ میں لکھے ہوئے فتویٰ پر عمل کر سکتا ہے اور اگر اسے احتمال ہو کہ مجتہد کا فتویٰ بدل گیا ہے تو جستجو لازم نہیں ہے۔

(۷) اگر مجتہد اعلم کسی مسئلہ میں فتوے دے تو اس کی تقلید کرنے والا اس مسئلہ میں دوسرے مجتہد کے فتویٰ پر عمل نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر مجتہد اعلم فتویٰ نہ دے اور یہ کہے کہ احتیاط اس طرح عمل کرنے میں ہے مثلاً یہ کہے کہ احتیاط یہ ہے کہ نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ یعنی۔ "سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر" کو تین مرتبہ کہیں تو مقلد یا تو اس احتیاط پر عمل کرے کہ جسے احتیاط واجب کہتے ہیں اور تین مرتبہ پڑھے یا دوسرے مجتہد کے فتویٰ پر عمل کرے اور بنابر احتیاط واجب اس مجتہد کے فتویٰ پر عمل کرے جو مجتہد اعلم

سے کم اور باقی مجتہدوں سے زیادہ علم رکھتا ہو۔ پس اگر وہ ایک مرتبہ تسبیحات اربعہ کو کافی سمجھتا ہو تو ایک ہی مرتبہ کہے اور یہی صورت ہے اگر مجتہد اعلم کسی مسئلہ میں کہے کہ یہ مسئلہ محل تامل یا محل اشکال ہے۔

(۸) اگر مجتہد اعلم کسی مسئلہ میں فتویٰ کے بعد احتیاط کہے مثلاً نجس برتن کے متعلق کہے کہ ایک مرتبہ پانی میں دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اگرچہ احتیاط تین مرتبہ دھونے میں ہے تو اس کا مقلد اس مسئلہ میں دوسرے مجتہد کے فتویٰ پر عمل نہیں کر سکتا بلکہ اسے چاہیئے کہ یا اس کے فتویٰ پر عمل کرے یا فتویٰ کے بعد والی احتیاط پر کرے جسے احتیاط مستحبی کہتے ہیں مگر یہ کہ دوسرے مجتہد کا فتویٰ احتیاط سے زیادہ قریب ہو۔

(۹) اگر وہ مجتہد جس کی کسی نے تقلید کی ہوئی ہے فوت ہو جائے تو اسے مجتہد زندہ کی تقلید کرنی چاہیئے ہاں اگر اس نے اپنے مجتہد کے فتوے کے مطابق بعض مسائل پر عمل کیا ہو تو اس کے مرنے کے بعد تمام مسائل میں اس کی تقلید کر سکتا ہے۔

(۱۰) اگر کسی مسئلہ میں کسی مجتہد کے فتویٰ کے مطابق عمل کیا ہو اور اس کے مرنے کے بعد اسی مسئلہ میں زندہ مجتہد کے فتوے کے مطابق عمل کرے تو دوبارہ مردہ مجتہد کی طرف رجوع نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر زندہ مجتہد کسی مسئلہ میں فتوے نہ دے اور احتیاط کرے اور مقلد ایک مدت تک اس احتیاط پر عمل کرتا رہا ہو تو دوبارہ وہ مردہ مجتہد کے فتوے کے مطابق عمل کر سکتا ہے مثلاً اگر مجتہد ——— سُبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ کو تیسری اور چوتھی رکعت میں ایک مرتبہ کافی سمجھتا ہو اور مقلد ایک مدت تک اس فتویٰ کے مطابق عمل کرتا رہا ہو۔ اب اگر وہ مجتہد مرجائے اور زندہ مجتہد احتیاط واجب کے طور پر تین مرتبہ کہنے کو ضروری سمجھے اور مقلد ایک مدت تک اس احتیاط پر عمل کرتے ہوئے تین مرتبہ کہتا رہا ہو تو دوبارہ وہ مردہ مجتہد کے فتوے کے مطابق ایک مرتبہ پڑھ سکتا ہے۔

(۱۱) جن مسائل کی انسان کو عموماً ضرورت پڑتی ہے ان کا سیکھنا واجب ہے۔

(۱۲) اگر انسان کو کوئی مسئلہ درپیش ہو کہ جس کا حکم وہ نہیں جانتا تو وہ مجتہد اعلم کے فتوے کو معلوم کرنے تک صبر کر سکتا ہے اور اگر احتیاط ممکن ہو تو احتیاط پر عمل کرے بلکہ اگر احتیاط ممکن نہ ہو تو اگر اس عمل کے انجام دینے میں کوئی خوف نہ ہو تو ایک طرف پر بنا رکھے جب تک علم عمل کر لے پھر اگر معلوم ہو کہ اس کا عمل مخالف واقع یا مخالف فتوائے مجتہد تھا تو اسے دوبارہ انجام دے۔

(۱۳) اگر کوئی شخص کسی مجتہد کا فتویٰ دوسرے کو بتلائے اور پھر مجتہد کا فتویٰ بدل جائے تو بتلانے والے

پر لازم نہیں ہے کہ اسے جا کر فتوے کے بدلنے کی اطلاع دے۔ ہاں اگر فتوے نقل کرنے کے بعد اسے معلوم ہو کہ میں نے اشتباہ کیا تھا۔ اب اگر ممکن ہو تو اس اشتباہ کو دُور کرے!

(۱۴) اگر کوئی شخص ایک مدت تک بغیر تقلید کے اعمال بجا لاتا رہا ہو تو اس کے اعمال تب صحیح ہوسکتے ہیں۔ جب اسے یقین ہو کہ وہ واقع کے مطابق یا جس مجتہد کی اسے اس وقت تقلید کرنی تھی اس کے فتوی کے مطابق ہوں مگر یہ کہ اس نے اس طرح عمل کیا ہو کہ اس کا عمل ان کے فتویٰ کے بہ نسبت احتیاط کے زیادہ قریب ہو تو اس صورت میں بھی اس کا عمل صحیح ہے۔

○

احکامِ طہارت

پانی مطلق اور مضاف

(۱۵) پانی یا مطلق ہے یا مضاف: مضاف وہ پانی ہے جو کسی دوسری چیز سے لیا گیا ہو جیسے تربوز اور گلاب کا پانی یا کسی دوسری چیز سے ملا دیا گیا ہو جیسے وہ پانی جسے کچھ مٹی وغیرہ کے ساتھ ملا دیا جائے کہ اب اسے صرف پانی نہ کہیں اور ان کے علاوہ باقی تمام پانی مطلق ہیں اور ان کی پانچ اقسام ہیں:۔

۱۔ کُر پانی ۲۔ قلیل پانی ۳۔ جاری پانی ۴۔ بارش کا پانی ۵۔ کنویں کا پانی

۱۔ کُر پانی

(۱۶) کرپانی اس مقدار کو کہتے ہیں کہ اگر پانی کو کسی ایسے برتن میں ڈالیں کہ جس کی لمبائی چوڑائی اور گہرائی ساڑھے تین بالشت ہو تو وہ اس برتن کو پُر کردے اور اس کا وزن بیس مثقال کم ایک سو اٹھائیس مَن تبریزی ہے جو کہ ۳۸۳/۹۰۶ کلوگرام ہے (تقریباً دس من بارہ سیر) لیکن اقرب یہ ہے کہ کُر کی مقدار ۴۱۹/۳۷۷ کلوگرام ہے اور بنا بر احتیاط اکثر مقدار کا لحاظ کیا جائے۔

(۱۷) اگر عین نجاست مثلاً پیشاب اور خون کُر پانی میں گر جائے تو اگر اس پانی کا رنگ بُو یا ذائقہ اس نجاست کی وجہ سے بدل جائے تو وہ پانی نجس ہوگا ورنہ نجس نہیں ہے۔

(۱۸) اگر کُر پانی کی بُو نجاست کے علاوہ کسی چیز سے متغیّر ہو جائے تو وہ پانی نجس نہیں ہوگا۔

(۱۹) اگر عین نجاست مثلاً خون کسی ایسے پانی میں جا پڑے کہ جو کُر سے زیادہ ہے اور اس کے کچھ حصّے کی بُو رنگ یا ذائقہ کو بدل دے تو پانی کا وہ حصّہ جو نجاست سے متغیّر نہیں ہوا، اگر کُر سے کم ہے تو تمام پانی نجس ہو جائے گا اور اگر کُر سے زیادہ ہے تو صرف وہ حصّہ جس کی بُو رنگ یا ذائقہ بدل گیا ہے، نجس ہے۔

(۲۰) فوّارے کا پانی اگر کُر سے متّصل ہو تو وہ نجس پانی کو اس صورت میں پاک کرے گا کہ اس سے پڑے

طور پر مل جائے۔ ہاں اگر ایک ایک قطرہ ہو کہ نجس پانی پر پڑے تو اسے پاک نہیں کرے گا مگر یہ کہ قوتلے کے اُوپر کوئی چیز رکھ دی جائے کہ اس کا پانی قطرہ قطرہ ہونے سے پہلے نجس پانی سے متّصل ہو کر اس سے مل جائے۔

(۲۱) اگر کسی نجس چیز کو نلکے کی ٹونٹی کے نیچے رکھ کے دھویا جائے جو کہ کُر کے ساتھ متّصل ہو تو وہ پانی جو اس چیز سے گر رہا ہے اگر کُر سے متّصل ہو اور نجاست کی بُو، (وغیرہ) رنگ اور ذائقہ نہ بدل گیا ہو تو پاک ہے۔

(۲۲) اگر کُر پانی کا ایک حصّہ برف بن جائے اور باقی ماندہ کُر نہ ہو تو نجاست کے لگنے سے یہ پانی نجس ہو جائے گا اور جتنی برف بھی پگھلتی جائے گی نجس ہوتی جائے گی۔

(۲۳) وہ پانی جو کُر تھا اگر انسان کو شک ہو جائے کہ کُر سے کم ہو گیا ہے تو وہ کُر پانی کی طرح ہے یعنی نجس چیز کو پاک کرتا ہے اور اگر کوئی نجاست اس سے لگے تو نجس نہیں ہو گا اور جو پانی کُر سے کم تھا اور انسان کو شک ہو اکہ وہ کُر ہو گیا ہے کہ نہیں تو اس کا حکم کُر پانی والا نہیں ہو گا۔

(۲۴) کسی پانی کو کُر ہونا دو طرح سے ثابت ہوتا ہے:

۱۔ یہ کہ انسان خود اس کی تشخیص دے۔ ۲۔ یہ کہ دو عادل مرد گواہی دیں۔

۲۔ قلیل پانی

(۲۵) قلیل پانی وہ ہے جو زمین سے نہ پھوٹے اور کُر سے کم ہو۔

(۲۶) قلیل پانی نجس چیز پر گرے یا نجس چیز اس پر لگے تو نجس ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر بلندی سے زور سے نجس چیز پر گر رہا ہو تو جتنی مقدار پانی کی اس نجاست سے لگ رہی ہے وہ نجس اور جو اس کے اُوپر ہے وہ پاک ہے اور فوارہ وغیرہ زور سے نیچے سے اُوپر جا رہا ہو جبکہ نجاست اُوپر والے حصّے کو لگ رہی ہے تو نچلا حصّہ نجس نہیں ہو گا اور اگر نجاست نچلے حصّے سے لگے تو اُوپر والا حصّہ نجس ہو جائے گا۔

(۲۷) وہ قلیل پانی جو عین نجاست دُور کرنے کے لئے نجس چیز پر ڈالا جائے اور وہ اس سے جدا ہو جائے تو نجس ہے اور اس قلیل پانی سے بھی اجتناب کیا جائے جو کہ عین نجاست دُور ہونے کے بعد نجس چیز پر دھونے کے لئے ڈالا جاتا ہے اور اس سے جُدا ہو جاتا ہے۔ وہ پانی کہ جس سے پیشاب اور پاخانہ کی جگہ کو دھوتے ہیں، پانچ شرطوں کے ساتھ پاک ہے۔

۱۔ یہ کہ پانی کے بُو، رنگ اور ذائقہ کو نجاست نے متاثر نہ کیا ہو۔ ۲۔ یہ کہ کوئی باہر کی نجاست اُسے نہ لگے۔
۳۔ یہ کہ اندر سے کوئی اور نجاست مثلاً خون، پیشاب یا پاخانہ کے ساتھ باہر نہ آئے۔
۴۔ یہ کہ پاخانہ کے ذرّات پانی میں نظر نہ آئیں۔ ۵۔ یہ کہ نجاست پاخانہ کی جگہ سے معمول سے زیادہ نہ پھیلی ہو۔

۳۔ جاری پانی

(۲۸) جاری پانی وہ ہے جو زمین سے پھُوٹ کر زمین پر بہہ رہا ہو جیسے کہ چشمہ اور نہر کا پانی۔

(۲۹) جاری پانی اگرچہ کُر سے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو جب تک نجاست کے لگنے سے اس کی بُو، رنگ اور ذائقہ تبدیل نہ ہو وہ پاک ہے۔

(۳۰) جب جاری پانی میں نجاست پڑ جائے تو اس پانی کا صرف وہی حصّہ نجس ہوگا کہ جس کا رنگ، بُو اور ذائقہ نجاست کی وجہ سے بدل گیا ہو اور وہ حصّہ جو چشمے کے متصل ہو اگرچہ کُر سے کم ہی کیوں نہ ہو پاک ہے اور نہر کا وہ پانی جو بقدار کُر ہو یا اس پانی کے ذریعہ سے جو کہ متغیّر نہیں ہوا۔ چشمہ کے پانی کے ساتھ متصل ہو پاک ہوگا ورنہ نجس۔

(۳۱) وہ چشمہ جس کا پانی جاری نہیں لیکن اس طرح ہے کہ اگر اس سے پانی نکال لیا جائے تو اندر سے پانی نکل آتا ہے تو وہ جاری پانی والا حکم رکھتا ہے یعنی اگر اس میں نجاست پڑ جائے تو جب تک اس کا رنگ بُو اور ذائقہ نجاست کی وجہ سے متغیّر نہ ہو وہ پاک ہوگا۔

(۳۲) وہ پانی جو کنارے پر کھڑا ہے اور نہر کے جاری پانی سے متصل ہے جاری پانی کا حکم رکھتا ہے۔

(۳۳) وہ چشمہ جو سردی میں پھُوٹتا اور گرمی میں خشک ہو جاتا ہے جب تک اس سے پانی پھوٹ رہا ہے وہ جاری کا حکم رکھتا ہے۔

(۳۴) حمام کے حوض کا پانی اگرچہ کُر سے کم ہو لیکن آب جاری ہے لیکن بنا بر احتیاط واجب اس کا اس خزانے کے ساتھ جو کُر کے برابر ہو یا اس حوض کے ساتھ جو کُر ہے متصل ہونا لازم ہے۔ اس کا حکم جاری ہے۔

(۳۵) حمام کے نلوں کا وہ پانی جو ٹونٹیوں اور فواروں سے گرتا ہے اگر کُر کے ساتھ متصل ہو تو جاری پانی کا حکم رکھے گا۔ اسی طرح گھروں کے نل اگر کُر سے متصل ہوں تو کُر والا حکم رکھتے ہیں۔

(۳۶) وہ پانی جو زمین پر بہہ رہا ہے لیکن زمین سے نہیں پھوٹ رہا جب کُر سے کم ہو اور اس میں نجاست پڑ جائے تو نجس ہو گا اور اگر اُوپر سے نیچے کی طرف زور سے پڑے اور نچلے حصّے سے نجاست لگے تو اُوپر والا حصّہ نجس نہیں ہو گا۔

۴۔ بارش کا پانی

(۳۷) اگر اس نجس چیز پر کہ جس میں عین نجاست نہ ہو۔ ایک مرتبہ بارش برس جائے تو جہاں جہاں بارش کا پانی پڑ رہا ہو وہ جگہ پاک ہو جائے گی۔ فرش اور لباس وغیرہ کا نچوڑنا ضروری نہیں لیکن بارش کے دو تین قطرے ہی پڑنا کافی نہیں بلکہ اس طرح ہو کہ عرفاً کہا جائے کہ بارش ہو رہی ہے۔

(۳۸) اگر بارش کا پانی عین نجاست پر پڑ رہا ہو اور اس کی چھینٹیں دوسری جگہ پر جا رہی ہوں تو اگر چھینٹوں کے ساتھ عین نجاست نہ ہو اور نجاست کے رنگ و بُو ذائقہ سے متاثر بھی نہ ہوں تو پاک ہیں چنانچہ اگر بارش خون پر برس رہی ہو اور وہاں سے چھینٹیں اُڑ رہی ہوں تو اگر خون کے ذرّات ان میں ہوں یا وہ خون کے رنگ، بُو یا ذائقہ سے متاثر ہوں تو نجس ہوں گی۔

(۳۹) اگر مکان کی چھت یا کوٹھے پر عین نجاست پڑی ہو جب تک چھت پر بارش برس رہی ہے تو پانی جو اس نجس چیز سے لگ کر چھت یا پرنالے سے آ رہا ہے پاک ہے لیکن اگر بارش رُک جانے کے بعد معلوم ہو کہ جو پانی گر رہا ہے وہ نجس چیز سے لگ چکا ہے تو وہ نجس ہے۔

(۴۰) وہ نجس زمین جس پر بارش برس جائے پاک ہو جائے گی اور اگر بارش کا پانی زمین پر چل کر چھت کے نیچے نجس چیز تک پہنچ جائے تو اس کو بھی پاک کر دے گا۔

(۴۱) نجس مٹی اگر بارش برسنے کی وجہ سے کیچڑ بن جائے اور پانی اس کو گھیرے تو پاک ہے اور اگر صرف تَری اس کو آ لگے تو پاک نہیں ہو گی۔

(۴۲) اگر بارش کا پانی کسی جگہ جمع ہو جائے چاہے وہ کُر سے کم ہی کیوں نہ ہو اگر بارش برستے وقت کسی نجس چیز کو اس میں دھویا جائے اور نجاست سے پانی کا رنگ، بو اور ذائقہ بھی نہ بدلے تو وہ نجس چیز پاک ہو جائے گی۔

(۴۳) اگر اس پاک فرش پر جو نجس زمین کے اُوپر ہے، بارش برس جائے اور بارش کا پانی نجس زمین پر

جاری ہو جائے تو فرش نجس نہیں ہوگا اور زمین بھی پاک ہو جائے گی۔

۵۔ کنویں کا پانی

(۴۴) کنویں کا پانی جو زمین سے نکلتا ہے اگرچہ کُر سے کم ہی کیوں نہ ہو جب اس میں نجاست پڑے تو جب تک اس کا رنگ، بُو اور ذائقہ اس نجاست کی وجہ سے متغیّر نہ ہو پاک ہے ہاں مستحب ہے کہ بعض نجاستوں کی وجہ سے مخصوص مقدار میں جو مفصل کتابوں میں لکھی ہوئی ہے، پانی نکالا جائے۔

(۴۵) اگر کوئی نجاست کنویں میں جا پڑے اور اس کے پانی کے رنگ، بو اور ذائقہ کو بدل دے اب اگر تغیّر زائل ہو جائے تو پانی کے پاک ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ نیچے سے پھوٹنے والے پانی سے مل جائے۔

(۴۶) اگر بارش کا پانی یا کوئی اور پانی کسی گڑھے میں جمع ہو جائے اور کُر سے کم ہو تو اگر بارش کے بند ہونے کے بعد کوئی نجاست اس میں مل جائے تو نجس ہوگا۔

۶۔ پانی کے احکام

(۴۷) مضاف پانی کہ جس کے معنے معلوم ہو چکے ہیں۔ نجس چیز کو پاک نہیں کرتا اور وضو اور غسل بھی اس سے باطل ہیں۔

(۴۸) اگر ذرہ برابر نجاست مضاف پانی میں جا پڑے تو پانی نجس ہو جائے گا ہاں اگر مضاف اُوپر سے نیچے کی طرف زور کے ساتھ پڑے تو صرف وہی حصّہ نجس ہوگا جو نجاست سے مل گیا ہے اور اس سے اُوپر والا حصّہ پاک ہوگا مثلاً گلاب کے پانی کو گلاب دان سے نجس ہاتھ پر ڈالا تو جو پانی ہاتھ سے لگا ہے نجس اور اُوپر والا جو ہاتھ تک نہیں پہنچا ہے وہ پاک ہے۔ اسی طرح اگر فوّارہ کی طرح پانی زور کے ساتھ نیچے سے اُوپر کی طرف جائے تو اگر نجاست اوپر والے حصّہ کو لگے تو نیچے والا حصّہ نجس نہیں ہوگا۔

(۴۹) اگر مضاف پانی جو نجس ہے، کُر یا جاری کے ساتھ اس طرح مل جائے کہ اسے مضاف پانی نہ کہا جائے تو وہ پاک ہو جائے گا۔

(۵۰) جو پانی مطلق تھا اگر یہ معلوم نہ ہو کہ وہ مضاف ہوا ہے یا نہیں تو اس کا مطلق پانی والا حکم ہوگا۔ یعنی نجس چیز کو پاک کرے گا اور اس سے غسل اور وضو کرنا بھی صحیح ہوگا اور جو پانی مضاف تھا اور یہ معلوم نہ ہو کہ

مطلق ہوا ہے یا نہیں تو وہ مضاف پانی کی طرح ہے یعنی نجس چیز کو پاک نہیں کرے گا اور اس سے غسل اور وضو باطل ہوں گے۔

(۵۱) جس پانی کے متعلق علم نہ ہو کہ وہ مطلق ہے یا مضاف اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ پہلے مطلق تھا یا مضاف وہ نجس چیز کو پاک نہیں کرے گا اور اس سے غسل اور وضو باطل ہیں۔ ہاں اگر وہ پانی کُر یا اس سے زیادہ مقدار میں ہو اور اس میں نجاست پڑ جائے تو اس پر نجاست کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

(۵۲) وہ پانی کہ جس میں عین نجاست مثلاً خون یا پیشاب جا پڑے اور اس کے رنگ، بُو یا ذائقہ کو متغیر کر دے۔ اگرچہ کُر یا جاری ہی کیوں نہ ہو وہ نجس ہو جائے گا ہاں اگر اس پانی سے علیحدہ قریب پڑی ہوئی نجاست کی وجہ سے اس کا رنگ، بُو یا ذائقہ تبدیل ہو جائے مثلاً قریب پڑے مردار کی وجہ سے اس پانی کی بُو تبدیل ہو جائے تو وہ نجس نہیں ہو گا۔

(۵۳) وہ پانی جس میں عین نجاست مثلاً خون یا پیشاب جا پڑے اور اس کے رنگ، بُو یا ذائقہ کو تبدیل کر دے اگر وہ کُر یا جاری سے متصل ہو جائے یا اس پر بارش برس جائے یا ہوا بارش کا پانی اس میں ڈال دے یا پرنالہ وغیرہ سے بارش کا پانی برستے وقت اس میں جا گرے اور اس کا تغیر ختم ہو جائے تو وہ پاک ہو جائے گا۔ لیکن ضروری ہے کہ بارش یا کُر یا جاری پانی اس پانی سے پورے طور پر مل جائے۔

(۵۴) وہ پانی جو نجس شدہ چیز کو پاک کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اس کو غسالہ کہتے ہیں، نجس ہے۔

(۵۵) جو پانی پہلے پاک تھا اور معلوم نہ ہو کہ نجس ہوا ہے یا نہیں تو وہ پاک ہے اور جو پانی پہلے نجس تھا اور پھر یہ معلوم نہ ہو کہ پاک ہوا ہے یا نہیں تو وہ نجس ہے۔

(۵۶) کتے، خنزیر اور کافر کے پیئے ہوئے سے جو بچ جائے وہ نجس اور اس کا پینا حرام ہے۔ باقی حرام گوشت جانوروں کے پیئے ہوئے سے بچا ہوا پاک اور اس کا پینا مکروہ ہے۔

اَحکامِ بَیتُ الخَلاء

پیشاب پاخانہ کرنا

(۵۷) ہر شخص پر واجب ہے کہ پیشاب و پاخانہ کرتے وقت اور دیگر حالات میں اپنی شرمگاہ بالغ عاقل اشخاص سے چھپائے اگرچہ وہ اس کی ماں بہن ہی کیوں نہ ہوں جو کہ اس کی محرم ہیں اور اسی طرح اس دیوانہ اور بچے سے بھی چھپائے جو اچھائی اور بُرائی کو سمجھ سکتا ہے۔ ہاں شوہر و بیوی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنی شرمگاہ ایک دوسرے سے چھپائیں۔

(۵۸) ضروری نہیں کہ شرمگاہ کو کسی خاص چیز سے چھپایا جائے مثلاً اگر ہاتھ سے ہی چھپالے تو کافی ہے۔

(۵۹) بول و براز کرتے وقت بدن کا اگلا حصہ یعنی شکم وسینہ قبلہ رُخ نہ ہوں اور قبلہ کی طرف پُشت بھی نہ ہو۔

(۶۰) اگر پیشاب پاخانہ کرتے وقت بدن کا اگلا حصہ قبلہ رُخ یا بقبلہ پُشت ہو تو شرمگاہ کو صرف موڑلینا کافی نہیں ہوگا اور اگر جسم کا اگلا حصہ قبلہ رُخ یا قبلہ کی طرف پُشت کئے نہ ہو تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ شرمگاہ رُوبقبلہ اور پُشت بقبلہ نہ ہو۔

(۶۱) مقام پیشاب و پاخانہ کو پاک کرتے وقت قبلہ رُخ یا پُشت بقبلہ ہونے میں کوئی اشکال نہیں۔ البتہ اگر استبرا کرتے وقت پیشاب مقام پیشاب سے باہر آجائے تو اس وقت رُوبقبلہ یا پُشت بقبلہ ہونا حرام ہے۔

(۶۲) اگر غیر محرم کے دیکھنے سے بچنے کیلئے انسان مجبور ہو کر قبلہ رُخ یا پُشت بقبلہ بیٹھے تو پھر اُسے قبلہ رُخ یا پُشت بقبلہ ہی بیٹھنا چاہیئے اور اگر کسی اور وجہ سے بھی مجبور ہو جائے تو بھی رُوبقبلہ یا پُشت بقبلہ بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۶۳) احتیاط واجب یہ ہے کہ بچے کو بول و براز کراتے وقت قبلہ رُخ یا پُشت بقبلہ نہ بٹھایا جائے۔ ہاں اگر بچہ خود بخود بیٹھ جائے تو اسے روکنا واجب نہیں۔

(۶۴) چار مقامات پر بول و براز کرنا حرام ہے :-

۱۔ بند گلیوں میں جب تک ان گلیوں کے مالک اجازت نہ دیں ۔

۲۔ کسی کی مِلک میں جب تک کہ مالک بول و براز کی اجازت نہ دیں ۔

۳۔ ایسی جگہ میں جو کسی خاص گروہ کے لئے وقف کی گئی ہو جیسے بعض مدارس ۔

۴۔ مومنین کی قبور پر جب کہ ان کی بے حرمتی کا باعث ہو ۔

(۶۵) تین موارد ایسے ہیں کہ جہاں پاخانہ کی جگہ صرف پانی ہی سے پاک ہو سکتی ہے :-

۱۔ پاخانہ کے ساتھ کوئی اور نجاست مثلاً خون وغیرہ خارج ہو ۔

۲۔ باہر کی کوئی نجاست مقامِ پاخانہ پر آکر لگے ۔

۳۔ مقامِ پاخانہ کے کنارے معمول سے زیادہ نجاست آلود ہو گئے ہوں ۔

ان تین صورتوں کے علاوہ اختیار ہے چاہے تو مقام پاخانہ کو پانی سے دھوئے ورنہ اس طریقہ سے جو بعد میں ذکر کیا جائے گا ۔ کپڑے کے ٹکڑے اور پتھر وغیرہ سے پاک صاف کرے اگرچہ پانی سے دھونا ہی بہتر ہے ۔

(۶۶) مقامِ پیشاب صرف پانی ہی سے پاک ہو سکتا ہے اور اگر پیشاب کے ختم ہو جانے کے بعد ایک ہی مرتبہ دھویا جائے تو کافی ہے ہاں جنہیں پیشاب مقامِ مخصوص کے علاوہ کسی اور جگہ سے آتا ہے ان کے لئے احتیاط واجب یہ ہے کہ اس جگہ کو دو مرتبہ دھوئیں اور عورت کا حکم بھی مرد جیسا ہے ۔

(۶۷) اگر مقامِ پاخانہ کو پانی سے دھویا گیا ہو تو کوئی ذرّہ پاخانہ کا باقی نہیں رہنا چاہیئے ۔ البتہ رنگ و بو کے باقی رہ جانے میں کوئی حرج نہیں ۔ اگر پہلی مرتبہ اس طرح دھو لیا گیا ہے کہ پاخانہ کا کوئی ذرّہ باقی نہیں رہا تو دوبارہ دھونے کی ضرورت نہیں ہے

(۶۸) جب پتھر اور ڈھیلا وغیرہ پاخانہ کو مقامِ مخصوص سے دُور کر دیں تو اگرچہ اس مقام کے پاک ہو جانے میں تامّل ہے لیکن اس صورت میں نماز پڑھی جا سکتی ہے اور اگر کوئی چیز اس مقام سے لگ جائے تو وہ نجس نہیں ہو گی ۔ چھوٹے چھوٹے ذرّات اور مقامِ مخصوص کی چپک لچک اشکال نہیں رکھتے ۔

(۶۹) ضروری نہیں کہ پتھر یا کپڑے کے تین ٹکڑوں سے اس جگہ کو پاک کیا جائے بلکہ ایک پتھر یا ایک کپڑے کے تین اطراف کا استعمال بھی کافی ہے بلکہ اگر ایک مرتبہ استعمال کرنے سے پاخانہ برطرف ہو جائے تو کافی ہے ہاں اگر ہڈی گوبر یا ان چیزوں سے کہ جن کا احترام ضروری ہے (جس طرح وہ کاغذ جس پر نام خدا لکھا ہو) محل پاخانہ کو صاف کرے تو بنا بر احتیاط واجب نماز نہیں پڑھ سکتا ۔

(۷۰) اگر شک پیدا ہو جائے کہ میں نے مقامِ مخصوص کو پاک کیا ہے یا نہیں اگرچہ ہمیشہ پیشاب و پاخانہ کے بعد فوراً استنجے کرتا رہتا ہو تب بھی طہارت کرنا ضروری ہے۔

(۷۱) اگر نماز پڑھ لینے کے بعد انسان شک کرے کہ نماز پڑھنے سے پہلے استنجا کیا تھا یا نہیں تو جو نماز پڑھ چکا ہے وہ تو صحیح ہے البتہ بعد کی نمازوں کے لئے طہارت کرنا پڑے گی۔

استبرأ

(۷۲) استبرأ ایک مستحب فعل ہے جسے مرد پیشاب خارج ہونے کے بعد انجام دیتے ہیں اس کے کئی طریقے ہیں ان میں سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ پیشاب رُک جانے کے بعد اگر مقام پاخانہ نجس ہے تو پہلے اسے پاک کرلے اس کے بعد بائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی سے پاخانہ نکلنے والی جگہ سے لے کر آلۂ تناسل کی جڑ تک تین مرتبہ کھینچے پھر انگوٹھے کو آلۂ تناسل کے اُوپر اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو نیچے رکھ کر تین مرتبہ ختنہ کی جگہ تک کھینچے اور اس کے بعد تین مرتبہ آلۂ تناسل کے سرے کو نچوڑے۔

(۷۳) وہ تری جو میاں بیوی کی خوش فعلی کے بعد خارج ہوتی ہے کہ جسے مَذی کہتے ہیں پاک ہے۔ اسی طرح وہ تری جو کبھی کبھار منی نکلنے کے بعد خارج ہوتی ہے جسے وَدی کہا جاتا ہے اور وہ تری جو گاہے گاہے پیشاب کے بعد خارج ہوتی ہے کہ جسے وَدی کہتے ہیں اگر پیشاب کے قطرات اسے نہ لگ گئے ہوں تو پاک ہے اور اگر انسان پیشاب کرنے کے بعد استبرأ کرلے اور پھر کوئی تری خارج ہو جس کے متعلق شک ہو کہ یہ پیشاب ہے یا مذکورہ بالا چیزوں میں سے کوئی ایک ہے تو وہ پاک ہے۔

(۷۴) اگر انسان کو شک ہو کہ استبرأ کیا تھا یا نہیں اور کوئی تری خارج ہو اور معلوم نہ ہو سکے کہ پاک ہے یا نہیں تو وہ نجس ہوگی اور اگر وضو کر لیا تھا تو باطل ہو جائے گا ہاں اگر شک ہے کہ جو استبرأ کیا تھا وہ صحیح تھا یا نہیں اور اس صورت میں رطوبت خارج ہوئی کہ جس کے متعلق علم نہ ہو سکے کہ پاک ہے یا نجس تو وہ پاک ہوگی اور وضو بھی باطل نہیں ہوگا۔

(۷۵) جس نے استبرأ نہ کیا ہو اب اگر کافی دیر گزرنے کی وجہ سے یقین ہو جائے کہ پیشاب مجریٰ میں باقی نہیں رہا اور کچھ رطوبت خارج ہو اور شک کرے کہ پاک ہے یا نہیں تو وہ تری پاک ہوگی اور وہ وضو بھی باطل نہیں ہوگا۔

(۷۶) اگر انسان پیشاب کے بعد استبرأ کرے اور پھر وضو کرلے اور وضو کے بعد کوئی رطوبت خارج ہو کہ جس کے

متعلق اسے یقین ہو کہ یا پیشاب ہے یا منی تو احتیاط واجب یہ ہے کہ غسل کرے اور وضو بھی کرے ہاں اگر وضو نہ کر چکا ہو تو پھر وضو ہی کافی ہے۔

(۷۷) عورت کے لئے پیشاب کے بعد استبراء نہیں ہے۔ اب اگر اسے کوئی تری نظر آئے اور شک کرے کہ پاک ہے یا نجس تو وہ پاک ہوگی اور وہ تری وضو اور غسل کو بھی باطل نہیں کرے گی۔

بیت الخلاء کے مستحبات و مکروہات

(۷۸) مستحب ہے کہ پیشاب و پاخانہ کے لئے انسان ایسی جگہ بیٹھے جہاں اسے کوئی دیکھنے والا نہ ہو اور بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھے۔ اسی طرح مستحب ہے کہ بول براز کرتے وقت انسان کا سر ڈھکا ہو اور بدن کا بوجھ بائیں پاؤں پر ڈالا جائے۔

(۷۹) بول براز کرتے وقت سورج یا چاند کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کسی طرح اپنی شرمگاہ کو چھپالے تو پھر مکروہ نہیں ہے اور بول براز کرتے وقت تیز ہوا کی طرف رُخ کر کے شاہراہوں، سڑکوں گلی کوچوں ڈیوڑھیوں اور میوہ دار درختوں کے نیچے بیٹھنا اور کچھ کھانا، زیادہ دیر بیٹھے رہنا اور دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔ اسی طرح پیشاب خانہ کرتے وقت باتیں کرنا بھی مکروہ ہے۔ ہاں اگر بات کرنے پر مجبور ہو یا ذکر الٰہی کر رہا ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

(۸۰) کھڑے ہو کر سخت زمین جانوروں کے بلوں میں اور پانی کے اندر پیشاب کرنا خصوصاً کھڑے ہوئے پانی میں مکروہ ہے۔

(۸۱) پیشاب و پاخانہ کو روک کے رکھنا مکروہ ہے اور اگر مضر ہو تو پھر نہیں روکنا چاہیئے۔

(۸۲) مستحب ہے کہ انسان نماز سے پہلے، سونے سے پہلے، جماع سے پہلے اور منی خارج ہونے کے بعد پیشاب کرے۔

نجاسات

(۸۳) گیارہ چیزیں نجس ہیں:

۱۔ پیشاب ۲۔ پاخانہ ۳۔ منی ۴۔ مُردار ۵۔ خون ۶۔ کُتّا ۷۔ خنزیر ۸۔ کافر

۹۔ شراب ۱۰۔ فُقاع (بیئر) ۱۱۔ نجاست خور اُونٹ کا پسینہ

۱-۲۔ پیشاب و پاخانہ

(۸۴) انسان اور ہر حرام گوشت جانور کا کہ جو خون جہندہ رکھتا ہو (یعنی اگر اس کی رگ کو کاٹا جائے تو دھار مار کر خون نکلے) پیشاب و پاخانہ نجس ہے ہاں مچھر و مکھی جیسے چھوٹے جانوروں کا فُضلہ جو کہ گوشت نہیں رکھتے پاک ہے۔

(۸۵) حرام گوشت پرندوں کا فضلہ (بیٹھ) نجس ہے۔

(۸۶) نجاست خور جانور کا پیشاب و پاخانہ نجس ہے اور اسی طرح حکم ہے اس جانور کا جس سے کسی انسان نے بدکاری کی ہو اور اس بھیڑ بکری کا بھی جس کا گوشت خنزیر کے دُودھ سے مستحکم ہوا ہو۔

۳۔ مَنی

(۸۷) خون جہندہ رکھنے والے جانور کی مَنی نجس ہے۔

۴۔ مُردار

(۸۸) خون جہندہ رکھنے والے جانور کا مُردہ نجس ہے چاہے وہ خود بخود مرگیا ہو یا شریعت کے معین شدہ طریقہ کے علاوہ اسے ذبح کیا گیا ہو اور مچھلی چونکہ خون جہندہ نہیں رکھتی اگرچہ پانی میں ہی مرجائے وہ پاک ہے۔

(۸۹) مُردار حیوان کی وہ چیزیں پاک ہیں جن میں جان نہیں ہے جیسے پشم، بال، ہڈیاں، دانت بشرطیکہ وہ حیوان کتے کی طرح نجس نہ ہو۔

(۹۰) اگر انسان یا اس حیوان (جو خون جہندہ رکھتا ہے) کے بدن سے اس کی زندگی کی حالت میں گوشت یا کوئی ایسی چیز جو جان رکھتی ہے جُدا کریں تو وہ نجس ہوگی۔

(۹۱) ہونٹوں کا مختصر چمڑہ اور اسی طرح دوسری جگہوں کا وہ چمڑہ کہ جس کے گرنے کا وقت قریب ہے اگر خود انسان اس کو کھینچ لے تو وہ پاک ہے ہاں احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ چمڑہ جس کے گرنے کا وقت قریب نہ پہنچا ہو اگر اسے کھینچ لیا جائے تو اس سے اجتناب کیا جائے۔

(۹۲) وہ انڈا جو مُردہ مرغی کے پیٹ سے نکالا جائے اگر اس کی اُوپر والی چھال سخت ہو چکی ہو تو وہ پاک ہے لیکن اس کے ظاہری حصّہ کو دھو لینا چاہیئے۔

(۹۳) اگر بھیڑ یا بکری کا بچہ جب کہ ابھی وہ گھاس نہ کھاتا ہو مر جائے تو اس کے پنیر دان میں جو پنیر مایہ موجود ہے وہ پاک ہے البتہ اس کے اُوپر والے حصّہ کو دھونا پڑے گا۔

(۹۴) بہنے والی دوائیاں، عطر، روغنیات اور صابن وغیرہ جو باہر کے ملکوں سے آتی ہیں اگر ان کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو تو وہ پاک ہیں۔

(۹۵) گوشت، چربی اور چمڑہ جو مسلمانوں کے بازاروں میں فروخت کیے جاتے ہیں وہ پاک ہیں اور اگر ان میں سے کوئی چیز مسلمان کے ہاتھ میں ہو اور جانتا ہو کہ اس مسلمان نے کافر سے لی ہے اور احتمال دیں کہ اس مسلمان نے جانچ پڑتال کی ہے کہ یہ اس حیوان سے ہے جس کو دستورِ شرع کے مطابق ذبح کیا گیا ہے یا نہیں اور اسی طرح بنا بر احتیاط واجب وہ جانتا ہو کہ مسلمان نے اس چیز کے ساتھ پاک چیز کا رفتار کیا ہے تو وہ چیز پاک ہے۔ لیکن اگر جان لے کہ اس نے جانچ پڑتال نہیں کی ہے تو وہ چیز نجس ہے۔

۵۔ خُون

(۹۶) انسان اور ہر اس حیوان کا خون نجس ہے جو کہ خون جہندہ رکھتا ہے یعنی وہ حیوان کہ جس کی رگ کاٹی جائے تو اس سے دھار مار کے خون نکلے لہٰذا وہ جانور جو خون جہندہ نہیں رکھتے جیسے مچھلی اور مچھر تو ان کا خون پاک ہے۔

(۹۷) اگر حلال گوشت جانور کو دستورِ شرعی کے مطابق ذبح کیا گیا ہو اور مقدارِ متعارف خون اس سے خارج ہو چکا ہو تو بدن میں باقی رہ جانے والا خون پاک ہے۔ ہاں اگر سانس لینے یا جانور کے سر کے بلند جگہ پر ہونے کی وجہ سے خون دوبارہ اس کے بدن میں پلٹ گیا ہو تو وہ خون نجس ہے۔

(۹۸) جو خون انڈے میں ہوتا ہے نجس نہیں لیکن اس کا کھانا حرام ہے اور اگر خون کو انڈے کی زردی سے اس طرح ملایا جائے کہ خون باقی نہ رہے تو زردی کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

(۹۹) جو خون کبھی کبھی دودھ دوہنے کے وقت نظر آتا ہے وہ خود نجس اور دُودھ کو بھی نجس کر دیتا ہے۔

(۱۰۰) جو خون دانتوں سے نکلتا ہے نجس ہے اور اس کا کھانا حرام ہے۔ لیکن اگر لعاب دہن سے ملنے کی وجہ سے ختم ہو جائے تو پاک ہے اور لعاب دہن کا نگل لینا بھی اس صورت میں اشکال نہیں رکھتا۔

(۱۰۱) وہ خون جو ناخن یا چمڑے کے نیچے چوٹ لگنے کی وجہ سے بے جان ہو جاتا ہے۔ اگر وہ ایسی حالت اختیار کرے کہ اب اسے خون نہ کہا جاتا ہو تو وہ پاک ہے اور اگر اسے خون کہتے ہیں تو ناخن یا چمڑے

میں سوراخ ہو جانے کی صورت میں اگر دشوار نہ ہو تو وضو اور غسل کے لئے اس خون کو نکال دیا جائے اور اگر باعثِ مشقّت ہو تو اس کے کنارے اس طرح دھوئیں کہ نجاست میں زیادتی نہ ہو اور کوئی کپڑا یا کپڑے ایسی چیز اس پر ڈال دی جائے اور اس کپڑے وغیرہ پر تَر ہاتھ پھیرا جائے اور تیمم بھی کیا جائے۔

(۱۰۲) اگر انسان کو یہ معلوم نہ ہو کہ چمڑے کے نیچے بے جان خون ہے یا چوٹ لگنے کی وجہ سے گوشت کی یہ کیفیت ہو گئی ہے تو وہ پاک ہے۔

(۱۰۳) اگر ہنڈیا کے جوش کھانے کے وقت خون کا ایک ذرّہ اس میں جا پڑے تو پورا سالن اور اس کا برتن نجس ہو جائے گا اور سالن کا اُبلنا حرارت آگ اُسے پاک نہیں کر سکیں گے۔

(۱۰۴) وہ زردی جو زخم کے ٹھیک ہو جانے کی حالت میں اطراف زخم میں پیدا ہو جاتی ہے اگر یہ معلوم نہ ہو کہ وہ خون سے ملی ہوئی ہے تو وہ پاک ہوگی۔

۶۔ ۷ کُتّا اور خنزیر

(۱۰۵) اس کتے اور خنزیر (جو خشکی میں زندگی بسر کرتے ہیں) کے بال، ہڈیاں، پنجہ، ناخن اور رطوبات تک سب نجس ہیں البتہ دریائی کتا و خنزیر پاک ہیں۔

۸۔ کافر

(۱۰۶) کافر یعنی وہ شخص جو منکرِ خدا ہے یا کسی کو خدا کا شریک قرار دیتا ہے یا حضرت خاتم الانبیاء محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوّت کو قبول نہیں کرتا تو وہ نجس ہے اور اسی طرح اگر وہ مذکورہ بالا عقائد میں شک رکھتا ہو نیز اگر وہ ضروریاتِ دین کا منکر ہو مثلاً نماز اور روزہ کہ جس کو مسلمان جزوِ دینِ اسلام سمجھتے ہیں اور وہ یہ بھی جانتا ہو کہ یہ چیز ضروریِ دین ہے پھر اس کے انکار کی برگشت خدا، توحید اور نبوّت کے انکار کی طرف ہو تو وہ نجس ہوگا اور اگر اس کے ضروریِ دین ہونے کا علم نہ رکھتا ہو اسی طرح کہ اس کا انکار خدا یا توحید یا نبوت کے انکار تک نہ پہنچتا ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے۔

(۱۰۷) کافر کا تمام بدن یہاں تک کہ اس کے بال، ناخن اور بدن کی رطوبت بھی نجس ہے۔

(۱۰۸) اگر کسی نابالغ بچے کے ماں باپ اور دادا دادی کافر ہوں تو وہ بچہ بھی نجس ہوگا اور اگر ان میں سے کوئی ایک مسلمان ہو تو پھر وہ بچہ پاک ہوگا۔

(۱۰۹) جس کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ وہ مسلمان ہے یا نہیں تو وہ پاک ہے لیکن اس پر مسلمان والے احکام جاری نہیں ہوں گے مثلاً مسلمان عورت سے نکاح نہیں کر سکتا اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہی کیا جائیگا۔

(۱۱۰) اگر کوئی مسلمان بارہ اماموں میں سے کسی ایک کو گالیاں دے یا ان سے دشمنی رکھے تو وہ نجس ہے۔

۹۔ شراب

(۱۱۱) شراب اور ہر وہ چیز جو انسان کو مست کر دے اور وہ ذاتی طور پر بہنے والی ہو تو وہ نجس ہے اور اگر وہ مثل بھنگ اور دیگر بوٹیوں کے ہو جو ذاتاً بہنے والی نہیں ہیں اگرچہ اس میں کوئی ایسی چیز ملا دی گئی ہو کہ جس کی وجہ سے بہنے والی چیزوں میں وہ شمار ہو جائیں تو وہ پاک ہیں۔

(۱۱۲) الکحل (سپرٹ) صنعتی جو کہ دروازے میز اور کرسی وغیرہ کو رنگنے کے کام آتی ہے۔ اگر انسان کو معلوم نہ ہو کہ یہ مست کرنے اور بہنے والی چیز سے بنائی گئی ہے تو پاک ہے۔

(۱۱۳) اگر انگور یا انگور کا پانی خود بخود اُبل جائے تو حرام ہے نجس نہیں ہوگا مگر یہ کہ علم ہو جائے کہ یہ مست کر دے گا اور اگر اسے پکانے کی وجہ سے ابال آجائے تو بھی اس کا کھانا حرام ہے لیکن وہ نجس نہیں ہے۔

(۱۱۴) کھجور مویز اور کشمش اور ان کے پانی کو اگر ابال آجائے تب بھی وہ پاک ہے اور اس کا کھانا حلال ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔

۱۰۔ فُقاع

(۱۱۵) فقاع وہ شراب ہے کہ جسے جَو سے بنایا جاتا ہے اور اسے آبِ جَو کہتے ہیں یہ نجس ہے۔ ہاں البتہ وہ پانی جو حکیم کے کہنے کے مطابق جَو سے لیا جاتا ہے کہ جسے ماء الشعیر کہتے ہیں وہ پاک ہے۔

مجنب از حرام کا پسینہ

(۱۱۶) جو شخص حرام سے مجنب ہو یعنی زنا وغیرہ سے تو اس کا پسینہ نجس نہیں البتہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر ایسا پسینہ بدن یا لباس پر لگا ہو تو اس کے ہوتے ہوئے نماز نہ پڑھی جائے۔

(۱۱۷) اگر انسان اپنی بیوی سے ایسے وقت میں جماع کرے جبکہ جماع کرنا حرام ہے مثلاً ماہِ رمضان المبارک

میں رونے کی حالت میں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ حالت نماز میں اپنے پسینہ سے اجتناب کرے۔

(۱۱۸) اگر مجنب از حرام تنگئ وقت کی وجہ سے غسل کے بدلے تیمم کرے اور تیمم کے بعد اسے پسینہ آجائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ حالتِ نماز میں اپنے پسینہ سے اجتناب کرے ہاں اگر کسی اور عذر کی بنا پر اس نے تیمم کیا تھا تو اجتناب ضروری نہیں۔

(۱۱۹) ایک شخص حرام سے مجنب ہوا پھر جس سے مباشرت حلال تھی اس سے مباشرت کی تو بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ حالتِ نماز میں اپنے پسینہ سے اجتناب کرے۔ ہاں اگر پہلے حلال سے اور پھر حرام سے مجنب ہوا تو اس کا پسینہ پاک ہے۔

۱۱۔ نجاست کھانیوالے اُونٹ کا پسینہ

(۱۲۰) نجاست کھانے والے اُونٹ کا پسینہ نجس ہے ہاں اگر اس کے علاوہ کوئی اور جانور نجاست کھاتا تو اُس کے پسینہ سے اجتناب ضروری نہیں۔

نجاست ثابت ہونے کا طریقہ

(۱۲۱) کسی چیز کا نجس ہونا تین طریقوں سے ثابت ہوتا ہے :-

۱۔ یہ کہ انسان کو یقین ہو جائے کہ یہ چیز نجس ہے اور اگر گمان ہو کہ فلاں چیز نجس ہے تو اس سے اجتناب کرنا ضروری نہیں لہٰذا ایسے ہوٹلوں میں کھانا کھانا اور چائے وغیرہ پینا کہ جہاں ایسے اشخاص کھانا کھاتے ہیں جو پاک و نجس کی پرواہ نہیں کرتے کوئی اشکال نہیں رکھتا جب تک انسان کو یقین نہ ہو کہ جو کھانا مجھے دیا جارہا ہے یہ نجس ہے۔

۲۔ جو چیز جس کے قبضہ میں ہے وہ کہے کہ یہ نجس ہے مثلاً انسان کی بیوی نوکر یا ملازمہ کہے کہ یہ برتن یا کوئی اور چیز اس کے قبضہ میں رہتی ہے نجس ہے۔

۳۔ یہ کہ دو عادل اشخاص کہیں کہ یہ نجس ہے اور اگر ایک عادل بھی کہہ دے کہ نجس ہے تو بھی احتیاط، واجب یہ ہے کہ اس چیز سے اجتناب کرے۔

(۱۲۲) اگر مسئلہ سے ناواقفیت کی بنا پر انسان کو معلوم نہ ہو کہ یہ چیز نجس ہے یا پاک مثلاً معلوم نہیں حرام

سے مجنب کا پسینہ پاک ہے یا نہیں تو مسئلہ پوچھنا چاہیئے ہاں اگر مسئلہ تو اسے معلوم ہو لیکن شک ہے کہ یہ چیز نجس ہے یا پاک۔ مثلاً شک ہے کہ یہ خون ہے کہ نہیں اسے مچھر کا خون ہے یا انسان کا تو وہ پاک ہے۔

(۱۲۳) کسی نجس چیز کے متعلق اگر شک ہو جائے کہ وہ پاک ہو گئی ہے یا نہیں تو وہ نجس ہے اور اگر کسی پاک چیز کے متعلق شک ہو کہ نجس ہوئی ہے یا نہیں تو وہ پاک ہے اور اگر ان چیزوں کے پاک یا نجس ہونے کا علم حاصل کر سکتا ہے تب بھی جستجو ضروری نہیں ہے۔

(۱۲۴) اگر انسان کو یقین ہو کہ ان دو برتنوں یا دو لباسوں میں سے ایک نجس ہے اور ہوں بھی دونوں اس کے اپنے استعمال میں لیکن معلوم نہ ہو کونسا ہے تو وہ دونوں سے اجتناب کرے بلکہ مثلاً اگر نہ جانتا ہو کہ اس کا اپنا لباس نجس ہوا ہے یا وہ لباس جو اس علم اجمالی کے بعد مورد ضرورت نہیں رہا ہے اور اصلاً اسے استعمال میں نہیں لاتا ہے اور دوسرے کا مال ہے۔ اس کے باوجود واجب یہ ہے کہ اپنے لباس کے استعمال سے پرہیز کرے۔

پاک چیز کیسے نجس ہوتی ہے

(۱۲۵) اگر پاک چیز کسی نجس چیز کو لگ جائے اور وہ دونوں یا ان میں سے ایک اس طرح تر ہو کہ اس کی تری دوسری چیز کو لگ جائے تو وہ پاک چیز نجس ہو جاتی ہے اور اگر تری اتنی نہیں جو دوسری کو لگ سکے تو پاک چیز نجس نہیں ہوگی۔

(۱۲۶) اگر پاک چیز نجس چیز سے لگ جائے اور انسان کو شک ہو کہ دونوں یا ان میں سے ایک تر تھی یا نہیں تو پاک چیز نجس نہیں ہوگی۔

(۱۲۷) دو چیزیں جن میں سے ایک نجس ہے لیکن معلوم نہیں کہ کونسی ہے، اگر کوئی پاک تر چیز ان میں سے ایک کے ساتھ لگ جائے تو وہ نجس نہیں ہوگی ہاں اگر ان میں سے ایک پہلے سے نجس تھی اور انسان کو علم نہیں کہ وہ پاک ہوئی ہے یا نہیں۔ اب اگر پاک چیز اس سے لگ جائے تو نجس ہو جائے گی۔

(۱۲۸) زمین کپڑا اور اسی قسم کی کوئی چیز اگر تر ہو تو جہاں جہاں نجاست لگے گی وہ نجس اور دوسری جگہیں پاک رہیں گی اور اسی طرح کھیرا اور خربوزہ وغیرہ بھی ہیں۔

(۱۲۹) شیرہ اور گھی وغیرہ اگر جمے ہوئے نہ ہوں تو ان کی ایک طرف بھی اگر نجس ہو جائے تو تمام نجس ہو جائیں گے ہاں اگر جمے ہوئے ہیں تو پھر نجس نہیں ہوں گے۔

(۱۳۰) اگر مکھی یا اس قسم کا کوئی جانور کسی تر چیز پر بیٹھ جائے اور اس کے بعد کسی پاک تر چیز پر بیٹھے تو اب

اگر انسان کو یقین ہو کہ اس جانور کے ساتھ نجاست لگی ہوئی تھی تو وہ پاک چیز نجس ہو جائے گی ورنہ وہ پاک رہیگی۔

(۱۳۱) اگر انسان کے بدن کا ایک حصّہ کہ جس پر پسینہ ہے نجس ہو جائے اور پسینہ وہاں سے بہہ کر دوسری طرف چلا جائے تو جہاں جہاں پسینہ جائے گا وہ جگہ نجس ہوتی جائے گی اور اگر پسینہ دوسری جگہوں کی طرف نہ جائے تو پھر بدن کے باقی حصّے پاک رہیں گے۔

(۱۳۲) وہ بلغم جو ناک یا گلے سے خارج ہوتا ہے اگر اس میں خون ہو تو جہاں خون لگا ہے وہ نجس اور باقی پاک ہوگا پس اگر منہ سے باہر یا ناک سے باہر وہ لگ جائے تو جس کے متعلق علم ہو کہ خون والا حصّہ اسے لگا ہے وہ نجس ہوگا اور جس کے متعلق شک ہو کہ نجس حصّہ اس سے لگا یا نہیں وہ پاک ہے۔

(۱۳۳) وہ لوٹا کہ جس میں نیچے سوراخ ہو اگر نجس زمین پر رکھ دیا جائے اور اس کے نیچے سے پانی اس طرح جمع ہو جائے کہ لوٹے کا پانی اور یہ ایک شمار ہوں تو لوٹے والا پانی بھی نجس ہو جائے گا لیکن پانی آگے کی طرف بہہ جائے یا زمین کے اندر چلا جائے جبکہ لوٹے کا سوراخ نجس زمین سے متصل ہے تو بھی احتیاط واجب ہے کہ لوٹے والے پانی سے اجتناب کیا جائے ہاں اگر لوٹے کا سوراخ نجس زمین سے متصل نہ ہو اور لوٹے کے نیچے والا پانی بھی لوٹے کے پانی کے ساتھ ایک شمار نہ ہو تو لوٹے کا پانی نجس نہیں ہوگا۔

(۱۳۴) اگر کوئی چیز بدن میں داخل ہو کر نجاست تک پہنچ جائے بدن سے باہر نکل آنے پر اگر نجاست آلود نہ ہو تو وہ پاک ہوگی لہٰذا اگر حقنہ کے آلات اور اس کا پانی مقام پاخانہ میں داخل ہوں یا ٹیکے کی سوئی اور چاقو وغیرہ بدن میں داخل ہوں اور باہر آنے کے بعد نجاست آلود نہ ہوں تو نجس نہیں ہوں گے اور اسی طرح لعاب دہن اور ناک کی غلاظت کا حکم ہے اگر اندر خون سے مل جائے اور جب باہر آئے تو خون آلود نہ ہو۔

احکامِ نجاسات

(۱۳۵) قرآن کے حروف و ورق کو نجس کرنا حرام ہے اور اگر نجس ہو جائے تو فوراً اسے پاک کرنا چاہیئے۔

(۱۳۶) جلد قرآن نجس ہو جائے تو اگر یہ قرآن کی بے حرمتی سمجھی جائے تو فوراً اسے پاک کیا جائے۔

(۱۳۷) قرآن مجید کو عین نجاست پر رکھنا مثل خون و مُردار کے حرام ہے اور وہاں سے اٹھانا واجب ہے اگرچہ وہ عین نجس خشک ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۳۸) نجس سیاہی سے قرآن پاک لکھنا اگرچہ ایک ہی حرف کیوں نہ ہو حرام ہے اور اگر لکھا جا چکا ہو تو اس کو

دھویا یا چھیلا جائے یا اس قسم کا کوئی ایسا کام کیا جائے کہ جس سے تحریر مٹ جائے۔

(۱۳۹) احتیاط واجب یہ ہے کہ قرآن مجید کافر کو نہ دیا جائے اور اگر اس کے پاس موجود ہو تو امکانی صورت میں اس سے لے لیا جائے۔

(۱۴۰) اگر ورق قرآن یا کوئی ایسی چیز کہ جس کا احترام ضروری ہے مثلاً وہ کاغذ کہ جس پر خدا، رسولؐ یا امامؑ کا نام لکھا ہے۔ بیت الخلاء میں جا پڑے تو اس کا باہر نکالنا اور اسے پاک کرنا واجب ہے۔ اگرچہ اس پر کچھ خرچ ہی کیوں نہ کرنا پڑے اور اگر اس کا باہر نکالنا ممکن نہ ہو تو اس بیت الخلاء کو استعمال نہ کیا جائے۔ جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ وہ ورق ختم ہو چکا ہے اور اگر سجدہ گاہ بیت الخلاء میں جا پڑے اور اس کا نکالنا ممکن نہ ہو تو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ وہ بالکل ختم ہو چکی ہے تو اس وقت تک بیت الخلا میں جانے سے، اجتناب کیا جائے۔

(۱۴۱) نجس چیز کا کھانا پینا حرام ہے اسی طرح عین نجس بچوں کو کھلانا جب کہ وہ مضر ہو حرام ہے بلکہ اگر مضر نہ بھی ہو تو اس سے اجتناب کیا جائے ہاں وہ چیز بن بچے کو کھلانا جو نجس ہو گئی ہیں، حرام نہیں ہیں۔

(۱۴۲) ایسی نجس چیز کا بیچنا یا عاریتاً دینا جو کہ پاک ہو سکتی ہے، اشکال نہیں رکھتا۔ اگرچہ لینے والے کو اس کی نجاست کی خبر نہ بھی دی جائے۔ ہاں انسان کو معلوم ہو کہ عاریتۃً لینے والا یا خریدار اس کو کھانے پینے میں استعمال کرے گا تو پھر اسے بتانا چاہیئے کہ یہ نجس ہے۔

(۱۴۳) اگر انسان کسی کو نجس چیز کھاتے یا نجس لباس میں نماز پڑھتے دیکھے تو اس پر واجب نہیں ہے کہ اسے بتائے۔

(۱۴۴) اگر کسی کے گھر یا فرش کا کوئی حصہ نجس ہو اور یہ دیکھ رہا ہو کہ بدن لباس یا کوئی اور چیز ان لوگوں کی جو اس کے گھر میں وارد ہوئے ہیں تری کے ساتھ نجس چیز سے لگ رہی ہے تو ان کو بتانا ضروری نہیں۔

(۱۴۵) اگر میزبان کو غذا کھانے کے دوران معلوم ہو جائے کہ کھانا نجس ہے تو مہمانوں کو بتائے اور اگر مہمانوں میں سے کسی کو کھانے کی نجاست معلوم ہو جائے تو اس پر واجب نہیں کہ وہ دوسروں کو بتائے ہاں اگر اسے ان کے ساتھ اس طرح رہنا ہے کہ اسے علم ہے کہ نہ کہنے کی صورت میں میں بھی نجس ہو جاؤں گا تو کھانا کھانے کے بعد انہیں بتائے۔

(۱۴۶) اگر عاریتاً لی ہوئی چیز نجس ہو جائے اور اسے علم ہو کہ اس کا مالک اس چیز کو کھانے پینے میں استعمال کریگا تو واجب ہے کہ اسے بتائے۔

(۱۴۷) وہ ممیز بچہ جو اچھائی اور برائی کو سمجھتا ہے اگرچہ اس کے بلوغ کی مدت نزدیک ہو جب یہ کہے کہ میں نے فلاں چیز کو پاک کیا ہے تو اس چیز کو دوبارہ پاک کرنا چاہیئے اور اگر کوئی چیز جو اس کے قبضے میں ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ وہ نجس ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے ۔

○

مطہّرات

پاک کرنے والی چیزیں

(۱۴۸) دسؔ چیزیں نجاست کو پاک کرتی ہیں کہ جنہیں مطہرات کہا جاتا ہے۔
۱۔ پانی ۲۔ زمین ۳۔ سُورج ۴۔ استحالہ ۵۔ انتقال ۶۔ اسلام ۷۔ بتعیت
۸۔ عین نجاست کا دُور ہو جانا ۹۔ نجاست کھانے والے جانور کا استبراء ۱۰۔ کسی مسلمان کا غائب ہو جانا
ان کے احکام تفصیلی طور پر آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے !

۱۔ پانی

(۱۴۹) پانی چار شرائط کے ساتھ نجس چیز کو پاک کرتا ہے :۔
۱۔ یہ کہ پانی مطلق ہو لہٰذا مضاف پانی مثلاً گلاب اور عرق بید نجس چیز کو پاک نہیں کر سکتے۔
۲۔ یہ کہ پاک ہو۔
۳۔ یہ کہ جب نجس چیز کو دھویا جا رہا ہو تو پانی مضاف نہ ہو جائے اور اس کا رنگ و بُو یا ذائقہ نجاست کی وجہ سے بدل نہ جائے۔
۴۔ یہ کہ نجس چیز کو جب دھو لیا جائے تو عین نجاست اس میں باقی نہ رہے اور قلیل پانی سے نجس چیز کو دھونے کے کچھ اور شرائط بھی ہیں جو بعد میں بیان کئے جائیں گے۔

(۱۵۰) نجس برتن کو قلیل پانی میں تین مرتبہ دھونا ہوگا بلکہ کُر اور جاری میں بھی احتیاط یہ ہے کہ تین مرتبہ دھویا جائے لیکن وہ برتن کہ جسے کتے نے چاٹا ہو یا اس برتن سے پانی یا کوئی اور بہنے والی چیز پی ہو تو پہلے اس برتن کو پاک مٹی سے مانجھا جائے اور اس کے بعد احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کو دو مرتبہ کُر، جاری یا قلیل پانی سے دھویا جائے اور اسی طرح وہ برتن کہ جس میں کتے کی رالیں جا پڑی ہیں تو اس میں احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے

دھونے سے پہلے مٹی سے مانجھا جائے۔

(۱۵۱) جس برتن میں کتے نے اپنا منہ ڈالا ہے۔ اگر اس کا دہانہ اتنا تنگ ہو کہ اسے مٹی سے نہ مانجھا جا سکتا ہو تو پھر اگر ممکن ہو تو لکڑی پر کپڑا لپیٹ کر مٹی کے ساتھ اس برتن کو مانجھا جائے اور اگر یہ صورت نہ ہو سکے تو پھر اس برتن کا پاک ہونا مشکل ہے۔

(۱۵۲) وہ برتن کہ جس سے خنزیر نے کوئی بہنے والی چیز پی ہو تو قلیل پانی سے سات مرتبہ اس برتن کو دھویا جائے اور کُر و جاری میں بھی سات مرتبہ دھونا احتیاط واجب ہے اور اسے مٹی سے مانجھنا ضروری نہیں اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ مٹی سے مانجھا جائے۔ خنزیر کا چاٹنا بھی پانی پینے کے ساتھ بطور احتیاط واجب ملحق ہے۔

(۱۵۳) جو برتن شراب کی وجہ سے نجس ہوا ہو اس کو اگر قلیل پانی سے دھونا چاہیں تو تین مرتبہ دھویا جائے لیکن بہتر یہ ہے کہ اس برتن کو سات مرتبہ دھوئیں۔

(۱۵۴) وہ لوٹا جسے نجس مٹی سے بنایا گیا ہو یا نجس پانی اس میں استعمال کیا گیا ہو۔ اگر اسے کُر یا جاری پانی میں رکھ دیا جائے تو جہاں تک پانی پہنچے گا وہ پاک ہو جائے گا اور اگر اس کے باطن بھی پاک کرنا مقصود ہو تو کُر یا جاری پانی میں اتنی دیر رکھا جائے کہ پانی تمام برتن میں نفوذ کر جائے صرف تری کا پہنچنا کافی نہیں۔

(۱۵۵) نجس برتن کو قلیل پانی سے دھونے کے دو طریقے ہیں:

۱۔ یہ کہ تین مرتبہ برتن کو پُر کر کے خالی کیا جائے۔

۲۔ یہ کہ تین مرتبہ کچھ پانی اس میں ڈال دیا جائے اور ہر دفعہ اس پانی کو اس طرح پھیرا جائے۔ کہ وہ نجس جگہوں تک پہنچ جائے اور پھر اسے باہر پھینک دیا جائے۔

(۱۵۶) اگر بڑا برتن نجس ہو جائے مثلاً دیگ اور مٹکے، چنانچہ اگر تین مرتبہ اسے پانی سے پُر کر کے انڈیل دیا جائے تو وہ پاک ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر تین مرتبہ اُوپر سے اس میں پانی اس طرح ڈالا جائے کہ پانی اس کے تمام اطراف کو گھیرے اور ہر دفعہ جو پانی اس کے نیچے جمع ہو جائے اس کو باہر نکال دیں تو وہ پاک ہو جائے گا احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ برتن بھی پاک کیا جائے کہ جس کے ذریعے مٹکے وغیرہ میں سے جمع شدہ پانی کو باہر نکالا جائے۔

(۱۵۷) اگر تانبا وغیرہ کو جو کہ نجس ہوں پگھلا کر دھو لیا جائے تو اس کا ظاہر پاک ہو جائے گا۔

(۱۵۸) جو تنور پیشاب سے نجس ہو جاتا ہے۔ اگر دو مرتبہ اس پر اُوپر سے پانی اس طرح ڈالا جائے کہ

اُس کے تمام اطراف کو گھیرے تو وہ پاک ہو جائے گا۔ پیشاب کے علاوہ دوسری نجاست میں نجاست کے برطرف ہونے کے بعد اگر ایک مرتبہ جس طرح کہ اُوپر بیان کیا گیا ہے، پانی ڈالے تو کافی ہے اور بہتر ہے کہ تنور کی تہہ میں ایک گڑھا کھود لیا جائے تاکہ پانی اُس میں جمع ہونے کے بعد نکال لیا جائے پھر اُس گڑھے کو پاک مٹی سے پُر کر لیا جائے۔

(۱۵۹) اگر نجس چیز کو عین نجاست دُور کرنے کے بعد ایک مرتبہ کُر یا جاری پانی میں اس طرح ڈبو دیا جائے کہ پانی تمام نجس حصوں کو گھیرے تو وہ پاک ہو جائے گا اور احتیاط واجب یہ ہے کہ فرش کپڑے اور اس قسم کی چیزوں کو اس طرح نچوڑے یا حرکت دے کہ ان میں جو پانی ہے نکل جائے۔

(۱۶۰) جو چیز پیشاب سے نجس ہوئی ہو اگر اسے قلیل پانی سے پاک کرنا چاہیں تو ایک مرتبہ اس پر پانی ڈالا جائے اور وہ اس سے جدا ہو جائے گا اور اس میں پیشاب بھی باقی نہ رہے اور جب دوسری مرتبہ اس پر پانی ڈالا جائے گا تو وہ پاک ہو جائے گا، لیکن لباس، فرش اور دیگر ایسی چیزوں میں ہر دفعہ نچوڑنا بھی ضروری ہے تاکہ غسالہ باہر نکل جائے اور غسالہ اس پانی کو کہتے ہیں جو عموماً دھونے کے وقت یا اس چیز سے کہ جسے دھویا گیا ہو خود بخود یا نچوڑنے کے ذریعے گرتا ہے۔

(۱۶۱) اگر کوئی چیز اس بچے کے پیشاب سے نجس ہو جائے جو صرف دودھ پیتا ہو اور غذا نہ کھاتا ہو اور خنزیر کا دُودھ بھی اس نے نہ پیا ہو۔ اب اگر ایک ہی مرتبہ اس پر اس طرح پانی ڈالا جائے کہ تمام نجس حصوں کو گھیرے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ بھی اس پر پانی ڈالا جائے۔ کپڑے فرش اور اس قسم کی چیزوں کو نچوڑنا بھی ضروری نہیں۔

(۱۶۲) اگر کوئی چیز پیشاب کے علاوہ کسی نجاست سے نجس ہو جائے تو نجاست دُور ہونے کے بعد اس پر ایک ہی مرتبہ پانی ڈالا جائے اور وہ پانی اس سے علیحدہ ہو جائے تو وہ پاک ہو جائے گی اور اسی طرح اگر پہلی دفعہ ہی جب اس پر پانی ڈالا جا رہا ہے۔ نجاست دُور ہو جائے اور نجاست کے دُور ہونے کے بعد بھی پانی اس پر آ رہا ہے تو وہ پاک ہو جائے گی لیکن بہر صورت کپڑے وغیرہ کو نچوڑنا بھی چاہیئے تاکہ غسالہ خارج ہو جائے۔

(۱۶۳) اگر نجس چٹائی جو کہ دھاگے سے بنی ہوئی ہو کو کُر یا جاری پانی میں ڈبویا جائے تو عین نجاست دُور ہو جانے کے بعد وہ پاک ہو جائے گی۔

(۱۶۴) اگر گندم چاول صابون اور اسی قسم کی دیگر اشیاء کا ظاہری حصہ نجس ہو جائے اب اگر انہیں کُر یا جاری پانی میں ڈبویا جائے تو پاک ہو جائیں گی لیکن اگر ان کا باطنی حصہ نجس ہو جائے تو وہ اس سے پاک نہیں ہوگا۔

(۱۶۵) اگر انسان کو شک ہو کہ نجس پانی صابن کے اندر بھی گیا ہے یا نہیں تو صابن کا باطن پاک ہے۔

(۱۶۶) اگر چاول و گوشت یا اس قسم کی چیزوں کا ظاہر نجس ہو جائے چنانچہ انہیں کسی برتن میں رکھ کر تین مرتبہ پانی ڈالنے کے بعد انڈیل دیا جائے تو وہ پاک ہو جائیں گی اور ان کا برتن بھی پاک ہو جائے گا لیکن اگر کپڑے وغیرہ جیسی کوئی چیز ہو جسے برتن میں رکھ کر دھونا چاہیں تو جس وقت بھی اس پہ پانی ڈالیں اسے نچوڑا بھی جائے اور برتن کو ٹیڑھا بھی کیا جائے تاکہ جمع شدہ غسالہ کو باہر پھینکا جا سکے۔

(۱۶۷) وہ نجس لباس جسے نیل وغیرہ سے رنگا گیا ہو اگر اُسے کر یا جاری پانی میں ڈبویا جائے اور پانی کپڑے کے رنگ سے مضاف ہونے سے پہلے تمام کپڑے تک پہنچ جائے تو وہ پاک ہو جائے گا اگرچہ نچوڑتے وقت مضاف یا رنگین پانی اس سے نکل رہا ہو۔

(۱۶۸) اگر کپڑے کو کُر یا جاری پانی میں دھویا جائے اور اس کے بعد مثلاً اس میں پانی کا جالا وغیرہ دیکھیں اگر یہ احتمال نہ ہو کہ یہ پانی کے پہنچنے سے مانع ہے تو وہ لباس پاک ہے۔

(۱۶۹) اگر کپڑا وغیرہ دھونے کے بعد اس میں تھوڑی سی مٹی یا درخت اشنان کے ٹکڑے نظر آئیں تو وہ پاک ہیں ہاں اگر نجس پانی مٹی یا اشنان کے اندر والے حصّہ کو لگا ہے تو مٹی اور اشنان کا ظاہر پاک اور باطن نجس ہوگا۔

(۱۷۰) نجس چیز سے جب تک عین نجاست کو دُور نہ کیا جائے وہ پاک نہیں ہوسکتی ہاں اگر صرف نجاست کا رنگ یا بُو موجود ہو تو کوئی حرج نہیں لہٰذا اگر کپڑے سے خون کو دُور کر دیا گیا اور کپڑے کو دھویا گیا لیکن خون کا رنگ اس میں موجود ہو تو وہ پاک ہے۔ البتہ رنگ و بُو کی وجہ سے یقین یا احتمال ہو کہ نجاست کے ذرات اس میں موجود ہیں تو وہ چیز نجس رہے گی۔

(۱۷۱) اگر نجاست بدن کو کُر یا جاری پانی میں دُور کیا جائے تو بدن پاک ہو جائے گا اور پانی سے باہر نکل کر دوبارہ پانی میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۱۷۲) اگر نجس کھانے کے ٹکڑے دانتوں کے درمیان رہ جائیں اور انسان اپنے مُنہ کے اندر پانی کو گردش دے اور وہ پانی تمام ٹکڑوں تک پہنچ جائیں تو وہ پاک ہو جائیں گے

(۱۷۳) اگر داڑھی یا سر کے بال (جو زیادہ ہوں اور) ان کو قلیل پانی سے پاک کرنا ہو تو نچوڑنا بھی ضروری ہے تاکہ غسالہ جدا ہو جائے۔

(۱۷۴) اگر بدن یا کپڑے کے کسی حصّہ کو قلیل پانی سے دھونا ہو تو اس کے وہ کنارے جو عادتاً اس کے

پاک کرتے وقت نجس ہوجاتے ہیں جب وہ پانی جو محل کو پاک کرنے کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ ان کناروں تک پہنچ جائے تو نجس جگہ کے پاک ہونے کے ساتھ ہی وہ اطراف بھی پاک ہوجائیں گے اور یہی حکم ہے اگر کسی پاک چیز کو نجس کے ساتھ رکھ دیں اور دونوں پر پانی ڈالا جائے لہذا اگر ایک انگلی کو پاک کرنے کے لئے تمام انگلیوں پر پانی ڈالا جائے اور نجس پانی تمام انگلیوں کو لگ جائے تو نجس انگلی کے پاک ہونے کے ساتھ تمام انگلیاں پاک ہوجائیں گی۔

(۱۷۵) گوشت اور چربی اگر نجس ہوجائے تو ان کو بھی دوسری چیزوں کی طرح پاک کیا جائے گا اور یہی کیفیت ہے اگر بدن یا کپڑے پر چربی لگ جائے جو پانی کے کپڑے تک پہنچنے میں مانع ہو۔

(۱۷۶) اگر برتن یا بدن نجس ہو اور پھر اتنا چکنا ہوجائے کہ پانی کے برتن یا بدن تک پہنچنے میں مانع ہو تو ایسی صورت میں اگر بدن یا برتن کو پاک کرنا چاہیں تو پہلے چربی کو دور کریں تاکہ پانی وہاں تک پہنچ سکے۔

(۱۷۷) اگر کسی نجس چیز کو جس میں عین نجاست نہ ہو ٹونٹی کے نیچے رکھ دیا جائے جو کر سے متصل ہے تو وہ ایک دفعہ دھونے سے پاک ہوجائے گی اور اگر عین نجاست اس میں ہو اور وہ ٹونٹی کے نیچے رکھنے یا کسی اور وجہ سے دور کر دی گئی ہو اور وہ پانی جو اس چیز سے گر رہا ہے نجاست سے دوسرے کسی رنگ، بو یا ذائقہ میں تبدیل نہ ہوا ہو تو وہ ٹونٹی کے پانی سے پاک ہوجائے گا لیکن اگر اس سے گرنے والے پانی نے دوسرا کوئی بو یا رنگ یا ذائقہ نجاست کا قبول کیا ہو تو اتنی دیر تک ٹونٹی کو چھوڑے رکھا جائے کہ جو پانی گر رہا ہے اس میں نجاست کی وجہ سے پیدا شدہ دوسرا کوئی رنگ یا بو یا ذائقہ باقی نہ رہے۔

(۱۷۸) اگر کسی چیز کو دھویا جائے اور یقین ہو کہ وہ چیز پاک ہوگئی ہے اور بعد میں شک کرے کہ اس سے عین نجاست دور کر دی گئی تھی یا نہیں تو اگر دھوتے وقت نجاست کے دور کرنے کی طرف متوجہ تھا تو وہ چیز پاک ہے اور اگر متوجہ نہیں تھا تو احتیاط مستحب ہے کہ اسے دوبارہ دھویا جائے۔

(۱۷۹) وہ زمین کہ جس پر پانی بہہ نہیں سکتا، اگر نجس ہوجائے تو قلیل پانی سے پاک نہیں ہوگی لیکن وہ زمین کہ جس پر سنگریزے اور ریت وغیرہ ہیں کہ جب بھی اس پر پانی ڈالا جائے تو وہاں جذب ہوجاتا ہے، قلیل پانی سے پاک ہوجائے گی لیکن ریت کا نچلا حصہ نجس رہے گا۔

(۱۸۰) اگر پتھر یا اینٹ سے فرش شدہ زمین اور سخت زمین کہ جس میں پانی جذب نہیں ہوتا، نجس ہوجائے تو قلیل پانی سے پاک ہوجائے گی لیکن اتنا پانی ڈالا جائے کہ جو چلنے لگے اور اگر اس پر ڈالا ہوا پانی کسی سوراخ سے باہر نکل جائے تو تمام زمین پاک ہوجائے گی اور اگر باہر نہ جائے تو جہاں پانی جمع ہوا ہے وہ نجس ہوجائے گی اور

اس کو پاک کرنے کے لئے وہاں ایک گڑھا کھودا جائے تاکہ پانی اس میں جمع ہونے کے بعد باہر نکالا جائے اور گڑھے کو پاک مٹی سے پُر کر دیا جائے۔

(۱۸۱) اگر پتھری نمک اور اس قسم کی چیزوں کا ظاہر نجس ہو جائے تو قلیل پانی سے بھی اسے پاک کیا جاسکتا ہے۔

(۱۸۲) اگر پگھلی ہوئی نجس چینی کو قند بنا دیا جائے تو کُر یا جاری پانی میں رکھنے سے پاک نہیں ہوگی۔

۲ زمین

(۱۸۳) زمین پاؤں کے تلوے اور جوتے کے نچلے نجس حصّہ کو تین شرائط سے پاک کرتی ہے:

۱۔ یہ کہ زمین خود پاک ہو۔ ۲۔ یہ کہ خشک ہو ۳۔ یہ کہ عین نجس مثلاً خون و پیشاب یا نجس شدہ مثلاً نجس شدہ مٹی اگر پاؤں کے تلوے یا جُوتے کے نچلے حصّہ میں لگی ہو تو چلنے یا پاؤں کے زمین پر رگڑنے سے دُور ہو جائے۔ اور زمین بھی مٹی یا پتھر وا ینٹ کا فرش وغیرہ ہو لیکن فرش، چٹائی اور سبزے پر چلنے سے پاؤں کا تلوا اور جوتے کا نچلا نجس حصّہ پاک نہیں ہوگا اور اگر پاؤں کا تلوا اور جوتے کا نچلا حصّہ چلنے کے بغیر کسی وجہ سے نجس ہوا ہو تو اس کا چلنے سے پاک ہونا مشکل ہے۔

(۱۸۴) پاؤں کے تلوے اور جوتے کے نچلے نجس حصّہ کو تارکول والی سڑک اور لکڑی سے فرش شدہ جگہ پر چلنے سے پاک ہونا محلِ اشکال ہے۔

(۱۸۵) پاؤں کے تلوے اور جُوتے کے نچلے حصّے کے پاک ہونے کے لئے بہتر یہ ہے پندرہ یا اس سے زیادہ قدم چلا جائے اگرچہ پندرہ قدم چلنے سے کم یا زمین پر رگڑنے کی وجہ سے بھی نجاست دُور ہو جائے۔

(۱۸۶) ضروری نہیں کہ پاؤں کا تلوا اور جوتے کا نچلا حصّہ تَر ہو بلکہ اگر خشک بھی ہوں تو بھی چلنے سے پاک ہو جائیگا۔

(۱۸۷) بعد اس کے کہ پاؤں کا تلوا یا جوتے کا نچلا نجس حصّہ چلنے کی وجہ سے پاک ہو جائے تو اس کے اطراف بھی کہ جن پر عادتاً کیچڑ وغیرہ لگ جاتا ہے اگر زمین یا مٹی ان کناروں سے لگ رہی ہو پاک ہو جائیں گے۔

(۱۸۸) جو شخص ہاتھ اور گھٹنوں پر چلتا ہے۔ اگر اس کی ہتھیلی یا گھٹنا نجس ہو جائے تو اس چلنے سے پاک ہونا محلِ اشکال ہے اور یہی کیفیّت ہے عصا کے نچلے حصّے بناوٹی پاؤں، جانوروں کے نعل، سائیکل موٹر کے ٹائر اور تانگے وغیرہ کے پہیوں کی۔

(۱۸۹) اگر چلنے کے بعد نجاست کے چھوٹے چھوٹے ذرّات جو نظر نہیں آتے۔ پاؤں کے تلوے اور جوتے

کے نچلے حصہ میں باقی رہ جائیں تو ان ذرات کو بھی ذکر شدہ ترتیب کے ساتھ دُور کرنا چاہیئے البتہ رنگ و بُو کے باقی رہ جانے میں کوئی اشکال نہیں۔

(۱۹۰) جوتے کا اندرونی حصہ اور پاؤں کے تلوے کی وہ مقدار جو زمین پر نہیں لگتی چلنے سے پاک نہیں ہوگی اور جراب کے تلوے کا چلنے سے پاک ہونا بھی مشکل ہے۔ البتہ اگر جراب کا تلوا چمڑے سے بنا ہو تو وہ چلنے سے پاک ہو جائے گا۔

۳۔ سُورج

(۱۹۱) سُورج ، زمین، مکان اور ان چیزوں کو جو مثل دریلیز و پنجرہ کے مکان میں نصب ہیں اور اسی طرح وہ میخ جس کو دیوار میں ٹھونکا گیا ہو اور مکان کا جُز سمجھی جاتی ہو۔ چھ شرائط کے ساتھ پاک کر سکتا :

۱۔ یہ کہ نجس چیز اس طرح تر ہو کہ اگر کوئی اور چیز اس کے ساتھ لگ جائے۔ وہ بھی تر ہو جائے لہٰذا اگر وہ خشک ہو جائے تو کسی طرح اس کو تر کیا جائے تاکہ سُورج اسے خشک کرے۔

۲۔ یہ کہ اگر عین نجاست اس میں موجود ہو تو سُورج کی روشنی پڑنے سے پہلے اسے دُور کر دیا جائے۔

۳۔ یہ کہ کوئی چیز اس پر سُورج کی روشنی پڑنے سے مانع نہ ہو لہٰذا اگر سورج کی روشنی پردہ کے پیچھے سے یا بادل وغیرہ سے آ رہی ہو اور نجس چیز کو خشک کر دے تو وہ چیز پاک نہیں ہوگی۔ ہاں اگر بادل اتنا کم ہو کہ سورج کی روشنی پڑنے سے مانع نہ ہو تو اشکال نہیں ہوگا۔

۴۔ اکیلا سورج ہی نجس چیز کو خشک کرے لہٰذا اگر کوئی چیز مثلاً ہوا اور سُورج کی وجہ سے خشک ہو تو پاک نہیں ہوگی ہاں اگر ہوا اتنی کم ہو کہ ایسا نہیں کہتے کہ اس نے نجس چیز کے خشک کرنے میں مدد دی ہے تو کوئی اشکال نہیں۔

۵۔ یہ کہ سُورج عمارت وغیرہ کی نجس مقدار کو ایک ہی دفعہ خشک کرے لہٰذا اگر ایک دفعہ تو زمین اور عمارت نجس کے اُوپر والے حصہ کو خشک کرے اور پھر نچلے حصہ کو تو صرف اس کا اُوپر والا حصہ ہی پاک ہو گا اور نچلا حصہ نجس رہے گا۔

۶۔ یہ کہ زمین یا عمارت کے باہر اور اندر والے حصہ میں کوئی چیز مثل ہوا یا پاک جسم کے حد فاصل نہ ہو۔

(۱۹۲) سُورج نجس چٹائی کو پاک کرتا ہے اور اسی طرح درخت اور گھاس بھی اس سے پاک ہو جاتے ہیں۔

(۱۹۳) اگر سورج کی روشنی نجس زمین پر پڑے پھر انسان کو شک ہو کہ آیا زمین سورج کی روشنی پڑنے کے وقت تر تھی یا نہیں یا اس کی تری سورج کی روشنی پڑنے سے خشک ہوئی ہے یا نہیں تو وہ زمین نجس ہے اور یہی حکم ہے اگر شک ہو کہ سورج کی روشنی پڑنے سے پہلے عین نجاست دور ہوئی تھی کہ نہیں یا یہ شک ہو کہ سورج کی روشنی کے پڑنے سے کوئی چیز مانع ہے یا نہیں۔

(۱۹۴) اگر سورج کی روشنی دیوار کے ایک طرف پڑ رہی ہے تو دوسری طرف کہ جس پر روشنی نہیں پڑی پاک نہیں ہوگی۔ ہاں اگر دیوار اتنی باریک ہے کہ ایک طرف روشنی پڑنے سے دوسری طرف خشک بھی ہو جائے تو وہ پاک ہو جائے گی۔

۴۔ اِستحالہ

(۱۹۵) اگر نجس چیز کی جنس بدل کر پاک چیز کی صورت اختیار کرلے تو وہ پاک ہو جائے گی اور کہیں گے کہ اس کا استحالہ ہو گیا ہے۔ مثلاً نجس لکڑی جل کر راکھ ہوگئی یا کتا نمک کی کان میں گر کر نمک ہو گیا لیکن اگر اس کی جنس نہیں بدلی مثلاً نجس گندم کا آٹا پسوالیں یا روٹی پکوالیں تو وہ پاک نہیں ہوگی۔

(۱۹۶) مٹی کا لوٹا وغیرہ اگر نجس مٹی سے بنایا گیا ہو تو نجس ہے اور اس کوئلہ سے بھی اجتناب کرنا چاہیئے جو نجس لکڑی سے بنایا گیا ہے۔

(۱۹۷) جس نجس چیز کے متعلق معلوم نہ ہو کہ اس کا استحالہ ہو چکا یا نہیں تو وہ نجس ہے۔

(۱۹۸) اگر شراب خود بخود یا کسی اور چیز کی وجہ سے مثلاً سرکہ و نمک اس میں ڈالا گیا سرکہ ہوگئی تو پاک ہو جائے گی۔

(۱۹۹) جو شراب نجس انگوروں سے بنائی گئی ہو سرکہ ہو جانے سے پاک نہیں ہوگی بلکہ اگر باہر سے کوئی نجاست اس میں آملے تو بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے سرکہ ہو جانے کے بعد اس سے اجتناب کرے۔

(۲۰۰) جو سرکہ نجس انگور کشمش اور کھجوروں سے بنایا جائے گا نجس ہوگا۔

(۲۰۱) اگر انگور یا کھجوروں کا ڈنٹھل موجود ہو اور اس میں سرکہ ڈال دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اگر کھجور کشمش اور انگور ابھی تک سرکہ نہیں بنے اور ان میں کھیرا یا بینگن وغیرہ ڈال دیئے تو بھی کوئی اشکال نہیں۔

۵۔ انگور کے پانی کا دو تہائی کم ہونا

(۲۰۲) انگور کا وہ پانی کہ جس میں ابال آگیا ہو لیکن ابھی اس کے دو تہائی ختم نہیں ہوئے وہ نجس نہیں ہے البتہ اس کا کھانا حرام ہے۔ ہاں اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ مست کر دیتا ہے تو پھر حرام اور نجس ہے اور وہ صرف سرکہ بن جانے سے پاک اور حلال ہو جائے گا۔

(۲۰۳) اگر انگور کے ناپختہ خوشہ میں ایک یا دو دانے انگور بن چکے ہوں۔ اگر اس خوشہ کا پانی لیا جائے کہ جسے آبغورہ کہتے ہیں اور انگور کی مٹھاس اس میں موجود نہ ہو اور اس میں ابال آجائے تو وہ پاک اور اس کا کھانا حلال ہے۔

(۲۰۴) اگر معلوم نہ ہو سکے کہ یہ چیز غورہ یعنی ناپختہ انگور ہے یا انگور تو جوش آجانے کی صورت میں وہ نجس نہیں ہو گا۔

۶۔ انتقال

(۲۰۵) اگر انسان یا ایسے جانور کا خون جو خون جہندہ رکھتا ہے (یعنی اس کی رگ سے دھار مار کر خون نکلتا ہے) ایسے جانور کے بدن میں چلا جائے جو خون جہندہ نہیں رکھتا اور اسی حیوان کا خون شمار ہو تو وہ پاک ہو جائے گا اور اس کو انتقال کہتے ہیں لہٰذا وہ خون جو کہ جونک، بدنِ انسان سے چوس لے چونکہ اسے جونک کا خون نہیں کہتے بلکہ انسان کا خون کہتے ہیں اس لئے نجس ہو گا۔

(۲۰۶) اگر کوئی اپنے بدن پر بیٹھے ہوئے مچھر کو مار ڈالے۔ اب اسے معلوم نہ ہو کہ جو خون مچھر سے نکلا ہے وہ اس کا خون ہے جسے مچھر نے چوسا ہے یا خود مچھر کا ہے تو وہ پاک ہو گا اور یہی حکم ہے اگر یہ معلوم ہو کہ جو اس کا خون چوسا ہے وہ اب مچھر کا جزو شمار ہوتا ہے ہاں اگر خون چوسنے اور مچھر کو مارنے کے درمیان کم مدت گزری ہو کہ عرفاً کہا جائے کہ یہ انسان کا خون ہے یا معلوم نہ ہو کہ وہ مچھر یا انسان کا خون ہے تو نجس ہو گا۔

۷۔ اسلام

(۲۰۷) اگر کافر شہادتین پڑھ لے یعنی کہے :
" اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ "
تو مسلمان ہو جائے گا اور اس کے بعد اس کا بدن، لعاب دہن، ناک کا پانی اور پسینہ پاک ہو جائے گا۔ ہاں اگر مسلمان ہوتے وقت عین نجاست اس کے بدن کو لگی ہو تو اس عین نجاست کو دُور کر کے بدن کو پاک کرے البتہ اگر مسلمان ہونے سے پہلے عین نجاست دُور ہو گئی تو اس جگہ کا دھونا ضروری نہیں۔

(۲۰۸) اگر کفر کی حالت میں اس کا تر لباس بدن کو لگ جائے اور مسلمان ہونے کے وقت وہ لباس اس کے بدن پر نہ ہو تو وہ لباس نجس ہے بلکہ اگر بدن پر ہو تو پھر بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اس لباس سے اجتناب کیا جائے۔

(۲۰۹) اگر کافر شہادتین کہے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ دل سے مسلمان ہوا ہے تو وہ پاک ہے ہاں اگر معلوم ہو کہ وہ دل سے مسلمان نہیں ہوا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔

۸۔ تبعیّت

(۲۱۰) تبعیّت سے مُراد یہ ہے کہ کوئی نجس چیز کسی نجس چیز کے پاک ہونے سے پاک ہو جائے۔

(۲۱۱) اگر شراب سرکہ بن جائے تو اس کا برتن بھی اس جگہ تک پاک ہو جائے گا جہاں تک جوش کھاتے وقت شراب پہنچی تھی اور کپڑا وغیرہ جو کہ عموماً اس برتن پر رکھ دیا جاتا ہے اگر شراب کی رطوبت سے نجس ہو گیا ہو تو وہ بھی پاک ہو جائے گا اور اگر جوش کھاتے وقت شراب کا اُبال برتن کی پُشت پر لگ جائے تو سرکہ ہونے کے بعد برتن بھی پاک ہو جائے گا۔

(۲۱۲) جس تختہ یا پتھر پر میّت کو غسل دیا گیا ہو اور وہ کپڑا کہ جس سے میّت کی شرمگاہ کو ڈھانپا گیا ہو اور اس شخص کا ہاتھ جو میّت کو غسل دے رہا ہے اور اسی طرح کیسہ (جو میل دور کرنے میں استعمال ہوتا ہے) اور صابن کہ جس سے میّت کو غسل دیا گیا ہو۔ غسل کے بعد یہ تمام چیزیں پاک ہو جائیں گی۔

(۲۱۳) اگر کوئی شخص کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے دھو رہا ہے اگر ہاتھ اور وہ چیز اکٹھے دھوئے گئے ہیں تو اس

چیز کے پاک ہونے کے ساتھ ہاتھ بھی پاک ہو جائے گا۔

(۲۱۴) اگر کپڑا اور اس قسم کی کسی چیز کو قلیل پانی سے دھویا جائے اور معمول کے مطابق اسے نچوڑا گیا تاکہ جو پانی اس پر ڈالا گیا ہے نکل جائے تو جو پانی اس میں باقی رہ گیا ہے وہ پاک ہے۔

(۲۱۵) نجس برتن کو اگر قلیل پانی سے دھویا جائے تو جو پانی پاک کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے جو قطرات اس میں باقی رہ گئے ہیں وہ پاک ہیں۔

۹۔ عین نجاست کا دُور ہونا

(۲۱۶) اگر جانور کا بدن عین نجاست سے (مثل خون یا نجس شدہ چیز سے مثلاً نجس پانی) آلودہ ہو جائے اب اگر وہ نجاست دُور ہو جائے تو جانور کا بدن پاک ہو جائے گا اور یہی حکم ہے باطن بدن انسان کا مثلاً منہ اور ناک کے اندرونی حصہ کا مثلاً اگر دانتوں سے خون آئے اور لعاب دہن میں مل کر ختم ہو جائے تو منہ کے اندر کے حصے کا دھونا ضروری نہیں ہے ہاں اگر مصنوعی دانت نجس ہو جائیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ انہیں پاک کیا جائے۔

(۲۱۷) اگر کھانے کے ٹکڑے دانتوں کے درمیان پھنس جائیں اور منہ میں خون آجائے تو اگر معلوم ہو جائے کہ خون ان ٹکڑوں سے نہیں لگا تو وہ پاک ہیں اور اگر لگ گیا ہے تو بنا بر احتیاط واجب نجس ہے۔

(۲۱۸) جس حصۂ بدن کے متعلق انسان کو معلوم نہ ہو کہ یہ ظاہر بدن میں شمار ہوتا ہے یا باطن میں اگر وہ نجس ہو جائے تو اسے دھونا واجب نہیں اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ دھویا جائے۔

(۲۱۹) اگر گرد یا نجس مٹی انسان کے لباس یا فرش پر جا پڑے اگر دونوں خشک ہیں تو لباس وغیرہ نجس نہیں ہوگا اور اگر گرد مٹی یا لباس وغیرہ تر ہوں تو جہاں گرد و خاک لگی ہے۔ اسے پاک کیا جائے۔

۱۰۔ نجاست کھانے والے جانور کا استبراء

(۲۲۰) اس جانور کا پیشاب پاخانہ نجس ہوگا جو انسان کا پاخانہ کھانے کا عادی ہو گیا ہے اگر اس جانور کا پاک ہونا مقصود ہو تو اس کا استبراء کیا جائے یعنی اتنی مدت تک اسے پاک غذا کھلائی جائے کہ اب اسے کہیں کہ یہ نجاست کھاتا ہے اور اس دوران اسے نجاست بھی نہ کھانے دی جائے۔

نجاست کھانے والے اُونٹ کو چالیس، گائے کو بیس، بھیڑ بکری کو دس، مرغابی کو سات یا پانچ اور مرغ کو تین دن تک نجاست کھانے سے روکا جائے اور انہیں پاک غذا کھلائی جائے۔

۱۱۔ مُسلمان کا غائب ہونا

(۲۲۱) اگر مُسلمان کا بدن، لباس یا کوئی اور چیز مثلاً برتن و فرش وغیرہ جو کہ اس کے اختیار میں ہیں نجس ہو جائیں اور وہ مُسلمان کسی کی آنکھوں سے اوجھل ہو جائے تو اب اگر احتمال ہو کہ اس مسلمان نے اسے پاک کیا ہو گا یا وہ چیز جاری پانی میں گر کر پاک ہو گئی ہو گی تو اس سے اجتناب کرنا ضروری نہیں۔

(۲۲۲) اگر خود انسان کو یقین ہو جائے کہ نجس چیز پاک ہو گئی ہے یا دو عادل گواہ اس کے پاک ہونے کی خبر دے دیں تو وہ چیز پاک ہے اور یہی حکم ہے۔ اس نجس چیز کا کہ وہ چیز جس کے قبضہ میں ہے وہ کہتا ہے کہ پاک ہو گئی ہے یا کسی مسلمان نے ایسی نجس چیز کو دھویا ہو چاہے آپ کو علم نہ ہو کہ اس نے صحیح طرح دھویا ہے یا نہیں۔

(۲۲۳) اگر کوئی شخص کسی کے لباس کو پاک کرنے کا وکیل بنا ہے اور وہ لباس بھی اس کے تصرّف میں ہو اور وہ کہے کہ میں نے اسے پاک کر دیا ہے تو وہ پاک ہے۔

(۲۲۴) اگر کسی شخص کی یہ حالت ہے کہ اسے نجس چیز کے پاک ہونے پر یقین نہیں آتا تو وہ گمان پر اکتفا کر سکتا ہے۔

○

برتنوں کے احکام

(۲۲۵) جو برتن کتے، خنزیر یا مردار کے چمڑے سے بنایا گیا ہو اس میں کھانا پینا حرام ہے اور اس برتن کو وضو، غسل اور ایسے کاموں میں بھی استعمال نہیں کیا جا سکتا کہ جس میں پاک برتن کا استعمال ہونا چاہیئے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ کتے، خنزیر اور مردار کے چمڑے کو برتن کے علاوہ کسی اور شکل میں بھی استعمال نہ کیا جائے۔

(۲۲۶) سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا پینا بلکہ اسے مطلق استعمال کرنا حرام ہے ہاں کمرہ کی زینت کے لئے استعمال کرنا اور سنبھال کے رکھنا حرام نہیں ہے۔

(۲۲۷) سونے اور چاندی کے برتن بنانا اور ان کو بنانے کی اُجرت لینا حرام نہیں ہے۔

(۲۲۸) سونے چاندی کے برتن کی خرید و فروخت اور پیسے و عوض جو ان چیزوں کے بیچنے والا لیتا ہے حرام نہیں ہیں۔

(۲۲۹) چائے کی پیالی یا استکان کی حفاظت کے لئے جو برتن چاندی یا سونے کے بنائے جاتے ہیں، اگر استکان کو ان سے نکال لینے کے بعد ان کو برتن کہا جاتا ہے تو ان کا استعمال تنہا یا استکان سمیت حرام ہے اور اگر انہیں برتن نہیں کہتے تو ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۳۰) سونے یا چاندی کا پانی دیئے ہوئے برتنوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۳۱) اگر جست کے ساتھ سونا اور چاندی ملا کر برتن بنایا جائے تو اگر جست کی مقدار اتنی زیادہ ہے کہ اسے سونے چاندی کا برتن نہیں کہتے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۳۲) اگر سونے اور چاندی کے برتن میں پڑی ہوئی غذا کو دوسرے برتن میں ڈال دے تو یہ استعمال جائز ہے اور اگر یہ تو چاہتا ہے کہ دوسرے برتن میں غذا کھائے لیکن سونے چاندی کے برتن سے اس لئے غذا نہیں نکالتا چونکہ ان میں غذا کھانا جائز نہیں تو یہ استعمال حرام ہے۔

(۲۳۳) حقہ کے سرپوش، تلوار کے نیام اور قرآن مجید کے شیرازہ (ڈبیہ) کو جو سونے چاندی سے بنائے گئے ہیں استعمال کرنا جائز ہے اور یہی حکم ہے عطردان اور سُرمہ دانی وغیرہ کا۔

(۲۳۴) مجبوری کی حالت میں سونے چاندی کے برتن کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں اور تقیہ کی حالت میں سونے چاندی کے برتن کو وضو اور غسل میں بھی استعمال کرسکتے ہیں بلکہ کبھی تو واجب بھی ہو جاتا ہے۔

وضو

(۲۳۶) وضو میں واجب ہے کہ منہ ہاتھ دھوئے جائیں اور سر کے اگلے حصّے اور پاؤں کے اُوپر والے حصے پر مسح کیا جائے۔

(۲۳۷) چہرہ کا طول میں پیشانی کے اُوپر والے بالوں کے اُگنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی تک اور عرض میں چہرہ کا جتنا حصّہ انگوٹھے اور درمیانی انگلی کے درمیان آجائے دھونا واجب ہے اور اگر اس مقدار میں سے معمولی سا حصّہ بھی بغیر دھونے کے رہ گیا تو وضو باطل ہے اور یہ یقین پیدا کرنے کے لئے کہ یہ مقدار پورے طور پر دھوئی جا چکی ہے۔ کچھ حصّہ اطراف میں سے بھی دھولیا جائے۔

(۲۳۸) اگر کسی کا چہرہ یا ہاتھ معمول سے بڑا یا چھوٹا ہو تو دیکھے کہ عام لوگ کہاں تک چہرہ کو دھوتے ہیں یہ بھی وہیں تک دھوئے اور اگر اس کا چہرہ اور ہاتھ دونوں ہی خلافِ معمول ہیں لیکن ایک دوسرے کے تناسب میں تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ عام لوگوں جیسا دھوئے بلکہ جس طرح گزشتہ مسئلہ میں بیان کیا جا چکا ہے وضو کرے اور اگر اس کی پیشانی پر بال اُگے ہوں یا وہ گنجا ہو تو بھی وہ معمول کے مطابق پیشانی کو دھوئے۔

(۲۳۹) اگر احتمال ہو کہ میل کچیل اس کے ابرو، آنکھوں اور لبوں کے کناروں پر لگی ہے کہ جس کی وجہ سے پانی بدن تک نہیں پہنچ سکتا تو اگر یہ احتمال عرف کے نزدیک درست ہے تو وضو کرنے سے پہلے دیکھ بھال کر کے اگر ہے تو اسے دُور کر دے۔

(۲۴۰) اگر داڑھی کے بالوں کے درمیان سے چمڑا نظر آتا ہے تو پانی چمڑے تک پہنچانا ضروری ہے اور اگر چمڑا نظر نہیں آتا تو بالوں کا دھونا بھی کافی ہے اور ان کے نیچے پانی پہنچانا ضروری نہیں۔

(۲۴۱) اگر شک ہو کہ چمڑا بالوں کے درمیان سے نظر آتا ہے یا نہیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بالوں کو دھوئے اور چمڑے تک پانی بھی پہنچائے۔

(۲۴۲) ناک کے اندرونی حصّہ اور لب و آنکھ کے اس حصّہ کا جو بند کرنے کے وقت نظر نہیں آتا دھونا واجب نہیں ہے ہاں اگر یہ یقین پیدا کرنے کے لئے کہ جن چیزوں کا دھونا ضروری تھا وہ دھوئی جا چکی ہیں تو واجب ہے کہ ان کو بھی دھویا جائے۔ جس کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا کہ ان حصوں کا دھونا ضروری تھا اب اگر اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ وضو کرتے وقت ان حصّوں کو دھوتا رہا ہے۔ یا نہیں تو جو نمازیں وہ پڑھ چکا ہے صحیح ہیں۔

(۲۴۳) چہرہ اور ہاتھوں کے اُوپر سے نیچے کی طرف دھویا جائے اور اگر نیچے سے اُوپر کی طرف دھویا تو وضو باطل ہے۔
(۲۴۴) اگر انسان ہاتھ کو تر کرے اور چہرہ اور ہاتھ پر پھیرے تو اگر وہ تری اتنی مقدار میں تھی کہ ہاتھ پھیرتے وقت کچھ پانی چہرہ و ہاتھوں پر جاری ہو گیا ہو تو کافی ہے۔
(۲۴۵) چہرہ دھونے کے بعد پہلے دائیں اور پھر بائیں ہاتھ کو کہنیوں سے لے کر انگلیوں کے سروں تک دھویا جائے۔
(۲۴۶) یہ یقین پیدا کرنے کے لئے کہ پوری کہنی دھولی گئی ہے۔ کچھ مقدار کہنی سے اُوپر کی بھی دھولی جائے۔
(۲۴۷) جس نے چہرہ دھونے سے پہلے ہاتھوں کو کلائی تک دھویا تھا تو (واجب) وضو کے موقع پر انگلیوں کے سروں تک دھوئے اور اگر صرف کلائی تک دھولیا تو اس کا وضو باطل ہے۔
(۲۴۸) وضو میں چہرہ اور ہاتھوں کو ایک دفعہ دھونا واجب، دوسری مرتبہ مستحب اور تیسری مرتبہ یا اس سے زیادہ دفعہ دھونا حرام ہے اور اگر ایک چلو پانی سے تمام عضو وضو دھوئے اور قصد وضو سے اس پر پانی ڈالے تو ایک ہی مرتبہ گنا جائے گا چاہے ایک مرتبہ کا قصد کرے یا نہیں۔
(۲۴۹) دونوں ہاتھ دھو لینے کے بعد وضو کے پانی کی تری سے جو کہ ہاتھ میں رہ گئی ہے سر کے اگلے حصہ کا مسح کیا جائے یہ ضروری نہیں کہ مسح دائیں ہاتھ سے کیا جائے یا اُوپر سے نیچے کی طرف ہو۔
(۲۵۰) مسح کی جگہ پیشانی کے مدِ مقابل سر کا چوتھائی حصہ ہے اور اس حصہ کی جس جگہ پر مسح ہو جائے کافی ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ لمبائی میں ایک انگلی کے اور چوڑائی میں ملی ہوئی تینوں انگلیوں کے برابر ہو۔
(۲۵۱) یہ ضروری نہیں کہ سر کا مسح صرف چمڑے پر کیا جائے بلکہ سر کے اگلے حصہ کے بالوں پر بھی مسح ہو سکتا ہے لیکن اگر انسان کے بال اتنے بڑے ہوں کہ مثلاً اگر کنگھی کی جائے تو چہرہ پر آ پڑتے ہیں یا سر کے دوسرے حصے تک پہنچ جاتے ہیں تو پھر بالوں کی جڑ پر مسح کرے یا مانگ نکال کر چمڑے پر مسح کرے اور اگر ان بالوں کو جو چہرے تک یا دوسری جگہ تک پہنچ جاتے ہیں سر کے اگلے حصہ میں اکٹھا کرے اور ان پر مسح کرے یا ان بالوں پر مسح کرے جو سر کے دوسرے حصہ کے ہیں اور اگلے حصہ پر آ پہنچے ہیں تو مسح باطل ہے۔
(۲۵۲) سر کے مسح کے بعد وضو کے پانی کی تری کے ساتھ جو کہ ہاتھ میں باقی رہ گئی ہے۔ پاؤں کے اُوپر والے حصہ پر کسی پاؤں کی کسی ایک انگلی کے سرے سے لے کر پاؤں پر اُبھری ہوئی جگہ تک مسح کرے۔
(۲۵۳) پاؤں کے مسح کی چوڑائی جتنی مقدار بھی ہو کافی ہے ہاں بہتر یہ ہے کہ تین ملی ہوئی انگلیوں کی چوڑائی کے برابر ہو اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ پورے پاؤں کا مسح کیا جائے۔

(۲۵۴) اگر پاؤں کا مسح کرتے وقت پورے ہاتھ کو پاؤں پر رکھ دے اور تھوڑا سا ہاتھ کھینچے تو بھی صحیح ہے۔
(۲۵۵) سر اور پاؤں کے مسح میں ہاتھ کو اس پر کھینچنا ضروری ہے اور اگر ہاتھ کو ایک ہی جگہ روکے رکھے اور سر یا پاؤں کو کھینچے تو وضو باطل ہے۔ ہاں البتہ جب ہاتھ کو کھینچ رہا ہے۔ سر یا پاؤں میں تھوڑی سی حرکت آجائے تو کوئی حرج نہیں۔
(۲۵۶) مسح کی جگہ کو خشک ہونا چاہیئے اور اگر اتنا تر ہو کہ ہتھیلی کی تری اس پر اثر نہ کرے تو مسح باطل ہے ہاں اگر تری کم ہے کہ مسح کے بعد جو تری اس میں نظر آئے عرفاً کہا جائے کہ یہ ہتھیلی کی تری ہے تو کوئی اشکال نہیں
(۲۵۷) اگر مسح کے لئے ہتھیلی میں تری باقی نہ رہی ہو تو انسان یہ نہیں کر سکتا کہ نئے پانی سے ہاتھ کو تر کرے بلکہ وضو کے دوسرے اعضاء سے تری لے کر اس سے مسح کرے۔
(۲۵۸) اگر ہتھیلی کی تری بس اتنی ہے کہ جس سے صرف سر کا مسح ہو سکتا ہے تو سر کا مسح تو اسی تری سے کرے اور پاؤں کے مسح کے لئے دوسرے اعضائے سے تری لے۔
(۲۵۹) جراب اور جوتے کے اُوپر مسح کرنا باطل ہے ہاں اگر سخت سردی یا چور اور درندہ وغیرہ کے خوف سے جراب یا جوتا نہیں اتار سکتا تو پھر ان پر مسح کرنے میں کوئی اشکال نہیں اور اگر جوتے کا اُوپر کا حصّہ نجس ہو تو پھر اس پر کوئی پاک چیز ڈال کر اس کے اُوپر مسح کیا جائے۔
(۲۶۰) اگر پاؤں کا اوپر والا حصّہ نجس ہو اور مسح کے لئے پاک بھی نہیں کیا جا سکتا تو اسے تیمم کر لینا چاہیئے۔

وضو ارتماسی

(۲۶۱) وضو ارتماسی یہ ہے کہ انسان چہرہ اور ہاتھوں کو وضو کی نیت سے پانی میں ڈبوئے یا ان کو پانی میں ڈبو لینے کے بعد وضو کی نیت سے باہر نکالے اور اگر پانی کے اندر ڈبوتے وقت اس نے وضو کی نیت کی تھی اور ان کو پانی سے باہر نکالنے اور پانی کے قطرات گرنے سے بند ہونے تک وضو کی نیت باقی رکھے تو اس کا وضو صحیح ہے اور اگر پانی سے باہر نکالتے وقت وضو کی نیت کی ہو اور پانی کے قطرات گرنے سے بند ہو جانے تک نیت وضو کئے ہوئے ہو تو بھی اس کا وضو صحیح ہے۔
(۲۶۲) وضو ارتماسی میں بھی چہرہ اور ہاتھوں کو اُوپر سے نیچے کی طرف دھونا چاہیئے لہٰذا اگر چہرہ اور ہاتھوں کو پانی میں ڈبوتے کے وقت نیت وضو کر رہا ہے تو چہرہ کو پیشانی اور ہاتھوں کو کہنیوں سے پانی میں ڈبوئے اور اگر پانی سے

باہر نکالنے کے وقت نیت وضو کرے تو چہرہ کو پیشانی اور ہاتھوں کو کہنی کی جگہ سے باہر نکالے۔

(۲۶۳) اگر بعض اعضا کا وضو ارتماسی اور بعض کا غیر ارتماسی قرار دے تو کوئی حرج نہیں۔

جو دُعائیں وضو کرتے وقت مستحب ہیں

(۲۶۴) وضو کرنے والے کے لئے مستحب ہے جب پانی پر نگاہ کرے تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی جَعَلَ الْمَاءَ طَهُوْرًا وَّ لَمْ یَجْعَلْهُ نَجِسًا،

وضو شروع کرنے سے پہلے ہاتھ کے دھونے کے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ

کلی کرنے کے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ لَقِّنِیْ حُجَّتِیْ یَوْمَ اَلْقَاكَ وَاَطْلِقْ لِسَانِیْ بِذِكْرِكَ

ناک میں پانی ڈالتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ لَا تُحَرِّمْ عَلَیَّ رِیْحَ الْجَنَّةِ وَاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ یَشُمُّ رِیْحَهَا وَرَوْحَهَا وَطِیْبَهَا

منہ دھونے کے وقت یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ بَیِّضْ وَجْهِیْ یَوْمَ تَسْوَدُّ فِیْهِ الْوُجُوْهُ وَلَا تُسَوِّدْ وَجْهِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ فِیْهِ الْوُجُوْهُ

داہنا ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِیْ وَلَا تَجْعَلْهَا مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِیْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ مُقَطَّعَاتِ النِّیْرَانِ

سر کے مسح کے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِكَ وَبَرَكَاتِكَ وَعَفْوِكَ۔

پاؤں کے مسح کے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ فِیْهِ الْاَقْدَامُ وَاجْعَلْ سَعْیِیْ فِیْ مَا یُرْضِیْكَ عَنِّیْ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

وضو کے شرائط

وضو کے صحیح ہونے کی تیرہ ۱۳ شرائط ہیں :

۱۔ وضو کے پانی کا پاک ہونا ۔ ۲۔ پانی کا مطلق ہونا

(۲۶۵) نجس پانی یا مضاف پانی سے وضو کرنا باطل ہے اگرچہ انسان کو پانی کے نجس ہونے یا مضاف ہونے کا علم نہ ہو یا بھول گیا ہو اور اگر اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھ لی تو اس نماز کو دوبارہ صحیح وضو کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے ۔

(۲۶۶) اگر مٹیالے اور مضاف پانی کے علاوہ کوئی اور پانی وضو کے لئے موجود نہ ہو۔ پس اگر نماز کا وقت تنگ ہے تو پھر تیمم کر لے اور اگر وقت وسیع ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ صبر کرے تاکہ پانی صاف ہو جائے پھر اس سے وضو کرے ۔ ۳۔ وضو کا پانی مباح ہو۔

(۲۶۷) وضو کرنا غصبی پانی سے یا ایسے پانی سے کہ یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا مالک راضی ہے یا نہیں حرام اور باطل ہے ہاں اگر مالک پہلے راضی تھا اور اب معلوم نہ ہو کہ اس وقت وہ راضی ہے یا نہیں تو اس کا وضو صحیح ہے اسی طرح اگر وضو میں منہ اور ہاتھوں کا پانی غصبی جگہ پر پڑتا ہو تو بھی وضو صحیح ہے ۔

(۲۶۸) وضو کرنا ایسے مدرسے کے حوض سے جس کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ اس کو تمام لوگوں کے لئے وقف کیا ہے یا صرف اس مدرسے میں پڑھنے والوں کے لئے تو اس صورت میں جب کہ عام لوگ اس مدرسے میں وضو کرتے ہوں تو پھر وضو کرنے میں کوئی اشکال نہیں ۔

(۲۶۹) اگر کوئی شخص کسی مسجد میں نماز پڑھنا نہیں چاہتا اگر اسے معلوم نہ ہو کہ یہ حوض تمام لوگوں کے لئے وقف ہے یا صرف اس مسجد میں نماز پڑھنے والوں کے لئے تو اس حوض سے وضو نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر عموماً یہ صورت ہو کہ جو لوگ اس مسجد میں نماز پڑھنا نہیں چاہتے وہ بھی اس حوض سے وضو کرتے ہیں تو پھر اس حوض سے وضو کر سکتا ہے ۔

(۲۷۰) ہوٹلوں اور مسافر خانوں کے حوض میں وضو کرنا ان لوگوں کے لئے جو اس میں نہ ٹھہرتے ہوں ایسی صورت میں صحیح ہے کہ عام طور پر ان میں ایسے لوگ بھی وہاں کے پانی سے وضو کرتے رہتے ہوں جو وہاں نہیں ٹھہرتے ۔

(۲۷۱) بڑی نہروں سے وضو کرنا اگرچہ یہ علم نہ ہو کہ ان کا مالک راضی ہے یا نہیں اشکال نہیں رکھتا ہاں اگر ان کے مالک وضو کرنے سے منع کر دیں تو پھر احتیاط واجب اس میں ہے کہ ان سے وضو نہ کرے ۔

(۲۷۲) اگر بھول جائے کہ پانی غصبی ہے اور اس سے وضو کرے تو وضو صحیح ہے اگرچہ اس پانی کا غصب کرنے والا

خود وہ متخص ہو۔

۴۔ جس برتن میں وضو کا پانی ہو مباح ہو (یعنی غصبی نہ ہو)

۵۔ جس برتن میں وضو کا پانی ہو سونے اور چاندی کا نہ ہو۔

(۲۷۳) اگر وضو کا پانی غصبی یا سونے اور چاندی کے برتن میں ہو اور کوئی اور پانی نہ ہو تو پھر تیمم کرنا چاہیئے اور اگر غصبی برتن میں وضو کرے تو وہ وضو باطل ہے لیکن اگر سونے یا چاندی کے برتن میں وضو کرے اگر تو بنا بر احتیاط واجب تیمم کرے اور اگر اور پانی موجود ہو پھر غصبی برتن یا سونے اور چاندی کے برتن سے وضو ارتماسی کرے یا ان برتنوں سے منہ اور ہاتھوں پر پانی ڈالے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وضو باطل ہے اور اگر چلو یا کسی دوسری چیز سے ان سے پانی لے کر منہ اور ہاتھوں پر ڈالے تو اس کا وضو صحیح ہے۔

(۲۷۴) اگر کسی ایسے حوض میں جس کی ایک اینٹ یا پتھر غصبی ہو وضو کرے تو وضو صحیح ہے۔ ہاں اگر اس کا وضو غصبی مال میں تصرّف شمار ہو تو وہ شخص گنہگار ہو گا۔

(۲۷۵) اگر آئمہ طاہرینؑ یا اولاد ائمہؑ کے صحن میں کہ جو پہلے قبرستان تھا کوئی حوض یا نہر بنائی جائے چنانچہ اگر یہ علم نہ ہو کہ اس صحن کی زمین کو قبرستان کے لئے وقف کیا گیا ہے تو پھر اس حوض یا نہر میں وضو کرنے میں اشکال نہیں ہے۔

۶۔ اعضاء وضو دھوتے اور مسح کرنے کے وقت پاک ہونے چاہئیں۔

(۲۷۶) اگر وضو ختم ہونے سے پیشتر وہ عضو نجس ہو جائے جو کہ وہ دھو چکا ہے یا جس پر مسح کر چکا ہے تو پھر وضو صحیح ہے

(۲۷۷) اگر اعضاء وضو کے علاوہ بدن کا کوئی حصہ نجس ہو تو وضو صحیح ہے لیکن اگر مقام پاخانہ اور پیشاب کو پاک نہ کیا ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ پہلے انہیں پاک کرے اور پھر وضو کرے۔

(۲۷۸) اگر اعضاء وضو میں کوئی ایک نجس ہو اور وضو کے بعد شک کرے کہ وضو سے پہلے اس نجس عضو کو پاک کیا تھا یا نہیں چنانچہ اگر وضو کرتے وقت اس عضو کے پاک اور نجس ہونے کی طرف ملتفت نہ تھا تو وضو باطل ہے اور اگر اسے علم ہو کہ وہ ملتفت تھا یا شک کرے کہ ملتفت تھا یا نہیں تو پھر وضو صحیح ہے اور ہر صورت میں اس عضو کو جو نجس تھا پاک کرنا ضروری ہے۔

(۲۷۹) اگر منہ یا ہاتھوں پر ایسا پھوڑا یا زخم ہو جائے کہ اس کا خون بند نہیں ہوتا اور اس کے لئے پانی مضر نہ ہو تو پھر لازم ہے کہ آب کُر یا جاری میں ڈبو دے اور پھوڑے یا زخم کو معمولی سا نچوڑ دے تاکہ خون بند ہو جائے

اور اس کے بعد مذکورہ دستور کے مطابق وضوئے ارتماسی کرے ۔

۷۔ وضو اور نماز کے لئے وقت کافی ہو۔

(۲۸۰) اگر وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر وضو کرے تو پوری نماز یا نماز کا کچھ حصّہ خارج وقت میں پڑھنا ہو تو تیمم کرے اور اگر وضو اور تیمم کے لئے برابر وقت درکار ہو تو وضو کرنا چاہیئے۔

(۲۸۱) جس شخص کو تنگیٔ وقت نماز کی خاطر تیمم کرنا ہو اگر وضو کرے تو وضو صحیح ہے خواہ اسی نماز کے لئے وضو کیا ہو یا کسی اور کام کے لئے ۔

۸۔ وضو کو قصد قربت یعنی خداوندِ عالم کے حکم کے انجام دینے کے لئے کرے پس اگر ٹھنڈک پہنچانے یا کسی اور کام کی نیّت سے وضو کرے تو وضو باطل ہے ۔

(۲۸۲) یہ ضروری نہیں کہ وضو کی نیّت کو زبان پر جاری کرے یا دل میں دہرائے بلکہ آخر افعال وضو تک متوجہ ہو کہ میں وضو کر رہا ہوں اس طرح اگر اس سے پوچھا جائے کہ کیا کر رہے ہو تو وہ کہے کہ وضو کر رہا ہوں ۔

۹۔ جس ترتیب سے بیان کیا گیا ہے وضو کو ویسے ہی بجالائے یعنی پہلے منہ پھر دائیں ہاتھ پھر بائیں ہاتھ کو دھوئے اس کے بعد سر کا مسح اور اس کے بعد پاؤں کا مسح کرے اور دائیں پاؤں کا مسح بائیں پاؤں سے پہلے کرے اگر اس ترتیب سے وضو نہ کرے تو وضو باطل ہوگا ۔

۱۰۔ یہ کہ افعال وضو یکے بعد دیگرے فوراً بجالائے ۔

(۲۸۳) اگر وضو کے افعال میں اتنا فاصلہ ہو جائے کہ اس وقت جس عضو کو دھو رہا ہے یا مسح کر رہا ہے ۔ اس سے پہلے کے تمام اعضا جس پر مسح کیا ہے یا دھویا ہے خشک ہو چکے ہوں تو وضو باطل ہو جائے گا۔ اور اگر فقط جس عضو کو دھو رہا ہے یا مسح کر رہا ہے اس سے پہلے عضو کی تری خشک ہو گئی ہو مثلاً جب بائیں ہاتھ کو دھو رہا ہو تو دائیں ہاتھ کی تری خشک ہو گئی ہو لیکن منہ کی تری باقی ہو تو وضو صحیح ہے ۔

(۲۸۴) اگر افعال وضو یکے بعد دیگرے بجا لا رہا ہو لیکن ہوا کی گرمی یا حرارت جسمانی وغیرہ کی وجہ سے اعضاؑ کی رطوبت خشک ہو جائے تو وضو صحیح ہے ۔

(۲۸۵) وضو کے درمیان چلنے پھرنے میں کوئی اشکال نہیں پس اگر منہ اور ہاتھوں کے دھونے کے بعد چند قدم چل کر سر اور پاؤں کا مسح کرے تو وضو صحیح ہے ۔

۱۱۔ اعضائے وضو کے دھونے اور مسح کرنے کو انسان خود بجالائے پس اگر کوئی اور شخص اسے وضو کرائے

یا وضو کا پانی منہ یا ہاتھ پر پہنچانے کے لئے مدد کرے تو وضو باطل ہے۔

(۲۸۶) جو شخص وضو نہیں کر سکتا وہ وضو کرانے کے لئے کسی کو نائب بنالے اور اگر مزدوری دینی پڑے تو اگر قدرت رکھتا ہو تو مزدوری ادا کرے لیکن نیّت خود کرے اور اپنے ہاتھ سے مسح کرے اور اگر مسح نہیں کر سکتا تو پھر اس کا نائب اس کا ہاتھ پکڑ کر مسح کرائے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر نائب اس کے ہاتھ سے رطوبت لے کر اپنے ہاتھ سے اس کے سر اور پاؤں کا مسح کرے۔

(۲۸۷) جو افعال وضو انسان خود بجا لا سکتا ہو اس میں کسی سے مدد نہیں لینی چاہیئے۔

۱۲۔ یہ کہ پانی کے استعمال سے کوئی مانع نہ ہو۔

(۲۸۸) اگر یہ خوف ہو کہ وضو کرنے سے مریض ہو جائے گا یا اگر پانی سے وضو کیا تو پیاسا رہ جائے گا تو پھر وضو نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اگر معلوم نہ ہو کہ پانی اس کے لئے مضر ہے اور وضو کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ وضو اس کے لئے مضر تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ تیمّم کرے اور اس وضو سے نماز نہ پڑھے اور اگر اس وضو سے نماز پڑھ چکا ہے تو نماز کا اعادہ کرے۔

(۲۸۹) اگر کم مقدار پانی سے منہ اور ہاتھوں کا دھونا نقصان دہ نہ ہو لیکن زیادہ ڈالنا مضر ہو تو پھر لازم ہے کہ اسی کم مقدار سے وضو کرے۔

۱۳۔ پانی کے وضو کے عضو تک پہنچنے سے کوئی مانع نہ ہو۔

(۲۹۰) اگر یہ معلوم ہو کہ اعضائے وضو سے کوئی چیز چپٹی ہوئی ہے لیکن یہ شک ہے کہ وہ پانی کے بدن تک پہنچنے سے مانع ہے یا نہیں تو اس کو دُور کرے یا پانی کو نیچے تک پہنچایا جائے۔

(۲۹۱) اگر ناخن کے نیچے مَیل کچیل ہو تو وضو میں کوئی اشکال نہیں اور اگر ناخن اتارے تو پھر اس مَیل کو دُور کرنا پڑے گا اور اگر ناخن معمول سے زیادہ بڑھے ہوں تو جتنا ناخن عادت سے بڑا ہے اتنی ہی مقدار مَیل کا دُور کرنا بھی ضروری ہے۔

(۲۹۲) اگر منہ، ہاتھ، سر کا اگلا حصہ یا پاؤں کا اوپر والا حصہ جلنے یا کسی اور وجہ سے سوج جائے تو اس کو دھونا اور مسح کرنا کافی ہے اور اگر اس میں سوراخ ہو جائے تو بھی جلد کے نیچے پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے اور اگر اسکے ایک طرف کی جلد جدا ہو جائے تو دوسری طرف کی جلد کے نیچے پانی پہنچانا ضروری نہیں جو جدا نہیں ہوئی ہے ہاں جو جلد اکھڑ گئی ہے اور اس طرح ہے کہ کبھی تو بدن سے چمٹ جاتی ہے اور کبھی علیحدہ ہو جاتی ہے تو یا اسے کاٹ دیا جائے اور یا اس کے نیچے پانی پہنچایا جائے۔

(۲۹۳) اگر شک ہو کہ اعضائے وضو سے کوئی چیز چپٹی ہوئی ہے یا نہیں تو اگر یہ احتمال عرفاً درست ہو مثلاً گارے وغیرہ میں کام کرنے کے بعد شک ہو کہ اس کے ہاتھ پر کیچڑ لگی ہے یا نہیں تو دیکھ بھال کرے یا ہاتھ کو اتنا رگڑے کہ اسے اطمینان ہو جائے کہ اگر کیچڑ لگا تھا دور ہو گیا ہے یا اس کے نیچے پانی پہنچ گیا ہے۔

(۲۹۴) جس جگہ کو دھونا یا اس پر مسح کرنا ہے اس پر جتنی بھی میل ہو اگر میل پانی کے بدن تک پہنچنے سے مانع نہیں تو اس کا کوئی حرج نہیں اور یہی حکم ہے اگر چونا وغیرہ کرنے کے بعد کوئی سفید چیز بدن پر لگی ہے۔ جو جلد تک پانی کے پہنچنے سے مانع نہیں ہے۔ ہاں اگر یہ شک ہو کہ اس کے ہوتے ہوئے پانی اس کے نیچے جلد تک پہنچ رہا ہے یا نہیں تو اس کو دور کرے۔

(۲۹۵) اگر وضو کرنے سے پہلے اسے علم تھا کہ کسی عضو وضو پر ایسی چیز موجود ہے جو پانی کو جلد تک پہنچنے سے روکتی ہے اب وضو کر لینے کے بعد شک ہوا کہ وضو کرتے وقت پانی جلد تک پہنچ گیا ہے یا نہیں تو اس کا وضو صحیح ہے ہاں اگر یہ جانتا ہے کہ وضو کرتے وقت وہ اس مانع کی طرف متوجہ نہیں تھا تو دوبارہ وضو کرے۔

(۲۹۶) اگر کسی عضو وضو پر کوئی چیز موجود ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے کبھی تو پانی اس کے نیچے پہنچ جاتا ہے۔ اور کبھی نہیں پہنچتا اب اگر وضو کر لینے کے بعد شک ہو جائے کہ پانی اس کے نیچے پہنچا تھا یا نہیں تو اگر جانتا ہے کہ میں وضو کرتے وقت اس کے نیچے پانی کے پہنچنے کی طرف ملتفت نہیں تھا واجب ہے کہ دوبارہ وضو کرے۔

(۲۹۷) اگر وضو کر لینے کے بعد اعضاء وضو پر کوئی ایسی چیز نظر آئے جو پانی کے جلد تک پہنچنے سے مانع ہے اور اس کو معلوم نہ ہو کہ وضو کرتے وقت یہ چیز تھی یا بعد میں پیدا ہوئی ہے تو اس کا وضو صحیح ہے اور اگر اسے علم ہے کہ وضو کرتے وقت وہ اس مانع کی طرف ملتفت نہیں تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ وضو کرے۔

(۲۹۸) اگر وضو کے بعد شک ہو کہ اعضاء وضو پر کوئی ایسی چیز موجود تھی جو پانی کے جلد تک پہنچنے سے روکتی ہے یا نہیں تو اس کا وضو صحیح ہے۔

احکام وضو

(۲۹۹) جو شخص افعال و شرائط وضو میں زیادہ شک کرتا ہے مثلاً پانی کے پاک ہونے یا غصبی نہ ہونے میں تو اسے اپنے اس شک کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔

(۳۰۰) اگر شک کرے کہ اس کا وضو باطل ہوا ہے یا نہیں تو وہ اس پر بنا رکھے کہ اس کا وضو باقی ہے۔ ہاں

اگر پیشاب کے بعد استبرا کے بغیر وضو کیا ہو اور وضو کے بعد[۲۶] سے تری خارج ہو جائے اور یہ نہیں جانتا ہو کہ یہ تری پیشاب ہے یا کوئی اور چیز تو اسکا وضو باطل ہے ۔

(۳۰۱) اگر کوئی شک کرے کہ میں نے وضو کیا ہے یا نہیں تو اسے وضو کرنا پڑے گا ۔

(۳۰۲) جسے معلوم ہے کہ میں نے وضو کیا تھا اور ایک حدث بھی سرزد ہوا تھا مثلاً پیشاب کیا تھا لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ دونوں میں سے پہلے کونسا کام کیا ہے اگر یہ صورت نماز سے پہلے در پیش آئے تو وضو کرے اور اگر حالت نماز میں پیش آئے تو نماز توڑ کر وضو کرے اور اگر نماز کے بعد پیش آئے تو وضو کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے ۔

(۳۰۳) اگر نماز پڑھ لینے کے بعد شک کرے کہ وضو کیا تھا یا نہیں تو وہ نماز صحیح ہے البتہ بعد کی نمازوں کے لئے وضو کرنا پڑے گا ۔

(۳۰۴) اگر اثنائے نماز میں شک ہو جائے کہ وضو کیا تھا یا نہیں تو اس کی نماز باطل ہے اور اسے چاہیے کہ وضو کرکے نئے سرے سے نماز پڑھے ۔

(۳۰۵) اگر نماز پڑھنے کے بعد شک کرے کہ اس کا وضو نماز سے پہلے باطل ہوا ہے یا نماز کے بعد تو جو نماز پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہے ۔

(۳۰۶) اگر کوئی شخص مریض ہے اور اسے پیشاب کے قطرات آتے رہتے ہیں یا پاخانہ کو روک نہیں سکتا تو اگر اسے یقین ہے کہ اول وقت نماز سے لے کر آخر وقت تک اسے وضو کرنے اور نماز پڑھنے کی مہلت مل جائیگی تو نماز اسی مہلت کے وقفہ میں ادا کرے اور اگر وقفہ اتنا ہوتا ہے کہ جس میں صرف واجبات نماز ادا کر سکتا ہے تو صرف واجبات کو ادا کرے اور مستحبات مثلاً اذان ، اقامت اور قنوت کو ترک کر دے ۔

(۳۰۷) اگر وضو و نماز کا وقفہ اسے میسر نہیں بلکہ حالتِ نماز میں چند مرتبہ اس سے پیشاب خارج ہو جاتا ہے تو اس کے لئے پہلا وضو کافی ہے اور اگر اثنائے نماز میں کئی دفعہ اس سے پاخانہ خارج ہوتا ہے اور بار بار وضو کرنا بھی اس کے لئے مشکل نہیں تو وہ پانی کا برتن اپنے قریب رکھ لے اور جب بھی پاخانہ خارج ہو وضو کرکے بقیہ نماز کو پڑھے ۔

(۳۰۸) اگر کسی کو پاخانہ بار بار آتا ہے اور اس کے لئے ہر دفعہ وضو کرنا مشکل ہے تو اگر وہ نماز کا کچھ حصہ وضو سے ادا کر سکتا ہے تو اسے ہر نماز کے لئے ایک علیحدہ وضو کرنا ہوگا ۔

(۳۰۹) جسے بار بار پیشاب آتا ہے اگر دو نمازوں کے درمیانی وقفہ میں پیشاب کا کوئی قطرہ اس سے نہیں نکلا

تو وہ ایک وضو سے دو نمازیں پڑھ سکتا ہے اور جو قطرات اثنا نماز میں خارج ہوتے ہیں ان میں کوئی حرج نہیں

(۳۱۰) جس سے بار بار پیشاب یا پاخانہ خارج ہوتا رہتا ہے اگر وہ نماز کا کوئی حصہ بھی وضو کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا تو وہ ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھ سکتا ہے مگر یہ کہ خود بخود پیشاب پاخانہ یا کوئی اور کام نہ کرے کہ جس سے وضو باطل ہو جاتا ہے۔

(۳۱۱) اگر بیماری کی وجہ سے ریح کے کنٹرول پر قادر نہ ہو تو اس طریقہ پر عمل کرنے جو ، بار بار پاخانہ آنے والے کے لئے مقرر ہے۔

(۳۱۲) جسے بار بار پاخانہ آتا رہتا ہے اسے ہر نماز کے لئے وضو کر کے فوراً نماز میں مشغول ہو جانا چاہیئے البتہ سجدہ بھولے ہوئے تشہد اور نماز احتیاط کہ جنہیں نماز کے بعد بجا لانا ہے اگر فوراً بجالائے آئے تو ان کے لئے نئے وضو کی ضرورت نہیں۔

(۳۱۳) جس شخص کو پیشاب کے قطرات آتے رہتے ہیں تو اس کو چاہیئے کہ نماز کے لئے کسی کیسہ کے ذریعے (کہ جس میں روئی وغیرہ رکھی ہو جو پیشاب کو دوسری جگہوں تک جانے سے روکے) اپنے کو نجاست سے بچائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر نماز سے پہلے مقام پیشاب کو جو کہ نجس ہے دھو لیا جائے اور وہ شخص بھی جسے بار بار پاخانہ آتا ہے اگر اس کے لئے ممکن ہو تو نماز پڑھنے کی مقدار پاخانے کو دوسری جگہوں تک لگنے سے روکے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر مشقت نہ ہو تو ہر نماز کے لئے مقام پاخانہ کو پاک کرے۔

(۳۱۴) جو شخص بار بار پیشاب و پاخانے سے اپنے آپ کو محفوظ نہیں رکھ سکتا اگر اس کے لئے ممکن ہو اور باعث مشقت و زحمت اور خوف ضرر نہ ہو تو بمقدار نماز پیشاب و پاخانے کو روکے اگرچہ اس پر کچھ خرچ بھی ہوتا ہو بلکہ اگر اس بیماری کا علاج آسانی سے ہو سکے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ علاج کرائے۔

(۳۱۵) جسے بار بار پیشاب پاخانہ آتا تھا اگر اس کی بیماری دُور ہو جائے تو اس پر واجب نہیں کہ بیماری کی حالت میں جو نمازیں اپنے وظیفہ کے مطابق ادا کی ہیں ان کی قضا پڑھے ہاں اگر نماز کا وقت باقی تھا اور اس کی بیماری دور ہو گئی تو پڑھی ہوئی نماز کو دوبارہ ادا کرے۔

کن چیزوں کے لئے وضو کرنا پڑتا ہے۔

(۳۱۶) چھ چیزوں کے لئے وضو کرنا چاہیئے۔

۱۔ نماز میت کے علاوہ تمام واجب نمازوں کے لئے ۔
۲۔ بھولا ہوا سجدہ اور تشہد اگر اس کے اور نماز کے درمیان کوئی حدث مثل پیشاب وغیرہ کے سرزد ہو جائے ۔
۳۔ خانہ کعبہ کے واجب طواف کے لئے
۴۔ اگر نذر، عہد یا قسم کھائے کہ میں وضو کروں گا ۔
۵۔ اگر نذر کرے کہ اپنے بدن کے کسی حصے کو قرآن کے حروف سے مَس کروں گا ۔
۶۔ نجس شدہ قرآن کو پاک کرنے یا بیت الخلاء وغیرہ سے باہر نکالنے کے لئے جبکہ مجبور ہو کہ اس کا ہاتھ یا بدن کا کوئی حصہ قرآن کے حروف سے مَس ہو جائے گا ۔ ہاں اگر وضو کی مقدار تک قرآن کے نجس رہنے میں بے حُرمتی ہو تو وضو کئے بغیر قرآن کو بیت الخلاء وغیرہ سے باہر نکال لینا چاہیئے یا اگر نجس تھا تو اسے پاک کر لیا جائے اور جتنا ممکن ہو ہاتھ حروف قرآن پر نہ لگایا جائے ۔

(۳۱۷) حروف قرآن کا مَس کرنا یعنی بدن کے کسی حصے کا بغیر وضو کے حروف قرآن سے لگانا حرام ہے ہاں اگر قرآن مجید کا فارسی یا کسی اور زبان میں ترجمہ ہو تو اسے مَس کرنے میں کوئی اشکال نہیں ۔

(۳۱۸) بچہ اور دیوانے کو حروف قرآن کے مَس کرنے سے روکنا واجب نہیں ہاں اگر ان کے مَس سے قرآن کی بے حُرمتی ہوتی ہو تو روکنا چاہیئے ۔

(۳۱۹) بغیر وضو نام خدا کو مَس کرنا چاہے کسی زبان میں لکھا ہو حرام ہے، اسی طرح پیغمبرؐ کے اسم مبارک یا امام اور حضرت فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کے اسم مبارک کو مَس کرنا اگر بے حُرمتی کا باعث ہو تو حرام ہے ۔ اور بنا بر احتیاط واجب چنانچہ بے احترامی بھی نہ ہو تو بھی مس کیا جائے

(۳۲۰) اگر وقت نماز کے داخل ہونے سے پہلے باطہارت رہنے کی نیت سے وضو یا غسل کر لیا جائے تو صحیح ہے اور نماز کے وقت کے داخل ہونے کے قریب قریب اگر نماز کے لئے تیار ہونے کی نیت وضو کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ۔

(۳۲۱) جسے یقین ہو کہ وقت نماز داخل ہو گیا ہے اور وجوب کی نیت سے وضو کر لے اور وضو کے بعد معلوم ہو کہ وقت داخل نہیں ہوا تھا تو اس کا وضو صحیح ہے ۔

(۳۲۲) نماز میت، زیارت اہل قبور، مسجد اور حرم ہائے ائمہ اطہار علیہم السلام میں جانے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے اور قرآن مجید کو اپنے پاس رکھنے، لکھنے اور پڑھنے اور

حاشیہ قرآن کو مَس کرنے اور سونے کے لئے بھی وضو کرنا مستحب ہے اور جو باوضو ہو اس کے لئے دوبارہ وضو کرنا مستحب ہے اور اگر مذکورہ کاموں کے لئے وضو کیا ہے تو ہر وہ کام جسے باوضو بجالانا ضروری ہے وہ اس وضو سے کیا جاسکتا ہے مثلاً اس وضو سے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

وُہ چیزیں جو وضو کو باطل کرتی ہیں !

(۳۲۳) سات چیزیں وضو کو باطل کر دیتی ہیں :

۱۔ پیشاب ۲۔ پاخانہ

۳۔ وہ ریح جو مقامِ پاخانہ سے خارج ہو ۔

۴۔ وہ نیند کہ جس کے ذریعے نہ آنکھ دیکھ سکے نہ کان سُن سکے اور اگر آنکھ تو نہیں دیکھ سکتی لیکن کان سنتے ہیں تو وضو باطل نہیں ہوگا ۔

۵۔ وہ چیزیں جو عقل کو زائل کر دیتی ہیں مثل دیوانگی، مستی اور بے ہوشی ۔

۶۔ وہ خونِ استحاضہ جو بعد میں بیان کیا جائے گا ۔

۷۔ وہ کام کہ جس کی وجہ سے غسل کرنا پڑتا ہے جیسے جنابت ۔

وضو جبیرہ کے احکام

وہ چیزیں جس سے زخم یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کو باندھا جائے اور وہ دوائی جو زخم وغیرہ پر لگائی جائے اُسے جبیرہ کہتے ہیں۔

(۳۲۴) اگر وضو کی کسی جگہ پر زخم پھوڑا یا چوٹ لگ جائے اور اس کا منہ کھلا ہو اور پانی اس کے لئے مضر بھی نہ ہو تو معمول کے مطابق وضو کیا جائے۔

(۳۲۵) اگر منہ یا ہاتھوں پر زخم یا پھوڑا ہو یا ہڈی ٹوٹ جائے اور اس کا منہ کھلا ہو اور اس پر پانی ڈالنا مضر ہو تو اس کے کناروں کو دھو لینا کافی ہے اور اگر اس پر تر ہاتھ پھیرنا مضر نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس پر تر ہاتھ پھیرنے کے بعد پاک کپڑا اوپر رکھ کر دوبارہ تر ہاتھ پھیرا جائے اور اگر یہ بھی مضر ہو یا زخم نجس ہو اور اسے پاک بھی نہ کیا جاسکتا ہو تو اس کے اطراف کو جیسا کہ وضو میں بیان کیا گیا ہے اُوپر سے نیچے دھویا جائے اور احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ پاک کپڑا زخم کے اُوپر رکھا جائے اور اگر کپڑے کا رکھنا ممکن نہ ہو تو اطراف زخم کو دھو لینا کافی ہے اور کسی صورت

میں بھی تیمم ضروری نہیں۔

(۳۲۶) اگر زخم پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی سر کے اگلے حصّے یا پاؤں کے اُوپر والے حصّے میں ہو اور اس کا منہ بھی کھلا ہو اور اس کو مَس بھی نہ کیا جا سکتا ہو تو پاک کپڑا اس پر رکھ کر اس کپڑے پر وضو کے پانی کی تَری سے جو کہ ہاتھ پر رہ گئی ہو مسح کیا جائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ تیمّم بھی کرنا چاہیئے اور اگر کپڑے کا رکھنا ممکن نہ ہو تو وضو کے بدلے تیمّم کیا جائے اور بہتر یہ ہے کہ مسح کے بغیر بھی ایک وضو کر لیا جائے۔

(۳۲۷) اگر پھوڑا زخم یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کا منہ باندھ دیا گیا ہو تو اگر اس کا کھولنا ممکن ہے اور باعثِ زحمت و مشقت بھی نہیں اور پانی بھی مضر نہیں تو اس کو کھول کر وضو کیا جائے چاہے وہ زخم وغیرہ چہرہ اور ہاتھ پر ہوں یا سر کے اگلے حصّے اور پاؤں پر۔

(۳۲۸) اگر زخم پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی چہرہ یا ہاتھوں پر ہو اور اس کو کھولا جا سکے تو اگر اس پر پانی ڈالنا مضر ہو لیکن تَر ہاتھ پھیرنا ضرر نہ رکھتا ہو تو واجب یہ ہے کہ تَر ہاتھ اس کے اُوپر پھیرا جائے۔

(۳۲۹) اگر زخم کا کھولنا ممکن نہ ہو مگر زخم کے اُوپر جو چیز رکھی ہوئی ہے وہ پاک ہے اور زخم تک پانی پہنچانا ممکن ہے اور باعثِ ضرر و زحمت اور مشقت بھی نہیں تو ایسی صورت میں زخم کے اُوپر پانی پہنچانا ضروری ہے اور اگر زخم یا اس کے اُوپر والی چیز نجس ہو چنانچہ اسے دھونا اور پانی کا زخم تک پہنچانا بغیر زحمت اور مشقت کے ممکن ہے تو پانی سے اس کو دھویا جائے اور وضو کرتے وقت پانی زخم تک پہنچایا جائے اور اگر پانی زخم کے لئے مضر ہو یا پانی کا زخم تک پہنچانا ممکن نہ ہو یا زخم نجس ہو اور اسے دھونا بھی ممکن نہ ہو تو زخم کے کناروں کو دھویا جائے اور اگر جبیرہ (یعنی زخم کے اوپر والی چیز) پاک ہے تو اس کے اُوپر مسح کیا جائے اور اگر جبیرہ نجس ہے اس کے اُوپر تک تَر ہاتھ نہیں پھیرا جا سکتا مثلاً اس پر ایسی دوائی لگی ہے جو ہاتھ سے چمٹ جاتی ہے تو کوئی پاک کپڑا اس کے اُوپر اس طرح رکھا جائے کہ وہ جبیرہ کا حصّہ شمار ہو اور تَر ہاتھ اس پر پھیر دیا جائے اور اگر یہ بھی ممکن نہیں احتیاط واجب یہ ہے کہ وضو کرے اور تیمم بھی بجا لائے۔

(۳۳۰) اگر جبیرہ پورے چہرہ یا پورے ایک یا دونوں ہاتھوں کو گھیرے ہوئے ہو تو جبیرہ والا وضو کیا جائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ تیمّم بھی کر لیا جائے۔

(۳۳۱) اگر جبیرہ تمام یا بیشتر اعضاء وضو کو گھیرے ہو تو تیمّم کیا جائے۔

(۳۳۲) جس شخص کی ہتھیلی اور انگلیوں پر جبیرہ ہو اور وضو کرتے وقت تَر ہاتھ اس پر اس نے پھیرا ہو تو سر اور

پاؤں کا اُسی تری سے مسح کرے یا وضو کی کسی اور جگہ سے تری لے کر مسح کرے۔

(۳۳۳) اگر جبیرہ پاؤں کے اُوپر والے پورے حصّہ کو گھیرے ہو لیکن تھوڑی سی مقدار انگلیوں کی طرف اور کچھ حصّہ پاؤں کے اُوپر والی طرف کھلا ہو تو جو جگہ کھلی ہے وہاں تو پاؤں کے اوپر اور جہاں جبیرہ ہے وہاں جبیرہ پر مسح کرے۔

(۳۳۴) اگر چہرے یا ہاتھوں پر کئی جبیرے ہیں تو ان کے درمیان والے حصّے کو دھوئے اور اگر جبیرہ سر یا پاؤں کے اوپر ہے تو ان کے درمیان والے حصوں کو مسح کرے اور جہاں جبیرہ ہے وہاں جبیرے کے حکم پر عمل کرے۔

(۳۳۵) اگر جبیرہ معمول سے زیادہ زخم کے کناروں کو گھیرے ہوئے ہو اور اس کا جدا کرنا بھی ممکن نہ ہو تو جبیرہ کے حکم پر عمل کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ تیمّم بھی کرے اور اگر جبیرہ کا الگ کرنا ممکن ہے تو علیحدہ کرے پس اگر چہرہ یا ہاتھوں پہ ہے تو اس کے کناروں کو دھوئے اور اگر سر یا پاؤں کے اُوپر ہے تو اس کے اطراف کا مسح کرے اور زخم کی جگہ پر جبیرہ کے حکم پر عمل کرے۔

(۳۳۶) اگر اعضاءِ وضو پر زخم پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی تو نہیں لیکن کسی اور وجہ سے پانی پورے ہاتھ اور چہرہ کے لئے مضر ہے تو تیمّم کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ وضوئے جبیرہ بھی کیا جائے اور اگر ہاتھ اور چہرہ کے کچھ حصّہ کے لئے پانی مضر ہے تو اگر اس کے کناروں کو دھوئے تو بعید نہیں کہ کافی ہو لیکن تیمّم کرنے کی احتیاط ترک نہ کرے

(۳۳۷) اگر اعضاءِ وضو میں سے کسی جگہ فصد کھلوایا ہو اور اسے دھویا نہ جا سکتا ہو یا پانی اس کے لئے مضر ہو تو اگر اس کا منہ باندھا ہوا ہے تو جبیرہ کے حکم پر عمل کرے اور اگر معمولی طور پر کھلا ہے تو اس کے اطراف کا دھو لینا کافی ہے۔

(۳۳۸) اگر وضو یا غسل کی جگہ سے کوئی چیز چپٹی ہوئی ہے کہ جس کا ہٹانا ممکن نہ ہو یا اتنی مشقت کا باعث ہے جو قابلِ برداشت نہ ہو تو جبیرہ کے دستور پر عمل کرنا چاہیئے۔

(۳۳۹) غسل جبیرہ کا حکم وضو جبیرہ کی طرح ہے لیکن غسل کو غسل ترتیبی کے طور پر بجالائے اور اگر ارتماسی کے طور پر بجالایا تو غسل باطل ہوگا۔

(۳۴۰) جس کا وظیفہ تیمّم کرنا ہو اگر تیمم کی کسی جگہ پر زخم پھوڑا یا شکستگی ہو تو وضو جبیرہ کی طرح تیمّم جبیرہ کیا جائے۔

(۳۴۱) جس کا وظیفہ وضو یا غسل جبیرہ کے ساتھ نماز پڑھنا ہو اب اگر اسے معلوم ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر دور نہیں ہوگا تو وہ اوّل وقت میں نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر امید ہو کہ آخر وقت تک عذر برطرف ہو جائے گا تو احتیاط

واجب یہ ہے کہ صبر کرے۔ اب اگر اس کا عذر برطرف نہ ہوا تو آخر وقت میں وضو یا غسل جبیرہ کے ساتھ نماز بجالائے۔

(۳۴۲) اگر آنکھ کی کسی بیماری کی وجہ سے انسان کو آنکھ کے بال چپٹلائے رکھنا پڑیں تو اسے وضو اور غسل جبیرہ کرنا چاہیئے اور احتیاط یہ ہے کہ تیمم بھی کرلے۔

(۳۴۳) جس شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ آیا مجھے تیمم کرنا ہے یا غسل تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دونوں بجالائے۔

(۳۴۴) انسان جو نمازیں وضو جبیرہ کے ساتھ پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہیں اور عذر کے زائل ہو جانے کے بعد آئندہ نمازوں کے لئے (اگر پہلا وضو باقی ہے) وضو نہ کرے اور اگر اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اس کی تکلیف، جبیرہ مٹی یا تیمم اور وہ دونوں کو انجام دے چکا ہے تو بعد کی نمازوں کے لئے وضو کرے۔

واجب غسل

سات غسل واجب ہیں:

۱۔ غسل جنابت ۲۔ غسل حیض ۳۔ غسل نفاس ۴۔ غسل استحاضہ ۵۔ غسل مس میت ۶۔ غسل میت۔ ۷۔ اور وہ غسل جو نذر و قسم وغیرہ کی وجہ سے واجب ہو۔

احکام جنابت

(۳۴۵) انسان دو چیزوں سے مجنب ہو جاتا ہے :

۱۔ جماع

۲۔ منی کا بیداری یا نیند کی حالت میں تھوڑا یا زیادہ شہوت کے ساتھ یا بغیر شہوت کے اختیاراً یا بغیر اختیار کے خارج ہونا ۔

(۳۴۶) اگر انسان سے کوئی رطوبت خارج ہو اور اسے معلوم نہ ہو سکے کہ یہ منی اور پیشاب ہے یا کوئی اور چیز تو اگر شہوت کے ساتھ ٹپک کر باہر آئے اور باہر آنے کے بعد بدن میں سستی محسوس ہو تو وہ رطوبت منی والا حکم رکھتی ہے اور اگر یہ تینوں علامات یا ان میں سے بعض علامات موجود نہ ہوں تو اس رطوبت پر حکم منی جاری نہیں ہوگا۔ البتہ عورت اور مریض کے لئے ضروری نہیں کہ پانی ٹپک کے نکلے ۔ لہٰذا اگر ان سے نکلنے والا پانی شہوت سے خارج ہو تو وہ منی کا حکم رکھتا ہے اور بدن کا سست ہونا بھی ضروری نہیں۔

(۳۴۷) اگر ایسے مرد سے پانی خارج ہو جو مریض نہیں ہے اور تین علامات میں سے کوئی ایک علامت موجود ہو جو گزشتہ مسئلہ میں بیان کی جا چکی ہیں اور یہ معلوم نہ ہو کہ باقی علامات بھی موجود تھیں یا نہیں تو اگر اس پانی کے نکلنے سے پہلے وضو نہ کیا ہو تو وضو کرلے ۔

(۳۴۸) مستحب ہے کہ منی نکلنے کے بعد پیشاب کیا جائے اور اگر پیشاب نہیں کیا ۔ اور غسل کے بعد کوئی رطوبت خارج ہو جس کے متعلق علم نہ ہو سکے کہ یہ منی ہے یا کوئی اور رطوبت تو وہ منی کا حکم رکھتی ہے ۔

(۳۴۹) اگر انسان جماع کرے اور ختنہ شدہ حصہ یا اس سے زیادہ داخل ہو جائے ۔ مدخل چاہے عورت ہو یا مرد قبل میں ہو یا دبر میں، دونوں بالغ ہوں یا نابالغ منی خارج ہو یا نہیں، ان تمام صورتوں میں دونوں مجنب ہو جائیں گے ۔

(۳۵۰) اگر شک ہو کہ ختنہ شدہ جگہ داخل ہوگئی ہے یا نہیں تو اس پر غسل واجب نہیں ہے ۔

(۳۵۱) اگر نعوذ باللہ کسی جانور سے بدکاری کرے اور منی بھی خارج ہو جائے تو صرف غسل کافی ہے اور اگر منی کا اخراج نہ ہو تو اگر وہ بدکاری سے پہلے با وضو تھا تو بھی غسل کافی ہے اور اگر وضو سے نہیں تھا احتیاط واجب یہ ہے کہ

غسل کرے اور اس کے بعد وضو بھی کرے۔

(۳۵۲) اگر منی اپنی جگہ سے تو حرکت کر چکی ہو لیکن باہر نہ نکلے یا شک ہو کہ منی باہر نکلی ہے یا نہیں تو غسل کرنا واجب نہیں۔

(۳۵۳) جو شخص غسل نہیں کر سکتا لیکن تیمم کرنا اس کے لئے ممکن ہے تو نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد بغیر کسی وجہ کے اس کا اپنی بیوی سے ہم بستری کرنا اشکال رکھتا ہے لیکن اگر لذت حاصل کرنے یا ضرر کے خوف سے ایسا کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۳۵۴) اگر کوئی شخص اپنے لباس میں منی دیکھے اور اسے علم ہو کہ یہ اس کی اپنی ہے اور اس کے لئے وہ غسل بھی نہیں کر چکا تو غسل کرے اور جن نمازوں کے متعلق اسے یقین ہے کہ وہ منی کے خارج ہونے کے بعد پڑھی ہیں ان کی قضا کرے لیکن وہ نمازیں کہ جن کے متعلق احتمال ہے کہ شائد منی کے خارج ہونے کے بعد پڑھی ہیں تو ان کی قضا ضروری نہیں۔

وُہ چیزیں جو مجنب پر حرام ہیں!

(۳۵۵) پانچ چیزیں جنابت والے شخص کے لئے حرام ہیں: بنا بر احتیاط واجب انبیا

۱۔ اپنے بدن کے کسی حصے سے حروف قرآن یا نام خدا اور اسی طرح انبیا و آئمہ علیہم السلام کو مَس کرنا جیسا کہ وضو میں بیان کیا جا چکا ہے۔

۲۔ مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں داخل ہونا اگرچہ ایک دروازے سے داخل ہو اور دوسرے سے باہر نکل آئے۔

۳۔ دوسری مساجد میں ٹھہرنا۔ البتہ اگر ایک دروازے سے داخل ہو اور دوسرے سے نکل آئے یا کوئی چیز اٹھانے کے لئے اندر جائے تو کوئی حرج نہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ آئمہ معصومین کے حرموں میں بھی توقف نہ کرے۔

۴۔ مسجد میں کوئی چیز رکھنا

۵۔ ان سورتوں کی تلاوت کرنا کہ جن میں سجدہ واجب ہے اور چار سورتوں میں سجدہ واجب ہے:۔

اوّل قرآن کے ۳۲ سورۃ الٓم تنزیل میں، دوسرا قرآن کے ۴۱ سورۃ حٰم سجدہ میں، تیسرا قرآن کے ۵۳ سورۃ والنجم میں، چوتھا ۹۶ سورۃ اقرأ باسم میں۔ اور اگر ایک حرف بھی ان چار سورتوں میں سے کسی ایک کی قصد سے پڑھا جائے حرام ہے۔

وُہ چیزیں جو مجنب کے لیے مکروہ ہیں

(۳۵۶) نوؔ چیزیں مجنب کے لئے مکروہ ہیں :

۱، ۲۔ کھانا اور پینا لیکن اگر وضو کرلے تو پھر مکروہ نہیں ۔

۳۔ واجب سجدہ والی سورتوں کے علاوہ سات سے زیادہ آیات قرآن کا پڑھنا ۔

۴۔ قرآن کی جلد، حاشیہ اور حروف کے درمیانی حصّہ سے بدن کے کسی حصّہ کو مس کرنا ۔

۵۔ قرآن مجید کا اپنے ساتھ رکھنا ۔

۶۔ سونا، ہاں اگر وضو کرلے یا پانی نہ ہونے کی صُورت میں غُسل کے بدلے تیمم کرلے تو پھر سونا مکروہ نہیں ہے

۷۔ مہندی وغیرہ سے خضاب لگانا ۔

۸۔ بدن پر مالش کرنا ۔

۹۔ محتلم ہوجانے کے بعد جماع کرنا ۔

غُسلِ جنابت

(۳۵۷) ذاتی طور پر غسلِ جنابت مستحب اور نماز واجب اور دیگر ایسے امور کے لئے واجب ہو جاتا ہے مگر میّت، سجدۂ شکر اور قرآن کے واجب سجدوں کے لئے غسل جنابت ضروری نہیں۔

(۳۵۸) یہ ضروری نہیں کہ غسل کرتے وقت وجوب یا استحباب کی نیّت کرے پس اگر صرف قصد قربت یعنی حکمِ خدا کو انجام دینے کی نیّت سے غسل کرے تو وہ کافی ہے ۔

(۳۵۹) اگر یہ یقین ہو جائے کہ نماز کا وقت داخل ہو چکا ہے اور غسل واجب کی نیّت کرے پھر معلوم ہو جائے کہ وقت سے پہلے غسل کیا تھا تو اس کا غسل صحیح ہے ۔

(۳۶۰) غسل واجب ہو یا مستحب اسے دوؔ طریقوں سے انجام دیا جاسکتا ہے۔ ترتیبی اور ارتماسی ۔

غسلِ ترتیبی

(۳۶۱) غسل ترتیبی میں غسل کی نیّت سے پہلے سر و گردن پھر دائیں اور پھر بائیں طرف کو دھویا جائے۔

اب اگر جان بوجھ کر یا بھول کر یا مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اس ترتیب پر عمل نہ کیا گیا تو غسل باطل ہوگا ۔

(۳۶۲) ناف اور شرمگاہ کے آدھے حصّے کو بدن کی دائیں طرف کے ساتھ اور دوسرے آدھے حصّے کو بائیں طرف کے ساتھ دھونا چاہیئے بلکہ بہتر یہ ہے کہ تمام ناف و شرمگاہ کو دونوں طرفوں کے ساتھ دھویا جائے ۔

(۳۶۳) یہ یقین پیدا کرنے کے لئے کہ تینوں حصّے مکمل دھوئے گئے ہیں، چاہیئے کہ ہر حصّے کے دھوتے وقت دوسری طرف کے کچھ حصّے کو بھی اس کے ساتھ دھویا جائے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ گردن کے تمام دائیں حصّے کو بدن کے دائیں حصّے کے ساتھ اور بائیں حصّے کو بدن کے بائیں حصّے کے ساتھ دھویا جائے ۔

(۳۶۴) اگر غسل کرنے کے بعد یہ معلوم ہو کہ بدن کا کچھ حصہ دھونے کے بغیر رہ گیا ہے لیکن وہ حصّہ تعیناً معلوم نہ ہو تو دوبارہ غسل کیا جائے ۔

(۳۶۵) اگر غسل کر لینے کے بعد معلوم ہو کہ بدن کی کچھ مقدار دھونے سے رہ گئی تھی تو اگر وہ بائیں طرف ہو تو اسی حصّے کا دھونا کافی ہے اور اگر دائیں طرف ہو تو اس کے دھونے کے بعد بائیں حصّے کو دوبارہ دھونا ہوگا اور اگر سر گردن ہوں تو پھر ان کو دھونے کے بعد دوبارہ دائیں حصّے کو اور اس کے بائیں حصّہ کو دھونا پڑے گا ۔

(۳۶۶) اگر غسل پورا ہونے سے پہلے بائیں طرف کے کچھ حصہ کے دھونے میں شک ہو جائے تو اسی مقدار مشکوک کا دھونا کافی ہے لیکن اگر بائیں طرف کے دھونے میں مشغول ہونے کے بعد پورے دائیں حصّہ کے دھونے میں یا اس کے کچھ حصّہ کے دھونے میں یا دائیں طرف کے دھونے میں مشغول ہونے کے بعد پورے سر و گردن یا ان کے کچھ حصّہ کے دھونے میں شک ہو جائے تو اس کی پرواہ نہ کی جائے ۔

غسلِ ارتماسی

(۳۶۷) غسل ارتماسی میں اگر غسل ارتماسی کی نیت سے بتدریج پانی میں چلا جائے تو جب تمام بدن پانی کے نیچے پہنچ جائے تو غسل صحیح ہے اور احتیاط یہ ہے کہ ایک ہی دفعہ غوطہ لگایا جائے ۔

(۳۶۸) غسل ارتماسی میں اگر تمام بدن پانی کے نیچے پہنچ جائے اور نیت غسل کرنے کے بعد بدن کو حرکت دے دے تو غسل صحیح ہے ۔

(۳۶۹) اگر غسل ارتماسی کے بعد معلوم ہو کہ بدن کے کسی حصّہ پر پانی نہیں پہنچایا چاہے وہ جگہ معلوم ہو یا نہ دوبارہ غسل کرے ۔

(۲۷۰) اگر غسل ترتیبی کا وقت تو نہیں لیکن ارتماسی کا ہے تو غسل ارتماسی کرے۔

(۲۷۱) اگر کسی شخص نے واجبی روزہ رکھا ہو یا حج و عمرہ کا احرام باندھا ہو تو وہ غسل ارتماسی نہیں کر سکتا ہاں اگر بھول کر غسل ارتماسی کرلے تو پھر صحیح ہے۔

احکام غسل

(۲۷۲) غسل ارتماسی میں پورا بدن (پہلے سے) پاک ہو لیکن غسل ترتیبی میں پاک ہونا ضروری نہیں اور اگر تمام بدن نجس ہو اور ہر حصّے کے دھونے سے پہلے اسے پاک کرلیا جائے تو کافی ہے۔

(۲۷۳) حرام سے جنب شدہ کا پسینہ نجس نہیں لہٰذا حرام سے مجنب اگر گرم پانی سے غسل بھی کرے تو صحیح ہے۔

(۲۷۴) اگر غسل میں سر کے بال کے برابر بھی کوئی جگہ دھونے کے بغیر رہ جائے تو غسل باطل ہے البتہ وہ جگہیں دیکھی نہیں جاسکتیں مثلاً کان اور ناک کا اندرونی حصّہ، تو ان کا دھونا واجب نہیں ہے۔

(۲۷۵) جس جگہ کے متعلق شک ہو کہ وہ ظاہر بدن میں داخل ہے یا باطن میں تو اس کا دھونا ضروری نہیں لیکن احتیاط یہ ہے کہ اسے دھولیا جائے۔

(۲۷۶) گوشوارہ وغیرہ کے لئے کان میں جو سوراخ کیا جاتا ہے اگر وہ اتنا کشادہ ہو کہ اس کے اندر کا حصہ نظر آئے تو اس کو دھولینا چاہیئے اور اگر نظر نہیں آتا تو دھونا ضروری نہیں۔

(۲۷۷) جو چیز بدن تک پانی کے پہنچنے سے روکتی ہے تو اس کو دُور کیا جائے اور اگر ابھی تک یہ یقین پیدا نہ ہو کہ وہ دُور ہوگئی ہے اور غسل کرے تو غسل باطل ہے۔

(۲۷۸) اگر غسل کرتے وقت شک کرے کہ اس کے بدن پر کوئی چیز پانی کے پہنچنے سے روکنے والی موجود ہے یا نہیں (چنانچہ اس کا احتمال لوگوں کی نظر میں بجا ہو) تو غسل کرنے سے پہلے اس کی دیکھ بھال کرلے تاکہ اسے اطمینان ہو جائے کہ کوئی روکنے والی چیز موجود نہیں۔

(۲۷۹) وہ چھوٹے بال جو جزو بدن شمار ہوتے ہیں غسل میں ان کا دھونا ضروری ہے اور احتیاط یہ ہے کہ بڑے بالوں کو بھی ضرور دھویا جائے۔

(۲۸۰) تمام وہ شرائط جو وضو کے صحیح ہونے میں بتلائے جاچکے ہیں مثلاً پانی کا پاک ہونا اور اس کا غصبی نہ ہونا، وہ غسل کے صحیح ہونے میں بھی شرط ہیں۔ البتہ غسل میں یہ ضروری نہیں کہ بدن کو اُوپر سے نیچے کی طرف دھویا جائے اور غسل ترتیبی میں یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر حصّے کے دھونے کے بعد فوراً دوسرے حصّے کو دھویا جائے بلکہ اگر سر و گردن

کے دھونے کے بعد کچھ دیر صبر کرے اور پھر دائیں طرف دھوئے اور کچھ مدت کے بعد بائیں طرف دھوئے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ جسے پیشاب و پاخانہ بار بار آتا ہے تو اگر غسل کرنے اور نماز پڑھنے جتنی مقدار اسے پیشاب پاخانہ نہ آتا ہو تو اگر وقت تنگ ہے تو اسے ہر حصے کے دھونے کے بعد فوراً دوسرا حصہ دھونا چاہیئے اور غسل کے بعد فوراً نماز پڑھ لے اور یہی حکم ہے استحاضہ والی عورت کا جسے بعد میں بیان کیا جائے گا۔

(۳۸۱) جو شخص یہ نیت رکھتا ہو کہ میں حمام والے کو پیسے نہیں دوں گا یا اس کی رضا معلوم کرنے کے بغیر اُدھار پر نہانا چاہتا ہو تو اگرچہ بعد میں حمام والے کو راضی کر لے پھر بھی اس کا غسل باطل ہے۔

(۳۸۲) اگر حمام والا راضی ہو کہ حمام کے پیسے قرض کے طور پر رہ جائیں لیکن غسل کرنے والے کی نیت یہ ہے کہ میں اس کو پیسے نہیں دوں گا یا مال حرام سے دوں گا تو اس کے غسل میں اشکال ہے۔

(۳۸۳) اگر انسان چاہے کہ حرام کے پیسے یا ایسے پیسے کہ جن کا خمس ادا نہ کیا گیا ہو۔ حمام والے کو دے گا تو اسکا غسل باطل ہے۔

(۳۸۴) اگر مقام پاخانہ کو حمام کے خزانہ شدہ پانی میں پاک کرے اور غسل سے پہلے اسے شک ہو جائے کیونکہ خزانہ میں تطہیر کیا ہے اسلئے حمام والا اس کے غسل پر راضی ہے یا نہیں تو اس کا غسل باطل ہے مگر یہ کہ غسل کرنے سے پہلے حمام والے کو راضی کر لے۔

(۳۸۵) اگر انسان کو شک ہو کہ غسل کیا ہے یا نہیں تو اسے غسل کرنا چاہیئے لیکن اگر غسل کرنے کے بعد شک ہو کہ غسل صحیح کیا ہے یا غلط تو دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۳۸۶) اگر اثناء غسل میں حدثِ اصغر مثلاً پیشاب اس سے سرزد ہو جائے تو غسل باطل نہیں ہو گا۔

(۳۸۷) اگر اس خیال سے غسل شروع کرے کہ اتنا وقت موجود ہے کہ جس میں غسل کیا اور نماز پڑھی جا سکتی ہے اب اگر بعد میں یہ معلوم ہو جائے کہ غسل کرنے کا اتنا وقت نہیں تھا تو اس کا غسل صحیح ہے۔

(۳۸۸) جو شخص مجنب ہو گیا ہو اگر شک کرے کہ غسل کیا ہے یا نہیں تو جو نمازیں پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہیں اور آئندہ نمازوں کے لئے غسل کرنا پڑے گا۔

(۳۸۹) جس شخص پر چند غسل واجب ہیں وہ تمام کی نیت سے ایک ہی غسل کر سکتا ہے یا یہ کہ ان کے لئے علیحدہ علیحدہ غسل کرے۔

(۳۹۰) جو مجنب ہے اگر اس کے بدن کے کسی حصہ پر کوئی آیت قرآن یا نام خدا تعالیٰ لکھا ہو تو اس پر ہاتھ رکھنا حرام ہے اور اگر غسل کرنا چاہتا ہے تو اسے بدن پر اس طرح پانی پہنچانا چاہیئے کہ اس کا ہاتھ اس لکھے ہوئے پر نہ لگے۔

(۳۹۱) جس شخص نے غسل جنابت کیا ہو اسے نماز کے لئے وضو نہیں کرنا چاہیئے لیکن اگر کوئی اور غسل کیا ہو تو صرف اس کے ساتھ نماز نہیں پڑھی جاسکتی بلکہ وضو بھی کرنا پڑے گا۔

استحاضہ

جو خون عورت کو آتے ہیں ان میں سے ایک خون استحاضہ ہے اور جب اسے خونِ استحاضہ آرہا ہو تو اسے مستحاضہ کہتے ہیں۔

(۳۹۲) خونِ استحاضہ اکثر زرد رنگ سرد سست اور بغیر جلن کے خارج ہوتا ہے اور زیادہ گاڑھا بھی نہیں ہوتا۔ ہاں ممکن ہے کبھی کبھی سیاہ یا سرخ رنگ گرم اور گاڑھا ہو تیزی اور سوزش کے ساتھ بھی آئے۔

(۳۹۳) استحاضہ کی تین اقسام ہیں :

۱۔ قلیلہ ۲۔ متوسطہ ۳۔ کثیرہ

استحاضہ قلیلہ وہ ہے جو اس روئی میں داخل نہ ہو اور اس کی دوسری طرف ظاہر بھی نہ ہو جو عورت اپنی شرم گاہ میں رکھ لیتی ہے۔

استحاضہ متوسطہ وہ ہے جو کہ روئی میں نفوذ کر جائے اور دوسری طرف ظاہر بھی ہو جائے لیکن اس پٹی تک نہ پہنچے جو عموماً عورتیں خون سے محفوظ رکھنے کے لئے باندھ لیتی ہیں۔

استحاضہ کثیرہ وہ ہے جو روئی سے نکل کر باہر والی پٹی تک بھی پہنچ جائے۔

احکام استحاضہ

(۳۹۴) استحاضہ قلیلہ میں عورت کو چاہیئے کہ وہ ہر نماز کے لئے ایک علیحدہ وضو کرے۔ روئی کو بدلے یا پاک کرے اور شرمگاہ کے باہر والے حصے تک اگر خون پہنچ جائے تو اسے بھی پاک کرے۔

(۳۹۵) اگر نماز سے پہلے یا اثنائے نماز میں خونِ استحاضہ متوسطہ دیکھے تو اس نماز کے لئے غسل کرنا پڑے گا۔

(۳۹۶) استحاضہ کثیرہ میں علاوہ ان کاموں کے جو استحاضہ متوسطہ والی عورت کرے گی جیسا کہ گزشتہ مسئلہ میں بتایا جا چکا ہے ہر نماز کے لئے اوپر والی پٹی کو بدل دے یا پاک کرے اور ایک غسل نماز ظہر وعصر کے لئے اور ایک مغرب وعشا کے لئے بھی کرے اور ظہر وعصر کی نماز کو بلا فصل پڑھے اور اگر فاصلہ کر دیا تو نماز عصر کے لئے دوبارہ غسل کرنا پڑے گا اور اگر مغرب وعشا کے درمیان بھی فاصلہ ہو جائے تو عشا کے لئے دوبارہ غسل کرے گی۔

(۳۹۷) اگر خونِ استحاضہ وقت نماز سے پہلے آجائے اور عورت اس خون کے لئے وضو اور غسل کرے تو بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ بوقت نماز وضو وغسل کرے۔

(۳۹۸) استحاضہ متوسطہ اور کثیرہ والی عورت کو جسے غسل و وضو کرنا پڑتا ہے ان میں سے جس کو مقدم کرے صحیح ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ وضو پہلے کرے۔

(۳۹۹) اگر استحاضہ قلیلہ والی عورت نماز صبح کے بعد متوسطہ ہو جائے تو اسے نماز ظہر وعصر کے لئے غسل کرنا ہوگا۔ اور اگر نماز ظہر وعصر کے بعد متوسطہ ہو جائے تو پھر مغرب وعشا کے لئے غسل کرے۔

(۴۰۰) اگر استحاضہ قلیلہ یا متوسطہ والی عورت نماز صبح کے بعد کثیرہ ہو جائے تو نماز ظہر وعصر کے لئے ایک غسل اور مغرب وعشا کے لئے دوسرا غسل کرے گی اور اگر ظہر وعصر کے بعد کثیرہ ہو جائے تو مغرب وعشا کے لئے غسل کرے

(۴۰۱) استحاضہ کثیرہ یا متوسطہ والی عورت اگر وقت نماز کے داخل ہونے سے پہلے اس نماز کے لئے غسل کرے تو وہ غسل باطل ہے بلکہ اگر اذان صبح کے نزدیک نماز تہجد کے لئے غسل کرے اور نماز تہجد پڑھ لے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ طلوعِ صبح کے بعد دوبارہ غسل اور وضو کرے۔

(۴۰۲) استحاضہ والی عورت ہر نماز کے لئے چاہے وہ نماز واجب ہو یا مستحب وضو کرے اور اگر جس نماز کو پڑھ چکی ہے دوبارہ احتیاطاً پڑھنا چاہیئے یا جس نماز کو فرادًا پڑھ چکی ہے۔ دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہیئے تو اسے تمام وہ کام کرنا پڑیں گے جو مستحاضہ کے لئے بیان کئے جا چکے ہیں البتہ نماز احتیاط بھولے ہوئے سجدہ اور تشہد اور سجدہ سہو کے لئے اگر نماز کے فوراً بعد انھیں بجالائے تو استحاضہ والے کام بجالانے کی ضرورت نہیں۔

(۴۰۳) اگر استحاضہ والی عورت کا خون بند ہو جائے تو پھر اسے صرف پہلی نماز کے لئے استحاضہ والے احکام بجالانا پڑیں گے اور بعد والی نمازوں کے لئے ضرورت نہیں۔

(۴۰۴) اگر عورت کو معلوم نہ ہو کہ اس کا استحاضہ کس قسم میں داخل ہے جب وہ نماز پڑھنا چاہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ کچھ روئی اپنی شرمگاہ میں داخل کر کے کچھ دیر صبر کرے اور پھر باہر نکال کر دیکھے کہ استحاضہ کس قسم کا ہے جب معلوم ہو جائے تو تینوں اقسام میں سے جس قسم کا ہو۔ اسی قسم والے احکام بجالائے اور اگر اسے علم ہو کہ میرے نماز پڑھنے کے وقت تک استحاضہ میں کوئی تغیر نہیں ہوگا تو وقت کے داخل ہونے سے پہلے بھی یہ امتحان کر سکتی ہے۔

(۴۰۵) استحاضہ والی عورت نے اگر قسم استحاضہ کی تشخیص سے پہلے نماز شروع کر دی تو اگر اس نے قصد قربت کیا تھا اور جو اس کی واقعی تکلیف تھی اس پر عمل کیا مثلاً واقع میں اس کا استحاضہ قلیلہ تھا اور اس نے استحاضہ قلیلہ والے کام انجام دیئے تھے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر اس نے قصد قربت نہیں کیا تھا یا اس کا عمل اس کے وظیفہ شرعی کے مطابق نہیں تھا مثلاً اس کا استحاضہ متوسطہ تھا اور اس نے قلیلہ والے کام کئے تو اس کی نماز باطل ہے

(۴۰۶) اگر استحاضہ والی عورت تشخیص نہ کر سکے تو پھر وہ وظیفہ انجام دے جو اس کے لئے مسلّماً ثابت ہو مثلاً اگر وہ نہیں جان سکی کہ استحاضہ قلیلہ ہے یا متوسطہ تو استحاضہ قلیلہ والے کام انجام دے اور اگر وہ یہ نہیں جانتی کہ استحاضہ متوسطہ ہے یا کثیرہ تو متوسطہ والے کام بجالائے اور اگر اسے معلوم ہو کہ اب سے پہلے کونسی قسم تھی تو اس قسم کے مطابق عمل کرے۔

(۴۰۷) اگر استحاضہ کا خون اندر موجود ہو لیکن باہر نہ آتا ہو تو وضو اور غسل باطل نہیں ہوگا اور اگر خون باہر آجائے تو اگرچہ تھوڑا سا ہی کیوں نہ ہو تو پھر وضو اور غسل کو گزشتہ تفصیل کے ساتھ باطل کر دیتا ہے۔

(۴۰۸) اگر مستحاضہ عورت نماز کے بعد اپنے آپ کو دیکھے لیکن خون نظر نہ آئے اگرچہ اسے علم ہو کہ اسے خون آجائے گا تو اس وضو سے جو اس نے کیا ہوا ہے نماز پڑھ سکتی ہے۔

(۴۰۹) مستحاضہ عورت کو اگر معلوم ہو کہ جب سے وہ وضو اور غسل میں مشغول ہے اسے کوئی خون نہیں آیا اور نماز کے بعد تک بھی کوئی خون نہ اندر رہے گا اور نہ باہر آئے گا تو وہ نماز پڑھنے میں تاخیر کر سکتی ہے ۔

(۴۱۰) اگر مستحاضہ عورت کو علم ہو کہ نماز کا وقت نکلنے سے پہلے پاک صاف ہو جائے گی یا نماز پڑھنے کی مقدار تک اس کا خون رُک جائے گا تو اسے صبر کرنا ضروری ہے اور نماز کو اس وقت پڑھنا چاہیئے جب خون سے پاک ہو جائے ۔

(۴۱۱) اگر وضو اور غسل کے بعد ظاہری طور پر خون رُک جائے اور مستحاضہ عورت کو علم ہو کہ اگر نماز میں تاخیر کر دے تو بقدار وضو و غسل اور نماز بالکل پاک رہے گی تو اسے نماز میں تاخیر کر دینا چاہیئے اور جس وقت بالکل پاک ہو جائے۔ دوبارہ وضو اور غسل کرے اور نماز پڑھے لیکن اگر وقت تنگ ہے تو اسی وضو و غسل سے جو اس نے کیا ہوا ہے نماز ادا کرے ۔

(۴۱۲) مستحاضہ کثیرہ اور متوسطہ جب پورے طور پر خون سے پاک ہو جائے تو اسے غسل کرنا چاہیئے لیکن اگر اسے معلوم ہو کہ جب گزشتہ نماز کے لئے غسل میں مشغول ہوئی تھی اس وقت کے بعد سے خون نہیں آیا تو اس کے لئے دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں ۔

(۴۱۳) مستحاضہ قلیلہ کو وضو کے بعد اور مستحاضہ کثیرہ و متوسطہ کو غسل و وضو کے فوراً بعد نماز شروع کر لینی چاہیئے البتہ اذان و اقامت اور نماز سے پہلے کی دعاؤں کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور اثناء نماز بھی مستحب کاموں کو (مثلاً قنوت وغیرہ) بجا لا سکتی ہے ۔

(۴۱۴) اگر عورت مستحاضہ غسل و نماز کے درمیان فاصلہ ڈال دے تو اسے دوبارہ غسل کر کے نماز شروع کرنا پڑیگی۔ ہاں اگر خون شرمگاہ کی اندرونی فضا میں نہ آئے تو غسل کرنے کی ضرورت نہیں ۔

(۴۱۵) اگر خون استحاضہ ایسا جاری ہو کہ بند ہی نہیں ہوتا تو اگر اس کے لئے مضر نہیں تو پھر غسل سے پہلے اور اس کے بعد روئی کے ذریعہ خون کو باہر آنے سے روکے اور اگر ہمیشہ جاری نہیں رہتا تو پھر صرف وضو و غسل کے بعد خون کو باہر نکلنے سے روکے اور اگر اس نے کوتاہی کی اور خون باہر نکل آیا تو دوبارہ غسل و وضو کرنا پڑے گا اور اگر نماز پڑھ چکی ہے تو دوبارہ پڑھنا پڑے گی ۔

(۴۱۶) اگر غسل کرتے وقت خون بند نہیں ہوا تو غسل صحیح ہے اور اگر اثناء غسل استحاضہ متوسطہ کثیرہ ہو جائے تو واجب یہ ہے کہ اگر غسل ترتیبی میں مشغول تھی تو اس کو نئے سرے سے شروع کرے اور اگر غسل ارتماسی کر رہی تھی تو بہتر یہ ہے کہ اسی کو دوبارہ بجا لائے

(۴۱۷) احتیاط واجب یہ ہے کہ مستحاضہ عورت اگر روزے سے ہو تو خون کو باہر آنے سے جتنا ممکن ہو روکے۔

(۴۱۸) مستحاضہ عورت کا روزہ (جس پر غسل واجب ہو) اس صورت میں صحیح ہے کہ دن کی واجب نمازوں کے غسل انجام دے اور نیز بنابر احتیاط واجب نماز مغرب اور عشا کا غسل اس نے اس رات کیا ہو جس کی صبح کو وہ روزہ رکھنا چاہتی ہے۔ ہاں اگر اس نے مغرب و عشا کے لئے تو غسل نہیں کیا لیکن نماز تہجد پڑھنے کے لئے اذان صبح سے پہلے غسل کیا ہو اور دن کی نمازوں کے لئے غسل کرتی رہی ہو تو روزہ صحیح ہے۔

(۴۱۹) اگر نماز عصر کے بعد مستحاضہ ہو جائے اور غروب تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۴۲۰) اگر مستحاضہ قلیلہ نماز سے پہلے متوسطہ یا کثیرہ ہو جائے تو وہ متوسطہ اور کثیرہ والے کام بجالائے جو کہ بیان کئے جا چکے ہیں اور اگر متوسطہ کثیرہ ہو جائے تو کثیرہ والے کام بجالائے اور اگر وہ استحاضہ متوسطہ کے لئے غسل بھی کر چکی ہے تو بیکار ہے بلکہ اس کو دوبارہ کثیرہ کے لئے غسل کرنا ہوگا۔

(۴۲۱) اگر اثنائے نماز میں استحاضہ متوسطہ والی کثیرہ ہو جائے تو وہ نماز کو توڑ دے اور استحاضہ کثیرہ کے لئے غسل اور وضو کرے اور دوسرے کام بجالانے کے بعد اسی نماز کو ادا کرے اور اگر وضو و غسل کے لئے وقت نہیں رہا تو اسے دو تیمم کرنا ہوں گے۔ ایک غسل اور دوسرا وضو کے بدلے اور اگر غسل و وضو میں سے ایک کا وقت ہے تو اس کو بجالائے اور دوسرے کے بدلے تیمم کرے اور تیمم کے لئے بھی وقت نہیں تو نماز کو نہ توڑتے ہوئے پورا کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی قضا بھی کرے اور یہی حکم ہے اگر اثنائے نماز میں استحاضہ قلیلہ متوسطہ یا کثیرہ ہو جائے۔

(۴۲۲) اگر حالت نماز میں ظاہراً خون بند ہو جائے اور مستحاضہ کو معلوم نہ ہو کہ اندر سے بھی خون بند ہوا ہے یا نہیں تو اگر نماز کے بعد معلوم ہو جائے کہ بند ہو گیا ہے تو وضو غسل اور نماز کو دوبارہ انجام دے۔

(۴۲۳) اگر استحاضہ کثیرہ والی متوسطہ ہو جائے تو پہلی نماز کے لئے کثیرہ والے اور بعد والی نمازوں کے لئے متوسطہ والے عمل کرے مثلاً اگر نماز ظہر سے پہلے استحاضہ کثیرہ متوسطہ ہو جائے تو نماز ظہر کے لئے غسل اور نماز عصر و مغرب و عشا کے لئے صرف وضو کرے اور اگر اس نے نماز ظہر کے لئے غسل نہ کیا ہو اور اب صرف نماز عصر کے لئے وقت ہو تو نماز عصر کے لئے غسل کرے اور نماز عصر کے لئے بھی غسل نہ کیا ہو تو پھر نماز مغرب کے لئے غسل کرے اور اگر اس کے لئے بھی غسل نہ کیا ہو اور صرف نماز عشا کے لئے وقت باقی ہو تو نماز عشا کے لئے غسل کرے۔

(۴۲۴) اگر ہر نماز سے پہلے استحاضہ کثیرہ والی کا خون بند ہو جائے اور دوبارہ شروع ہو تو اس کو ہر نماز کیلئے غسل کرنا ہوگا اور اگر غسل کرنے کے بعد اور نماز سے پہلے بند ہو جائے تو اگر وقت اتنا تنگ ہے کہ غسل اور نماز نہیں بجا لا سکتی تو اسی غسل سے نماز پڑھے اور وضو کا بھی یہی حکم ہے۔

(۴۲۵) اگر استحاضہ کثیرہ، قلیلہ ہو جائے تو پہلی نماز کے لئے کثیرہ والے اور باقی نمازوں کے لئے قلیلہ والے احکام پر عمل کرے گی اور اگر متوسطہ قلیلہ ہو جائے تو بھی پہلی نماز کے لئے متوسطہ والے اور باقی نمازوں کے لئے قلیلہ والے احکام پر عمل کرے گی۔

(۴۲۶) اگر عورت مستحاضہ احکامِ واجبہ میں سے کسی کام کو ترک کر دے یہاں تک کہ روئی کا بدلنا تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۴۲۷) مستحاضہ قلیلہ اگر نماز کے علاوہ کوئی ایسا کام کرنا چاہے کہ جس میں وضو شرط ہے مثلاً بدن کے کسی حصے کو حروفِ قرآن سے مس کرنا ہو تو وضو کرے اور جو وضو اس نے نماز کے لئے کیا ہے بنا بر احتیاط واجب وہ کافی نہیں۔

(۴۲۸) مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں جانا اور باقی مساجد میں ٹھہرنا اور ان سورتوں کا پڑھنا جن میں سجدہ واجب ہے مستحاضہ عورت کے لئے اشکال نہیں رکھتا ملی شوہر کا اس سے ہم بستری کرنا اس صورت میں جائز ہے کہ عورت غسل کر لے۔ اگرچہ اس نے دوسرے وہ کام نہ کئے ہوں جو نماز واجب کے لئے ضروری ہیں مثلاً وضو روئی اور پٹی کا بدلنا۔

(۴۲۹) اگر استحاضہ کثیرہ یا متوسطہ والی عورت وقت نماز سے پہلے اپنے بدن کے کسی حصّہ کو حروفِ قرآن سے مس کرنا چاہے تو اسے غسل و وضو کرنا پڑے گا۔

(۴۳۰) عورت مستحاضہ پر نماز آیات واجب ہے اور اس نماز کے لئے بھی اسے وہ تمام کام کرنے پڑیں گے جو نماز یومیہ کے لئے بتائے جا چکے ہیں۔

(۴۳۱) جب نماز یومیہ کے وقت میں مستحاضہ پر نماز آیات واجب ہو جائے تو اگر دونوں کو ایک دوسرے کے بعد فوراً ہی بجا لانا چاہے تب بھی وہ نماز آیات کے لئے علیحدہ تمام وہ کام بجا لائے جو نماز یومیہ کے لئے بجا لاتے ہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ دونوں کو ایک غسل و وضو سے بجا نہ لائے۔

(۴۳۲) اگر عورت مستحاضہ نماز قضا پڑھنا چاہے تو ہر نماز کے لئے وہ تمام کام کرے جو ادا نماز کے لئے کرنا پڑتے ہیں۔ اور بنا بر احتیاط واجب دونوں کو ایک ہی غسل و وضو سے بجا نہ لائے۔

(۴۲۴) اگر عورت کو علم ہو کہ جو خون آرہا ہے وہ زخم کا خون نہیں اور شرعاً حیض اور نفاس کا حکم نہیں رکھتا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ بدستور استحاضہ والا عمل کرے بلکہ اگر اسے شک ہو کہ یہ خون استحاضہ ہے یا کوئی اور تو اگر کسی خون کی علامات اس میں نہ پائی جائیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ استحاضہ والے کام کرے۔

○

حیض

حیض وہ خون ہے جو غالباً ہر مہینے چند روز عورت کے رحم سے خارج ہوتا ہے اور عورت کو خونِ حیض دیکھنے کے زمانہ میں حائض کہتے ہیں۔

(۴۲۴) خونِ حیض اکثر اوقات گاڑھا گرم اور سیاہی مائل سُرخ یا صرف سُرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ تیزی اور کچھ جلن کے ساتھ باہر آتا ہے۔

(۴۲۵) سیدانیاں ساٹھ سال پورے ہونے کے بعد یائسہ ہو جاتی ہیں یعنی انہیں خون حیض نہیں آتا اور غیر سادات عورتیں پچاس سال پورے ہونے کے بعد یائسہ ہو جاتی ہیں۔

(۴۲۶) اگر کوئی لڑکی نو سال کی عمر سے پہلے اور کوئی عورت یائسہ ہونے کے بعد خون دیکھے تو وہ حیض نہیں ہوگا۔

(۴۲۷) حاملہ اور بچے کو دودھ پلانے والی عورت کے لئے بھی خون حیض کا آنا ممکن ہے۔

(۴۲۸) جس لڑکی کو معلوم نہیں کہ اس کی عمر نو سال تک پہنچ گئی ہے یا نہیں اگر کوئی خون دیکھے کہ جس میں خونِ حیض کے علامات موجود نہیں تو وہ حیض نہیں ہے اور اگر اس میں علامات حیض پائی جائیں اور اسے اطمینان ہو کہ یہ حیض ہے تو وہ حیض ہوگا اور اس سے معلوم ہو جائے گا کہ اس کی عمر نو سال ہو گئی ہے۔

(۴۲۹) جس عورت کو شک ہو کہ وہ یائسہ ہو گئی ہے یا نہیں اور اسے خون آتا ہو کہ جس کے متعلق یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ حیض ہے یا نہیں تو وہ اس پر بنا رکھے کہ یائسہ نہیں ہوئی۔

(۴۳۰) حیض کی مدّت تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہیں ہو سکتی اور اگر تین دن سے کچھ بھی کم رہا ہو تو وہ خون حیض نہیں ہوگا۔

(۴۳۱) پہلے تین دن میں خون حیض کے لئے پے در پے آنا ضروری ہے لہٰذا مثلاً اگر دو دن خون دیکھے اور ایک دن پاک رہے اور دوبارہ ایک دن خون دیکھے تو وہ حیض نہیں ہوگا۔

(۴۳۲) ضروری نہیں کہ پورے تین دن خون باہر بھی آئے بلکہ اگر شرمگاہ کے اندر خون موجود ہو تو کافی ہے۔ چنانچہ اگر تین دن کے درمیان مختصر سا وقت پاک رہے اور یہ پاک رہنے کی مدّت اتنی کم ہو کہ عرفاً کہا جائے کہ

پورے تین دن شرمگاہ کے اندر خون تھا تو بھی وہ حیض ہوگا۔

(۴۴۳) یہ ضروری نہیں کہ پہلی اور چوتھی رات بھی اسے خون آئے البتہ دوسری اور تیسری رات خون بند نہیں ہونا چاہیئے لہٰذا اگر پہلے دن کی اذان صبح سے لے کر تیسرے دن کے غروب تک پے در پے خون آرہا ہو یا پہلے دن کے وسط میں خون شروع ہوا اور چوتھے دن اسی وقت بند ہوا اور دوسری اور تیسری رات بھی بند نہیں ہوا تو وہ حیض ہے۔

(۴۴۴) اگر تین دن پے در پے خون دیکھنے کے بعد بند ہو جائے اور عورت پاک ہو جائے پھر دوبارہ خون دیکھے اور جن دنوں خون دیکھا ہے اور درمیان میں پاک رہی ہے ان کی مجموعی مقدار دس دن سے زیادہ نہیں تھی تو درمیان میں پاکیزگی والے دن بھی حیض کے دن شمار ہوں گے۔

(۴۴۵) اگر عورت خون دیکھے جو تین دن سے زیادہ اور دس دن سے کم ہو لیکن اسے معلوم نہ ہو کہ یہ پھوڑے کا خون ہے یا حیض کا اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ پھوڑا بائیں طرف ہے یا دائیں طرف تو اگر ممکن ہو تو کچھ روئی شرمگاہ میں داخل کرے اور باہر نکال کر دیکھے اگر خون بائیں طرف سے آئے تو وہ خون حیض ہے اور اگر دائیں طرف سے آئے تو پھوڑے کا خون ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو اب اگر اسے یہ معلوم ہو کہ اس سے سابق والا خون حیض تھا تو اسے حیض سمجھے اور اگر پہلا خون پھوڑے کا تھا تو یہ اسے پھوڑے کا خون قرار دے اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ پہلے والا خون حیض تھا یا پھوڑے کا تو پھر تمام وہ امور جو حائض پر حرام ہیں ترک کر دے اور تمام وہ عبادات جو پاک عورت بجا لاتی ہے انہیں بجا لائے۔

(۴۴۶) اگر ایسا خون دیکھے جو تین دن سے زیادہ اور دس دن سے کم ہو اور اسے معلوم نہ ہو کہ یہ خون حیض ہے یا زخم کا خون ہے اگر اس سے پہلے خون حیض تھا تو اسے حیض قرار دے اور اگر پاک تھی تو اسے پاک قرار دے اور اگر اسے معلوم نہ ہو کہ پاک تھا یا حیض تو تمام ان چیزوں کو ترک کرے جو حائض کے لئے حرام ہیں اور تمام وہ عبادتیں جو پاک عورت کو انجام دینی ہیں بجا لائے۔

(۴۴۷) اگر کوئی خون دیکھے جس کے متعلق شک کرے کہ حیض ہے یا نفاس تو اگر اس میں حیض کے شرائط موجود ہوں تو اسے حیض قرار دے۔

(۴۴۸) اگر کوئی خون دیکھے اور اسے معلوم نہ ہو سکے کہ حیض کا خون ہے یا بکارت کا، تو اپنا امتحان کرے یعنی کچھ روئی شرمگاہ میں داخل کرے اور کچھ دیر انتظار کے بعد باہر نکالے تو اگر صرف کناروں پر خون لگا ہو تو خون بکارت ہے اور اگر روئی کے تمام حصوں پر لگا ہو تو حیض سمجھا جائے۔

(۴۴۹) اگر تین روز سے کم مدت خون دیکھ کر پاک ہو جائے اور پھر تین دن خون دیکھے تو دوسرا خون حیض ہوگا اور پہلا خون اگرچہ اس کی عادت کے دنوں میں ہی کیوں نہ آیا ہو حیض نہیں ہے۔

احکام حائض

(۴۵۰) حیض والی عورت پر چند چیزیں حرام ہیں:

۱۔ وہ عبادتیں کہ جنہیں وضو غسل یا تیمم کے ساتھ بجالانا پڑتا ہے مثل نماز وغیرہ کے البتہ وہ عبادتیں کہ جن کے لئے وضو غسل یا تیمم کی ضرورت نہیں مثلاً نماز جنازہ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۲۔ جو چیزیں مجنب کے لئے حرام ہیں اور ان کا ذکر جنابت میں ہو چکا ہے۔

۳۔ شرمگاہ میں جماع کرنا عورت کے لئے حرام ہے اور مرد کے لئے بھی اگرچہ بمقدار جائے ختنہ ہو اور منی بھی خارج نہ ہو۔ بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ ختنہ والی جگہ سے کم مقدار بھی داخل نہ کرے اور حیض والی عورت کی دبر میں وطی کرنا سخت مکروہ ہے۔

(۴۵۱) ان دنوں میں بھی جماع کرنا حرام ہے کہ جو یقینی طور پر حیض کے دن نہیں لیکن شرعاً عورت کو انہیں حیض کے دن سمجھنا ہے لہٰذا وہ عورت کہ جو دس دن سے زیادہ خون دیکھے اور اس دستور کے مطابق جو بعد میں بیان کیا جائیگا عمل کرے (کہ وہ اپنی رشتہ دار عورتوں کی عادت کے دنوں کو حیض قرار دے) تو اس کا شوہر ان دنوں میں اس سے ہمبستری نہیں کرسکتا۔

(۴۵۲) اگر عورت کے ایام حیض کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے اور شوہر پہلے حصہ میں عورت کی قبل میں جماع کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ چنے کے اٹھارہ دانوں کے برابر سونا کفارہ کے طور پر فقیر کو دے اور اگر دوسرے حصہ میں جماع کرے تو نو دانوں کے برابر اور اگر تیسرے حصہ میں جماع کرے تو ساڑھے چار دانوں کے برابر دے مثلاً ایک عورت کو چھ دن حیض آتا ہے تو اگر شوہر پہلے دو دنوں کی رات یا دن میں جماع کرے تو اٹھارہ دانے سونے کے دینے پڑیں گے اور تیسرے چوتھے دن یا رات میں ہو تو نو دانے اور پانچویں یا چھٹے دن رات میں ساڑھے چار دانے دینے پڑیں گے۔

(۴۵۳) حائض عورت کی دُبر میں وطی کرنے سے کفارہ نہیں دینا پڑتا۔

(۴۵۴) ضروری نہیں کہ کفارہ میں دیا ہوا سونا سکہ دار ہو ہاں اگر اس کی قیمت دینا چاہے تو پھر سکہ دار کی قیمت دے

(۴۵۵) اگر سونے کی قیمت جماع کرنے کے وقت اور فقیر کو دیتے وقت اختلاف رکھتی ہو تو جس وقت فقیر کو دے رہا ہے اس وقت کا حساب کرے ۔

(۴۵۶) اگر کوئی شخص حیض کے پہلے، دوسرے اور تیسرے حصہ میں اپنی بیوی سے ہمبستری کرے تو اسے تینوں کفارے دینے پڑیں گے کہ جن کی مجموعی مقدار ساڑھے اکتیس چنے کے دانے کے برابر بنتی ہے۔

(۴۵۷) اگر کوئی شخص حالت حیض میں جماع کرنے کے بعد کفارہ ادا کر دے اور پھر دوبارہ جماع کرے تو واجب یہ ہے کہ دوبارہ بھی کفارہ ادا کرے ۔

(۴۵۸) اگر حائض عورت سے چند مرتبہ جماع کرے اور درمیان میں کفارے ادا نہ کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر جماع کے لئے ایک علیحدہ کفارہ ادا کرے ۔

(۴۵۹) اگر مرد کو حالت جماع میں معلوم ہو جائے کہ عورت کو حیض آ رہا ہے تو اسے فوراً اس سے جُدا ہو جانا چاہیئے اور اگر علیحدہ نہیں ہوا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ کفارہ دے ۔

(۴۶۰) اگر کوئی شخص کسی حیض والی عورت سے زنا کرے یا کسی عورت سے یہ گمان کرتے ہوئے کہ میری بیوی ہے ۔ حالتِ حیض میں جماع کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ کفارہ دے۔

(۴۶۱) جو شخص کفارہ نہیں دے سکتا تو بہتر یہ ہے کہ کسی فقیر کو کچھ صدقہ دے دے اور اگر صدقہ بھی نہیں دے سکتا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ استغفار کرے اور جب ہو سکے تو کفارہ دے۔

(۴۶۲) عورت کو حالت حیض میں طلاق دینا جس طرح کہ کتاب طلاق میں بیان ہوگا باطل ہے ۔

(۴۶۳) اگر عورت کہے کہ میں حالت حیض میں ہوں یا حیض سے پاک ہو چکی ہوں تو اس کی بات قبول کی جائے ۔

(۴۶۴) اگر حالت نماز میں حیض آجائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

(۴۶۵) اگر حالت نماز میں عورت کو شک ہو جائے کہ حیض شروع ہو گیا کہ نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے ہاں اگر نماز کے بعد معلوم ہو جائے کہ حالت نماز میں حائض ہو گئی تھی تو نماز جو پڑھ چکی ہے وہ باطل ہے ۔

(۴۶۶) جب عورت خون حیض سے پاک ہو جائے تو واجب ہے کہ نماز اور دوسری عبادات کے لئے کہ جنہیں وضو غسل یا تیمم کے ساتھ بجا لانا چاہیے غسل کرے اور اس کا طریقہ غسل جنابت والا ہے البتہ نماز کے لئے غسل سے پہلے یا بعد وضو بھی کرے اور بہتر یہ ہے کہ غسل سے پہلے وضو کرے ۔

(۴۶۷) جب عورت خون حیض سے پاک ہو جائے اگرچہ اس نے ابھی تک غسل نہ کیا ہو اس کو طلاق دینا صحیح اور شوہر

کے لئے اس سے جماع کرنا جائز ہے البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ غسل سے پہلے اس سے جماع نہ کرے باقی رہے، دوسرے کام جو کہ حالت حیض میں اس کے لئے حرام تھے مثلاً مسجد میں ٹھہرنا، حروف قرآن کا مس کرنا تو جب تک غسل نہ کرلے یہ اس پر حرام رہیں گے

(۴۶۸) اگر پانی غسل اور وضو دونوں کے لئے کافی نہ ہو بلکہ اتنا ہو کہ اس سے یا غسل کر سکتی ہے یا وضو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس سے غسل کرے اور وضو کے بدلے تیمّم کرے اور اگر صرف وضو کے لئے کافی ہو اور غسل سے کم ہو تو اسے وضو کر لینا چاہیئے اور غسل کے بدلے تیمّم کرے اور اگر کسی کے لئے بھی پانی نہیں ہے تو اسے تیمّم کرنے پڑیں گے، ایک غسل کے بدلے اور دوسرا وضو کے بدلے۔

(۴۶۹) پنجگانہ نمازیں جو عورت نے نہیں پڑھیں ان کی قضا نہیں ہے البتہ واجب روزے قضا کرنے پڑیں گے۔

(۴۷۰) اگر نماز کا وقت داخل ہو گیا ہے اور عورت کو معلوم ہے کہ اگر نماز میں تاخیر کی تو حیض شروع ہو جائے گا تو اسے فوراً نماز پڑھنی چاہیئے۔

(۴۷۱) اگر عورت نے نماز میں تاخیر کی اور نماز کے اوّل وقت سے اتنی مدت گزر گئی کہ جس میں ایک نماز کے واجبات ادا کئے جاسکتے ہیں اور وہ حائض ہو گئی تو اس نماز کی قضا اس پر واجب ہے۔ البتہ یہ کہ وہ جلدی جلدی پڑھتی ہے یا آہستہ یا اس قسم کی اور باتیں تو ان میں وہ اپنی حالت کو ملاحظہ کرے مثلاً ایک عورت گھر میں ہے اگر وہ ظہر کے اوّل وقت میں نماز نہ پڑھے تو اس کی قضا تب واجب ہوگی۔ اگر چار رکعت نماز کا وقت اوّل ظہر سے گزر جائے۔ اس دستور کے مطابق جو بیان ہو چکا ہے اور اس کو حیض آجائے اور اگر عورت مسافر ہے تو پھر دو رکعت کی مقدار وقت گزرنا کافی ہے اور شرائط کے مہیا ہونے کا بھی لحاظ رکھے جبکہ وہ شرائط نہ رکھتی ہو لہٰذا اگر مقدمات کے فرائض کے فراہم ہونے اور ایک نماز پڑھنے کا وقت گزر جائے اور اسے حیض آجائے تو قضا واجب ہوگی ورنہ واجب نہیں ہوگی۔

(۴۷۲) اگر عورت نماز کے آخری وقت میں خون سے پاک ہو جائے اور غسل و وضو اور دیگر مقدمات نماز مثلاً لباس تیار کرنا یا اس کا پاک کرنا اور ایک رکعت یا اس سے زیادہ کے لئے وقت موجود ہے تو اسے نماز پڑھنا ہوگی اور اگر نہیں پڑھی تو اس کی قضا بجا لانا پڑے گی۔

(۴۷۳) اگر حیض والی عورت کے غسل و وضو کرنے کی مقدار بھر وقت نہیں ہے لیکن تیمم کر کے نماز پڑھ سکتی ہے تو وہ نماز اس پر واجب نہیں ہے اور اگر تنگی وقت کو چھوڑتے ہوئے اس کی تکلیف ہی تیمم کرنا ہے مثلاً پانی اس کے لئے مضر ہے تو اسے تیمم کر کے نماز پڑھنی پڑے گی۔

(۴۷۴) اگر حیض والی عورت کو شک ہو کہ نماز کے لئے وقت ہے یا نہیں تو اسے وہ نماز پڑھنی چاہیئے۔

(۴۷۵) اگر اسے خیال تھا کہ اتنا وقت نہیں ہے کہ جس میں مقدمات نماز مہیا ہو جائیں اور ایک رکعت نماز پڑھی جاسکے اور اس نے نماز نہیں پڑھی اور بعد میں معلوم ہوا کہ اتنا وقت تھا تو اسے وہ نماز قضا پڑھنی پڑے گی۔

(۴۷۶) مستحب ہے کہ حیض والی عورت بوقت نماز اپنے کو خون سے پاک کرے اور روئی اور پٹی کو بدل لے اور وضو کرے اور اگر وضو نہیں کر سکتی تو تیمم کرے اور جائے نماز پر قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ کر ذکرِ الٰہی اور درود میں مشغول رہے۔

(۴۷۷) قرآن کا پڑھنا، اپنے پاس رکھنا اور بدن کے کسی حصہ سے قرآن کے حواشی اور حروف قرآن کی درمیان کی جگہ کو چھونا، مہندی وغیرہ سے خضاب کرنا حیض والی عورت کے لئے مکروہ ہے۔

حیض والی عورت کے اقسام!

(۴۷۸) حیض والی عورت کے چھ اقسام ہیں:

۱۔ **صاحب عادت وقتیہ اور عددیہ** : یہ وہ عورت ہے جسے دو مہینے برابر وقت معین خون حیض آیا ہو اور دونوں مہینوں کے حیض کے دنوں کی مقدار بھی ایک جیسی ہو مثلاً یہ کہ اسے پے در پے مہینہ کی پہلی تاریخ سے لے کر ساتویں تاریخ تک حیض آتا رہا ہو۔

۲۔ **صاحب عادت وقتیہ** : یہ وہ عورت ہے کہ جس نے دو مہینے متواتر وقت معین میں خون دیکھا ہو لیکن دونوں مہینوں کے دنوں کی تعداد ایک جیسی نہ ہو مثلاً دو مہینے برابر اسے پہلی تاریخ سے خون شروع ہوا ہو لیکن پہلے مہینے ساتویں تاریخ کو اور دوسرے مہینے آٹھویں کو وہ خون سے پاک ہوئی ہو۔

۳۔ **صاحب عادت عددیہ** : یہ وہ عورت ہے کہ جس کے حیض کے دنوں کی تعداد تو دونوں مہینوں میں ایک جیسی رہی ہو لیکن دونوں خون دیکھنے کا وقت ایک نہ ہو مثلاً پہلے مہینے میں اسے پانچویں سے دسویں تک خون آتا رہا ہو اور دوسرے مہینے میں بارہویں سے سترھویں تاریخ تک آیا ہو۔

۴۔ **مضطربہ** : یہ وہ عورت ہے کہ جسے چند مہینے خون آتا رہا ہے لیکن کوئی معین عادت اس کی نہیں بن سکی یا اس کی پہلی عادت ٹوٹ گئی ہے اور نئی عادت پیدا نہیں ہو سکی۔

۵۔ **مبتدیہ** : یہ وہ عورت ہے جسے پہلی مرتبہ خون آیا ہے۔

۶۔ **ناسیہ** : یہ وہ عورت ہے جو اپنی عادت بھول چکی ہے اور ان تمام کے علیحدہ علیحدہ احکام ہیں جو آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

۱۔ صاحب عادت وقتیہ وعددیہ

(۴۷۹) وہ عورتیں جو عادت وقتیہ عددیہ رکھتی ہیں وہ تین گروہوں میں منقسم ہیں :

۱۔ وہ عورت جو دو مہینہ برابر وقت معین پر خون دیکھے اور وقت معین پر پاک ہو جائے مثلاً دو مہینے برابر مہینہ کی پہلی تاریخ کو خون دیکھے اور ساتویں کو پاک ہو جائے تو اس کی عادت مہینہ کی پہلی تاریخ سے ساتویں تک ہے۔

۲۔ وہ عورت جو خون سے پاک تو نہ ہو لیکن دو مہینے برابر چند روز معین مثلاً پہلی تاریخ سے لے کر آٹھویں تک جو خون دیکھتی ہے اس میں خون حیض کی علامات موجود ہیں مثلاً گاڑھا سیاہ اور گرم ہونا تیزی اور جلن کے ساتھ نکلنا اور اس کے علاوہ جو خون دیکھتی ہے اس میں استحاضہ والی علامات پائی جائیں تو اس کی عادت بھی پہلی سے لے کر آٹھ تاریخ تک ہوگی۔

۳۔ وہ عورت ہے جو دو مہینے پے درپے وقت معین میں خون دیکھتی رہی اور بعد اس کے کہ تین دن یا اس سے زیادہ خون دیکھے۔ ایک یا ایک سے زیادہ دن پاک رہے اور دوبارہ خون دیکھے اور جتنے دن اس نے خون دیکھا ہے اور وہ درمیانی دن جن میں پاک رہی۔ دس دن سے زیادہ نہ ہوں اور دونوں مہینوں کے تمام دن کہ جن میں خون دیکھا ہے اور درمیانی وہ دن جن میں پاک رہی۔ مجموعاً ان کی تعداد ایک جیسی تھی تو اس کی عادت تمام وہ دن ہیں کہ جن میں خون دیکھتی رہی اور درمیان میں پاک رہی لیکن یہ ضروری نہیں کہ درمیان میں پاک رہنے والے دنوں کی تعداد ایک جیسی ہو مثلاً اگر پہلے مہینہ میں پہلی تاریخ سے لے کر تین دن تک خون دیکھا اور تین دن تک پاک رہی اور دوسرے مہینہ تین دن خون دیکھنے کے بعد تین دن یا اس سے کم و بیش پاک رہی اور دوبارہ خون دیکھے اور تمام دن نو دنوں سے زیادہ نہ ہوں تو تمام دن حیض ہوں گے اور عادت اس کی نو دن ہوگی۔

(۴۸۰) وہ عورت جس کی عادت وقتیہ عددیہ ہو اگر عادت کے دنوں میں یا دو تین دن پہلے یا دو تین دن بعد خون دیکھے اس طرح کہ کہا جائے اس کا حیض آگے یا پیچھے ہو گیا ہے تو اگرچہ اس خون میں حیض والی علامات موجود نہ ہوں وہ ان احکام پر عمل کرے گی جو حیض والی عورت کے لئے بیان کئے گئے ہیں اور اگر بعد میں اسے معلوم ہو جائے کہ وہ حیض نہیں تھا مثلاً تین دن سے پہلے پاک ہو جائے تو اسے ان عبادات کی قضا کرنی پڑے گی جو وہ بجا نہیں لائی۔

(۴۸۱) وہ عورت جس کی عادت وقتیہ عددیہ ہے اگرچہ چند دن عادت سے پہلے اور عادت کے تمام دن اور کچھ دن عادت کے بعد خون دیکھے اور ان کا مجموعہ دس دن سے زیادہ نہ ہو تو تمام حیض ہوگا۔ اور اگر مجموعہ دس دن سے زیادہ ہو جائے تو جو خون صرف عادت کے دنوں میں آتا رہا وہ حیض ہے اور جو اس سے پہلے یا بعد دیکھتی رہی استحاضہ ہوگا اور ان عبادات کی قضا کرے گی جو عادت کے دنوں سے پہلے اور بعد بجا نہیں لائی اور اگر عادت کے تمام اور عادت سے کچھ دن پہلے چند روز اس نے خون دیکھا ہو اور ان کا مجموعہ دس دن سے زیادہ نہیں تو تمام حیض ہوگا اور اگر مجموعہ دس دن سے زیادہ ہو تو عادت والے دنوں والا خون حیض اور جو عادت سے پہلے دیکھ چکی ہے۔ استحاضہ ہوگا اور اگر ان دنوں میں عبادات بجا نہیں لاتی رہی تو ان کی قضا کرے گی اور اگر عادت کے تمام دنوں کے ساتھ کچھ دن عادت کے بعد بھی خون دیکھتی رہی اور ان کا مجموعہ دس دن سے زیادہ نہیں تو حیض ہوگا۔ اگر دس دن سے زیادہ ہے تو صرف عادت والے دنوں کا خون حیض اور باقی استحاضہ ہوگا۔

(۴۸۲) جس عورت کی عادت وقتیہ عددیہ ہے اگر عادت کے کچھ دنوں کے ساتھ عادت سے چند دن پہلے خون دیکھے اور ان کا مجموعہ دس دن سے زیادہ بھی نہ ہو تو تمام حیض ہوگا اور اگر دس دن سے زیادہ ہو جائے تو وہ دن جو عادت میں سے ہیں اور کچھ دن عادت سے پہلے کے کہ جن کا مجموعہ عادت کے برابر ہو جائے۔ حیض اور اس سے پہلے کے دنوں کو استحاضہ قرار دے اور اگر عادت کے کچھ دنوں کے ساتھ عادت کے بعد کے چند دن خون دیکھے اور ان کا مجموعہ دس دن سے زیادہ نہ ہو تو تمام حیض ہوگا اور اگر زیادہ ہو جائے تو عادت کے دنوں کے ساتھ چند دن بعد عادت کے کہ جن کی مجموعی مقدار عادت کے برابر ہو حیض قرار دے اور باقی کو استحاضہ۔

(۴۸۳) جس عورت کی عادت معین تھی اگر تین دن سے زیادہ خون دیکھ کر پاک ہو جائے اور دوبارہ خون دیکھے اور دونوں خون کے درمیان کا فاصلہ دس دن سے کم ہو اور تمام وہ دن جن میں خون دیکھا اور وہ دن کہ درمیان میں جن میں پاک رہی دس دن سے زیادہ ہیں مثلاً پانچ دن خون دیکھا۔ پانچ دن پاک رہی پھر دوبارہ پانچ دن خون دیکھا تو اس کی چند صورتیں ہیں:۔

۱۔ یہ کہ تمام خون جو پہلی مرتبہ دیکھا یا اس کا کچھ حصہ عادت کے دنوں میں تھا اور دوسرا خون جو پاک ہونے کے بعد دیکھا ہے وہ عادت کے دنوں میں نہیں تھا تو وہ پہلے پورے خون کو حیض اور دوسرے کو استحاضہ قرار دے گی۔

۲۔ یہ کہ جو پہلا خون عادت کے دنوں میں نہ ہو اور پورا دوسرا خون یا اس کا کچھ حصہ عادت کے دنوں میں ہو تو وہ دوسرے خون کو حیض اور پہلے خون کو استحاضہ قرار دے گی۔

۳۔ یہ کہ پہلے خون کا کچھ حصہ اور دوسرے کا کچھ حصہ عادت کے دنوں میں ہو اور پہلا خون جو عادت کے دنوں میں تھا۔

تین دن سے کم نہ ہو اور درمیانی پاک رہنے والا عرصہ اور دوسرے خون کا وہ حصّہ جو عادت کے دنوں میں سے ہے۔ دس دن سے زیادہ نہ ہو تو اس صورت میں وہ تمام حیض ہوگا اور پہلے خون کا وہ حصّہ جو عادت کے دنوں سے پہلے ہے اور دوسرے خون کا وہ حصّہ جو عادت کے دنوں کے بعد ہے۔ استحاضہ ہوگا مثلاً اگر اس کی عادت مہینہ کی تیسری تاریخ سے لے کر دسویں تک تھی۔ اب اگر کسی مہینہ میں پہلی سے لے کر چھٹی تاریخ تک خون دیکھے اور دو دن تک رہ کر پندرہ تک خون دیکھے تو تیسری سے لے کر دسویں تک حیض اور پہلی سے لے کر تین تک اور دسویں سے لے کر پندرہویں تک استحاضہ ہوگا۔

۴۔ یہ کہ پہلے اور دوسرے خون کا کچھ حصّہ عادت کے دنوں میں ہو لیکن پہلا خون جو عادت کے دنوں میں ہو لیکن پہلا خون جو عادت کے دنوں میں ہے وہ تین دن سے کم ہے تو اسے دونوں خون آنے کے دنوں میں اور درمیان میں پاک رہنے کے ایام میں وہ کام ترک کرنے ہوں گے جو حیض والی عورت کے لئے حرام ہیں اور سابقاً ذکر ہو چکے ہیں اور استحاضہ والے کام بجا لانے ہوں گے یعنی جو احکام استحاضہ والی عورت کے لئے بیان ہو چکے ہیں ان کے مطابق اپنی عبادات بجا لائے گی۔

(۴۸۴) جس عورت کی عادت وقتیہ عددیہ ہے اگر وہ عادت کے دنوں میں خون نہ دیکھے اور کسی اور وقت میں اپنی عادت کے برابر خون دیکھے تو اس کو خونِ حیض قرار دے چاہے وقت عادت سے پہلے ہو یا بعد۔

(۴۸۵) جس عورت کی عادت وقتی و عددی ہے اگر اپنی عادت کے وقت میں خون دیکھے لیکن دنوں کی تعداد اس کی عادت کے دنوں کی تعداد سے تھوڑی یا زیادہ ہو اور پاک ہونے کے بعد اپنی عادت کے دنوں کے برابر خون دیکھے تو دونوں خون کے دنوں میں حیض والی عورت پر جو کام حرام ہیں انہیں ترک کر دے اور استحاضہ والی عورت کو جو کام کرنا ہوتے ہیں بجا لائے۔

(۴۸۶) وہ عورت جس کی عادت وقتی و عددی تھی۔ اگر دس دن سے زیادہ خون دیکھے وہ خون جو عادت کے دنوں میں آیا ہے اگرچہ اس میں حیض کی علامات موجود نہ ہوں حیض ہے اور جو خون عادت کے دنوں کے بعد دیکھا ہے وہ استحاضہ ہے اگرچہ اس میں حیض کی علامات پائی جاتی ہوں مثلاً جس عورت کی عادت پہلی تاریخ سے لے کر ساتویں تک تھی۔ اگر پہلی سے لے کر بارھویں تک خون دیکھے تو اس کے پہلے سات دن حیض اور بعد کے پانچ دن استحاضہ ہوں گے۔

۲۔ صاحب عادت وقتیہ

(۴۸۷) جو عورتیں عادت وقتیہ رکھتی ہیں۔ ان کے تین گروہ ہیں:

۱۔ وہ عورت جو پے درپے دو مہینہ وقت معین میں خون حیض دیکھتی رہے اور چند دن کے بعد پاک ہوجائے لیکن اس کے دنوں کی تعداد دونوں مہینوں میں ایک جیسی نہ ہو مثلاً دو مہینہ پے درپے مہینہ کی پہلی تاریخ کو خون دیکھے لیکن پہلے مہینے ساتویں اور دوسرے مہینے آٹھویں کو خون سے پاک ہوجائے تو اس کو چاہیئے کہ مہینہ کی پہلی تاریخ کو عادت حیض قرار دے

۲۔ وہ عورت جو خون سے پاک نہ ہوتی ہو لیکن دو مہینے پے درپے وقت معین میں اس کے خون میں علامات حیض پائی جاتی ہوں یعنی گاڑھا سیاہ اور گرم ہو اور تیزی و جلن کے ساتھ نکلے اور باقی خون میں استحاضہ والی نشانیاں ہوں اور ان دنوں کی تعداد جن میں خون حیض کی علامات موجود ہیں۔ دونوں مہینوں میں ایک جیسی نہ ہو مثلاً پہلے مہینہ میں پہلی سے لے کر سات تاریخ تک اور دوسرے مہینہ میں پہلی سے لے کر آٹھ تک اس کے خون میں حیض کی علامات اور باقی میں استحاضہ والی علامات ہوں تو یہ عورت بھی مہینہ کی پہلی تاریخ کو حیض کی ابتدا قرار دے۔

۳۔ وہ عورت جو پے درپے دو مہینے وقت معین میں تین یا تین سے زیادہ دن خون حیض دیکھے اور پھر پاک ہوجائے اور دوبارہ خون دیکھے اور تمام وہ دن جن میں خون دیکھا ان دنوں سمیت جن میں درمیانی وقفہ میں پاک رہی ہے۔ دس دن سے زیادہ نہ ہوں لیکن دوسرے مہینہ کے دن پہلے سے زیادہ یا کم ہوں مثلاً پہلے مہینہ میں آٹھ دن اور دوسرے مہینہ میں نو دن تھے تو یہ عورت بھی مہینہ کی پہلی تاریخ کو اپنے حیض کی عادت کی ابتدا قرار دے

(۴۸۸) جس عورت کی عادت وقتی ہو اگر وہ عادت کے وقت میں یا دو تین دن عادت سے پہلے یا دو تین دن عادت کے بعد خون دیکھے اس طرح کہ عرفاً کہا جائے کہ اس کی عادت آگے یا پیچھے ہوگئی ہے تو اگرچہ اس خون میں حیض کی علامات نہ ہوں اسے ان احکام پر عمل کرنا ہوگا جو حیض والی عورت کے لئے بیان کئے گئے ہیں اب اگر بعد میں معلوم ہوجائے کہ وہ حیض نہیں تھا۔ مثلاً تین دن سے پہلے پاک ہوگئی ہو تو جو عبادتیں وہ بجا نہیں لائی تھی انہیں قضا کرے۔

(۴۸۹) جس عورت کی عادت وقتی تھی اگر دس دن سے زیادہ خون دیکھے اور علامات کے ذریعہ خون حیض کی تشخیص نہ کر سکے تو اپنی رشتہ دار عورتوں کی عادت کے دنوں کو اپنے لئے حیض قرار دے چاہے وہ باپ کی طرف سے اس کی رشتہ دار ہوں یا ماں کی طرف سے زندہ ہوں یا مر گئی ہوں لیکن ان کی عادت کو تب حیض قرار دے سکتی ہے۔ جب ان تمام کے حیض کے دنوں کی تعداد ایک جیسی ہو اور اگر ان کے حیض کے دنوں کی تعداد ایک جیسی نہ ہو مثلاً بعض کی عادت پانچ دن اور بعض کی سات دن ہے تو پھر ان کی عادت کو اپنا حیض

نہیں بنا سکتی مگر یہ کہ جن عورتوں کی عادت دوسری عورتوں سے مختلف ہے وہ بہت کم ہوں تو اس صورت میں زیادہ عورتوں کی عادت کو حیض قرار دے۔

(۴۹۰) جس عورت کی عادت وقتی ہو وہ اپنی رشتہ دار عورتوں کی عادت کے دنوں کو حیض قرار دیتی ہے تو وہ ہر مہینہ اس دن کو اپنا اوّل حیض قرار دے جو اس کی عادت کا پہلا دن ہے مثلاً جو عورت ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کو خون دیکھتی ہے اور کبھی ساتویں دن اور کبھی آٹھویں دن پاک ہو جاتی ہے۔ اگر وہ ایک مہینہ میں بارہ دن خون دیکھے اور اس کی رشتہ دار عورتوں کی عادت سات دن ہے تو وہ مہینہ کے پہلے سات دنوں کو حیض قرار دے اور باقی کو استحاضہ!

(۴۹۱) جس عورت کی عادت وقتی ہو اور اسے اپنی رشتہ دار عورتوں کی عادت کو حیض قرار دینا ہے اگر اس کی رشتہ دار عورتیں نہ ہوں یا ان کی عادت کے دنوں کی تعداد ایک جیسی نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ ہر مہینہ جس دن خون دیکھے اس دن سے لے کر سات دن تک خون حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

۳۔ صاحب عادت عددیہ

(۴۹۲) جن عورتوں کی عادت عددی ہے وہ تین قسم کی ہیں:

۱۔ وہ عورت ہے کہ جس کے حیض کی تعداد دو مہینے پے درپے ایک جیسی رہی ہے لیکن خون دیکھنے کا وقت ایک جیسا نہیں تو اس صورت میں جتنے دن وہ خون دیکھتی ہے وہ اس کی عادت ہوں گے مثلاً اگر اس نے پہلے مہینہ پہلی سے لے کر پانچویں تک اور دوسرے مہینہ گیارہویں سے لے کر پندرہویں تک خون دیکھا ہے تو اس کی عادت پانچ دن ہوگی۔

۲۔ جو خون سے پاک نہیں ہوتی لیکن دو مہینوں میں پے درپے جو خون دیکھتی ہے ان کے کچھ دنوں میں حیض اور باقیوں میں استحاضہ کی علامات پائی جاتی ہیں اور دونوں مہینوں کے وہ دن جن میں علامات حیض پائی جاتی ہیں ان کی تعداد ایک جیسی ہے لیکن ان کا وقت ایک جیسا نہیں تو اس صورت میں جتنے دنوں میں حیض کی علامات پائی جاتی ہیں وہ اس کی عادت ہوں گے مثلاً اگر ایک مہینہ میں پہلی تاریخ سے لے کر پانچویں تک اور دوسری میں گیارہویں سے لے کر پندرہویں تک اس کے خون میں حیض کی علامات تھیں اور باقی میں استحاضہ کی تو اس کی عادت کے دنوں کی تعداد پانچ دن ہوگی۔

۳۔ جو عورت پے در پے تین یا اس سے زیادہ دن خون دیکھے اور ایک دن یا اس سے زیادہ پاک رہے اور دوبارہ خون دیکھے اور پہلے اور دوسرے مہینہ میں خون دیکھنے کا وقت مختلف ہو تو اگر تمام وہ دن جن میں خون دیکھا ہے اور وہ درمیانی دن جن میں پاک رہی ہے دس دن سے زیادہ نہ ہوں اور ان کے دنوں کی تعداد بھی ایک جیسی ہو تو تمام وہ دن جن میں خون دیکھا ہے ان درمیانی دنوں سمیت جن میں پاک رہی اس کی عادت حیض ہوں گے لیکن یہ ضروری نہیں کہ درمیانی پاک رہنے والے دنوں کی تعداد دونوں مہینوں میں ایک جیسی ہو مثلاً اگر پہلے مہینہ میں پہلی تاریخ سے لے کر تیسری تک خون دیکھا ہے اور دو دن پاک رہ کر دوبارہ تین دن خون آیا ہے اور دوسرے مہینہ میں گیارہویں سے تیرھویں تک خون دیکھا ہے اور پھر دو یا اس سے کم و بیش دن پاک رہی اور پھر دوبارہ خون دیکھا اور ان کا مجموعہ آٹھ دن سے زیادہ نہیں تھا تو اس کی عادت آٹھ دن ہوگی۔

(۴۹۳) وہ عورت جس کی عادت عددی ہے اگر اپنی عادت کے دنوں کی تعداد سے زیادہ دن خون دیکھے اور دس دن سے زیادہ ہوں اور تمام خون ایک جیسا ہو تو ابتداءً خون سے لے کر عادت کے دنوں کی مقدار تک حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے اور اگر سارا خون ایک جیسا نہ ہو بلکہ اس کے چند دنوں میں حیض کی اور کچھ دنوں میں استحاضہ کی علامات پائی جائیں تو اگر وہ جن میں علامات حیض پائی جاتی ہیں ان کی تعداد اس کے عادت کے دنوں کے برابر ہے تو پھر انہی دنوں کو حیض اور بقیہ کو استحاضہ قرار دے اور اگر حیض کی علامات والے دنوں کی تعداد عادت کے دنوں سے زیادہ ہے تو عادت کی مقدار کو حیض اور بقیہ کو استحاضہ قرار دے اور اگر حیض کی علامات والے دنوں کی تعداد عادت کے ایام سے کم ہے تو ان دنوں کے ساتھ چند اور دن ملائے کہ جن کی مجموعی تعداد عادت کے برابر ہو جائے حیض قرار دے اور بقیہ کو استحاضہ۔

۴۔ مضطربہ

(۴۹۴) مضطربہ یعنی وہ عورت جس نے چند مہینے خون دیکھا ہے لیکن اس کی کوئی معین عادت پیدا نہ ہو سکی ہو تو اگر وہ دس دن سے زیادہ خون دیکھے اور تمام خون ایک جیسا ہو تو اگر اس کی رشتہ دار عورتوں کی عادت سات دن ہے تو وہ سات دن کو حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے اور اگر اس سے کم ہے مثلاً پانچ دن ہے تو انہی دنوں کو حیض قرار دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ان کی عادت اور سات دن کے درمیانی تفاوت میں جو کہ دو دن ہے ان میں ان کاموں کو ترک کرے جو حائض پر حرام ہیں اور استحاضہ والے کام بجالائے یعنی مستحاضہ کے لئے

جو دستور العمل بیان کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق اپنی عبادات کو انجام دے اور اگر اس کی رشتہ دار عورتوں کی عادت سات دن سے زائد مثلاً نو دن ہے تو سات دن کو حیض قرار دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ سات دن اور ان کی عادت کے درمیانی تفاوت میں جو کہ دو دن ہے استحاضہ والے کام کرے اور جو کام حائض پر حرام ہیں انہیں ترک کرے۔

(۴۹۵) مضطربہ اگر دس دن سے زیادہ خون دیکھے کہ جس کے بعض دنوں میں علامات حیض اور دوسرے بعض میں علامات استحاضہ ہوں تو اگر وہ خون جس میں حیض کی علامات موجود ہیں۔ تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ نہیں تو وہ تمام حیض ہوگا اور اگر حیض کی علامات والا خون تین دن سے آئے تو تین دن کو حیض قرار دے اور باقی سات دن اس دستور پر عمل کرے جو گزشتہ مسئلہ میں بیان کیا جا چکا ہے اور یہی حکم ہے اگر دس دن گزرنے سے پہلے اس خون سے کہ جس میں حیض کی علامات موجود ہیں دوبارہ خون دیکھے جس میں حیض کی علامات ہو مثلاً یہ کہ پانچ دن سیاہ خون دیکھا اور نو دن زرد اور دوبارہ پانچ دن سیاہ خون تو وہ پہلے خون کو حیض قرار دے اور باقی دنوں میں سات دن تک اس دستور کے مطابق عمل کرے جو گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے۔

۵۔ مُبتدیہ

(۴۹۶) مبتدیہ یعنی وہ عورت جو پہلی دفعہ خون دیکھ رہی ہو اگر دس دن سے زیادہ خون دیکھے اور تمام ایک جیسا ہو تو وہ اپنی رشتہ دار عورتوں کی جیسا کہ وقتیہ میں بتایا جا چکا ہے۔ عادت کو حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

(۴۹۷) مبتدیہ اگر دس دن سے زیادہ خون دیکھے کہ جس میں کچھ دنوں میں علامات حیض اور کچھ دنوں میں علامات استحاضہ پائی جائیں تو اگر وہ خون جس میں حیض کی علامتیں ہیں۔ تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہ ہو تو وہ تمام کو حیض قرار دے لیکن اگر اس خون کے دس دن گزرنے سے پہلے کہ جس میں حیض کی علامات موجود ہوں دوبارہ خون آئے کہ جس میں علامات حیض موجود ہوں مثلاً اس نے پانچ دن سیاہ خون اور نو دن زرد اور پھر پانچ دن سیاہ خون دیکھا تو پہلے خون کی ابتدا سے کہ جس میں علامات حیض تھیں حیض قرار دے اور دنوں کی تعداد میں اپنی رشتہ دار عورتوں کی طرف رجوع کرے اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

(۴۹۸) مبتدیہ اگر دس دن سے زیادہ خون دیکھے کہ جس کے چند دنوں میں حیض اور دوسرے کچھ دنوں میں استحاضہ کی علامات پائی جائیں تو اگر وہ خون کہ جس میں حیض کی علامات ہیں تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ ہو تو

جس خون میں حیض کی علامات ہیں۔ اس کی ابتدائ سے حیض قرار دے اور دنوں کی تعداد میں اپنی رشتہ دار عورتوں کی طرف رجوع کرے اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

۶۔ ناسیہ

(۴۹۹) ناسیہ یعنی وہ عورت جو اپنی عادت بھول چکی ہے اگر دس دن سے زیادہ خون دیکھے تو ان دنوں کو دس دن تک حیض قرار دے کہ جن میں حیض کی علامات موجود ہیں اور باقی کو استحاضہ اور اگر علامات کے ذریعہ حیض کی تشخیص نہ کرسکتی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ پہلے سات دن حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

حیض کے مختلف مسائل

(۵۰۰) مبتدیہ، مضطربہ، ناسیہ اور وہ عورت جو عادت عددیہ رکھتی ہو اگر کوئی خون دیکھے جو علاماتِ حیض رکھتا ہو یا انہیں یقین ہو کہ یہ تین دن تک رہے گا تو وہ عبادت کو ترک کر دیں اور اگر بعد میں انہیں معلوم ہو جائے کہ حیض نہیں تھا تو انہیں چاہیئے کہ جو عبادات وہ ترک کر چکی ہیں انہیں قضا کریں لیکن اگر انہیں یقین نہ ہو کہ تین دن تک خون رہے گا اور اس میں حیض کی علامات بھی موجود نہ ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ تین دن استحاضہ والے کام کریں اور جو کام حیض والی عورت پر حرام ہیں وہ ترک کریں اور اگر تین دن سے پہلے وہ پاک نہ ہوں تو وہ اسے حیض قرار دیں۔

(۵۰۱) جس عورت کی حیض میں عادت معین ہو چاہے وقتی ہو یا عددی یا عددی و وقتی دونوں ہوں اگر وہ دو مہینے پے درپے اپنی عادت کے خلاف وہ خون دیکھے کہ جس کا وقت یا عدد ایام یا دونوں ایک دوسرے کی طرح ہوں تو اس کی عادت جس طرح ان دو ماہ میں اس نے دیکھا ہے۔ اس کی طرف پلٹ آئے گی مثلاً اگر وہ مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تک خون دیکھتی اور پاک ہو جاتی تھی اب اگر وہ دو مہینہ دسویں سے سترہویں تک خون دیکھے اور پاک ہو جائے، تو دسویں سے سترہویں تک اس کی عادت بن جائے گی۔

(۵۰۲) ایک مہینہ سے مراد خون دیکھنے کے ابتدائی وقت سے لے کر تیس روز تک ہے نہ مہینہ کی پہلی تاریخ سے مہینہ کے آخری دن تک ہے۔

(۵۰۳) جو عورت عموماً مہینہ میں ایک مرتبہ خون دیکھتی ہے اگر ایک مہینہ میں دو مرتبہ خون دیکھے اور اس خون میں

علامات حیض بھی موجود ہوں تو اگر درمیانی پاک رہنے کا عرصہ دس روز سے کم نہ ہو تو دونوں کو الگ الگ حیض قرار دے۔

(۵۰۴) اگر تین یا تین سے زیادہ دن خون دیکھے کہ جس میں علامات حیض ہوں اس کے بعد دس دن یا اس سے زیادہ دیکھے کہ جس میں علامات استحاضہ ہوں اور دوبارہ تین دن خون دیکھے کہ جس میں حیض کی علامات ہوں تو اسے چاہیئے کہ پہلے اور آخری خون کو کہ جس میں علامت حیض ہے حیض قرار دے۔

(۵۰۵) اگر عورت دس دن سے پہلے پاک ہو جائے اور اسے معلوم ہو کہ اندر خون نہیں ہے تو اسے اپنی عبادات کے لئے غسل کرنا چاہیئے اگرچہ یہ اُسے گمان ہو کہ دس دن پورے ہونے سے پہلے پہلے اسے دوبارہ خون آجائیگا ہاں اگر اسے یقین ہو کہ دس دن پورے ہونے سے پہلے اسے دوبارہ خون آجائے گا تو اسے غسل نہیں کرنا چاہیئے اور وہ نماز نہیں پڑھ سکتی اور اسے حیض والی عورت کے احکام پر عمل کرنا ہوگا۔

(۵۰۶) اگر عورت دس دن سے پہلے پاک ہو جائے اور اسے احتمال ہو کہ اندر خون ہے تو اسے کچھ روئی شرمگاہ میں داخل کر کے کچھ وقت صبر کرنے کے بعد باہر نکالنی چاہیئے۔ اگر وہ صاف ہو تو غسل کر کے عبادات بجالائے اور اگر پاک نہ ہو اگرچہ وہ زرد پانی ہی سے رنگین ہو تو اگر اس کی حیض کی عادت نہیں ہے یا اس کی عادت دس دن ہے تو اسے صبر کرنا پڑے گا اگر وہ دس دن سے پہلے پاک ہو جائے تو غسل کرے اور اگر دسویں دن پاک ہو یا اس کا خون دس دن سے تجاوز کرے تو دسویں دن غسل کرے اور اگر اس کی عادت دس دن سے کم ہے تو اگر اسے معلوم ہے کہ دس دن پورے ہونے سے پہلے یا دسویں دن وہ پاک ہو جائے گی تو اسے غسل نہیں کرنا چاہیئے اور اگر اسے احتمال ہے کہ اس کا خون دس دن سے تجاوز کر جائے گا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک دن تک عبادت کو ترک کرے پھر اگر وہ دس دن تمام ہونے سے پہلے یا دسویں دن خون سے پاک ہو جائے تو وہ تمام حیض ہوگا اگر دس دن سے آگے بڑھ گیا تو پھر اپنی عادت کو حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے اور ان عبادات کی قضا کرے جو عادت کے دنوں کے بعد ادا نہیں کرتی رہی۔

(۵۰۷) اگر چند دن کو حیض قرار دے اور عبادت ترک کر دے اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ یہ حیض نہیں تھا تو نماز اور روزے جو ان دنوں ترک کرتی رہی ہے ان کی قضا کرے اور اگر چند دن اس خیال سے عبادت کرتی رہی ہے کہ یہ خون حیض نہیں بعد میں معلوم ہو جائے کہ یہ تو حیض تھا تو اگر ان دنوں روزے رکھتی رہی ہے تو ان کی قضا کرے!

○

نفاس

(۵۰۸) جب بچے کے بدن کی پہلی جزو ماں کے شکم سے باہر آئے تو اس وقت سے جو خون عورت دیکھے اگر دس دن سے پہلے یا دسویں دن بند ہو جائے تو وہ خون نفاس ہے اور حالت نفاس میں عورت کو نفساء کہتے ہیں ۔
(۵۰۹) بچے کے جسم کے پہلے حصہ کے باہر آنے سے پہلے جو خون عورت دیکھے وہ نفاس نہیں ہے ۔
(۵۱۰) یہ ضروری نہیں کہ بچے کی خلقت پوری ہو بلکہ اگر خون کا لوتھڑا بھی عورت کے رحم سے خارج ہو اور خود عورت کو معلوم ہو یا چار دائیاں یہ کہیں کہ اگر یہ رحم میں باقی رہتا تو انسان بن جاتا تو جو خون اسے دس دن تک آئے گا وہ نفاس ہو گا ۔
(۵۱۱) ممکن ہے کہ خون نفاس ایک لحظہ سے زیادہ نہ آئے البتہ دس دن سے زیادہ نہیں ہو سکتا
(۵۱۲) جب عورت کو شک ہو کہ کوئی چیز سقط ہوئی ہے کہ نہیں یا جو چیز سقط ہوئی ہے اگر باقی رہ جاتی تو انسان بنتا کہ نہیں تو اس پر لازم نہیں کہ اس کی جستجو کرے اور جو خون اس سے خارج ہو وہ نفاس نہیں ہو گا۔
(۵۱۳) مسجد میں ٹھہرنا اور بدن کے کسی حصہ سے حروف قرآن کو چھونا اور دوسرے امور جو حیض والی عورت کے لئے حرام ہیں۔ نفاس والی کے لئے بھی حرام ہیں اور جو چیزیں حائض کے لئے واجب مستحب یا مکروہ ہیں وہ نفساء کے لئے بھی واجب مستحب یا مکروہ ہیں ۔
(۵۱۴) حالت نفاس میں عورت کو طلاق دینا باطل ہے اور اس سے ہمبستری کرنا حرام ہے اور اگر شوہر اس سے ہمبستری کرلے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ جس طرح احکام حیض میں بیان ہو چکا ہے کفارہ ادا کرے ۔
(۵۱۵) جب عورت خون نفاس سے پاک ہو جائے تو اسے غسل کر کے اپنی عبادات بجالانا چاہئیں اور اگر دوبارہ اسے خون آجائے تو اگر وہ دن جن میں خون دیکھا ان دنوں سمیت کہ درمیانی عرصہ میں جن میں پاک رہی ہے ، مجموعاً دس دن سے کم ہوں تو وہ سارا نفاس ہو گا اور جن دنوں پاک رہی تھی ۔ اگر روزے رکھتی رہی ہو تو انہیں قضا کرنا ہو گا ۔
(۵۱۶) اگر عورت خون نفاس سے پاک ہو گئی اور اسے احتمال ہے کہ شرمگاہ کے اندر خون موجود ہے تو اسے

تھوڑی سی روئی شرمگاہ میں داخل کر کے کچھ دیر انتظار کرنا چاہیئے۔ اگر روئی صاف نکلے تو عبادات کیلئے غسل کرے

(۵۱۷) اگر خون نفاس دس دن سے تجاوز کر جائے تو اگر حیض کے خون میں اس کی عادت معین تھی تو عادت کے دن نفاس اور باقی استحاضہ ہوگا اور اگر اس کی عادت نہیں ہے تو دس دن نفاس اور باقی استحاضہ ہوگا اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ جس عورت کی عادت معیّن ہے وہ عادت کے بعد سے اور جس کی عادت نہیں ہے وہ بچہ جننے کے دس دن کے بعد سے اٹھارہ دن تک استحاضہ والے امور بجالائے اور وہ کام جو نفاس والی عورت پر حرام ہیں انہیں ترک کر دے۔

(۵۱۸) وہ عورت جس کی حیض کی عادت دس دن سے کم ہے اگر وہ اپنی عادت کے دنوں سے زیادہ خون نفاس دیکھے تو وہ عادت کے دنوں کو نفاس قرار دے اور اس کے بعد دس دن تک عبادات کو چھوڑ دے یا مستحاضہ والے امور بجالاتی رہے البتہ ایک یا دو دن عبادت کو ترک کئے رہنا بہت بہتر ہے پھر اگر خون دس دن سے تجاوز کر جائے تو اس کی عادت کے دن حیض باقی استحاضہ ہوں گے اور اگر عبادت کو ترک کیا تھا تو اسے قضا کرنا پڑے گی۔

(۵۱۹) جس عورت کی حیض کی عادت معیّن تھی۔ اگر بچہ جننے کے بعد ایک مہینہ تک یا اس سے زائد پے در پے خون دیکھتی رہی ہو تو اس کی عادت جتنے دن نفاس ہو گا اور نفاس کے بعد کے دس دن اگرچہ اس کی ماہانہ عادت کے دنوں میں ہی کیوں نہ آجائیں وہ استحاضہ ہوں گے مثلاً جس عورت کو عادتِ حیض ہر مہینہ کی بیسویں سے ستائیس تک تھی اگر اس نے مہینہ کی دس تاریخ کو بچہ جنا اور ایک مہینہ یا اس سے زیادہ پے در پے اسے خون آتا رہا تو سترہویں تاریخ تک نفاس ہوگا اور سترہویں سے لے کر دس دن تک یہاں تک کہ وہ خون جو اس کی عادت کے دنوں میں تھا جو کہ بیسویں سے لے کر ستائیسویں تک تھی استحاضہ ہوگا اور دس دن گزرنے کے بعد خون دیکھے۔ اگر وہ اس کے عادت کے دنوں میں ہے تو حیض ہو گا چاہے اس میں حیض کی علامات پائی جائیں یا نہ پائی جائیں اور جو خون اس کی عادت کے دنوں میں نہیں۔ اگرچہ اس میں حیض کی علامات موجود ہوں اس کو استحاضہ قرار دے گی۔

(۵۲۰) جس عورت کی حیض میں کوئی عادت نہیں اگر وہ بچہ جننے کے بعد سے ایک مہینہ یا ایک مہینہ سے زیادہ مدت تک خون دیکھے تو اس کے پہلے دس دن نفاس اور دوسرے دس دن استحاضہ ہو گا اور اس کے بعد جو خون آئے اگر اس میں علاماتِ حیض پائی جائیں تو حیض ورنہ وہ بھی استحاضہ ہو گا۔

غسل مَس میّت

(۵۲۱) اگر کوئی شخص کسی مردہ انسان کو چھوئے جو کہ سرد ہو گیا ہو اور اسے ابھی تک غسل نہ دیا گیا ہو یعنی اپنے بدن کے کسی حصّے کو اس سے مَس کرے تو اسے غسل مس میت کرنا پڑے گا چاہے نیند میں مَس کرے یا بیداری میں، اپنی مرضی سے یا بے اختیار یہاں تک کہ اگر اس کا ناخن اور ہڈی میت کے ہڈی اور ناخن سے مَس ہو جائے تو بھی غسل کرے لیکن اگر مردہ حیوان کو چھوئے تو غسل واجب نہیں ہے۔

(۵۲۲) جس مردہ کا پورا جسم ٹھنڈا نہیں ہوا اگر بدن اس جگہ کو مَس کرے جو ٹھنڈی ہو چکی ہے تب بھی اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

(۵۲۳) اگر اپنے بال میّت کے جسم سے مس کرے یا اپنا بدن میت کے بالوں سے یا اپنے بال اس کے بالوں سے مَس کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ غسل کرے۔

(۵۲۴) مردہ بچے کے لئے بھی چاہے وہ بچہ سقط شدہ ہی کیوں نہ ہو کہ جو پورے چار مہینہ کا نہیں ہوا، غسل مَس میت واجب ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس سقط شدہ بچے کے لئے بھی غسل کرے جو چار مہینے سے کم ہے۔ اس بنا پر اگر چار مہینہ کا بچہ دنیا میں آئے تو اس کی ماں غسل مس میت کرے بلکہ اگر چار مہینہ سے کم کا ہی کیوں نہ ہو بہتر یہ ہے کہ اس کی ماں غسل مس میت کرے۔

(۵۲۵) جو بچہ ماں کی موت کے بعد دنیا میں آئے جب وہ بالغ ہو جائے تو اس پر غسل مس میت واجب ہے۔

(۵۲۶) اگر انسان اس میت کو چھوئے کہ جس کے تینوں غسل پورے ہو گئے ہیں تو اس پر غسل کرنا واجب نہیں لیکن اگر تیسرے غسل کے پورے ہونے سے پہلے اس کے جسم کے کسی حصہ کو مَس کرے تو اسے غسل مس میت کرنا پڑے گا۔ اگرچہ اس حصہ کا تیسرا غسل بھی پورا ہو چکا ہو۔

(۵۲۷) اگر دیوانہ یا نابالغ بچہ میت کو چھوئے تو دیوانہ کو عقلمند اور بچے کو بالغ ہونے کے بعد غسل کرنا پڑے گا۔

(۵۲۸) اگر کسی زندہ یا مردہ سے کہ جسے غسل نہیں دیا گیا۔ بدن کا کچھ حصہ جدا کیا گیا ہو کہ جس میں ہڈی ہو اور اس جدا شدہ حصّہ کو ابھی تک غسل نہیں دیا گیا اور کسی نے اسے چھو لیا ہے تو اسے غسل مَس میت کرنا پڑے گا

لیکن اگر زندہ سے جدا شدہ حصے میں ہڈی نہ ہو تو پھر اس کے مس کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

(۵۲۹) ناخنوں کے بغیر ہر وہ چیز جو مردے سے جدا ہوئی ہو (اور اس کو غسل نہ دیا گیا ہو) کو مس کرنے پر غسل **مس میت** واجب ہے۔
لیکن وہ ہڈی اور دانت جو زندہ سے علیحدہ کئے گئے ہیں ان کے چھونے سے غسل واجب نہیں۔

(۵۳۰) غسل مس میت غسل جنابت کی طرح ہے البتہ جس نے غسل مس میت کیا ہے۔ اگر نماز پڑھنا چاہے تو اسے وضو کرنا پڑے گا۔

(۵۳۱) اگر کئی مُردوں کو مس کرے یا ایک ہی میت کو چند دفعہ چھوئے تو ایک ہی غسل کافی ہے۔

(۵۳۲) جس شخص نے میت کو چھو لینے کے بعد غسل مس میت نہیں کیا اس کے لئے مسجد میں ٹھہرنا، جماع کرنا اور واجب سجدوں والی سورتوں کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں البتہ نماز اور اس قسم کے امور کے لئے غسل اور وضو کرنا پڑے گا۔

محتضر کے احکام

(۵۲۳) وہ مسلمان جو محتضر ہے یعنی جان کنی کی حالت میں ہے وہ مرد ہو یا عورت، بڑا ہو یا چھوٹا، اس کو چت لٹایا جائے اس طرح کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلہ کی طرف ہوں اور اگر پورے طور سے اسے اس طرح لٹانا ممکن نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ جتنا ممکن ہو اس طریقہ پر عمل کیا جائے اور اگر اسے لٹانا کسی طرح بھی ممکن نہ ہو تو بقصد احتیاط اسے قبلہ رُخ بٹھا دیا جائے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر بقصد احتیاط داہنی کروٹ یا بائیں کروٹ اسے قبلہ رُخ لٹایا جائے۔

(۵۲۴) احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک اسے جانکنی کی جگہ سے منتقل نہ کیا جائے وہ قبلہ رُخ رہے البتہ منتقل کرنے کے بعد اس کو قبلہ رُخ رکھنا یہ احتیاط واجب نہیں۔

(۵۲۵) محتضر کو قبلہ رُخ کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے اور اس کے ولی سے اجازت لینا بھی ضروری نہیں۔

(۵۲۶) جو شخص حالت احتضار میں ہو مستحب ہے کہ اس کو شہادتین بارہ اماموں کے اقرار اور باقی عقائد حقہ کی اس طرح تلقین کی جائے کہ وہ سمجھ سکے اور یہ بھی مستحب ہے کہ اس کے مرنے تک ان بیان شدہ چیزوں کی تکرار کرتے رہیں۔

(۵۲۷) مستحب ہے کہ درج ذیل دعا محتضر کو تلقین کریں۔

" اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیَ الْکَثِیْرَ مِنْ مَعَاصِیْکَ وَاقْبَلْ مِنِّی الْیَسِیْرَ وَاعْفُ عَنِّی الْکَثِیْرَ
اِنَّکَ اَنْتَ الْعَفُوُّ الْغَفُوْرُ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ فَاِنَّکَ رَحِیْمٌ "

(۵۲۸) مستحب ہے کہ جس کے لئے جان کنی سخت ہو اگر اس کے لئے تکلیف کا باعث نہ ہو تو اس کو اس جگہ لے جائیں جہاں وہ نماز پڑھتا تھا۔

(۵۲۹) مستحب ہے کہ محتضر کو راحت پہنچانے کے لئے اس کے پاس سورۂ مبارکہ یٰسین و الصافات و احزاب، آیت الکرسی اور سورۂ اعراف کی آیت ۵۴ اور سورۂ بقر کی آخری آیت بلکہ جتنا قرآن پڑھ سکنا ممکن ہو پڑھا جائے۔

(۵۹۰) محتضر کو تنہا چھوڑنا اور اس کے پیٹ پر کوئی سخت چیز یعنی بوجھل چیز رکھنا مجنب اور حائض کا اس کے پاس ہونا۔ اسی طرح اس کے پاس زیادہ باتیں کرنا۔ رونا اور صرف عورتوں کو اس کے پاس چھوڑنا مکروہ ہے۔

بعد از وفات کے احکام

(۵۴۱) مستحب ہے کہ مرنے کے بعد میّت کا منہ بند کیا جائے تاکہ کھلا نہ رہے اور اس کی آنکھوں اور ٹھوڑی کو باندھ دیا جائے۔ ہاتھ اور پاؤں کو لمبا کر دیا جائے اور اس کے اوپر کپڑا ڈال دیا جائے اور اگر رات کو مر جائے تو اس کے مرنے کی جگہ چراغ روشن کیا جائے اور اس کی تشییع جنازہ کے لیئے مومنین کو اطلاع اور دفن کرنے میں جلدی کی جائے لیکن اگر مرنے کا یقین نہ ہو تو معلوم ہونے تک صبر کیا جائے اور اگر میت حاملہ ہے جبکہ اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو تو اس کے دفن میں اتنی تاخیر کی جائے کہ اس کے بائیں پہلو کو چاک کر کے بچّہ کو نکال لیا جائے اور پھر اسے سی دیا جائے۔

احکام

غسل، کفن، نماز اور دفن میّت

(۵۴۲)۔ غسل، کفن، نماز اور دفن بارہ امامؑ کو ماننے والے مسلمان کا ہر بالغ وعاقل پر واجب ہے اور اگر بعض لوگ یہ امور انجام دے دیں تو باقی سے ساقط ہو جائیں گے اور اگر کوئی شخص بھی انہیں انجام نہ دے تو سب گنہ گار ہوں گے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ باقی مسلمانوں کا حکم بھی شیعہ اثنا عشری والا ہے۔

(۵۴۳)۔ اگر کوئی شخص میّت کے کاموں میں مشغول ہو جائے تو دوسروں پر اقدام کرنا واجب نہیں لیکن اگر وہ درمیان میں چھوڑ دے تو باقیوں کو اسے تمام کرنا ہوگا۔

(۵۴۴)۔ اگر کسی انسان کو یقین ہو جائے کہ دوسرا شخص میّت کے امور میں مشغول ہے تو اس پر ان کاموں میں اقدام کرنا ضروری نہیں لیکن اگر اسے شک یا گمان ہے تو پھر اقدام کرنا ہوگا۔

(۵۴۵)۔ اگر کسی شخص کو معلوم ہو جائے کہ غسل، کفن، نماز یا دفن میّت باطل طریقہ پر دیا گیا ہے تو وہ دوبارہ انجام دے لیکن اگر اسے گمان ہو کہ باطل تھا یا یہ شک کرے کہ درست تھا یا غلط تو پھر اقدام کرنا ضروری نہیں۔

(۵۴۶)۔ میّت کو غسل، کفن، نماز اور دفن کرنے کے لئے ولی سے اجازت لینی پڑے گی۔

(۵۴۷)۔ عورت کا ولی کہ جیسے اس کے غسل، کفن، اور دفن میں دخل ہے اس کا شوہر ہے اور اس کے بعد وہ مرد عورتوں سے مقدم ہیں جو میّت کے وارث بنتے ہیں اور جو شخص ارث لینے میں مقدم ہے وہ اس معاملہ میں بھی مقدم ہے۔

(۵۴۸)۔ جو شخص یہ کہے کہ میں وصی یا ولی میّت ہوں یا میّت کے ولی نے مجھے میّت کے غسل، کفن اور دفن کرنے کی اجازت دی ہے تو اگر کوئی شخص نہ کہے کہ میں ولی یا وصی میّت ہوں یا مجھے ولی میّت نے اجازت دی ہے تو وہی شخص امور میّت کو انجام دے گا۔

(۵۴۹) اگر میّت اپنے غسل، کفن، دفن اور نماز کے لئے ولی کے علاوہ کسی اور شخص کو معیّن کر گیا ہو تو احتیاط واجب یہ

ہے کہ ولی اور وہ شخص دونوں اجازت دیں اور یہ ضروری نہیں کہ میت جس شخص کو ان امور کی انجام دہی کے لئے معین کر گیا ہو وہ اس وصیت کو قبول کرے لیکن اگر اس نے وصیت قبول کرلی ہے تو اسے اس پر عمل کرنا ہوگا۔

احکام غسل میّت

(۵۵۰)۔ میّت کو تین غسل دینے واجب ہیں :۔

۱۔ ایسے پانی کے ساتھ جس میں بیری کے پتّے ملے ہوں۔

۲۔ ایسے پانی کے ساتھ جس میں کافور ملا ہو۔

۳۔ خالص پانی کے ساتھ۔

(۵۵۱)۔ بیری کے پتّے اور کافور اتنے زیادہ نہ ہوں کہ پانی کو مضاف کر دیں اور اتنے کم بھی نہ ہوں کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ اس میں بیری کے پتّے اور کافور ملے ہوئے ہیں۔

(۵۵۲)۔ اگر بیری کے پتّے اور کافور اتنا نہ مل سکے جتنا ضروری ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ جتنی مقدار میسّر ہو اسے پانی میں ڈالا جائے۔

(۵۵۳)۔ جس شخص نے احرام حج باندھا ہوا ہے اگر صفا اور مروہ کے درمیان سعی تمام کرنے سے پہلے مر جائے تو اسے کافور کے پانی سے غسل نہیں دیا جائے گا بلکہ کافور کے بدلے خالص پانی سے غسل دیا جائے گا اور اسی طرح حکم ہے اگر احرام عمرہ میں تقصیر یعنی تھوڑے بال کٹوانے سے پہلے مر جائے۔

(۵۵۴)۔ اگر بیری کے پتّے اور کافور یا ان میں سے کوئی ایک نہ مل سکے یا ان کا استعمال جائز نہ ہو مثلاً غصبی ہوں تو ان میں سے جو بھی ممکن نہ ہو اس کے بدلے میّت کو خالص پانی سے غسل دیا جائے۔

(۵۵۵)۔ جو شخص میّت کو غسل دے اختیاری حالت میں اس کا مسلمان دوازدہ امامی اور اسی طرح عاقل و مسائل غسل جاننے والا ہونا چاہیئے اور بنا بر احتیاط واجب وہ بالغ بھی ہو۔

(۵۵۶)۔ میّت کو غسل دینے والا قصد قربت رکھتا ہو یعنی غسل حکم خدا بجا لانے کے لئے انجام دے اور اگر یہی نیّت تیسرے غسل کے آخر تک باقی رہے تو کافی ہے تجدید کی ضرورت نہیں۔

(۵۵۷)۔ مسلمان کا بچہ اگر زنا زادہ ہی کیوں نہ ہو اسے غسل دینا واجب ہے۔ کافر اور اس کی اولاد کو غسل، کفن اور دفن کرنا جائز نہیں۔ جو شخص بچپن سے دیوانہ ہو اور حالت دیوانگی میں بالغ ہو تو اس کے ماں باپ یا ان سے کوئی ایک مسلمان ہو تو اسے غسل دینا پڑے گا اور اگر ان میں سے کوئی مسلمان نہ ہو تو پھر غسل دینا جائز نہیں۔

(۵۵۸)۔ سقط شدہ بچہ اگر چار ماہ یا اس سے زیادہ کا ہو تو اسے غسل دیا جائے گا اور اگر چار ماہ کا نہیں تو اسے کپڑا میں لپیٹ کر غسل کے بغیر دفن کر دیں۔

(۵۵۹)۔ اگر مرد عورت کو یا عورت مرد کو غسل دیں تو وہ باطل ہے لیکن بیوی اپنے شوہر کو، شوہر اپنی بیوی کو غسل دے سکتے ہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ بیوی شوہر کو اور شوہر بیوی کو غسل نہ دیں۔

(۵۶۰)۔ مرد ایسی لڑکی کو غسل دے سکتا ہے جس کی عمر تین سال سے زائد نہ ہو اور عورت بھی ایسے بچے کو غسل دے سکتی ہے جس کی عمر تین سال سے زائد نہ ہو۔

(۵۶۱)۔ اگر مرد میت کو غسل دینے کے لئے مرد نہ مل سکے تو وہ عورتیں جو قرابت کی وجہ سے اس کی محرم ہیں مثلاً ماں، بہن، پھوپھی اور خالہ یا جو دودھ پلانے کی وجہ سے اس کی محرم ہو گئی ہیں وہ اس کو غسل دے سکتی ہیں۔ اور اگر عورت میت کو غسل دینے کے لئے کوئی عورت نہ مل سکے تو وہ مرد جو قرابت کی وجہ سے اس کے محرم ہیں یا دودھ پلانے کی وجہ سے محرم ہو گئے ہیں وہ اس کو غسل دے سکتے ہیں لیکن دونوں صورتوں میں میت کی شرمگاہ پر پردہ کیا جائے۔

(۵۶۲)۔ اگر میت اور وہ شخص جو اس کو غسل دے رہا ہے دونوں مرد یا دونوں عورتیں ہیں تو جائز ہے کہ شرمگاہ کے علاوہ میت کا باقی جسم ننگا ہو اور یہی حکم ہے اگر وہ محرم ہوں۔

(۵۶۳)۔ میت کی شرمگاہ کو دیکھنا حرام ہے اور جو شخص اسے غسل دے رہا ہے اگر دیکھ لے تو گنہ گار ہوگا لیکن غسل باطل نہیں ہوگا۔

(۵۶۴)۔ اگر میت کے بدن کا کوئی حصہ نجس ہو تو اس جگہ کو غسل دینے سے پہلے پاک کر لیا جائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ میت کے تمام بدن کو غسل دینے سے پہلے پاک کیا جائے۔

(۵۶۵)۔ غسل میت، غسل جنابت کی طرح ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک غسل ترتیبی ممکن ہو میت کو غسل ارتماسی نہ دیں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ غسل ترتیبی میں بدن کے ہر تین حصوں کو پانی میں غوطہ نہ دیا جائے بلکہ ان اعضاء پر پانی ڈالا جائے۔

(۵۶۶) جو کوئی حالت حیض یا حالت جنابت میں مر جائے تو ضروری نہیں کہ حیض یا جنابت کا اسے غسل دیا جائے بلکہ وہی غسل میت ہی اس کے لئے کافی ہے۔

(۵۶۷) واجب یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کی اجرت نہ لی جائے البتہ مقدمات غسل کی اجرت لینی حرام نہیں۔

(۵۶۸)۔ اگر پانی نہ مل سکے یا اس کے استعمال سے کوئی چیز مانع ہو تو ہر غسل کے بدلے اسے تیمم کرایا جائے۔

(۵۶۹)۔ جو شخص میت کو تیمم دے وہ میت کا ہاتھ زمین پر مارے اور اس کے چہرے اور اس کے ہاتھوں کی پشت پر پھیرے اور جب تک یہ صورت ممکن ہو تو دوسرے کے ہاتھ سے تیمم دینے میں اشکال ہے۔

کفن میت کے احکام

(۵۷۰) مسلمان میت کو تین کپڑوں میں کفن دیا جائے کہ جنہیں لنگ، قمیص اور سرتاسری کہتے ہیں۔

(۵۷۱) لنگ ناف سے لے کر زانو تک اطراف بدن کو چھپائے اور بہتر یہ ہے کہ سینہ سے لے کر پاؤں کے اوپر تک ہو اور احتیاط واجب یہ ہے کہ قمیص کندھے سے لے کر آدھی پنڈلی تک تمام بدن کو چھپائے اور سرتاسری کی لمبائی جسد میت سے زیادہ ہو اور اس کی چوڑائی اتنی ہو کہ اس کی ایک طرف دوسری پر آجائے۔

(۵۷۲)۔ لنگ کی وہ مقدار جو ناف سے زانو تک چھپائے اور قمیص کی وہ مقدار جو کندھے سے نصف پنڈلی تک چھپائے یہ واجب کفن کی مقدار ہے اور اس سے زیادہ مقدار جو گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکی ہے، یہ مستحب کفن کی مقدار ہے۔

(۵۷۳)۔ اگر میت کے وارث بالغ ہوں اور یہ اجازت دے دیں کہ مقدار واجب سے زیادہ کفن جو کہ گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے ان کے حصۂ وراثت سے لے لیا جائے تو کوئی اشکال نہیں۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ واجب کفن کی مقدار سے زیادہ اور اسی طرح وہ مقدار جو احتیاطاً ضروری ہے نابالغ وارث کے حصہ سے نہ لی جائے۔

(۵۷۴)۔ اگر کوئی شخص وصیت کر جائے کہ مستحب کفن کی مقدار جو گزشتہ دو مسائل میں بیان ہو چکی ہے اس کے مال کے تیسرے حصہ سے لی جائے یا یہ وصیت کرے کہ مال کا تیسرا حصہ اس کے اپنے مصارف پر خرچ کیا جائے لیکن مصرف معین نہ کرے یا صرف کچھ مقدار کا مصرف معین کر جائے تو مستحب کفن کی مقدار اس کے مال کے تیسرے حصہ سے لی جا سکتی ہے۔

(۵۷۵)۔ اگر میت یہ وصیت نہ کرے کہ کفن مال کے تیسرے حصہ سے لیا جائے تو متعارف طریقہ پر جو میت کی شان کے لائق ہو کفن اور دوسری چیزیں جو واجبات دفن میں سے ہیں اس مال سے لی جا سکتی ہے۔

(۵۷۶)۔ بیوی کا کفن شوہر پر ہے اگرچہ بیوی خود مالدار ہو اسی طرح اگر بیوی کو اس تفصیل کے ساتھ جو "کتاب طلاق" میں بیان کی جائے گی طلاق رجعی دے اور بیوی عدت کے تمام ہونے سے پہلے مر جائے تو شوہر کو غسل و کفن دینا پڑے گا اور اگر شوہر نابالغ یا دیوانہ ہو تو ولی شوہر کو اس کے مال سے کفن دینا چاہیئے۔

(۵۷۷)۔ میّت کا کفن اس کے رشتہ داروں پر واجب نہیں اگرچہ زندگی میں اس کے مخارج ان پر ہی کیوں نہ واجب ہوں۔

(۵۷۸)۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ کفن کے تینوں کپڑے اتنے باریک نہ ہوں کہ میّت کا بدن نیچے سے نظر آئے۔

(۵۷۹)۔ غصبی چیز سے کفن دینا جائز نہیں اگرچہ اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہ بھی مل سکے اور اگر میّت کا کفن غصبی ہو اور اس کا مالک راضی نہ ہو تو اگرچہ میت دفن ہو چکی ہو تب بھی اس کے بدن سے کفن اتار لیا جائے گا اور واجب یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں مردار کے چمڑے میں بھی کفن نہ دیا جائے۔

(۵۸۰)۔ میّت کو نجس چیز یا خالص ریشمی کپڑا میں کفن دینا جائز نہیں ہاں البتہ اگر مجبوری ہو تو کوئی حرج نہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے کپڑے میں بھی کفن نہ دیا جائے مگر یہ کہ حالتِ مجبوری ہو۔

(۵۸۱)۔ اس کپڑے میں کفن دینا جو پشم یا حرام گوشت جانور کے بالوں سے تیار کیا گیا ہے۔ حالت اختیاری میں جائز نہیں۔ ہاں اگر حلال گوشت جانور کے چمڑے کو اس طرح بنایا جائے کہ اسے لباس کہا جا سکے تو اس سے میّت کو کفن دیا جا سکتا ہے اور اسی طرح حلال گوشت جانور کے بالوں اور پشم میں کفن دینا اشکال نہیں رکھتا اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان دونوں میں بھی کفن نہ دیا جائے۔

(۵۸۲)۔ اگر میّت کا کفن اس کی اپنی نجاست یا کسی اور نجاست سے نجس ہو جائے تو اگر کفن ضائع نہ ہوتا ہو تو نجس مقدار کو دھویا یا کاٹ لیا جائے۔ ہاں اگر میّت قبر میں رکھ دی گئی ہے تو بہتر یہ ہے کہ کاٹ دیا جائے بلکہ اگر میّت کا باہر نکالنا اس کے لیے توہین ہے تو کاٹنا واجب ہو جائے گا اور اگر دھونا یا کاٹنا ممکن نہ ہو تو اگر اس کا بدل دینا ممکن ہے تو اسے بدل دیا جائے۔

(۵۸۳)۔ جس شخص نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا اگر مر جائے تو اسے دوسرے لوگوں کی طرح کفن دیا جائے گا اور اس کے سر اور چہرہ کو چھپانے میں کوئی اشکال نہیں۔

(۵۸۴)۔ مستحب ہے کہ انسان صحت و سلامتی کی حالت میں کفن بیری کے پتے اور کافور اپنے لیے مہیا رکھے۔

احکامِ حنوط

(۵۸۵)۔ غسل کے بعد واجب ہے کہ میّت کو حنوط کیا جائے یعنی اس کی پیشانی، ہاتھوں کی ہتھیلیوں، گھٹنوں کے سروں اور پاؤں کے انگوٹھوں کے سروں پر کافور مل دیں اور مستحب ہے کہ ناک کے سرے پر بھی کافور ملا جائے اور کافور پسا ہوا اور تازہ ہو۔ اگر پرانا ہونے کی وجہ سے اس کی خوشبو ختم ہو چکی ہے تو وہ کافی نہیں۔

(۵۸۶)۔ مستحب یہ ہے کہ پہلے کافور میت کی پیشانی پر ملا جائے البتہ باقی جگہوں میں ترتیب ضروری نہیں۔

(۵۸۷) بہتر یہ ہے کہ میت کو کفن سے پہلے حنوط کیا جائے اگرچہ کفن دینے کے درمیان اور بعد میں بھی کوئی حرج نہیں۔

(۵۸۸)۔ جس شخص نے حج کے لئے احرام باندھا ہوا ہے اگر صفا اور مروہ کے درمیان سعی تمام کرنے سے پہلے مر جائے تو اسے حنوط کرنا جائز نہیں اور اگر احرام عمرہ میں تھوڑے سے بال کٹوانے سے پہلے مر جائے تو بھی اسے حنوط نہ کیا جائے۔

(۵۸۹)۔ جس عورت کا شوہر مر گیا ہے اور ابھی تک اس کی عدت پوری نہیں ہوئی اگرچہ اس کے لئے خوشبو لگانا حرام ہے لیکن اگر وہ مر جائے تو اسے حنوط کرنا واجب ہے۔

(۵۹۰)۔ میت کو مشک، عنبر، عود اور دیگر عطریات سے خوشبو لگانا یا حنوط کے لئے ان کو کافور میں ملانا مکروہ ہے۔

(۵۹۱) مستحب ہے کہ کچھ مقدار تربت حضرت سیّدالشہداء علیہ السلام کافور میں ملائی جائے لیکن وہ کافور ایسی جگہوں پر نہ لگے کہ جس سے بے حرمتی ہوتی ہو اور وہ مٹی اتنی زیادہ بھی نہ ہو کہ کافور سے مل جانے کے بعد اسے کافور نہ کہا جا سکے۔

(۵۹۲)۔ اگر کافور غسل اور حنوط کی مقدار کے برابر نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ غسل کو مقدم رکھیں اور اگر سات اعضاءً کے لئے کافی نہ ہو تو بنابر احتیاط واجب پیشانی کو مقدم رکھے۔

(۵۹۳)۔ مستحب ہے کہ دو تر و تازہ لکڑیاں قبر میں میت کے ساتھ رکھی جائیں۔

احکام نماز میّت

(۵۹۴)۔ مسلمان میّت پر نماز پڑھنا اگرچہ بچہ ہو واجب ہے البتہ بچے کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک مسلمان

ہو اور وہ بچہ پورے چھ سال کا ہو۔

(۵۹۵)۔ نماز میت، غسل، حنوط اور کفن دینے کے بعد پڑھی جائے اور اگر ان سے پہلے یا ان کے درمیان پڑھی گئی اگرچہ بھول کر یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ہو تو کافی نہیں ہے۔

(۵۹۶)۔ جو شخص نماز میت پڑھنا چاہتا ہے تو ضروری نہیں کہ اس نے وضو، غسل یا تیمم کیا ہوا ہو اور اس کا بدن اور لباس بھی پاک ہو اور اگر اس کا لباس غصبی بھی ہو تو بھی کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ تمام وہ چیزیں جو باقی نمازوں میں ضروری ہیں ان کی رعایت کرے۔

(۵۹۷)۔ میت پر نماز پڑھنے والے کا منہ قبلہ کی طرف ہو اور یہ بھی واجب ہے کہ میت کو اس کے سامنے چت لٹایا گیا ہو اس طرح کہ میت کا سر نماز پڑھنے والے کی دائیں طرف اور اس کے پاؤں بائیں طرف ہوں۔

(۵۹۸)۔ نماز پڑھنے والے کے ٹھہرنے کی جگہ میت کی جگہ سے زیادہ پست اور زیادہ بلند نہ ہو البتہ تھوڑی سی بلندی یا پستی میں کوئی حرج نہیں۔

(۵۹۹)۔ نماز پڑھنے والا میت سے دور نہ ہو۔ ہاں جو شخص نماز میت جماعت سے ادا کر رہا ہے اگر وہ میت سے دور ہو جبکہ صفیں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہوں تو کوئی اشکال نہیں۔

(۶۰۰)۔ نماز پڑھنے والا میت کے مدمقابل ہو البتہ اگر نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جا رہی ہے اور جماعت کی صف میت کے دونوں طرف بڑھ جائے تو ان لوگوں کی نماز جو میت کے مدمقابل نہیں ہیں اشکال نہیں رکھتی۔

(۶۰۱)۔ میت اور نماز پڑھنے والے کے درمیان پردہ، دیوار اور اس قسم کی دوسری چیزیں حائل نہ ہوں البتہ اگر میت تابوت یا اسی قسم کی کسی چیز میں ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۶۰۲)۔ نماز میت پڑھتے وقت میت کی شرمگاہ چھپی ہونی چاہیئے اور اگر اسے کفن دینا ممکن نہ ہو تو اس کی شرمگاہ کو اگرچہ تختہ، اینٹ وغیرہ سے چھپانا پڑے تب بھی چھپایا جائے۔

(۶۰۳)۔ نماز میت کو کھڑے ہو کر قصد قربت سے پڑھنا چاہیئے اور نیت کے وقت میت کو معین کیا جائے مثلاً یوں نیت کرے کہ نماز پڑھتا ہوں۔ اس میت پر قربۃً الی اللہ۔

(۶۰۴)۔ اگر کوئی نہ ہو جو کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو پھر بیٹھ کر بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

(۶۰۵)۔ اگر میت نے وصیت کی تھی کہ فلاں شخص میری نماز جنازہ پڑھائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ شخص ولی میت سے اجازت لے اور ولی بھی اجازت دے۔

(۶۰۶)۔ ایک ہی میت پر چند مرتبہ نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے ہاں اگر میت اہل علم اور متقی کی ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

(۶۰۷)۔ اگر میت کو جان بوجھ کر یا بھول کے یا کسی اور عذر کی وجہ سے بغیر نماز جنازہ کے دفن کر دیا گیا ہو یا دفن کرنے کے بعد معلوم ہو کہ جو نماز اس پر پڑھی جا چکی ہے وہ باطل ہے تو جب تک اس کا بدن ریزہ ریزہ نہیں ہوا تو ان شرائط کے ساتھ جو نماز میت کے لئے بیان کئے جا چکے ہیں اس کی نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے۔

نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ

(۶۰۸)۔ نماز کی پانچ تکبیریں ہیں اور اگر نماز پڑھنے والا پانچ تکبیریں اس ترتیب سے کہے تو کافی ہے۔ نیت اور پہلی تکبیر کے بعد کہے :۔

" اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰهِ ۔"

دوسری تکبیر کے بعد کہے ۔

" اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ "

تیسری تکبیر کے بعد کہے ۔

" اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ ۔"

چوتھی تکبیر کے بعد کہے ۔ (اگر میت مرد کی ہے)

" اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذَا الْمَیِّتِ ۔"

اور اگر عورت کی میت ہے تو کہے :

" اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذِهِ الْمَیِّتِ "

اور پھر پانچویں تکبیر کہے ۔

اور بہتر یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد کہے :

" اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ اَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِیْراً وَّ نَذِیْراً بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ "

دوسری تکبیر کے بعد کہے :

" اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَّ ارْحَمْ مُحَمَّداً وَّ آلَ مُحَمَّدٍ كَاَفْضَلِ مَا صَلَّیْتَ وَ سَلَّمْتَ وَ بَارَكْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَ صَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ جَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ "

تیسری تکبیر کے بعد کہے :

" اللّٰہم اغفر للمومنین والمومنٰت والمسلمین والمسلمات الاحیاء منہم والاموات تابع بیننا وبینہم بالخیرات انک مجیب الدعوات۔ انک علیٰ کل شیئٍ قدیر۔"

اور اگر میت مرد ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے :

" اللّٰہم ان ھٰذا عبدک وابن عبدک وابن امتک نزل بک وانت خیر منزول بہ اللّٰہم لانعلم منہ الا خیراً وانت اعلم بہ منا اللّٰہم ان کان محسناً فزد فی احسانہ وان کان مسیئاً فتجاوز عنہ واغفر لہ اللّٰہم اجعلہ عندک فی اعلیٰ علیین واخلف علیٰ اھلہ فی الغابرین وارحمہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔"

اگر میت عورت ہو تو کہے :

" اللّٰہم ان ھٰذہ امتک وابنۃ عبدک وابنۃ امتک نزلت بک وانت خیر منزول بہ اللّٰہم انا لانعلم منہا الا خیراً وانت اعلم بہا منا اللّٰہم ان کانت محسنۃً فزد فی احسانہا وان کانت مسیئۃً فتجاوز عنہا واغفر لہا اللّٰہم اجعلہا عندک فی اعلیٰ علیین واخلف علیٰ اھلہا فی الغابرین وارحمہا برحمتک یا ارحم الراحمین۔"

اور اس کے بعد پانچویں تکبیر کہے۔

(۶۰۹)۔ تکبیروں اور دعاؤں کو اس طرح پے در پے پڑھا جائے کہ نماز کی صورت نہ بگڑے۔

(۶۱۰)۔ جو شخص نماز میت جماعت کے ساتھ پڑھ رہا ہے تو اسے بھی تکبیریں اور دعائیں پڑھنا چاہئیں۔

مستحبات نماز میّت

(۶۱۱)۔ چند چیزیں نماز میت میں مستحب ہیں :

۱۔ نماز میت پڑھنے والا وضو غسل یا تیمم کے ساتھ ہو اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ تیمم اس صورت میں کرے جب وضو اور غسل ممکن نہ ہو یا ڈر ہو کہ اگر وضو یا غسل کیا تو نماز میں شامل نہیں ہو سکے گا۔

۲۔ اگر میت مرد ہو تو پیش نماز یا جو شخص تنہا اس پر نماز پڑھ رہا ہے وہ اس کے وسط قد کے مقابل کھڑا ہو اور اگر میت عورت ہے تو اس کے سینے کے مقابل کھڑا ہو۔

۳۔ ننگے پاؤں نماز پڑھے۔

۴۔ ہر تکبیر کے لئے ہاتھ بلند کرے۔

۵۔ اس کے اور میت کے درمیان اتنا کم فاصلہ ہو کہ اگر ہوا اس کے لباس کو حرکت دے تو اس کے کپڑے جنازہ پر لگیں۔

۶۔ نماز میت با جماعت ادا کی جائے۔

۷۔ پیش نماز تکبیریں اور دعائیں بلند آواز سے پڑھے اور جو لوگ اس کے پیچھے نماز ادا کر رہے ہیں وہ آہستہ پڑھیں۔

۸۔ جماعت میں اگرچہ ماموم ایک ہی ہو وہ امام کے پیچھے کھڑا ہو۔

۹۔ نماز پڑھنے والا میت اور مومنین کے لئے زیادہ دعا کرے۔

۱۰۔ نماز سے پہلے تین مرتبہ "الصلوٰۃ" کہے۔

۱۱۔ نماز ایسی جگہ پڑھی جائے جہاں لوگ نماز میت کے لئے زیادہ آتے رہتے ہیں۔

۱۲۔ حیض والی عورت اگر نماز میت جماعت کے ساتھ پڑھے تو علیحدہ صف میں کھڑی ہو۔

(۶۱۲)۔ سوائے مسجد الحرام کے باقی مساجد میں نماز میت پڑھنا مکروہ ہے۔

احکام دفن

(۶۱۳)۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ میت کو زمین میں اس طرح دفن کیا جائے کہ اس کی بدبو باہر نہ آئے اور درندے بھی اس کے بدن کو باہر نہ نکال سکیں اور اگر یہ ڈر ہو کہ جانور اس کے بدن کو باہر نکال لیں گے تو قبر کو اینٹ وغیرہ سے مستحکم بنایا جائے۔

(۶۱۴)۔ اگر میت کو زمین میں دفن کرنا ممکن نہ ہو تو دفن کی بجائے کسی مکان یا تابوت میں اسے رکھا جا سکتا ہے۔

(۶۱۵)۔ میت کو قبر میں داہنی کروٹ اس طرح لٹایا جائے کہ اس کے بدن کا اگلا حصہ قبلہ رُخ ہو۔

(۶۱۶)۔ اگر کوئی شخص کشتی میں مر جائے تو اگر اس کا جسم خراب نہیں ہوگا اور اس کا کشتی میں رہنا بھی کوئی مانع نہیں رکھتا ہو تو خشکی تک پہنچنے کے لئے صبر کیا جائے اور اسے زمین میں دفن کیا جائے ورنہ کشتی میں اسے غسل، حنوط اور کفن دینے کے بعد نماز میت پڑھ کر کوئی وزنی چیز اس کے پاؤں سے باندھ کر اسے دریا میں ڈال دیا جائے یا کسی بڑے مٹکے میں ڈال کر اس کے منہ کو بند کر کے دریا میں ڈال دیا جائے اور اگر ممکن ہو تو اسے دریا میں ایسی جگہ پھینکا جائے کہ جہاں فوراً جانوروں کا لقمہ نہ بنے۔

(۶۱۷)۔ اگر یہ خوف ہو کہ دشمن اس کی قبر کھود کر اس کا بدن نکال کر اس کا کان، ناک یا کوئی اور عضو کاٹ لے گا تو اگر ممکن ہو تو جیسے گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے اسے دریا میں پھینک دیا جائے۔

(۶۱۸) ۔ دریا میں پھینکنے اور قبر کو مستحکم کرنے کے مخارج جب کہ یہ کام ضروری ہوں میت کے اصل مال سے نکالیں جائیں گے۔

(۶۱۹) ۔ اگر کافر عورت مرجائے اور اس کے شکم میں مردہ بچہ ہو تو اگر اس کا خاوند مسلمان ہے تو عورت کو قبر میں بائیں کروٹ پشت بہ قبلہ لٹایا جائے تاکہ بچے کا منہ قبلہ رُخ ہو بلکہ اگر ابھی تک اس بچے کے بدن میں رُوح بھی داخل نہیں ہوئی تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسی دستور کے مطابق عمل کیا جائے۔

(۶۲۰) ۔ مسلمان کو کفار اور کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔

(۶۲۱) ۔ مسلمان کو ایسی جگہ دفن کرنا کہ جہاں اس کی بے حرمتی ہو مثلاً کوڑا کرکٹ اور گندگی پھینکنے کی جگہ میں جائز نہیں ہے۔

(۶۲۲) ۔ میت کو غصبی جگہ میں دفن نہیں کرسکتے اور ایسی جگہ میں دفن کرنا جو دفن کے علاوہ اور چیزوں کے لئے وقف ہے اور مسجد میں جبکہ مسلمانوں کے لئے مضر یا ان کی نماز سے مزاحم ہو جائز نہیں بلکہ واجب یہ ہے کہ بالکل مسجد میں دفن نہ کیا جائے اور ایسی زمین میں بھی جو مسجد کی طرح دفن کے علاوہ دوسری چیزوں کے لئے وقف ہے جائز نہیں۔

(۶۲۳) ۔ بہتر یہ ہے کہ میت کو دوسرے مردے کی قبر میں جب تک وہ بوسیدہ نہ ہوا ہو دفن نہ کیا جائے لیکن بوسیدہ ہونے سے پہلے قبر کا کھولنا حرام ہے۔

(۶۲۴) ۔ وہ چیز جو میت سے الگ ہو جائے اگرچہ وہ بال، ناخن اور دانت ہی کیوں نہ ہوا سے میت کے ساتھ دفن کیا جائے گا اور اگر یہ چیز نبش قبر کا سبب بنے تو احتیاط یہ ہے کہ اسے الگ دفن کیا جائے۔ اس ناخن اور دانت کا دفن کرنا مستحب ہے جو زندگی میں انسان سے جدا ہُوا ہو۔

(۶۲۵) ۔ اگر کوئی شخص کنوئیں میں مرجائے اور اس کا باہر نکالنا ممکن نہ ہو تو کنوئیں کا منہ بند کرکے اسے ہی اس کی قبر قرار دیا جائے۔ اگر یہ کنواں کسی دوسرے کی ملکیت ہے تو اسے کسی طرح راضی کیا جائے۔

(۶۲۶) ۔ اگر بچہ ماں کے رحم میں مرجائے اور اس کا رحم میں رہنا ماں کے لئے باعث خطرہ ہو تو اسے آسان ترین طریقہ سے باہر نکالا جائے اور اگر مجبوراً بچے کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا پڑے تو اس میں کوئی اشکال نہیں لیکن اسے شوہر کے ذریعہ اگر وہ اہل فن ہے یا کسی عورت کے ذریعہ کہ جو اہل فن ہو باہر نکالا جائے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو محرم شخص اہل فن اور اگر وہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر نامحرم اہل فن اس بچے کو باہر نکالے اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو وہ شخص جو اہل فن نہیں ہے بچہ کو باہر نکال سکتا ہے۔

(۶۲۷) ۔ اگر ماں مرجائے اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو اگرچہ بچہ کے زندہ رہنے کی اُمید بھی نہ ہو تب بھی ان لوگوں کے ذریعہ جن کا ذکر گزشتہ مسئلہ میں ہوچکا ہے جس طرف سے بھی بچہ صحیح وسالم باہر آسکے بچہ کو باہر نکالا جائے اور اس جگہ کو دوبارہ سی دیا جائے اور اگر دائیں اور بائیں پہلو میں بچہ کے سالم رہنے میں کوئی فرق نہیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بچہ کو بائیں پہلو سے باہر نکالا جائے۔

مستحباتِ دفن

(۶۲۸) - بہتر ہے کہ اس اُمید سے کہ یہ مطلوب پروردگار ہے قبر کو متوسط انسان کے قد کے برابر گہرا بنایا جائے اور میت کو قریب ترین قبرستان میں دفن کیا جائے مگر یہ کہ دور والا قبرستان کسی وجہ سے بہتر ہو مثلاً وہاں نیک لوگ دفن ہوں یا لوگ فاتحہ خوانی اہل قبور کے لیے وہاں زیادہ جاتے ہوں اور جنازہ کو قبر سے چند ہاتھ پہلے زمین پر رکھ دیا جائے اور تین دفعہ سے تھوڑا تھوڑا قبر کے نزدیک لایا جائے اور ہر بار زمین پر رکھ کر اٹھایا جائے اور چوتھی دفعہ قبر میں داخل کیا جائے اور اگر میت مرد ہے تو تیسری دفعہ اس کو اس طرح رکھا جائے کہ اس کا سر قبر کی پائنتی کی طرف ہو اور چوتھی دفعہ سر سے قبر میں اتارا جائے اور اگر میت عورت ہے تو تیسری مرتبہ قبر کے قبلہ کی طرف اسے رکھا جائے اور چوڑائی میں اسے وارد قبر کیا جائے اور قبر میں اتارتے وقت قبر کے اوپر ایک کپڑا تان دیا جائے اور جنازہ تابوت سے آرام کے ساتھ نکالا جائے اور قبر میں اتارا جائے اور جو دعائیں بتائی گئی ہیں دفن سے پہلے، دفن کے وقت اور بعد اس کے کہ میت کو لحد میں رکھ دیا جائے پڑھیں اور کفن کی گرہیں کھول کر میت کا چہرہ مٹی پر رکھ دیں اور اس کے سر کے نیچے مٹی کا سرہانا بنا دیں اور میت کی پشت کے پیچھے ٹوٹی ہوئی اینٹ یا ڈھیلا رکھ دیں تاکہ میت پیچھے کی طرف نہ پلٹ جائے اور لحد کو بند کرنے سے پہلے دایاں ہاتھ میت کے دائیں کندھے پر اور بایاں ہاتھ بائیں کندھے پر زور سے رکھ دیا جائے اور منہ اس کے کان کے ساتھ لے جا کر اس کو سختی سے جھٹکا دے اور تین مرتبہ کہے

"اسمع افھم یا فلاں ابن فلاں"

اور لفظ فلاں کی جگہ میت اور اس کے باپ کا نام لیں مثلاً اگر میت کا نام محمد اور اس کے باپ کا نام علی ہے تو تین مرتبہ کہے:

"اسمع افھم یا محمد بن علیؑ" ——— اس کے بعد کہیں:

"ھل انت علی العھد الذی فارقتنا علیہ من شھادۃ ان لآ الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ وان محمداً صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عبدہٗ ورسولہٗ وسید النبیین وخاتم المرسلین وان علیاً امیرالمومنین وسید الوصیین وامام ن افترض اللہ طاعتہٗ علی العٰلمین وان الحسن والحسین وعلیّ ابن الحسین ومحمد ابن علیّ وجعفر بن محمد وموسیٰ بن جعفر وعلیّ ابن موسیٰ ومحمد بن علیّ و علیّ بن محمد والحسن بن علیّ والقائم الحجۃ المھدی صلوٰت اللہ علیھم ائمۃ المؤمنین وحجج اللہ علی الخلق اجمعین وائمتک ائمۃ ھدی بک ابرارٌ یا فلان بن فلان ——— اور فلاں بن فلاں کی جگہ میت اور اس کے باپ کا نام لے اور پھر

کہے ـــــ اذا اتاک الملکان المقربان رسولین من عند اللہ تبارک وتعالٰی وسئلاک عن ربک وعن نبیک
وعن دینک وعن کتابک وعن قبلتک وعن ائمتک فلاتخف ولاتحزن وقل فی جوابھما اللہ ربی ومحمد صلی اللہ
علیہ وآلہ نبیی والاسلام دینی والقرآن کتابی والکعبۃ قبلتی وامیرالمؤمنین علی بن ابی طالب امامی والحسن بن علیّ
المجتبیٰ امامی والحسین بن علی الشہید بکربلا امامی وعلیٌ زین العابدین امامی ومحمد الباقر امامی وجعفر الصادق امامی و
موسی الکاظم امامی وعلی الرضا امامی ومحمد الجواد امامی وعلی الھادی امامی والحسن العسکری امامی والحجۃ المنتظر امامی
ھؤلاء صلوات اللہ علیہم اجمعین ائمتی وسادتی وقادتی وشفعائی بھم اتولّی ومن اعدائھم اتبرء فی الدنیا والآخرۃ ثم
اعلم یا فلان بن فلان ـــ اور فلاں بن فلاں کی جگہ میت اور اس کے باپ کا نام لے اور پھر کہے ـــ ان
اللہ تبارک وتعالٰی نعم الرب وان محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ نعم الرسول وان علی بن ابی طالب واولادہ المعصومین
الائمۃ الاثنیٰ عشر نعم الائمۃ وان ماجاء بہ محمدٌ حقٌ وان الموت حق وسوال منکر ونکیر فی القبر حق والبعث حق
والنشور حق والصراط حق والمیزان حق وتطایر الکتب حق وان الجنۃ حق والنار حق وان الساعۃ اٰتیۃ لاریب
فیھا وان اللہ یبعث من فی القبور ـــ پھر کہے ـــ افھمت یا فلان ـــ اور فلاں کی جگہ میت کا نام
لے پھر اس کے بعد کہے ـــ ثبتک اللہ بالقول الثابت وھداک اللہ الی صراط مستقیم عرف اللہ بینک و
بین اولیائک فی مستقر من رحمتہ ـــ پھر کہے ـــ اللّٰھم جاف الارض عن جنبیہ واصعد بروحہ الیک ولقہ
منک برھاناً اللّٰھم عفوک عفوک۔

(۶۲۹)۔ بہتر یہ ہے کہ اس اُمید پر کہ یہ مطلوب پروردگار ہے جو میت کو قبر میں اتارے باطہارت، سر برہنہ اور ننگے پاؤں ہو اور میت کے پاؤں کی طرف سے قبر سے باہر نکلے اور میت کے رشتہ داروں کے علاوہ جو لوگ موجود ہیں وہ ہاتھ کی پشت سے قبر پر مٹی ڈالیں اور " انا للہ وانا الیہ راجعون " کہیں۔ اگر عورت کی میت ہو تو اس کے محرم اسے قبر میں رکھیں اور اگر کوئی محرم نہ ہو تو اس کے رشتہ دار اسے قبر میں رکھیں۔

(۶۳۰)۔ بہتر ہے کہ اس اُمید پر کہ یہ مطلوب خداوندی ہے قبر کو مربع (چوکور) یا مربع مستطیل (لمبی چوکور) بنائیں اور چار انگلیوں کے برابر زمین سے بلند کریں اور اس پر کوئی علامت رکھیں تاکہ اشتباہ نہ ہو اور قبر پر آبپاشی کریں اور پانی ڈالنے کے بعد حاضرین اپنے ہاتھ قبر پر رکھ کر کھلی انگلیوں کے ساتھ مٹی میں داخل کریں اور سات مرتبہ سورہ مبارکہ "انا انزلناہ" پڑھیں اور میت کے لئے دعائے بخشش کریں اور یہ دعا پڑھیں:

اللّٰھم جاف الارض عن جنبیہ واصعد الیک روحہ ولقہ منک رضواناً واسکن قبرہ من رحمتک ماتغنیہ بہ

عن رحمۃ من سواک ۔

(۶۳۱) ۔ تشیع جنازہ کرنے والوں کے چلے جانے کے بعد مستحب ہے کہ میّت کا ولی یا ولی جسے اجازت دے میت کو ان دعاؤں کی تلقین کرے جو شریعت کی طرف سے معیّن ہیں ۔

(۶۳۲) ۔ دفن کے بعد مستحب ہے کہ صاحبان عزا کو سرسلامتی یعنی تعزیت دی جائے البتہ اگر کچھ مدت گزر گئی ہے کہ تعزیت دینے کی وجہ سے مصیبت تازہ ہو جائے گی تو ترک بہتر ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ تین دن تک میت کے گھر والوں کے لئے کھانا بھیجا جائے ۔ ان کے پاس اور ان کے گھر میں کھانا کھانا مکروہ ہے ۔

(۶۳۳) ۔ مستحب ہے کہ انسان اپنے عزیزوں کی موت پر خصوصًا بیٹے کی موت پر صبر کرے یعنی جس وقت میت یاد آئے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہے اور میّت کے لئے قرآن پڑھے اور ماں باپ کی قبر پر خداوند تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے اور قبر پختہ بنائے تاکہ جلدی خراب نہ ہو ۔

(۶۳۴) ۔ جائز نہیں کہ انسان کسی کی موت پر اپنے چہرے کو خراشے یا اپنے آپ کو طمانچے مارے ۔

(۶۳۵) ۔ باپ اور بھائی کے علاوہ کسی کی موت پر گریبان چاک کرنا جائز نہیں ۔

(۶۳۶) ۔ اگر شوہر، بیوی یا بیٹے کی موت پر گریبان چاک کرے یا کپڑے پھاڑے یا اگر عورت کسی میت پر اپنے چہرے کو اس طرح خراشے کہ خون آجائے یا بال نوچے تو اسے ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا انہیں لباس دینا پڑے گا اور یہ نہ ہو سکے تو تین دن روزہ رکھے بلکہ اگر خون نہ بھی نکلے تو احتیاط واجب ہے کہ اس دستور پر عمل کرے ۔

(۶۳۷) ۔ احتیاط واجب یہ ہے کسی میّت پر آواز زیادہ بلند نہ کریں ۔

نماز وحشت

(۶۳۸) ۔ مستحب ہے کہ قبر کی پہلی رات میّت کے لئے دو رکعات نماز وحشت پڑھیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد ایک مرتبہ آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں سورہ حمد کے بعد دس مرتبہ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ کہیں ــــ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّابْعَثْ ثَوَابَھَا اِلٰی قَبْرِ فُلَانٍ ــــــ اور لفظ فلاں کی جگہ میت کا نام لیں ۔

(۶۳۹) ۔ نماز وحشت قبر کی پہلی رات ہر وقت پڑھی جا سکتی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ پہلی رات نماز عشا کے بعد پڑھی جائے ۔

(۶۴۰) ۔ اگر میت کو کسی دور کے شہر میں لے جانا ہو یا کسی اور وجہ سے اس کے دفن میں تاخیر ہو جائے تو نماز وحشت میں بھی قبر کی پہلی رات تک تاخیر کی جائے ۔

نبش قبر (قبر کو کھولنا)

(۶۴۱) مسلمان کی قبر نبش یعنی قبر کا کھولنا اگرچہ وہ بچہ یا دیوانہ ہو حرام ہے لیکن اگر اس کا بدن ختم ہوکر مٹی بن گیا ہے تو کوئی اشکال نہیں۔

(۶۴۲) ۔ امام زادوں، شہداء، علماء اور صلحاء کی قبور کا کھولنا اگرچہ سالہا سال گزر گئے ہوں جب کہ وہ زیارت گاہ ہوں تو حرام ہے بلکہ اگر زیارت گاہ نہ بھی ہوں تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ انہیں نہ کھولا جائے۔

(۶۴۳) ۔ چند موارد میں قبر کا کھولنا حرام نہیں :

۱۔ میت کو اگر زمین غصبی میں دفن کیا گیا ہو اور زمین کا مالک اس کے وہاں باقی رہنے پر راضی نہ ہو۔

۲۔ کفن یا کوئی اور چیز جو میت کے ساتھ دفن ہوگئی ہے غصبی ہو اور اس کا مالک اس کے قبر میں رہنے پر راضی نہ ہو اور اگر خود میت کے مال میں سے کوئی چیز میت کے ساتھ دفن ہوگئی ہو جو وارثوں کو ملنی تھی تو احتیاط واجب یہ ہے کہ قبر کے کھولنے سے پرہیز کیا جائے۔ ہاں اگر وہ وصیت کر گیا ہو کہ کوئی دعا یا قرآن یا انگوٹھی اس کے ساتھ دفن کردی جائے جبکہ اس کی وصیت اس کے مال کے تیسرے حصہ سے زیادہ نہ ہو تو ان چیزوں کو نکالنے کے لئے قبر کو کھولا نہیں جاسکتا۔

۳۔ یہ کہ میت بغیر غسل یا کفن کے دفن ہوگئی ہو یا یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا غسل باطل تھا یا اس کا کفن دستور شرعی کے مخالف تھا یا اسے قبر میں قبلہ رُخ نہیں لٹایا گیا تھا۔ ان تمام موارد میں اس صورت میں قبر کا کھولنا جائز ہے جبکہ میت کی بے حرمتی کا موجب نہ ہو

۴۔ یہ کہ کسی حق کو ثابت کرنے کے لئے میت کے بدن کو دیکھنا مقصود ہو۔

۵۔ یہ کہ میت کو ایسی جگہ دفن کیا گیا ہو جو اس کی بے حرمتی کا باعث ہو مثلاً کفار کے قبرستان میں یا گندگی اور کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ میں۔

۶۔ کسی مقصد شرعی کے لئے قبر کھولی جائے کہ جس کی اہمیت قبر کے کھولنے سے زیادہ ہو مثلاً وہ بچہ جو شکم مادر میں زندہ ہے جو کہ دفن ہو چکی ہے اس کو باہر نکالنا مقصود ہو۔

۷۔ یہ کہ خوف ہو کوئی درندہ میّت کے بدن کو چیر پھاڑ دے گا یا سیلاب اسے بہا لے جائے گا یا دشمن اسے قبر سے نکال لے گا۔

۸۔ یہ کہ بدن میّت کا کچھ حصّہ جو اس کے ساتھ دفن نہیں ہوا اسے دفن کرنا مقصود ہو لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ بدن کے اس حصہ کو قبر میں اس طرح رکھا جائے کہ بدن میّت نظر نہ آنے پائے۔

مستحب غسل

(۶۴۴) ۔ شریعت مقدسہ اسلام میں بہت سے غسل مستحب ہیں اور ان میں سے چند یہ ہیں :

۱۔ غسل جمعہ اور اس کا وقت صبح کی اذان سے لے کر ظہر تک ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ ظہر کے قریب بجالایا جائے اور اگر ظہر تک غسل نہیں کیا گیا تو عصر جمعہ تک بغیر نیت ادا اور قضا بجالایا جائے اور اگر جمعہ کے دن غسل نہیں کیا گیا تو مستحب ہے کہ ہفتہ کے دن صبح سے غروب تک کسی وقت قضا کرے اور جسے خوف ہو کہ جمعہ کے دن پانی نہیں ملے گا تو وہ جمعرات کو غسل کرے بلکہ اگر شب جمعہ اس امید پر کہ مطلوب خدا ہے غسل بجالائے تو وہ صحیح ہے اور مستحب ہے کہ انسان غسل جمعہ کے وقت یہ کہے :

اشہد ان لآ الٰہ الّا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ وانّ محمداً عبدہٗ و رسولہٗ ۔

اللّٰہم صلّ علٰی محمدٍ وّاٰل محمدٍ واجعلنی من التوّابین واجعلنی من المتطہّرین ۔

۲۔ ماہ رمضان کی پہلی رات اور تمام طاق راتوں کا غسل مثلاً تیسری، پانچویں اور ساتویں رات البتہ اکیسوں رات سے مستحب ہے کہ تمام راتوں میں غسل کرے اور پہلی، پندرھویں، سترھویں، انیسویں، اکیسویں، تیئسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں رات کے غسل کی زیادہ تاکید کی گئی ہے اور ماہ رمضان کی راتوں کے غسل کا وقت پوری رات ہے۔ ہاں بہتر ہے کہ غروب آفتاب کے نزدیک انجام دیا جائے البتہ اکیسویں سے لے کر آخر ماہ رمضان تک بہتر یہ ہے کہ غسل نماز مغرب اور عشا کے درمیان کیا جائے۔ اور یہ بھی مستحب ہے کہ تیئسویں رات کو ابتداء رات کے غسل کے علاوہ رات کے آخری حصہ میں ایک اور بھی غسل کیا جائے ۔

۳۔ عید فطر اور عید قربان کے دن کا غسل اور اس کا وقت اذان صبح سے لے کر غروب تک ہے بہتر یہ ہے کہ نماز عید سے پہلے بجالائے اور اگر ظہر سے غروب تک بجالائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بقصد رجاء انجام لائے ۔

۴۔ عید فطر کی رات کا غسل اور اس کا وقت اوّل مغرب سے لے کر اذان صبح تک ہے البتہ بہتر ہے کہ اوّل شب بجالایا جاوے ۔

۵۔ ذوالحجہ کی آٹھویں اور نویں تاریخ کے دن کا غسل اور نویں کے دن بہتر ہے کہ ظہر کے قریب غسل کیا جائے۔

۶۔ ماہ رجب کے پہلے، پندرھویں، ستائیسویں اور آخری دن کا غسل۔

۷۔ عید غدیر کے دن کا غسل۔ بہتر یہ ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد سویرے انجام دیں۔

۸۔ ذوالحجہ کی چوبیسویں کے دن کا غسل۔

۹۔ عید نوروز کے دن کا غسل اور پندرہ شعبان اور نویں اور سترھویں ربیع الاوّل اور پچیسویں ذوالقعدہ کے دن کا غسل۔ البتہ پندرہ شعبان کے دن کا غسل اور باقی غسل جو اس نمبر تک ذکر ہوئے ہیں بقصد رجا مطلوبیت انجام دیئے جائیں۔

۱۰۔ نومولود کو غسل دینا۔

۱۱۔ اس عورت کا غسل جس نے شوہر کے علاوہ کسی اور کے لئے خوشبو استعمال کی ہو۔

۱۲۔ اس شخص کا غسل جو نشہ کی حالت میں سو جائے۔

۱۳۔ اس شخص کا غسل جس نے اپنے بدن کا کچھ حصہ اس میت کے ساتھ مس کیا ہو جسے غسل دیا جا چکا تھا۔

۱۴۔ اس شخص کا غسل جس نے چاند گرہن یا سورج گرہن کے وقت جان بوجھ کر نماز نہ پڑھی ہو جبکہ پورے چاند یا سورج کو گہن لگا ہو۔

۱۵۔ اس شخص کا غسل جو سولی پر لٹکے ہوئے شخص کو دیکھنے کے لئے جائے اور اسے دیکھ بھی لے لیکن اگر اتفاقاً یا مجبوراً نگاہ پڑ گئی ہو یا گواہی دینے کے لئے گیا ہے تو پھر اس کے لئے غسل مستحب نہیں ہے۔

میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرنا مستحب ہے

(۶۴۵)۔ حرم مکہ، شہر مکہ، مسجد الحرام، خانہ کعبہ حرم مدینہ، شہر مدینہ، مسجد نبوی اور ائمہ علیہم السلام کے حرم میں داخل ہونے سے پہلے رجاءً غسل کرے۔ اگر ایک دن میں چند دفعہ مشرف ہو تو ایک غسل کافی ہے اور جو شخص چاہتا ہو کہ اگر ایک ہی دن میں حرم مکہ، مسجد الحرام اور خانہ کعبہ میں داخل ہو تو اگر تمام کی نیت سے ایک غسل کر لیا ہے تو کافی ہے اور اگر ایک ہی دن میں حرم مدینہ اور شہر مدینہ اور مسجد نبوی میں داخل ہونے کا قصد رکھتا ہے تو ایک غسل تمام کے لئے کافی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آئمہ علیہم السلام کی زیارت کے لئے دور سے یا نزدیک سے ہو، خداوند تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرنے کے لئے اور اسی طرح توبہ کے لئے اور خوشی کے ساتھ عبادت کرنے کے لئے اور سفر پر جانے کے خصوصاً زیارت حضرت سید الشہداء علیہ السلام کا سفر ہو تو انسان کے لئے غسل کرنا مستحب ہے اور اگر کوئی ایک غسل ان میں سے جو اس مسئلہ میں بیان کئے گئے ہیں بجا لائے اور اس کے بعد کوئی ایسا کام کرے جو وضو کو باطل کر دیتا ہے مثلاً سو جانا، تو اس کا غسل باطل ہو جائے گا اور مستحب ہے کہ

دوبارہ غسل کرے۔

(۶۴۶)۔ مستحب غسل سے انسان کوئی ایسا کام نہیں بجا لاسکتا کہ جس میں وضو ضروری ہے مثلاً نماز۔

(۶۴۷) اگر کئی غسل انسان پر مستحب ہوں تو تمام کی نیت سے ایک غسل کرے تو کافی ہے۔

تیمّم

سات موارد ایسے ہیں جہاں وضو یا غسل کے بدلے تیمّم کرنا پڑتا ہے۔

پہلا مورد تیمّم!

۱۔ اتنا پانی میسّر نہ ہو جو وضو یا غسل کے لئے چاہئے۔

(۶۴۸)۔ اگر انسان آبادی میں ہے تو وضو اور غسل کے لئے پانی تلاش کرنے میں اتنی کوشش کرے کہ اس کے ملنے سے ناامید ہو جائے اور اگر بیابان میں ہے تو اگر اس کی زمین پست و بلند ہے اور درخت وغیرہ کی وجہ سے اس زمین کو عبور کرنا مشکل ہے تو وہ چاروں طرف قدیم زمانہ کے ایک تیر کی مار کے فاصلہ تک پانی کی جستجو کرے جو تیر کمان کے ذریعہ پھینکے جاتے تھے اور اگر زمین ایسی نہیں بلکہ ہموار ہے اور درخت وغیرہ بھی نہیں کہ جن سے گزرنا مشکل ہو تو ہر طرف دو تیروں کی مار کے برابر جستجو کرے (آقائی مجلسی مرحوم نے پانی تلاش کرنے کی حد دو سو قدم مقرر کی ہے)۔

(۶۴۹)۔ چار اطراف میں سے بعض اگر ہموار ہوں اور بعض ناہموار یا انہیں عبور کرنا مشکل ہو تو جو اطراف ہموار ہیں ان میں دو تیر کے برابر اور جو ناہموار ہیں ان میں ایک تیر کے برابر تلاش کرے۔

(۶۵۰)۔ جس جانب کے متعلق یقین ہو کہ ادھر پانی موجود نہیں اس میں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۶۵۱)۔ جس کی نماز کا وقت تنگ نہیں ہے اور اس کے پاس پانی تلاش کرنے کا وقت ہے اگر اسے یقین ہو کہ ایک ایسی جگہ پانی موجود ہے جو اس مقدار سے دُور ہے جہاں تک اسے تلاش کرنا ہے تو اگر مانع نہ ہو اور اس کے لئے باعث مشقت بھی نہ ہو تو اسے پانی لینے کے لیے جانا چاہیئے اور اگر گمان ہو کہ وہاں پانی موجود ہے تو پھر وہاں جانا ضروری نہیں البتہ اگر اسے اطمینان ہو تو پھر احتیاط واجب یہ ہے کہ پانی مہیا کرنے کے لئے وہاں جائے۔

(۶۵۲)۔ ضروری نہیں کہ پانی کی تلاش میں انسان خود جائے بلکہ جس کی بات پر اسے اطمینان ہو اس کو بھیج سکتا ہے اور اس صورت میں اگر ایک آدمی چند اشخاص کی طرف سے جائے تو کافی ہے۔

(۶۵۳) - اگر اسے احتمال ہو کہ میرے سامان سفر گھر یا قافلہ میں پانی ہے تو اسے اتنا تلاش کرے کہ اس کے نہ ہونے کا یقین ہو جائے یا اس کے حاصل کرنے سے مایوس ہو جائے ۔

(۶۵۴) - اگر وقت نماز سے پہلے تلاش کرے اور اسے پانی نہ ملے اور وقت نماز تک اسی جگہ ٹھہرا ہے تو ضروری نہیں کہ دوبارہ پانی کو تلاش کرے ۔

(۶۵۵) - اگر وقت نماز داخل ہونے کے بعد تلاش کرے اور پانی نہ ملے اور دوسری نماز کے وقت ہونے تک اسی جگہ ٹھہرا رہے تو تلاش کرنا ضروری نہیں ۔

(۶۵۶) - اگر درندہ کا خوف ہو یا پانی تلاش کرنا اس کے لئے اتنا مشکل ہو کہ وہ برداشت نہ کر سکے یا نماز کا وقت اتنا تنگ ہو کہ وہ تلاش نہیں کر سکتا تو اس کے لئے تلاش کرنا ضروری نہیں اور اگر کچھ تلاش کر سکتا ہے تو اتنی مقدار تلاش کرے اور اگر اپنی جان یا مال کے متعلق اسے چور کا خطرہ ہے تو بھی پانی تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہاں اگر جس مال کے تلف ہونے کا احتمال ہے وہ اس کے حالات کے لحاظ سے قابل اعتنا نہیں اور کوئی اور خوف بھی نہیں تو پھر پانی کو تلاش کرنا واجب ہے ۔

(۶۵۷) - اگر انسان پانی کی تلاش میں نہیں نکلا یہاں تک کہ نماز کا وقت تنگ ہو گیا تو اس نے گناہ تو کیا ہے لیکن اس کی نماز تیمم کے ساتھ صحیح ہو گی ۔

(۶۵۸) - جس شخص کو یقین ہے کہ پانی نہیں ملے گا اور پانی کی تلاش میں نہیں گیا اور تیمم سے اس نے نماز پڑھ لی اور نماز کے بعد اس کو معلوم ہوا کہ اگر تلاش کرتا تو پانی مل جاتا تو احتیاط واجب کی بنا پر اپنی نماز کا اعادہ کرے یا قضا بجا لائے

(۶۵۹) - اگر تلاش کرنے کے باوجود پانی نہیں ملا اور تیمم سے نماز پڑھ لی اور نماز کے بعد اسے معلوم ہوا کہ جہاں تلاش کرتا رہا وہاں پانی موجود تھا تو اس کی نماز صحیح ہے ۔

(۶۶۰) - اگر وقت نماز داخل ہونے کے بعد یہ با وضو ہو اور یہ بھی جانتا ہو کہ اگر وضو باطل ہو گیا تو دوبارہ وضو نہیں کر سکوں گا تو اگر وہ بغیر مشقت و ضرر کے اپنے وضو کو برقرار رکھ سکتا ہے تو اسے باطل نہ کرے اور یہی حکم ہے اگر اسے معلوم ہو یا دو عادل گواہوں نے اسے بتایا ہے کہ اس کے لئے پانی ملنا ممکن نہیں تو اگر احتمال صحیح عقلائی بھی رکھتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اپنے وضو کو باطل نہ کرے ۔

(۶۶۱) - اگر وقت نماز سے پہلے وہ با وضو ہو اور اسے علم ہو یا دو عادل گواہ اسے بتائیں کہ اگر تو نے وضو کو باطل کیا تو پانی ملنا تمہارے لئے ممکن نہیں تو اگر بغیر ضرر و مشقت کے وہ اپنے وضو کو باقی رکھ سکتا ہے تو

واجب یہ ہے کہ وضو کو باطل نہ کرے۔ اور اگر احتمال عقلائی ہے کہ بعد میں پانی حاصل نہ ہوگا) تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اپنے وضو کو باطل نہ کرے۔

(۶۶۲) - جس شخص کے پاس صرف وضو یا غسل جتنا پانی ہو تو اگر اسے معلوم ہو یا دو عادل گواہ اسے بتائیں کہ اگر یہ ضائع کر دیا تو دوبارہ پانی نہیں ملے گا تو اگر نماز کا وقت داخل ہو چکا ہے تو اس پانی کو ضائع کرنا حرام ہے اور واجب یہ ہے کہ نماز کے وقت سے پہلے بھی اسے نہ پھینکے بلکہ اگر احتمال عقلائی بھی ہو کہ اگر اس پانی کو پھینک دیا تو دوسرا پانی نہیں مل سکے گا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کے وقت سے پہلے بھی اس پانی کو ضائع نہ کرے۔

(۶۶۳) - جس شخص کو خود معلوم ہے یا دو عادل افراد نے خبر دی ہے کہ پانی نہیں ملے گا اگر وہ وقت نماز کے داخل ہونے کے بعد اپنے وضو کو باطل کرے یا جو پانی اس کے پاس ہے اسے ضائع اور پھینک دے تو اس نے گناہ کیا ہے لیکن اس کی نماز تیمم کے ساتھ درست ہے اگرچہ احتیاط مستحب ہے کہ اس نماز کی قضا بھی پڑھے۔

دوسرا مورد تیمّم

(۶۶۴) - جو شخص بڑھاپے، چور کے خوف، درندہ کے ڈر یا اس قسم کی چیزوں کی وجہ سے یا کنویں سے پانی نکالنے کے وسائل نہ ہونے کی بناء پر پانی حاصل نہ کر سکتا ہو تو اسے تیمّم کرنا چاہئے اور یہی حکم ہے اگر پانی کا مہیا کرنا یا استعمال اس قدر مشقت رکھتا ہو کہ لوگ اس کا تحمل نہ کر سکتے ہوں۔

(۶۶۵) - اگر کنویں سے پانی نکالنے کے لئے ڈول اور رسی وغیرہ کی ضرورت ہو اور انسان مجبور ہو کہ اسے خرید کرے یا کرایہ پر لے تو اگرچہ اس کی قیمت معمول سے کئی گنا زیادہ کیوں نہ ہو اس کو مہیا کرے اور یہی حکم ہے اگر پانی کی قیمت کئی گنا زیادہ ہو البتہ اگر ان چیزوں کے مہیا کرنے کے لئے اتنا پیسہ چاہئے کہ جو اس کے حالات کے لئے مضر ہے تو پھر مہیا کرنا واجب نہیں۔

(۶۶۶) - اگر مجبور ہو کہ پانی مہیا کرنے کے لئے قرض لے تو اسے قرض لینا چاہئے البتہ جو شخص جانتا ہے یا اسے گمان ہے کہ وہ قرض نہیں ادا کر سکے گا تو قرض لینا واجب نہیں ہے۔

(۶۶۷) - اگر کنواں کھودنا باعث مشقت نہیں تو احتیاط واجب ہے کہ پانی حاصل کرنے کیلئے کنواں کھود ے۔

(۶۶۸) - اگر کوئی شخص احسان جتانے کے بغیر پانی اسے بخشتا ہے تو اس سے قبول کر لے۔

تیسرا مورد تیمّم

(۶۶۹) - جس شخص کو پانی کے استعمال سے جان کا خطرہ ہو یا اسے خوف ہو کہ اس کے استعمال سے کوئی بیماری یا عیب

اس میں پیدا ہو جائے گا یا اس کی بیماری طوالت یا شدت پکڑ جائے گی یا اس کا علاج مشکل ہو جائے گا تو اسے تیمّم کرنا پڑے گا۔ ہاں اگر گرم پانی اس کے لئے مضر نہیں تو وہ گرم پانی سے وضو یا غسل کرے۔

(۶۷۰)۔ یہ ضروری نہیں کہ اسے یقین ہو کہ پانی میرے لئے مضر ہے بلکہ اگر احتمال ضرر بھی ہو جب کہ وہ احتمال لوگوں کی کی نگاہ میں صحیح اور معقول ہو اور اس احتمال سے اسے خوف پیدا ہو جائے تو وہ تیمّم کرے۔

(۶۷۱)۔ جو شخص آشوب چشم میں مبتلا ہو اور پانی اس کے لئے مضر ہو تو اسے تیمّم کرنا چاہئے۔

(۶۷۲)۔ اگر یقین یا خوف ضرر کی وجہ سے تیمّم کرے اور نماز پڑھنے سے پہلے اسے معلوم ہو جائے کہ پانی اس کے لئے مضر نہیں تو اس کا تیمّم باطل ہے اور اگر نماز کے بعد معلوم ہو تو نماز صحیح ہے۔

(۶۷۳)۔ جس شخص کو علم ہو کہ پانی میرے لئے مضر نہیں اب اگر وہ غسل یا وضو کرے اور پھر اسے معلوم ہو جائے کہ پانی اس کے لئے مضر ہے تو اس کا وضو اور غسل صحیح ہیں۔

چوتھا مورد تیمّم

(۶۷۴)۔ جس شخص کو یہ خوف ہے کہ میں نے پانی وضو یا غسل میں صرف کر لیا تو خود یا میرے بیوی بچے یا دوست یا جو لوگ اس سے مربوط ہیں مثلاً ملازم یا خادم پیاس سے مر جائیں گے یا بیمار ہو جائیں گے یا اتنے پیاسے ہوں گے کہ جس کا تحمل مشقت آور ہے تو اسے وضو اور غسل کے بدلے تیمّم کرنا چاہئے اور اگر اسے وہ جانور کہ جنہیں عموماً کھانے کے لئے ذبح نہیں کیا جاتا (جیسے گھوڑا، خچر وغیرہ) کے تلف ہونے کا خوف ہے تو انہیں پانی پلائے اور خود تیمّم کرے اگرچہ وہ جانور اس کا اپنا نہ ہو اور یہی حکم ہے اگر کوئی ایسا شخص کہ جس کی جان کا محفوظ رکھنا واجب ہو اس طرح پیاسا ہے کہ اگر اسے پانی نہ دیا گیا تو وہ تلف ہو جائے گا۔

(۶۷۵)۔ اگر پاک پانی کے علاوہ جو کہ وضو یا غسل کے لئے ہے اتنا نجس پانی موجود ہو کہ جو اس کے اور اس کے لواحقین کے پینے کے لئے کافی ہو تو بھی وہ پاک پانی پینے کے لئے رکھ لے اور تیمّم سے نماز پڑھے اور اگر پانی کسی جانور کے لئے درکار ہے تو نجس پانی اسے پلائے اور پاک پانی سے وضو یا غسل کرے۔

پانچواں مورد تیمّم

(۶۷۶)۔ جس شخص کا بدن یا لباس نجس ہے اور کچھ پانی اس کے پاس ہے کہ اگر اس سے وضو یا غسل کرے

تو بدن یا لباس پاک کرنے کے لئے نہیں بچتا تو وہ بدن یا لباس کو پاک کرے اور تیمّم کے ساتھ نماز پڑھے اور اگر کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس پر تیمّم کرے تو پانی وضو یا غسل میں استعمال کرے اور بدن یا لباس نجس کے ساتھ نماز پڑھے۔

چھٹا مورد تیمّم

(۶۷۷)۔ اگر سوائے ایسے پانی یا برتن کے کہ جس کا استعمال حرام ہے اور کوئی پانی یا برتن اس کے پاس نہیں مثلاً پانی یا اس کا برتن غصبی ہے اور اس کے علاوہ دوسرا پانی یا برتن بھی موجود نہیں تو وضو یا غسل کے بدلے تیمّم کرے۔

ساتواں مورد تیمّم

(۶۷۸)۔ جب وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر وضو یا غسل کرے تو پوری نماز یا اس کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھنا پڑے گا تو تیمّم کرے۔

(۶۷۹)۔ اگر جان بوجھ کر نماز میں اتنی تاخیر کرے کہ اب وضو یا غسل کے لئے وقت نہ ہو تو گنہ گار ہوگا لیکن اس کی نماز تیمّم کے ساتھ صحیح ہے، اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس نماز کی قضا بھی بجا لائے۔

(۶۸۰)۔ جس شخص کو شک ہو کہ اگر وضو یا غسل کرے تو نماز کا وقت باقی رہے گا یا نہیں تو وہ تیمّم کرے۔

(۶۸۱)۔ جو شخص تنگی وقت کی وجہ سے تیمّم کرے چنانچہ نماز کے بعد وہ پانی جو اس کے پاس تھا ضائع ہو جائے اب اگرچہ اس نے اپنے تیمّم کو نہ توڑا ہو تو اس صورت میں جبکہ اس کی تکلیف تیمّم کرنا ہو تو وہ دوبارہ تیمّم کرے۔

(۶۸۲)۔ جس شخص کے پاس پانی موجود ہے اگر تنگی وقت کی وجہ سے نماز میں مشغول ہو گیا اور اثنائے نماز میں جو پانی اس کے پاس تھا ضائع ہو گیا تو وہ بعد والی نمازیں اسی تیمّم سے پڑھ سکتا ہے۔

(۶۸۳)۔ جس شخص کے پاس اتنا وقت ہے کہ وضو یا غسل کر کے نماز کو بغیر مستحب امور کے مثل اقامت و قنوت پڑھ سکتا ہے تو وہ وضو یا غسل کرے اور بغیر مستحبّ امور کے نماز پڑھے بلکہ اگر سورہ پڑھنے کا وقت نہیں تو وہ غسل یا وضو کرے اور نماز بغیر سورہ کے پڑھے۔

وہ چیزیں کہ جن سے تیمّم کرنا صحیح ہے!

(۶۸۴)۔ تیمّم مٹی، ریت، ڈھیلا اور پتھر سے اگر پاک ہوں تو صحیح ہے اور پختہ مٹی کے ساتھ مثل اینٹ اور کوزہ کے بھی صحیح ہے۔

(۶۸۵)۔ تیمّم چونے کے پتھر، سیمنٹ کے پتھر، سنگ مرمر، سیاہ پتھر اور باقی پتھروں کی جتنی قسمیں ہیں ان پر صحیح ہے البتہ جواہرات پر تیمّم کرنا مثلاً عقیق، فیروزہ باطل ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ مسئلہ ۶۸۴ میں مذکورہ اشیاء میں سے اگر کوئی ایک بھی دستیاب ہو تو پختہ چونا اور سیمنٹ سے تیمّم نہ کرے۔ اور اگر مذکورہ اشیاء میں سے کوئی ایک بھی دستیاب نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ پختہ چونے اور سیمنٹ پر بھی تیمّم کرے اور گرد وغبار اور کیچڑ پر بھی تیمّم کرے اور اگر گرد وغبار اور کیچڑ نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ان دو (پختہ چونا اور سیمنٹ) میں سے ایک پر تیمّم کرے اور اس کے بعد اعادہ یا قضا کرے۔

(۶۸۶)۔ اگر مٹی، ریت، ڈھیلا اور پتھر نہ مل سکیں تو فرش یا لباس وغیرہ پر جو گرد وغبار ہو اس پر تیمّم کرے اور اگر گرد وغبار لباس یا فرش کے اندر ہو تو اس سے تیمّم صحیح نہیں مگر یہ کہ پہلے اس پر ہاتھ مارے تاکہ گرد وغبار اوپر آجائے اور پھر تیمّم کرے اور اگر گرد وغبار نہ مل سکے تو کیچڑ پر تیمّم کرے اور اگر کیچڑ بھی نہ ملے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز بغیر تیمّم کے پڑھے اور احتیاطاً بعد میں اس کی قضا بھی بجالائے۔

(۶۸۷)۔ اگر فرش وغیرہ کو جھٹکا دینے سے مٹی مہیا ہوسکے تو گرد پر تیمّم کرنا باطل ہے اور اگر کیچڑ کو خشک کرکے مٹی تیار ہو سکتی ہے تو کیچڑ سے تیمّم کرنا باطل ہے۔

(۶۸۸)۔ جس کے پاس پانی موجود نہیں اگر برف یا جما ہوا پانی موجود ہو تو اگر ممکن ہے تو اس کو پانی بنا کر وضو یا غسل کرے اور اگر یہ ممکن نہیں اور کوئی ایسی چیز بھی موجود نہیں کہ جس سے تیمّم ہوسکے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز بغیر وضو اور تیمّم کے پڑھے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ بعد میں قضا بھی پڑھے۔

(۶۸۹)۔ اگر مٹی یا ریت کے ساتھ کوئی ایسی چیز مل جائے کہ جس کے ساتھ تیمّم باطل ہے تو اس سے تیمّم نہ کرے لیکن اگر وہ چیز اتنی کم ہے کہ مٹی اور ریت کے مقابلے میں وہ کالعدم شمار ہوتی ہے تو اس مٹی یا ریت سے تیمّم کرنا صحیح ہے۔

(۶۹۰)۔ اگر اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس پر وہ تیمّم کرے تو اگر ممکن ہو تو خرید کرکے یا کسی اور ذریعہ سے

مہیا کرے۔

(۶۹۱)۔ گارے والی دیوار پر تیمّم درست ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ خشک مٹی یا زمین کے ہوتے ہوئے نمناک زمین یا مٹی پر تیمّم نہ کرے۔

(۶۹۲)۔ جس چیز پر تیمّم کرے وہ پاک ہو اور اگر کوئی ایسی پاک چیز نہ ملے کہ جس پر تیمّم صحیح ہے تو نماز اس پر واجب نہیں البتہ اس کی قضا ضروری ہے۔

(۶۹۳)۔ اگر انسان کو یقین ہو کہ فلاں چیز سے تیمّم صحیح ہے اور اس سے تیمّم کرے اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ اس سے تیمّم باطل ہے تو جتنی نمازیں اس تیمّم سے پڑھی ہیں انہیں دوبارہ بجا لائے۔

(۶۹۴)۔ جس چیز پر تیمّم کرے وہ غصبی نہ ہو۔

(۶۹۵)۔ غصبی فضا میں تیمّم باطل نہیں لہٰذا اگر اپنے ملک میں ہاتھ زمین پر مارے اور بغیر اجازت کے دوسرے کے ملک میں داخل ہو جائے اور پیشانی پر پھیرے تو اس کا تیمّم باطل نہیں ہوگا۔

(۶۹۶)۔ اگر اسے معلوم نہ ہو کہ تیمّم کی جگہ غصبی ہے یا بھول چکا ہو تو اس کا تیمّم صحیح ہے اگرچہ بھولنے والا خود ہی غاصب کیوں نہ ہو۔

(۶۹۷)۔ اگر کوئی شخص غصبی جگہ میں محبوس ہو اگر وہاں کا پانی اور مٹی غصبی ہیں تو تیمّم سے نماز پڑھے۔

(۶۹۸)۔ مستحب ہے کہ جس چیز پر تیمّم کر رہا ہے اس میں کچھ گرد ہو جو ہاتھ میں رہ جائے اور اس پر ہاتھ مارنے کے بعد مستحب ہے کہ ہاتھ کو حرکت دے تاکہ گرد گر جائے

(۶۹۹)۔ تیمّم پست زمین، سڑک کی مٹی اور شورہ دار زمین کہ جس کے اوپر نمک نہ ہو مکروہ ہے اور اگر اوپر کے حصہ پر نمک ہے تو باطل ہے۔

تیمّم کا طریقہ

(۷۰۰)۔ تیمّم میں چار چیزیں واجب ہیں :

۱۔ نیّت

۲۔ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو اکٹھا ایسی چیز پر مارنا کہ جن پر تیمّم کرنا صحیح ہے۔

۳۔ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو تمام پیشانی اور اس کی دونوں طرفوں پر اس جگہ سے کہ جہاں سے سر کے بال اُگتے ہیں آبروں اور ناک کے اوپر والے حصہ تک کھینچنا اور احتیاط واجب یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو آبروں

کے اوپر بھی کھینچا جائے۔

۴۔ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کی پوری پشت پر اور اس کے بعد دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پوری پشت پر کھینچا جائے۔

(۷۰۱)۔ تیمّم خواہ غسل یا وضو کے بدلے ہو اس میں کوئی فرق نہیں۔

احکامِ تیمّم

(۷۰۲)۔ اگر پیشانی یا ہاتھوں کی پشت کے تھوڑے سے حصے کا بھی مسح نہ کرے تو تیمم باطل ہے خواہ جان بوجھ کر ایسا کرے یا مسئلہ نہ جانتا ہو یا بھول چکا ہو۔ البتّہ زیادہ دقت کرنا بھی ضروری نہیں بلکہ اتنی مقدار کافی ہے کہ لوگ کہیں کہ پوری پیشانی اور ہاتھوں کی پشت کا مسح ہو گیا ہے۔

(۷۰۳)۔ یہ یقین پیدا کرنے کے لئے کہ اس نے ہاتھ کی پوری پشت کا مسح کیا ہے کلائی سے کچھ مقدار اوپر سے مسح کرے البتہ انگلیوں کے درمیان مسح کرنا ضروری نہیں۔

(۷۰۴)۔ پیشانی اور ہاتھوں کا پشت کا اوپر سے نیچے کی طرف مسح کرے اور افعال تیمّم پے در پے بجالائے اور اگر ان کے درمیان اتنا فاصلہ کیا کہ لوگ نہ کہیں کہ تیمم کر رہا ہے تو تیمّم باطل ہے۔

(۷۰۵)۔ نیت کے وقت یہ معین کرے کہ تیمم غسل کے بدلے ہے یا وضو کے بدلے اور اگر غسل کے بدلے ہو تو غسل کو معین کرے۔ چنانچہ اشتباہاً وضو کے بدل والی جگہ پر غسل کے بدل کی یا غسل کے بدلے والی جگہ پر وضو کے بدلے کی نیت کرے یا مثلاً جو تیمّم غسل جنابت کے بدلے تھا اس میں نیت غسل مس میت کے بدلے کی کرے تو اس کا تیمّم باطل ہے۔

(۷۰۶)۔ تیمّم میں پیشانی، ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور ہاتھوں کی پشت پاک ہو اور اگر ہاتھ کی ہتھیلی نجس ہو اور اسے پاک بھی نہ کر سکتا ہو تو اس نجس ہتھیلی سے تیمّم کرے۔

(۷۰۷)۔ انسان کو چاہیئے کہ تیمّم کے لئے انگوٹھی ہاتھ سے نکال لے اور اگر پیشانی، ہاتھوں کی پشت یا ہتھیلی پر کوئی مانع ہو مثلاً کوئی چیز ان سے چپٹی ہوئی ہو تو اسے دور کرے۔

(۷۰۸)۔ اگر پیشانی یا ہاتھوں کی پشت پر کوئی زخم ہے اور کپڑا یا کوئی دوسری چیز جو اس پر باندھی گئی ہے کھولی نہیں جا سکتی تو ہاتھ اس کے اوپر پھیر لے اور اگر ہاتھ کی ہتھیلی پر زخم ہو اور کپڑا یا کوئی دوسری چیز اس پر باندھی گئی ہے وہ کھولی نہیں جا سکتی تو ہاتھ اس کپڑے کے ساتھ ایسی چیز پر کہ جس سے تیمم صحیح ہے مارے اور پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر کھینچے۔

(۷۰۹)۔ اگر پیشانی یا ہاتھوں کی پشت پر بال ہوں تو کوئی اشکال نہیں ہاں اگر سر کے بال پیشانی پر آگئے ہوں تو ان کو پیچھے ہٹا لے۔

(۷۱۰)۔ اگر اسے احتمال ہو کہ پیشانی، ہتھیلی یا ہاتھوں کی پشت پر کوئی مانع ہے تو اگر اس کا احتمال لوگوں کی نظروں میں درست ہے تو اس کی جستجو کرے یہاں تک کہ اسے یقین یا اطمینان ہو جائے کہ کوئی مانع نہیں ہے۔

(۷۱۱)۔ اگر اس کا وظیفہ تیمم کرنا ہے لیکن وہ خود تیمم نہیں کر سکتا تو کسی کو نائب بنائے اور جو نائب بن رہا ہے اسے چاہیئے کہ اسے اس کے اپنے ہی ہاتھ سے تیمم کرائے اور اگر ممکن نہ ہو تو نائب اپنا ہاتھ ایسی چیز پر مارے کہ جس سے تیمم صحیح ہے اور اس کی پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے۔

(۷۱۲)۔ تیمم میں داخل ہونے کے بعد اگر شک کرے کہ اس سے پہلے والے حصہ کو بھول گیا تھا یا نہیں تو اس کی پرواہ نہ کرے اور اس کا تیمم صحیح ہے اور اگر کسی جزء کو بجا لانے کے بعد شک کرے کہ اسے درست بجا لایا ہوں یا نہیں تو بھی اعتناء نہ کرے اور اس کا تیمم درست ہے۔

(۷۱۳)۔ اگر بائیں ہاتھ کے مسح کے بعد شک کرے کہ تیمم درست کیا ہے یا نہیں تو اس کا تیمم صحیح ہے۔

(۷۱۴)۔ جس شخص کا وظیفہ تیمم ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ وقت نماز سے پہلے نماز کے لئے تیمم نہ کرے۔ ہاں اگر کسی اور واجب یا مستحب کام کے لیے اس نے تیمم کیا تھا اور وقت نماز تک اس کا عذر باقی تھا تو اسی تیمم سے وہ نماز پڑھ سکتا ہے۔

(۷۱۵)۔ جس شخص کا وظیفہ تیمم ہے اگر اسے معلوم ہو کہ اس کا عذر آخر وقت تک باقی رہے گا تو وہ وقت کی وسعت
اور اسی طرح ہے اگر امید رکھتا ہو کہ اس کا عذر برطرف ہو جائیگا۔
میں تیمم کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر اسے معلوم ہے کہ آخر وقت میں اس کا عذر دور ہو جائے گا تو وہ صبر کرے اور وضو یا غسل کے ساتھ نماز پڑھے یا تنگ وقت میں تیمم کے ساتھ نماز پڑھے۔

(۷۱۶)۔ جو شخص وضو یا غسل نہیں کر سکتا وہ اپنی قضا نمازیں تیمم کے ساتھ پڑھ سکتا ہے اگرچہ اس کو احتمال ہو کہ میرا عذر جلدی دور ہو جائے گا۔

(۷۱۷)۔ جو شخص وضو یا غسل نہیں کر سکتا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی مستحب نمازیں جو مثل نماز تہجد کے وقت معین رکھتی ہیں تیمم سے اوّل وقت میں بھی پڑھ سکتا ہے۔

(۷۱۸)۔ وہ شخص جسے احتیاطاً غسل جبیرہ اور تیمم کرنا ہے مثلاً اس کی پشت پر کوئی زخم ہے اگر غسل و تیمم کے بعد نماز پڑھے اور نماز کے بعد اس سے حدث اصغر صادر ہو مثلاً پیشاب کرے تو اسے بعد کی نمازوں کے لئے وضو کرنا ہو گا۔

(۷۱۹)۔ اگر پانی نہ ہونے یا کسی اور عذر کی بنا پر تیمم کرے تو اس عذر کے دور ہونے کے بعد اس کا تیمم باطل ہے۔

(۷۲۰)۔ جو چیزیں وضو کو باطل کر دیتی ہیں وہ اس تیمم کو بھی باطل کر دیتی ہیں جو وضو کے بدلے ہو اور جو چیزیں غسل کو باطل کر دیتی ہیں وہ غسل کے بدلے والے تیمم کو بھی باطل کر دیتی ہیں۔

(۷۲۱) جو شخص غسل نہیں کر سکتا اگر کئی غسل اس پر واجب ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر ایک کے بدلے ایک تیمم کرے

(۷۲۲)۔ جو شخص غسل نہیں کر سکتا اگر کسی ایسے کام کو بجالانا چاہتا ہو کہ جس کے لئے غسل واجب ہے تو اسے چاہئے کہ غسل کے بدلے تیمم کرے اور اگر وضو نہیں کر سکتا اور ایسا کام کرنا چاہتا ہے کہ جس کے لئے وضو واجب ہے تو وضو کے بدلے تیمم کرے۔

(۷۲۳)۔ اگر غسل جنابت کے بدلے تیمم کرے تو نماز کے لئے وضو کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر کسی اور غسل کے بدلے تیمم کرے تو وضو کرنا پڑے گا اور اگر وضو نہیں کر سکتا تو وضو کے بدلے ایک اور تیمم کرے۔

(۷۲۴)۔ اگر غسل کے بدلے تیمم کرے اور پھر کوئی ایسا کام کرے جو وضو کو باطل کر دیتا ہے تو اگر بعد والی نمازوں کے لئے غسل نہیں کر سکتا تو وضو کرے اور اگر وضو بھی نہیں کر سکتا تو وضو کے بدلے تیمم کرے۔

(۷۲۵) جس کا وظیفہ یہ ہے کہ وضو کے بدلے اور غسل کے بدلے تیمم کرے تو یہی دو تیمم کافی ہیں اور کسی تیمم کی ضرورت نہیں

(۷۲۶)۔ جس شخص کا وظیفہ تیمم ہے اگر کسی کام کے لیے تیمم کرے تو جس وقت تک اس کا تیمم اور عذر باقی ہے وہ کام کہ جنہیں وضو یا غسل سے انجام دینا ہے انہیں بجالا سکتا ہے۔ لیکن اگر پانی کے ہوتے ہوئے نماز میت اور سونے کیلئے تیمم کیا تھا تو وہ اس طہارت سے فقط وہ کام انجام دے سکتا ہے جس کیلئے تیمم کیا تھا اور اسی طرح ہے احتیاط واجب کی بنا پر اگر اس کا عذر تنگی وقت ہو۔

(۷۲۷)۔ چند مقام پر مستحب ہے کہ انسان جو نمازیں تیمم سے پڑھ چکا ہے انہیں دوبارہ پڑھے:

۱۔ باوجودیکہ وہ پانی کے استعمال سے ڈرتا تھا اور جان بوجھ کے مجنب ہو گیا اور تیمم سے نماز پڑھی۔

۲۔ یہ کہ اسے علم یا گمان تھا کہ پانی نہیں ملے گا اور اس کے باوجود اس نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو مجنب کیا اور اور تیمم سے نماز پڑھی۔

۳۔ آخر وقت تک جان بوجھ کر کے پانی کی تلاش نہ کی اور تیمم سے نماز پڑھی اور بعد میں معلوم ہوا کہ اگر جستجو کرتا تو پانی مل جاتا۔

۴۔ یہ کہ جان بوجھ کر نماز میں تاخیر کی اور آخر وقت میں نماز تیمم سے پڑھی۔

۵۔ یہ کہ اسے علم یا گمان تھا کہ پانی نہیں ملے گا باوجود اس کے جو پانی اس کے پاس تھا اس کو پھینک دیا۔

احکامِ نماز

دینی اعمال میں سے اہم ترین عمل نماز ہے اگر یہ بارگاہ ایزدی میں قبول ہوئی تو دوسری عبادات بھی قبول ہوں گی اور اگر شرف قبولیت سے نہ نوازی گئی تو باقی اعمال بھی رد کر دیئے جائیں گے اور جس طرح اگر دن رات میں انسان پانچ مرتبہ کسی نہر میں غسل کرے تو اس کے بدن پر میل کچیل باقی نہیں رہتی اسی طرح پانچ وقت کی نماز بھی انسان کو گناہوں سے پاک و صاف کر دیتی ہے اور بہتر ہے کہ انسان نماز اوّل وقت میں بجالائے اور جو شخص نماز کو پست اور آسان سمجھے اس شخص کے مانند ہے جس نے نماز نہ پڑھی ہو۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز کو اہمیت نہ دے اور اس کو خفیف سمجھے وہ آخرت کے عذاب کا مستحق ہے۔ ایک دن حضورؐ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اور نماز پڑھنے لگا اور وہ رکوع و سجود پورے طور پر بجا نہ لایا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ شخص جب کہ اس کی نماز کی یہ حالت ہے اگر مر جائے تو یہ میرے دین پر نہیں مرا۔ پس انسان کو چاہیئے کہ نماز عجلت اور تیزی سے نہ پڑھے اور بحال نماز یاد خدا خضوع و خشوع اور وقار کے ساتھ ہو اور اس بات کی طرف متوجہ ہو کر کس ذات سے گفتگو کر رہا ہوں اور اپنے آپ کو عظمت و بزرگی خداوند عالم کے سامنے پست و ناچیز سمجھے اور اگر انسان نماز میں پورے طور پر اس چیز کی طرف توجہ کرے تو وہ اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا ہے چنانچہ حالت نماز میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاؤں سے تیر نکالتے ہیں اور آنجناب اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور نماز ادا کرنے والے کو چاہیئے کہ وہ توبہ و استغفار کرے اور وہ گناہ جو قبولیت نماز سے مانع ہیں مثلاً حسد، تکبر، غیبت، حرام کھانا، نشہ آور چیزوں کا پینا، خمس و زکوٰۃ نہ دینا بلکہ ہر گناہ ترک کرے اور اسی طرح ایسے کام بھی نہ کرے جو نماز کے ثواب کو کم کر دیتے ہیں مثلاً جب نیند آ رہی ہے یا پیشاب روک کر نماز کے لیئے کھڑا ہو اور نماز پڑھتے وقت آسمان کی طرف نہ دیکھے اور وہ کام بھی بجا لائے جو نماز کے ثواب کو زیادہ کرتے ہیں مثلاً عقیق کی انگوٹھی ہاتھ میں پہننا اور صاف ستھرا لباس رکھنا، کنگھی اور مسواک کرنا اور خوشبو لگانا۔

واجب نمازیں

چھ نمازیں واجب ہیں :

۱۔ نماز یومیہ ۲۔ نماز آیات

۳۔ نماز میت ۴۔ نماز طواف واجب خانہ کعبہ

۵۔ ماں باپ کی قضا نمازیں جو بڑے بیٹے پر واجب ہیں۔

۶۔ وہ نماز جو اجارہ، نذر، قسم اور عہد کی وجہ سے واجب ہو گئی ہو۔

ہر دن کی واجب نمازیں

ہر دن کی واجب نمازیں پانچ ہیں :

ظہر و عصر ہر ایک کی چار رکعت

مغرب کی تین رکعت

عشاء کی چار رکعت

صبح کی دو رکعت

(۷۲۸)۔ سفر میں چار رکعتی نماز ان شرائط کے ساتھ جو بیان کی جائیں گی دو رکعت پڑھے۔

نماز ظہر و عصر کا وقت

(۷۲۹)۔ اگر لکڑی یا اس قسم کی چیز کو سیدھا ہموار زمین میں گاڑ دیا جائے تو جب صبح کے وقت سورج نکلتا ہے تو اس کا سایہ مغرب کی طرف پڑتا ہے اور جتنا سورج بلند ہوتا جاتا ہے۔ یہ سایہ کم ہوتا جاتا ہے اور ہمارے شہروں میں ظہر شرعی کے اول وقت میں سایہ کمی کے آخری درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ جب ظہر کا وقت ہوتا ہے تو اس کا سایہ مشرق کی طرف پلٹ جاتا ہے اور جتنا سورج مغرب کی طرف ہوتا جائے سایہ زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اس بنا پر سایہ جب کمی کے آخری درجہ تک پہنچ جائے اور دوبارہ بڑھنا شروع ہو تو معلوم ہوگا کہ ظہر شرعی کا وقت ہو گیا ہے۔ البتہ بعض شہروں میں (مثلاً مکہ) میں جو کبھی سایہ ظہر کے وقت بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ جب دوبارہ سایہ پیدا ہو تو

معلوم ہوتا ہے کہ ظہر کا وقت ہوگیا ہے ۔

(۷۳۰) ۔ لکڑی یا اسی قسم کی دوسری چیز ظہر کے وقت کو معین کرنے کے لئے زمین پر نصب کی جاتی ہے اسے شاخص کہتے ہیں ۔

(۷۳۱) ۔ نماز ظہر و عصر میں سے ہر ایک کا ایک مخصوص اور ایک مشترک وقت ہے ۔ نماز ظہر کا مخصوص وقت وہ ہے اوّل وقت ظہر سے لے کر نماز ظہر کے پڑھ لینے کی مقدار تک ہے اور نماز عصر کا مخصوص وقت وہ ہے جب مغرب سے اتنا وقت باقی رہ جائے کہ نماز عصر پڑھی جا سکے پس اگر کسی شخص نے اس وقت تک عمداً نماز ظہر نہیں پڑھی تو اس کی نماز ظہر قضا ہو جائے گی اور وہ نماز عصر پڑھے (لیکن اگر کسی نے بھول کر نماز عصر کو مقدم کیا تو وہ نماز ظہر کو ادا کی نیت سے عصر کے وقت مختص سے پہلے بجالائے) اور نماز ظہر کے مخصوص اور نماز عصر کے مخصوص وقت کے درمیان والا حصہ ظہر اور عصر کا مشترک وقت ہے اور اگر کوئی شخص اشتباہاً اس مشترک وقت میں نماز ظہر یا عصر کو دوسری کے وقت میں پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہے ۔

(۷۳۲) ۔ اگر نماز ظہر پڑھنے سے پہلے بھول کر نماز عصر شروع کرے اور اثنائے نماز میں اسے یاد آئے کہ اس نے اشتباہ کیا ہے تو اگر مشترک وقت میں پڑھ رہا ہے تو نیت ظہر کی طرف پلٹا دے یعنی یہ نیت کرے کہ جو پڑھ چکا ہوں اور جو پڑھ رہا ہوں اور جو بعد میں پڑھوں گا ، یہ تمام نماز ظہر ہے اور بعد اس کے کہ یہ نماز ختم کرے نماز عصر پڑھے اور اگر نماز عصر ظہر کے مخصوص وقت میں پڑھ رہا ہو تو نیت ظہر کی طرف پلٹا کے نماز کو تمام کرے اور پھر نماز عصر پڑھے (اور نماز عصر کو نماز ظہر کے وقت خاص میں پڑھے اور وقت مشترک میں سے کچھ بھی درک نہ کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر نماز عصر کو دوبارہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں نمازوں کو دوبارہ پڑھے ۔)

(۷۳۳) ۔ جمعہ کے دن انسان ظہر کے بدلے دو رکعت نماز جمعہ پڑھ سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ نماز جمعہ پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر نماز جمعہ پڑھے تو نماز ظہر بھی پڑھ لے اور یہ احتیاط بہت مطلوب ہے ۔

(۷۳۴) ۔ احتیاطاً واجب یہ ہے کہ نماز جمعہ اس وقت سے جسے عرفاً اوّل وقت ظہر کہتے ہیں مؤخر نہ کرے اور اگر اوّل وقت ظہر سے تاخیر کی تو پھر بجائے جمعہ کے نماز ظہر پڑھے ۔

نماز مغرب و عشاء کا وقت

(۷۳۵) ۔ مغرب کا وقت وہ ہے جب طرف مشرق کی سرخی جو غروب آفتاب کے وقت پیدا ہوتی ہے ختم ہو جائے ۔

(۷۳۶) ۔ مغرب و عشاء میں سے ہر ایک کا مخصوص اور مشترک وقت ہے ۔ نماز مغرب کا وقت مخصوص اوّل مغرب سے تین رکعت پڑھ لینے کی مقدار تک ہے تو اگر کسی مسافر نے مثلاً تمام نماز عشاء بھول کر اس وقت پڑھ لی تو احتیاط

مستحب یہ ہے کہ وہ نماز مغرب پڑھ لینے کے بعد دوبارہ نماز عشاء پڑھے اور نماز عشاء کا مخصوص وقت وہ ہے جب آدھی رات سے نماز عشاء پڑھنے کی مقدار بھر وقت باقی رہ جائے اگر کسی نے اس وقت تک نماز مغرب جان بوجھ کر نہ پڑھی تو پہلے عشاء اور پھر مغرب پڑھے لیکن اگر بھول کر نماز عشا کو مقدم کرے تو نماز مغرب کو بقصد ادا نماز عشاء کے خاص وقت میں انجام دے سکتا ہے اور مغرب و عشا کے مخصوص وقت کے درمیان نماز مغرب اور عشا کا مشترک وقت ہے کہ اگر کسی نے اشتباہاً نماز عشاء مغرب سے پہلے اس وقت پڑھ لی اور نماز کے بعد ملتفت ہوا تو اس کی نماز صحیح ہے اور اسے چاہیئے کہ نماز مغرب بعد میں پڑھ لے۔

(۷۳۷)۔ وقت مخصوص اور مشترک کہ جن کا معنی گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے اشخاص کے لحاظ سے مختلف ہے مثلاً اگر دو رکعت کی مقدار اوّل ظہر سے گزر چکا ہے تو مسافر کا وقت مخصوص ختم ہو گیا اور وقت مشترک داخل ہو گیا ہے اور جو مسافر نہیں اس کے لئے چار رکعت کی مقدار وقت مخصوص ہو گا۔

(۷۳۸)۔ اگر نماز مغرب سے پہلے بھول کر نماز عشاء شروع کرے اور نماز کے دوران معلوم ہو کہ اشتباہ کیا ہے چنانچہ اگر پوری نماز یا اس کا کچھ حصہ مشترک وقت میں پڑھا ہے اور ابھی تک چوتھی رکعت کے رکوع میں نہیں گیا تو نیت مغرب کی طرف پلٹا دے اور نماز کو ختم کرے اور اس کے بعد نماز عشاء پڑھے، اور اگر چوتھی رکعت کے رکوع میں جا چکا ہو تو نماز عشاء باطل ہو جاتی ہے تو اس کو پہلے نماز مغرب اور پھر نماز عشاء ادا کرنا چاہیئے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز عشا کی چوتھی رکعت کو تمام کرے اور پھر نماز مغرب اور عشا کو بجا لائے۔

(۷۳۹)۔ نماز عشاء کا آخری وقت آدھی رات ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ مغرب و عشاء وغیرہ کے لئے اوّل غروب سے لے کر اذان صبح تک کے وقت کو رات شمار کرے اور نماز تہجد وغیرہ کے لئے طلوع آفتاب تک حساب کر سکتا ہے۔

(۷۴۰)۔ اگر گناہ کے طور پر یا کسی عذر کی وجہ سے نماز مغرب یا عشاء کو آدھی رات تک نہیں پڑھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اذان صبح سے پہلے تک ادا و قضا کی نیت کے بغیر بجا لائے۔

نماز صبح کا وقت

(۷۴۱)۔ اذان صبح کے قریب مشرق کی طرف سے ایک سفیدی اوپر کی طرف اٹھتی ہے کہ جسے فجر اوّل (صبح

کاذب) کہتے ہیں۔ جب وہ سفیدی پھیل جائے تو فجر دوم (صبح صادق) اور وہ اوّل وقت نماز صبح ہے اور نماز صبح کا آخری وقت سورج نکلنے تک ہے۔

احکامِ وقتِ نماز

(۷۴۲)۔ انسان اس وقت نماز شروع کرسکتا ہے جب خود اسے یقین ہو جائے یا اسے دو عادل مرد یہ کہیں کہ وقت داخل ہو گیا ہے۔

(۷۴۳)۔ نابینا یا وہ شخص جو قید میں ہے اور اسی قسم کے لوگوں کے لئے احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک انہیں یقین نہ ہو کہ وقت داخل ہو گیا ہے نماز شروع نہ کریں البتہ اگر انسان بادل اور غبار وغیرہ کی وجہ سے جو تمام لوگوں کے لئے یقین پیدا کرنے سے مانع ہیں اوّل وقت نماز میں وقت کے داخل ہونے کا یقین پیدا نہ کرسکے تو اگر اسے گمان وظن ہو جائے کہ وقت داخل ہو گیا ہے تو نماز شروع کرسکتا ہے۔

(۷۴۴)۔ اگر دو عادل مرد وقت کے داخل ہونے کی خبر دیں یا انسان خود یقین کرے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور نماز شروع کرے اور اثناء نماز میں اسے معلوم ہو جائے کہ ابھی تک وقت داخل نہیں ہوا تو اس کی نماز باطل ہے اور یہی حکم ہے اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد معلوم ہو کہ پوری نماز وقت سے پہلے پڑھی ہے البتہ اگر اثناء نماز میں اسے معلوم ہو کہ وقت داخل ہو گیا ہے یا نماز سے فارغ ہونے کے بعد معلوم ہو کہ اثناء نماز میں وقت داخل ہو گیا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۴۵)۔ اگر انسان اس مسئلہ کی طرف ملتفت نہ ہو کہ اسے یقین پیدا کرنے کے بعد ہی نماز شروع کرنی چاہیئے تو اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد اسے معلوم ہو کہ پوری نماز وقت کے اندر پڑھی ہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر اسے معلوم ہو کہ پوری نماز وقت سے پہلے پڑھی ہے یا یہ معلوم ہو کہ اثناء نماز میں وقت داخل ہو گیا تھا تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۷۴۶)۔ اگر اسے یقین ہو کہ وقت داخل ہو گیا ہے اور وہ نماز شروع کرے اور اثناء نماز میں یہ شک ہو جائے کہ وقت داخل ہوا تھا یا نہیں تو اس کی نماز باطل ہے ہاں اگر اثناء نماز میں یقین ہو جائے کہ اب تو وقت ہو گیا ہے لیکن یہ شک کرے کہ جتنی نماز پڑھ چکا ہوں وہ وقت میں تھی یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔ لیکن اگر جان لے کہ نماز کی بعض مقدار

(۷۴۷)۔ اگر وقت نماز اتنا تنگ ہے کہ بعض مستحبات بجا لانے کی وجہ سے کچھ حصہ نماز کا خارج از وقت میں

پڑھا جائے گا تو مستحبات بجا نہ لائے مثلاً اگر قنوت پڑھنے کی وجہ سے نماز کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھنا پڑے گا تو قنوت نہ پڑھے۔ اور اگر اس کے باوجود پڑھ لے تو وہ گنہگار ہے لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۴۸)۔ جس شخص کے پاس ایک رکعت پڑھنے کا وقت ہے تو وہ ادا کی نیت سے نماز پڑھے البتہ اسے جان بوجھ کر نماز میں اتنی تاخیر نہیں کرنی چاہیئے۔

(۷۴۹)۔ جو شخص مسافر نہیں اگر اس کے پاس مغرب تک پانچ رکعات پڑھنے کا وقت ہے تو وہ ظہر اور عصر دونوں کو پڑھے اور اگر اس سے کم وقت ہے تو صرف نماز عصر اور اس کے بعد نماز ظہر کی قضا کرے اور اگر آدھی رات تک چار رکعات پڑھنے کا وقت ہے تو نماز مغرب اور عشا دونوں کو پڑھے اور اگر اس سے کم وقت ہے تو صرف عشا پڑھے اور بعد میں نماز مغرب پڑھے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ادا اور قضا کی نیت نہ کرے۔

(۷۵۰)۔ جو شخص مسافر ہے اگر مغرب تک تین رکعات کا وقت اس کے پاس ہے تو نماز ظہر اور عصر دونوں پڑھے اور اگر اس سے کم ہے تو صرف نماز عصر پڑھے اور بعد میں نماز ظہر کی قضا کرے اور اگر آدھی رات تک اس کے پاس چار رکعات کا وقت ہے تو مغرب اور عشاء دونوں پڑھے اور اگر اس سے کم ہے تو صرف عشاء پڑھے اور بعد میں مغرب بغیر نیت ادا و قضا کے بجالائے اور اگر نماز عشاء پڑھنے کے بعد اسے معلوم ہو جائے کہ ایک رکعت یا اس سے زیادہ وقت آدھی رات سے رہتا ہے تو فوراً نماز مغرب ادا کی نیت سے بجالائے۔

(۷۵۱)۔ مستحب ہے کہ انسان نماز اوّل وقت میں پڑھے اور اس کی بہت تاکید کی گئی ہے اور جتنا اوّل وقت کے قریب ہو گی اتنا بہتر ہے مگر یہ کہ تاخیر کسی اور وجہ سے بہتر ہو مثلاً انتظار کرے تاکہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

(۷۵۲)۔ جب انسان کوئی عذر رکھتا ہے کہ اگر اوّل وقت میں نماز پڑھنا چاہے تو مجبور ہے کہ تیمم یا نجس لباس کے ساتھ اسے نماز پڑھنی پڑے گی تو اگر اسے معلوم یا احتمال ہو کہ اس کا عذر آخری وقت تک باقی رہے گا تو وہ اوّل وقت میں نماز پڑھ سکتا ہے البتہ اگر اس کا لباس نجس ہے یا کوئی اور عذر ہے اور اسے احتمال ہے کہ یہ عذر دُور ہو جائے گا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ صبر کرے یہاں تک کہ اس کا عذر دور ہو جائے اور اگر عذر دُور نہ بھی ہو تو آخر وقت میں نماز پڑھ لے گا اور یہ ضروری نہیں کہ صبر کرے یہاں تک کہ صرف نماز کے واجب افعال بجالائے بلکہ اگر مستحبات نماز کا بھی وقت ہے مثلاً اذان و اقامت اور قنوت تو وہ تیمم کر کے مستحبات کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

(۷۵۳)۔ جس شخص کو مسائل نماز شکیات و سہویات معلوم نہیں اگر اطمینان رکھتا ہو کہ یہ نماز میں پیش آئیں گے تو اس کے لئے واجب ہے

کہ ان کو سیکھ لے بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر وہ مسائل جن کے پیش آنے کا احتمال ہو سکتا ہے انکو بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ البتہ اگر اسے اطمینان ہے کہ میں نماز کو صحیح طور پر مکمل کر لوں گا تو وہ اوّل وقت میں نماز شروع کر سکتا ہے تو اگر اثناء نماز میں کوئی ایسا مسئلہ پیش نہ آیا کہ جس کا حکم اسے معلوم نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر کوئی مسئلہ پیش آگیا کہ جس کا حکم اسے معلوم نہیں تو وہ احتمال کی دونوں اطراف میں سے ایک پر عمل کر سکتا ہے اور نماز کو قائم کرنے کے بعد جا کر مسئلہ پوچھے اگر اس کی نماز باطل ہے تو دوبارہ پڑھے۔

(۷۵۴)۔ اگر نماز کا وقت وسیع ہے اور کوئی صاحب حق اس سے اپنے حق کا مطالبہ کرتا ہے تو اگر ممکن ہو تو پہلے اس کا قرض ادا کرے اس کے بعد نماز ادا کرے اور یہی حکم ہے اگر کوئی اور ایسا کام پیش آئے کہ جسے فوراً بجا لانا ہے مثلاً یہ دیکھے کہ مسجد نجس پڑی ہے تو پہلے مسجد کو پاک کرے اور اس کے بعد نماز پڑھے اور اگر اس نے پہلے نماز پڑھ لی تو وہ گنہ گار ہو گا لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔

وہ نمازیں کہ جنہیں ترتیب سے پڑھنا ضروری ہے

(۷۵۵)۔ انسان کو چاہیئے کہ نماز عصر ظہر کے بعد اور عشا مغرب کے بعد پڑھے اور اگر جان بوجھ کر اس نے عصر ظہر سے پہلے اور عشا مغرب سے پہلے پڑھ لی تو باطل ہے۔

(۷۵۶)۔ اگر ظہر کی نیت سے نماز شروع کی اور اثناء نماز میں یاد آیا کہ ظہر تو پڑھ چکا ہوں تو وہ نیت عصر کی طرف نہیں پلٹا سکتا بلکہ نماز توڑ کر عصر کی نماز پڑھے اور یہی حکم ہے مغرب اور عشا کا۔

(۷۵۷)۔ اگر نماز عصر کے درمیان اسے یقین ہو جائے کہ نماز ظہر نہیں پڑھی اور نیت نماز ظہر کی طرف پلٹا دی اور کسی رکن میں داخل ہو گیا اور اس کے بعد یاد آیا کہ نماز ظہر پڑھ چکا ہوں تو اس کی نماز باطل ہے اور اسے چاہیئے کہ نماز عصر پڑھے۔ البتہ کسی رکن میں داخل ہونے سے پہلے اگر اسے یاد آئے تو نیت عصر کی طرف پلٹا دے اور جتنا حصہ نماز کا ظہر کی نیت سے پڑھا ہے دوبارہ عصر کی نیت سے پڑھے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۵۸)۔ اگر نماز عصر کے درمیان شک ہو جائے کہ نماز ظہر پڑھی تھی یا نہیں تو وہ نیت نماز ظہر کی طرف پلٹا دے البتہ اگر وقت اتنا کم ہے کہ نماز کے ختم ہوتے ہی مغرب کا وقت ہو جائے تو وہ نماز عصر کی نیت سے نماز پوری کرے اور ظہر کی نماز کی قضا دے۔

(۷۵۹)۔ اگر نماز عشاء میں چوتھی رکعت کے رکوع تک پہنچنے سے پہلے شک کرے کہ نماز مغرب پڑھی ہے یا نہیں تو اگر وقت اتنا کم ہے کہ نماز تمام کرنے کے بعد آدھی رات ہو جائے گی تو عشاء کی نیت سے نماز کو تمام

کرے اور اگر وقت زیادہ ہے تو پھر نیت کو نماز مغرب کی طرف پھیر دے اور نماز کو تین رکعات پر ختم کر دے اور پھر نماز عشا پڑھے۔

(۷۶۰)۔ اگر نماز عشا میں چوتھی رکعت کے رکوع تک پہنچنے کے بعد شک کرے کہ نماز مغرب پڑھی تھی یا نہیں تو وہ اس نماز کو تمام کرے اور اس کے بعد نماز مغرب پڑھے اور اگر یہ شک اس وقت تھا جو نماز عشا کے ساتھ مخصوص ہے تو پھر نماز مغرب کا پڑھنا ضروری نہیں۔

(۷۶۱)۔ اگر انسان پڑھی ہوئی نماز احتیاطاً دوبارہ پڑھے اور نماز میں یاد آجائے کہ جو نماز اس سے پڑھنی تھی نہیں پڑھی تو وہ اس کی طرف نیت نہیں پھیر سکتا مثلاً جس وقت نماز عصر احتیاطاً پڑھ رہا ہے اگر اسے یاد آئے کہ میں نے نماز ظہر نہیں پڑھی تو وہ نماز ظہر کی طرف نیت نہیں پلٹا سکتا۔

(۷۶۲)۔ نماز قضا سے ادا کی طرف اور مستحب سے واجب کی طرف نیت نہیں پلٹائی جا سکتی۔

(۷۶۳)۔ اگر ادا نماز کا وقت وسیع ہے تو انسان حالت نماز میں نیت قضا کی طرف پلٹا سکتا ہے بشرطیکہ نیت نماز قضا کی طرف پلٹائی جا سکتی ہو مثلاً اگر نماز ظہر میں مشغول ہے تو اس صورت میں نماز صبح کی قضا کی طرف نیت پلٹا سکتا ہے کہ ابھی تیسری رکعت میں داخل نہ ہوا ہو۔

مستحب نمازیں

(۷۶۴)۔ مستحب نمازیں کافی ہیں اور انہیں نافلہ کہتے ہیں اور مستحبی نمازوں میں سے رات دن کے نوافل کے پڑھنے کی بہت تاکید کی گئی ہے اور ان کی تعداد روز جمعہ کے علاوہ چونتیس رکعت ہے۔ آٹھ رکعت نوافل ظہر اور آٹھ نوافل عصر ہیں اور چار مغرب کی اور دو رکعت عشا کی اور گیارہ رکعت تہجد کی اور دو صبح کی ہیں اور چونکہ عشا کی دو رکعت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ بیٹھ کر ادا کی جائیں تو وہ ایک رکعت شمار ہوں گی البتہ جمعہ کے دن ظہر و عصر کی سولہ رکعات کے ساتھ چار رکعت کا اضافہ ہو جائے گا۔

(۷۶۵)۔ نماز تہجد کی گیارہ رکعات میں سے آٹھ نماز تہجد کی نیت سے اور دو نماز شفع اور ایک رکعت وتر کی نیت سے پڑھی جائیں اور نماز تہجد کی پوری کیفیت دعاؤں کی کتابوں میں تحریر کی گئی ہے۔

(۷۶۶)۔ نوافل کو بیٹھ کر بھی پڑھا جا سکتا ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر پڑھے ہوئے دو نوافل کو ایک شمار کیا جائے مثلاً جو شخص چاہتا ہے کہ ظہر کے نوافل کو جو آٹھ رکعت ہیں بیٹھ کر پڑھے تو بہتر یہ ہے کہ سولہ پڑھے

اور اگر نماز وتر کو کوئی بیٹھ کر پڑھنا چاہے تو دو نمازیں ایک ایک رکعتی بیٹھ کر پڑھے۔

(۷۶۷)۔ ظہر و عصر کے نوافل سفر میں نہ پڑھے جائیں البتہ نوافل عشا کو اس نیت سے کہ شاید مطلوب ہوں بجالایا جاسکتا ہے۔

نوافلِ یومیہ کا وقت

(۷۶۸)۔ نماز ظہر کے نوافل نماز ظہر سے پہلے پڑھے جاتے ہیں اور ان کا وقت ظہر کے اوّل وقت سے لے کر اس وقت تک ہے کہ شاخص کا سایہ جو (اوّل) ظہر کے بعد پیدا ہوتا ہے شاخص کے ۲/۷ کے برابر ہو جائے اگر شاخص مثلاً سات بالشت ہے تو جس وقت وہ سایہ جو (اوّل) ظہر کے بعد پیدا ہوتا ہے دو بالشت کے برابر ہو جائے تو وہ نافلہ ظہر کا آخری وقت ہوگا۔

(۷۶۹)۔ عصر کے نوافل نماز عصر سے پہلے پڑھے جاتے ہیں اور ان کا وقت اس وقت تک ہے کہ شاخص کے سایہ کی وہ مقدار جو (اوّل) ظہر کے بعد پیدا ہوتی ہے ۴/۷ کے برابر ہو جائے اگر کوئی شخص نافلہ ظہر یا عصر کو ان کے وقت کے بعد پڑھنا چاہے تو بہتر یہ ہے کہ نافلہ ظہر کو نماز ظہر کے بعد پڑھے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ادا یا قضا کی نیت نہ کرے۔

(۷۷۰)۔ نافلہ مغرب کا وقت نماز مغرب کے تمام ہو جانے کے بعد سے لے کر اس وقت تک ہے کہ وہ سرخی جو مغرب کی طرف سورج کے غروب ہو جانے کے بعد شروع ہوتی ہے زائل ہو جائے۔

(۷۷۱) عشا کے نافلہ کا وقت نماز عشا کے تمام ہو جانے سے آدھی رات تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ نماز کے بعد بلافصل پڑھے جائیں۔

(۷۷۲)۔ صبح کے نوافل نماز صبح سے پہلے پڑھے جاتے ہیں اور ان کا وقت آدھی رات کے بعد گیارہ رکعت نماز تہجد پڑھنے کی مقدار کے بعد سے ہے البتہ احتیاط یہ ہے کہ فجر اوّل (صبح کاذب) سے پہلے نہ پڑھیں مگر یہ کہ نماز تہجد کے فوراً بعد پڑھیں تو کوئی حرج نہیں۔

(۷۷۳) نوافل تہجد کا وقت آدھی رات سے لے کر اذان صبح تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ اذان صبح کے نزدیک پڑھی جائیں۔

(۷۷۴)۔ مسافر اور وہ شخص کہ جس کے لیے نماز تہجد کا آدھی رات کے بعد پڑھنا مشکل ہو تو وہ ابتدار رات

میں انہیں پڑھ سکتا ہے۔

نمازِ غفیلہ

(۵۷۷)۔ مستحب نمازوں میں سے ایک نماز غفیلہ ہے جو کہ نماز مغرب اور عشا کے درمیان پڑھی جاتی ہے اور اس کا وقت نماز مغرب کے بعد سے لے کر اس وقت تک ہے کہ مغرب کی طرف والی سرخی زائل ہو جائے اور اس نماز کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد کسی سورت کے بجائے یہ آیت پڑھیں:

"وَذَاالنُّونِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمَاتِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ"

اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورت کے بدلے یہ آیت پڑھیں:

"وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔"

اور اس کے قنوت میں کہے۔

"اللّٰھم انی اسئلک بمفاتح الغیب التی لا یعلمھا الا انت ان تصلی علی محمد و آل محمد و ان تفعل بی کذا و کذا"

اور لفظ کذا وکذا کی جگہ اپنی حاجات بیان کرے اور پھر کہے۔

"اللّٰھم انت ولی نعمتی والقادر علی طلبتی تعلم حاجتی فاسئلک بحق محمد و آل محمد علیہ وعلیھم السلام لما قضیتھالی

قبلہ کے احکام

(۷۷۶)۔ قبلہ خانہ کعبہ ہے جو مکہ معظمہ میں ہے اور اس کے روبرو نماز پڑھنی جائے۔ البتہ وہ شخص جو دور ہے اگر اس طرح کھڑا ہو کہ لوگ کہیں قبلہ رخ نماز پڑھ رہا ہے تو کافی ہے اور یہی حکم ہے دوسرے ان امور کا کہ جنہیں قبلہ رخ انجام دینا ہے مثلاً جانوروں کو ذبح کرنا۔

(۷۷۷)۔ جو شخص نماز واجب کھڑے ہو کر پڑھ رہا ہو وہ اس طرح کھڑا ہو کہ لوگ کہیں یہ قبلہ رخ کھڑا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ اس کے گھٹنے اور اس کے پاؤں کے کنارے قبلہ رخ ہوں۔

(۷۷۸)۔ جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر وہ معمول کے مطابق نہیں بیٹھ سکتا اور بیٹھتے وقت پاؤں کے تلوے زمین پر لگائے ہوئے ہیں تو اسے چاہئے کہ بوقت نماز اس کا چہرہ، شکم اور سینہ قبلہ رخ ہوں اور یہ ضروری نہیں کہ اس کی پنڈلیاں قبلہ رخ ہوں۔

(۷۷۹)۔ جو شخص بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا اسے چاہئے کہ حالت نماز میں داہنی کروٹ اس طرح لیٹے کہ اس کے بدن کا اگلا حصہ قبلہ رو ہو اور اگر ممکن نہ ہو تو بائیں کروٹ اس طرح لیٹے کہ اس کے بدن کا اگلا حصہ قبلہ رو ہو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو وہ اس طرح چت لیٹے کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلہ رو ہوں۔

(۷۸۰)۔ نماز احتیاط اور بھولے ہوئے سجدہ و تشہد کو قبلہ رو بجا لائے اور سجدۂ سہو میں احتیاط مستحب یہی ہے۔

(۷۸۱)۔ مستحبی نماز چلتے ہوئے اور سواری پر پڑھی جا سکتی ہے اور اگر ان دو حالات میں نماز مستحب پڑھے تو قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں۔

(۷۸۲)۔ جو شخص نماز پڑھنا چاہتا ہے تو وہ قبلہ تلاش کرنے کی کوشش کرے یہاں تک کہ یہ یقین کر لے کہ قبلہ کس طرف ہے اور دو عادل گواہوں کے کہنے پر جو حسی علامات سے گواہی دے رہے ہیں یا اس شخص کی بات پر جو قواعد علمی کی رو سے قبلہ کو پہچانتا ہے اور محل اطمینان ہے عمل کر سکتا ہے اور اگر یہ چیزیں ممکن نہ ہوں تو اس گمان پر جو مسلمانوں کی مسجد کے محراب یا ان کی قبروں یا کسی اور ذریعے سے پیدا ہو جائے عمل کر سکتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی فاسق

نماز پڑھنے والے کا لباس

(۷۹۸) نماز پڑھنے والے کے لباس کی چھ شرطیں ہیں ؛

۱۔ یہ کہ پاک ہو   ۲۔ یہ کہ مباح ہو

۳۔ یہ کہ مردار کی جز نہ ہو   ۴۔ یہ کہ حرام گوشت جانور سے نہ ہو۔

۵،۶۔ یہ کہ اگر نمازی مرد ہے تو اس کا لباس خالص ریشم اور سونے کی تاروں سے بنا ہوا نہ ہو اور ان کی تفصیل آئندہ مسائل میں بیان کی جائے گی ۔

پہلی شرط

(۷۹۹)۔ نمازی کا لباس پاک ہو۔ اور کوئی شخص جان بوجھ کر نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۸۰۰)۔ جس شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ نجس بدن اور لباس کے ساتھ نماز باطل ہے اگر نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے

(۸۰۱)۔ اگر مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اسے کسی نجس کے متعلق معلوم نہ ہو کہ یہ نجس ہے مثلاً اسے معلوم نہ ہو کہ حرام سے جنب ہونے والے کا پسینہ نجس ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھ لے تو اس کی نماز باطل ہے ۔

(۸۰۲)۔ اگر اسے معلوم نہ ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور نماز کے بعد اس کو معلوم ہو کہ نجس تھا تو اس کی نماز صحیح ہے البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر وقت موجود ہے تو اس نماز کو دوبارہ پڑھے ۔

(۸۰۳)۔ اگر بھول جائے کہ اس کا بدن یا لباس نجس تھا اور حالت نماز میں یا اس کے بعد اسے یاد آ جائے تو وہ اس نماز کو دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہے تو اس کو قضا کرے ۔

(۸۰۴)۔ جو شخص وسیع وقت میں نماز پڑھ رہا ہے اگر اثنائے نماز میں اس کا بدن یا لباس نجس ہو جائے اور اس سے قبل کہ نماز کا کوئی حصہ نجاست کے ساتھ پڑھے وہ متوجہ ہو جائے کہ نجس ہو گیا ہے یا اسے معلوم ہو جائے کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور شک کرے کہ ابھی نجس ہوا ہے یا پہلے سے نجس تھا تو اگر بدن یا لباس کا پاک کرنا یا بدلنا اور اس کو اتارنا ممکن ہو تو نماز کو نہ توڑے اور حالتِ نماز میں ہی بدن یا لباس کو پاک کرلے یا بدل لے یا اگر کوئی اور چیز اس کی شرمگاہ کو چھپائے ہوئے ہو تو لباس اتار دے لیکن اگر یہ صورت ہو کہ بدن یا لباس کے

پاک کرنے یا لباس کے بدلنے یا اتارنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہو اور اگر لباس کو اتار دے تو ننگا رہ جاتا ہو تو وہ نماز کو توڑ دے اور پاک بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھے ۔

(۸۰۵)۔ جو شخص تنگ وقت میں نماز پڑھ رہا ہے اگر اثنائے نماز میں اس کا لباس نجس ہو جائے اور قبل اس کے کہ وہ نماز کا کوئی حصہ نجاست کے ساتھ پڑھے اسے معلوم ہو جائے کہ نجس ہو گیا ہے یا اسے معلوم ہو جائے کہ لباس نجس ہے لیکن شک ہو کہ اسی وقت نجس ہوا ہے یا پہلے سے نجس تھا تو اگر پاک کرنے یا بدلنے یا لباس اتارنے سے نماز نہیں ٹوٹتی اور وہ لباس اتار سکتا ہے تو وہ اپنے لباس کو پاک کرے یا بدل دے یا اگر کوئی اور چیز اس کی شرمگاہ کو چھپائے ہوئے ہے تو لباس اتار دے اور نماز تمام کرے لیکن اگر کسی اور چیز نے اس کی شرمگاہ کو چھپائے ہوئے ہے تو لباس اتار دے اور نماز تمام کرے لیکن اگر کسی اور چیز نے اس کی شرمگاہ کو چھپایا ہوا نہیں اور لباس کو پاک بھی نہیں کر سکتا اور نہ بدل سکتا ہے تو وہ اس لباس کو اتار دے اور جو طریقہ ننگے لوگوں کے لئے بتایا جا چکا ہے اس کے مطابق نماز تمام کرے البتہ اگر یہ صورت ہو کہ اگر لباس پاک کرے یا بدلے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اور سردی وغیرہ کی وجہ سے اس لباس کو اتار بھی نہیں سکتا تو اسی حالت میں نماز کو تمام کرے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۰۶)۔ جو شخص تنگ وقت میں نماز پڑھ رہا ہے اگر اثنائے نماز میں اس کا بدن نجس ہو جائے اور قبل اس کے کہ کوئی حصہ نماز کا نجاست کے ساتھ پڑھے ملتفت ہو جائے کہ وہ نجس ہو گیا ہے یا اسے معلوم ہو کہ اس کا بدن نجس ہے اور شک کرے کہ ابھی نجس ہوا ہے یا پہلے سے نجس تھا تو اگر بدن کو پاک کرنا نماز کو نہیں توڑتا تو وہ بدن کو پاک کرے اور اگر نماز کو توڑ دیتا ہے تو اسی حالت میں نماز پوری کرے اور اس کی نماز صحیح ہے ۔

(۸۰۷)۔ جس شخص کو اپنے لباس یا بدن کے پاک ہونے میں شک ہے اگر نماز پڑھ لے اور نماز کے بعد اسے معلوم ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس تھا تو اس کی نماز صحیح ہے ۔

(۸۰۸)۔ اگر لباس پاک کرے اور اسے یقین ہو جائے کہ پاک ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے اور نماز کے بعد اسے معلوم ہو کہ پاک نہیں ہوا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۰۹)۔ اگر اپنے بدن یا لباس میں کوئی خون دیکھے اور اسے یقین ہو جائے کہ یہ خون نجس نہیں مثلاً اسے یقین ہو کہ یہ مچھر کا خون ہے چنانچہ نماز کے بعد اسے معلوم ہو کہ یہ وہ خون تھا کہ جس کے ساتھ نماز نہیں پڑھی جا سکتی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۱۰) - جب انسان کو یقین ہو کہ جو خون میرے بدن یا لباس پر لگا ہے وہ ایسا نجس خون ہے کہ جس کے ساتھ نماز صحیح ہے مثلاً یقین کرے یہ خون زخم یا پھوڑے کا ہے تو اگر نماز کے بعد اسے معلوم ہو کہ یہ وہ خون ہے کہ جس سے نماز باطل ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۱۱) - اگر کسی چیز کے نجس ہونے کو بھول جائے اور اس کا تر بدن یا لباس اس سے لگ جائے اور بھول ہی میں نماز پڑھ لے اور نماز کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے البتہ اگر اس کا تر بدن ایسی چیز کو لگے جس کے نجس ہونے کو بھول گیا ہے اور اپنے کو پاک کرنے کے بغیر غسل کرے اور نماز پڑھ لے تو اس کا غسل اور نماز باطل ہے اور اگر اعضاء وضو میں سے کوئی جگہ جو کہ تر تھی کسی نجس چیز سے لگ جائے کہ جس کے نجس ہونے کو بھول چکا ہے اور اس کو پاک کرنے سے پہلے وضو کرے اور نماز پڑھ لے تو اس کا وضو اور نماز باطل ہیں۔

(۸۱۲) - جس کے پاس صرف ایک لباس ہے اگر اس کا بدن اور لباس نجس ہو جائیں اور پانی اتنا ہے کہ اس سے صرف اس کو دھویا جا سکتا ہے تو اگر لباس کو اتار سکتا ہے تو بدن کو پاک کرے اور ننگوں کی طرح نماز پڑھے جس کا طریقہ بیان ہو چکا ہے اور اگر سردی یا کسی عذر کی بنا پر لباس نہیں اتار سکتا تو اگر دونوں کی نجاست برابر ہے مثلاً دونوں پر پیشاب یا خون لگا ہے یا بدن کی نجاست نہ زیادہ شدید ہے مثلاً اس کی نجاست پیشاب ہے کہ جسے دو دفعہ دھونا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بدن کو پاک کرے اور اگر لباس کی نجاست زیادہ شدید تر ہے تو بدن اور لباس میں سے جسے چاہے پاک کرے۔

(۸۱۳) - جس کے پاس نجس لباس کے علاوہ کوئی لباس نہیں اور وقت بھی تنگ ہے یا اسے احتمال نہیں کہ پاک لباس مل سکے گا تو جو دستور ننگے لوگوں کے لئے بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق نماز پڑھے اور یہی حکم ہے اگر سردی کی وجہ سے لباس نہیں اتار سکتا۔

(۸۱۴) - جس کے پاس دو لباس ہیں اگر اسے معلوم ہو کہ ان میں سے ایک نجس ہے اور ان دونوں کو دھو بھی نہیں سکتا اور یہ بھی معلوم نہیں کہ کون سا نجس ہے تو اگر وقت وسیع ہے تو ہر ایک علیحدہ علیحدہ ایک ظہر اور ایک عصر کی نماز پڑھے اور اگر وقت تنگ ہے تو پھر جس طرح ننگوں کے لئے دستور بیان کیا جا چکا ہے اس طرح نماز پڑھے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ پاک لباس کے ساتھ اس نماز کی قضا بھی دے۔

دوسری شرط

(۸۱۵) - نمازی کا لباس مباح ہونا چاہیئے اور جس شخص کو معلوم ہے کہ غصبی لباس پہننا حرام ہے اگر

پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔ اسی طرح ۱۳۲

جان بوجھ کر غصبی لباس میں نماز، اس لباس میں جس کے دھاگے یا بٹن غصبی یا کوئی اور چیز غصبی ہے نماز پڑھے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس نماز کو دوبارہ غیر غصبی لباس میں ادا کرے۔

(۸۱۶)۔ اگر اسے معلوم نہ ہو یا بھول گیا ہو کہ اس کا لباس غصبی ہے یہاں اگر خود اس نے لباس غصب کیا ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

(۸۱۷)۔ اگر اسے معلوم نہ ہو یا بھول جائے کہ اس کا لباس غصبی ہے اور دوران نماز اسے معلوم ہو تو اگر کوئی اور چیز اس کی شرمگاہ کو چھپائے ہوئے ہے اور وہ فوراً یا بغیر اس کے کہ نماز کی موالات (پے در پے ہونا) میں خلل واقع ہو لباس اتار سکتا ہے تو اسے اتار دے اور اس کی نماز صحیح ہے۔ اگر کسی چیز سے اس کی شرم گاہ کو چھپایا ہوا نہیں یا وہ فوراً غصبی لباس نہیں اتار سکتا اور اگر وہ اتارے تو نماز کی موالات میں خلل پڑتا ہے تو اگر ایک رکعت کا وقت بھی موجود ہو تو نماز توڑ دے اور غیر غصبی لباس سے نماز پڑھے اور اگر اتنا وقت بھی نہیں تو وہ حالت نماز میں لباس اتار دے اور ننگوں کی طرح نماز پڑھے۔

(۸۱۸)۔ اگر کوئی اپنی جان کی حفاظت کے لئے غصبی لباس میں نماز پڑھے یا مثلاً اس لیے کہ چور اس غصبی لباس کو نہ لے جائے اس میں نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۱۹)۔ اگر کسی خاص معین رقم سے لباس خرید کرے کہ جس کا خمس یا زکوٰۃ ادا نہیں کی گئی تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس لباس میں نماز باطل ہے اور یہی حکم ہے اگر کپڑا ادھار خریدے اور خریدتے وقت اس کی نیت یہ ہو کہ اس کا قرض اس رقم سے ادا کروں گا جس کا خمس یا زکوٰۃ ادا نہیں کی۔

تیسری شرط

(۸۲۰)۔ نمازی کا لباس اس حیوان مردار کے اجزاء میں سے نہ ہو جو خون جہندہ رکھتا ہو یعنی ایسا جانور کہ اگر اس کی رگ کو کاٹا جائے تو خون دھار مار کر نکلے بلکہ اگر ایسے جانور سے لباس بنایا جائے کہ جو خون جہندہ نہیں رکھتا مثلاً مچھلی اور سانپ تو بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اس سے نماز نہ پڑھے۔

(۸۲۱)۔ مردار کے اجزاء میں سے کوئی ایسی چیز جس میں جان ہوتی ہے مثلاً گوشت اور چمڑہ احتیاط واجب کے طور پر نمازی کے ہمراہ نہ ہو اگرچہ اس کا لباس نہ بن رہی ہو۔

(۸۲۲)۔ اگر حلال گوشت مردار کی کوئی چیز مثل بال یا پشم کے جو کہ جان نہیں رکھتی نمازی کے ہمراہ ہو یا ان سے بنا ہوا لباس پہنے ہوئے ہو تو اس میں نماز پڑھنا صحیح ہے۔

چوتھی شرط

(۸۲۳)۔ نمازی کا لباس حرام گوشت جانور سے نہ بنا ہوا اور اگر اس کے بال بھی نمازی کے ہمراہ ہوئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۸۲۴)۔ اگر حرام گوشت جانور مثلاً بلی کے منہ یا ناک کا پانی یا کوئی اور تری نمازی کے بدن یا لباس پر لگی ہو تو اگر تر ہے تو نماز باطل ہے اور اگر خشک ہو گئی ہے اور اس کی عین دور ہو گئی ہے تو نماز صحیح ہے۔

(۸۲۵)۔ اگر کسی کے بال پسینہ اور لعاب دہن نمازی کے بدن یا لباس پر لگا ہو تو کوئی اشکال نہیں اور یہی حکم ہے اگر مروارید موم یا شہد اس کے ہمراہ ہوں۔

(۸۲۶)۔ اگر شک ہو کہ یہ لباس حلال گوشت جانور سے بنا ہے یا حرام گوشت سے چاہے اپنے ملک میں تیار ہوتا ہے یا باہر کے ممالک سے آتا ہے تو اس میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۸۲۷)۔ اگر انسان کو احتمال ہے کہ سیپ کے بٹن یا اس قسم کی چیزیں کسی جانور کی جزء ہیں تو اس میں نماز پڑھنے سے کوئی اشکال نہیں اگر یہ جانتا ہے کہ یہ صدف ہے اور احتمال دیتا ہے کہ صدف کا گوشت نہیں ہوتا تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۸۲۸)۔ سنجاب اور خز کے چمڑے میں نماز پڑھ لینے میں کوئی اشکال نہیں۔

(۸۲۹)۔ اگر ایسے لباس میں نماز پڑھے کہ نہیں جانتا یہ حلال گوشت جانور سے بنا ہے تو نماز صحیح ہے البتہ اگر بھول گیا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

پانچویں شرط

(۸۳۰)۔ سونے کے تار سے بنا ہوا لباس پہننا مرد کے لیے حرام ہے اور اس میں نماز پڑھنا باطل ہے البتہ عورت کے لئے نماز اور غیر نماز میں کوئی حرج نہیں۔

(۸۳۱)۔ سونے سے زینت کرنا مثلاً سونے کی زنجیر سینہ پر لٹکانا سونے کی انگوٹھی پہننا سونے کی گھڑی کلائی پر باندھنا مرد کے لئے حرام اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ سونے کی عینک بھی نہ لگائے البتہ عورت کے لئے سونے سے زینت کرنا نماز و غیر نماز میں کوئی اشکال نہیں رکھتا۔

(۸۳۲)۔ اگر مرد کو معلوم نہ ہو یا بھول گیا ہو کہ اس کی انگوٹھی یا لباس سونے سے بنے ہیں اور اس کے ساتھ نماز پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

چھٹی شرط

(۸۳۳) نمازی مرد کا لباس خالص ریشم کا نہ ہو اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر دوسری چیزیں، ٹوپی اور آزار بند کے مانند جو تنہا ستر عورتین کے لئے کافی نہیں ہیں خالص ریشم کے نہ ہوں اور حالت نماز کے علاوہ بھی یہ چیزیں مرد کے لئے حرام ہیں۔

(۸۳۴)۔ اگر پورے لباس یا اس کے کچھ حصہ کا استر خالص ریشم ہو تو وہ مرد کے لئے حرام اور اس میں نماز پڑھنا باطل ہے۔

(۸۳۵)۔ جس لباس کے متعلق معلوم نہ ہو کہ خالص ریشم کا ہے یا کسی اور چیز کا تو اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں اور اس میں نماز بھی صحیح ہے۔

(۸۳۶)۔ اگر ریشمی رومال یا اس قسم کی کوئی چیز مرد کی جیب میں ہو تو کوئی حرج نہیں اور نماز بھی اس سے باطل نہیں ہوتی۔

(۸۳۷)۔ عورت کے لئے ریشمی لباس پہننا نماز اور غیر نماز میں کوئی اشکال نہیں رکھتا۔

(۸۳۸)۔ غصبی، خالص ریشم اور سونے کے تار سے بنا ہوا اور وہ لباس جو مردار سے بنایا گیا ہے ان کو حالت مجبوری میں پہننا کوئی حرج نہیں رکھتا اور جو شخص مجبور ہے کہ لباس پہنے اور اس کے علاوہ اور کوئی لباس بھی نہ رکھتا ہو اور آخر وقت میں اس کی مجبوری دُور بھی نہ ہو سکتی ہو تو وہ ان چیزوں میں نماز پڑھ سکتا ہے۔

(۸۳۹)۔ اگر سوائے غصبی اور اس لباس کے جو مردار سے بنایا گیا ہے اس کے پاس اور کوئی لباس نہیں اور لباس پہننے پر مجبور بھی نہیں تو برہنہ لوگوں کے لئے جو دستور بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق نماز پڑھے۔

(۸۴۰)۔ اگر حرام گوشت جانور سے تیار شدہ لباس کے علاوہ اس کے پاس کوئی لباس بھی نہیں اور لباس پہننے پر بھی مجبور ہے تو اسی لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔ اور اگر مجبور نہیں تو برہنہ لوگوں کے لئے بیان شدہ طریقہ پر نماز پڑھے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک نماز اور بھی اسی لباس کے ساتھ پڑھے۔

(۸۴۱)۔ اگر مرد کے پاس سوائے خالص ریشم اور طلا باف لباس کے اور کوئی لباس نہ ہو تو اگر لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو برہنہ لوگوں کے لیے بیان شدہ دستور سے نماز پڑھے۔

(۸۴۲)۔ اگر کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس سے اپنی شرمگاہ کو نماز میں چھپائے تو اس کا مہیا کرنا واجب ہے اگرچہ کرایہ پر یا خرید کر لینی پڑے البتہ اگر اس کے مہیا کرنے سے اتنے پیسے خرچ ہوتے جو اس کی حیثیت سے زیادہ ہیں یا یہ صورت ہے کہ اگر پیسے لباس پر صرف کرے تو اس کے لئے نقصان دہ ہے تو برہنہ لوگوں کے لئے بیان شدہ

طریقہ پر نماز پڑھے۔

(۸۴۳)۔ جس کے پاس لباس نہیں اگر کوئی دوسرا شخص اسے لباس بخش دے یا عاریتاً دیدے تو اگر اس کا قبول کرنا اس کے لئے سخت نہیں ہے تو اسکو قبول کرنا چاہئے بلکہ اگر بطور بخشش مانگنا یا عاریۃ کرنا اسکے لئے سخت نہو تو اس کو صاحب لباس سے مانگنا یا عاریۃ لینا چاہیئے

(۸۴۴)۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ انسان ایسے لباس سے اجتناب کرے کہ جس جیسا کپڑا، رنگ یا سلائی اس جیسے اشخاص کا معمول نہیں ہے البتہ اگر اس لباس سے نماز پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۴۵)۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ مرد، زنانہ لباس اور عورت، مردانہ لباس نہ پہنے البتہ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۸۴۶)۔ جس شخص کو لیٹ کر نماز پڑھنا ہے اگر وہ ننگا ہے اور لحاف یا اس کی تو شک نجس یا خالص ریشم یا حرام گوشت جانور کے اجزاء سے بنی ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ حالت نماز میں اس کو نہ پہنے۔

وہ مقامات
کہ جن میں نمازی کے بدن اور لباس کا پاک ہونا ضروری نہیں

(۸۴۷)۔ تین صورتیں ایسی ہیں کہ جن کی تفصیل بعد میں بیان کی جائے گی کہ اگر ان میں نمازی کا بدن یا لباس نجس ہو تو بھی اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱) یہ کہ زخم، جراحت یا پھوڑے کی وجہ سے جو اس کے بدن میں ہے اس کا لباس یا بدن خون آلود ہو۔

(۲) یہ کہ اس کا بدن یا لباس اس درہم سے کم مقدار خون آلود ہو کہ جو تقریباً ایک اشرفی کے برابر ہوتا ہے (تقریباً مقدار ایک چونی)

(۳) یہ کہ بدن یا نجس لباس کے ساتھ نماز پڑھنے پر مجبور ہو اور دو صورتیں وہ ہیں کہ جن میں اگر نمازی کا صرف لباس نجس ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۱۔ یہ کہ اس کے لباس کی چھوٹی چیزیں مثلاً جراب یا ٹوپی نجس ہو۔

۲۔ یہ کہ اس عورت کا لباس نجس ہو جو کسی بچے کی تربیت کرتی ہے اور ان پانچ صورتوں کے احکام تفصیل کے ساتھ بیان کئے جائیں گے۔

(۸۴۸)۔ اگر نمازی کے بدن یا لباس میں زخم، جراحت یا پھوڑے کا خون لگا ہو تو اگر اس طرح ہے کہ بدن یا لباس کا پاک کرنا یا بدلنا اکثر لوگوں کے لئے یا بالخصوص اسی شخص کے لئے مشکل ہے تو جب تک یہ زخم، جراحت یا پھوڑا درست نہ ہو جائے تو اس خون کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے اور یہی حکم ہے اگر وہ پیپ جو خون کے ساتھ باہر آتی ہے یا دوائی جو زخم کے اوپر لگی ہے نجس ہو گئی ہو اور وہ اس کے بدن یا لباس پر لگ جائے۔

(۸۴۹)۔ اگر جسم کے کسی کٹے ہوئے حصہ یا اس زخم کا خون جو جلدی درست ہو جائے گا اور اس کا دھونا بھی آسان ہے نمازی کے بدن یا لباس میں لگا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۸۵۰)۔ اگر بدن یا لباس کی وہ جگہ جو زخم سے دور ہے زخم کی تری سے نجس ہو جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں البتہ بدن یا لباس کا وہ حصہ جو عادتاً زخم کی تری سے آلودہ ہو جاتا ہے وہ نجس ہو جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۸۵۱)۔ اگر منہ ناک اور ان کے مانند کا خون لباس یا بدن پر لگ جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے نماز نہ پڑھے۔ البتہ بواسیر کے خون کے ساتھ نماز پڑھی جا سکتی اگرچہ اس کے مسے (دانے) اندر ہی کیوں نہ ہوں۔

(۸۵۲)۔ جس شخص کے بدن میں کوئی زخم ہے اگر وہ بدن یا لباس پر کوئی خون دیکھے اور اسے معلوم نہ ہو کہ یہ زخم کا خون ہے یا کوئی اور تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۸۵۳)۔ اگر بدن پر کئی زخم ہوں اور وہ ایک دوسرے کے اتنا نزدیک ہوں کہ ایک زخم سمجھا جاتا ہو تو جب تک سارے زخم اچھے نہ ہو جائیں اس وقت تک ان کے خون کے ہوتے ہوئے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں البتہ اگر ایک دوسرے سے اتنے دور ہوں کہ ان میں سے ہر ایک علیحدہ زخم شمار ہوتا ہو تو ان میں سے جو بھی اچھا ہو جائے تو نماز کے لئے بدن اور لباس کو اس کے خون سے پاک کیا جائے۔

(۸۵۴)۔ اگر سوئی کے سرے کے برابر خون حیض بدن یا لباس نمازی میں ہو تو اس کی نماز باطل ہے! اور احتیاط یہ ہے کہ "خون نفاس"، استحاضہ، کتے اور خنزیر، کافر، مردار اور حرام گوشت جانور کا خون بدن اور لباس نمازی میں نہ ہو۔ البتہ ان کے علاوہ کوئی خون ہو مثلاً بدن انسان یا حلال گوشت جانور کا خون اگرچہ بدن اور لباس کے کئی مقامات پر لگا ہو تو اگر مجموعتہً اس درہم سے کم ہو کہ جو تقریباً ایک اشرفی کے برابر ہے تو اس میں

نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۸۵۵)۔ جو خون بے استر لباس پر پڑے اور اس کی دوسری طرف تک پہنچ جائے تو وہ ایک ہی خون شمار ہوگا البتہ اگر اس کی دوسری طرف پر الگ خون لگے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر ایک کو علیحدہ خون شمار کیا جائے لہٰذا اگر وہ خون جو لباس کے دونوں طرف لگا ہے مجموعۃً درہم سے کم ہے تو اس کے ہوتے ہوئے نماز صحیح ہے اور اگر زیادہ ہے تو نماز باطل ہے۔

(۸۵۶)۔ اگر خون اس لباس پر لگے کہ جس میں استر ہے اور استر تک پہنچ جائے یا استر پر لگے اور لباس کے باہر والی طرف تک پہنچ جائے تو ہر ایک کو علیحدہ شمار کیا جائے لہٰذا اگر لباس اور استر کا خون درہم سے کم ہے تو نماز صحیح اور اگر زیادہ ہے تو نماز باطل ہوگی۔

(۸۵۷)۔ اگر بدن یا لباس پر لگا ہوا خون درہم سے کم تھا اور کچھ تری اس سے لگ گئی اب اگر خون اور وہ تری جو اس سے لگی ہے بمقدار درہم یا اس سے زیادہ ہو اور اس کے اطراف بھی اس سے آلودہ ہو چکے ہوں تو نماز اس کے ساتھ باطل ہے بلکہ اگر تری اور خون درہم کے برابر نہ ہوں اور اطراف بھی آلودہ نہ ہوئے ہوں تب بھی اس کے ساتھ نماز پڑھنا مشکل ہے البتہ اگر تری خون سے مل جائے اور ختم ہو جائے تو نماز صحیح ہے۔

(۸۵۸)۔ اگر بدن یا لباس پر خون نہ لگے لیکن خون سے مس ہونے کی وجہ سے نجس ہو جائے تو جتنا حصہ نجس ہوا ہے اگرچہ درہم سے کم ہو اس کے ہوتے ہوئے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

(۸۵۹)۔ اگر وہ خون جو بدن یا لباس پر لگا ہے درہم سے کم ہو اور کوئی اور نجاست اس میں جا پڑے مثلاً پیشاب کا ایک قطرہ اس پر گر جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں۔

(۸۶۰)۔ اگر نمازی کے چھوٹے کپڑے مثلاً ٹوپی اور جراب کہ جن سے شرمگاہ نہیں چھپائی جا سکتی نجس ہوں تو اگر وہ مردار اور حرام گوشت جانور سے تیار نہ کئے گئے ہوں تو ان کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اگر انگوٹھی بھی نجس ہو تو اس کے ہوتے ہوئے نماز میں کوئی اشکال نہیں۔

(۸۶۱)۔ احتیاط یہ ہے کہ نجس چیز کہ جس سے شرمگاہ چھپائی جا سکتی ہے نمازی کے ساتھ نہ ہو البتہ وہ شخص جو اس مسئلہ کو نہیں جانتا تھا اور مثلاً ایک مدت تک اسی طرح نماز پڑھتا رہا تو اس کے لئے ان نمازوں کی قضا ضروری نہیں۔

(۸۶۲)۔ جو عورت بچّہ کی تربیت کرتی ہے اور اس کے پاس صرف ایک لباس ہے اگر وہ شب و روز میں ایک

دفعہ اپنے لباس کو پاک کر لیتی ہے تو دوسرے دن تک اگر بچے کے پیشاب سے اس کا لباس نجس ہو گیا ہو وہ اس لباس سے نماز پڑھ سکتی ہے اگرچہ احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ اپنے لباس کو رات دن میں ایک دفعہ پہلی نماز کے لئے کہ جس سے پہلے لباس نجس ہو چکا ہے پاک کرے اور اگر اس کے پاس چند لباس ہیں لیکن وہ مجبور ہے کہ تمام کو پہنے تو اگر رات دن میں ایک مرتبہ بیان شدہ دستور کے مطابق تمام کو پاک کرے تو کافی ہے۔

جو چیزیں نمازی کے لباس میں مستحب ہیں

(۸۶۳) - چند چیزیں نمازی کے لباس میں مستحب ہیں کہ جن میں سے تحت الحنک کے ساتھ عمامہ، عبا، سفید لباس، صاف ستھرے کپڑے، خوشبو کا استعمال اور عقیق کی انگوٹھی پہننا ہیں۔

جو چیزیں نمازی کے لباس میں مکروہ ہیں

(۸۶۴) - چند چیزیں نمازی کے لباس میں مکروہ ہیں اور ان میں سے سیاہ لباس، میلا اور تنگ لباس شراب خور کا لباس اس شخص کا لباس جو نجاست سے پرہیز نہیں کرتا وہ لباس جس پر تصویر بنی ہے بٹنوں کا کھلا ہونا اور ہاتھ میں ایسی انگوٹھی کا ہونا جس پر تصویر نقش ہو مکروہ ہے۔

مکانِ نمازی

جس جگہ نمازی نماز پڑھ رہا ہو اس کی چند شرطیں ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ وہ مباح ہو۔

(۸۶۵) - جو شخص غصبی ملک میں نماز پڑھ رہا ہے اگرچہ فرش یا تخت پوش وغیرہ پر ہو اس کی نماز باطل ہے البتہ غصبی چھت کے نیچے اور غصبی خیمے کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۸۶۶) - ایسے ملک میں نماز پڑھنا کہ جس کی منفعت غیر کی ملکیت ہے جبکہ منفعت ملک کے مالک سے اجازت نہ لی گئی ہو باطل ہے مثلاً اگر مالک مکان یا کوئی دوسرا شخص اس شخص کی اجازت کے بغیر کہ جس نے مکان کرایہ پر لیا ہے نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہو گی اور یہی حکم ہے اگر کسی ایسے ملک میں نماز پڑھے کہ جس میں کسی دوسرے کا حق ہے مثلاً اگر میت وصیت کر جائے کہ اس کے مال کے تیسرے حصے کو فلاں مصرف میں صرف کیا جائے، تو جب تک تیسرا حصہ جدا نہ کیا گیا تو اس کے ملک میں نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

(۸۶۷) - جو شخص مسجد کی کسی جگہ پر بیٹھا ہے اگر کوئی دوسرا اس کی جگہ غصب کرے اور وہاں نماز پڑھے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس نماز کو دوبارہ کسی دوسری جگہ ادا کرے۔

(۸۶۸) - اگر کسی ایسی جگہ نماز پڑھے کہ جس کے متعلق معلوم نہیں کہ یہ غصبی ہے اور نماز کے بعد معلوم ہو جائے یا اس جگہ نماز پڑھے کہ جس کے غصبی ہونے کو بھول گیا ہے اور نماز کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے مگر یہ کہ اس نے خود غصب کی ہو۔

(۸۶۹) - اگر اسے معلوم ہو کہ یہ جگہ غصبی ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ غصبی جگہ میں نماز باطل ہے اور وہاں نماز پڑھ لے تو اس کی نماز باطل ہو گی

(۸۷۰) - جو شخص مجبور ہے کہ واجبی نماز سواری پر پڑھے تو اگر سواری کا جانور یا اس کی زین غصبی ہے تو اس کی نماز باطل ہے اور یہی حکم ہے اگر سواری پر مستحب نماز پڑھنا چاہے۔

(۸۷۱) - جو شخص کسی ملک میں دوسرے کا شریک ہے اگر اس کا حصہ الگ نہ ہو چکا ہو تو اس شریک کی اجازت کے بغیر اس ملک میں نہ تصرف کر سکتا ہے اور نہ نماز پڑھ سکتا ہے۔

(۸۷۲) - اگر اس عین رقم سے کہ جس کا خمس و زکوٰۃ ادا نہیں کیا کوئی ملک خریدے تو ——— اس میں تصرف حرام اور وہاں نماز پڑھنا باطل ہے اور یہی حکم ہے اگر بطور قرض خرید کرے اور خریدتے وقت اس کی نیت یہ ہو کہ یہ قرضہ اس مال سے ادا کروں گا کہ جس کا خمس یا زکوٰۃ ادا نہیں کئے ہوئے ہے۔

(۸۷۳) - اگر صاحب ملک زبان سے نماز پڑھنے کی اجازت دے دے لیکن انسان کو معلوم ہو کہ وہ دل سے راضی نہیں تو اس کے ملک میں نماز پڑھنا باطل ہے اور اگر اجازت نہ دے لیکن اسے یقین ہے کہ وہ دل سے راضی ہے تو نماز صحیح ہے۔

(۸۷۴) - میت کے اس ملک میں تصرف کرنا کہ جس کا خمس یا زکوٰۃ اس کو دینا ہے حرام اور اس میں نماز پڑھنا باطل ہے مگر یہ کہ بنا رکھتے ہوں کہ ان حقوق کو ادا کریں گے۔

(۸۷۵) - اس میت کے مال میں تصرف کرنا کہ جو لوگوں کا مقروض ہے حرام اور اس میں نماز پڑھنا باطل ہے البتہ وہ جزئی تصرفات کہ جو میت کو اٹھانے کے لئے معمول میں داخل ہیں ان کا کوئی حرج نہیں یا اگر اس کا قرضہ اس کے مال سے کم ہے اور وارثوں کا پختہ ارادہ ہے کہ وہ قرض ادا کریں گے تو ایسا تصرف جو ملک کے بیچنے اور اسے تلف کرنے کے علاوہ ہے کوئی اشکال نہیں رکھتا۔

(۸۷۶)۔ اگر میت مقروض تو نہیں لیکن اس کے بعض وارث نابالغ دیوانے یا غائب ہیں تو اس کے ملک میں تصرف حرام اور اس میں نماز باطل ہے البتہ ایسے جزئی تصرفات جو میت کو دفن کرنے کے لیے معمول میں داخل ہیں ان میں کوئی اشکال نہیں۔

(۸۷۷)۔ مسافر خانہ حمام اور اس قسم کی جگہوں میں جو وہاں آنے والے لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہیں نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں اور اگر یہ اطمینان پیدا نہ ہو کہ مالک راضی ہے تو پھر مشکل ہے البتہ ان کے علاوہ دوسری جگہوں میں اس صورت میں نماز پڑھی جا سکتی ہے کہ مالک اجازت دے یا ایسی بات کرے کہ جس سے معلوم ہو کہ نماز پڑھنے کی اجازت دے رہا ہے مثلاً یہ کہ کسی کو اجازت دے کہ وہ اس کی ملک میں بیٹھے اور سوئے، تو اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ اس نے نماز پڑھنے کی بھی اجازت دی ہے۔

(۸۷۸)۔ وہ زیادہ وسیع زمین جو گاؤں سے دور اور جانوروں کی چراگاہ ہے تو اگرچہ اس کے مالک راضی نہ ہوں وہاں نماز پڑھنا، بیٹھنا اور سونا کوئی اشکال نہیں رکھتا اور وہ زرعی زمینیں جو گاؤں کے نزدیک ہیں اور ان کے گرد چاردیواری بھی نہیں اگرچہ ان کے مالکوں میں بچے اور دیوانے ہوں تو ان میں نماز پڑھنا گزرنا اور جزئی تصرفات کرنے میں کوئی اشکال نہیں البتہ اگر اس کے مالکوں میں سے کوئی ایک بھی راضی نہ ہو تو ان میں تصرف کرنا حرام اور نماز باطل ہے۔

(۸۷۹)۔ دوسری شرط ــ نمازی کے ٹھہرنے کی جگہ متحرک نہ ہو اور اگر تنگی وقت یا کسی اور وجہ سے مجبور ہو کہ ایسی جگہ نماز پڑھے جو حرکت کرتی ہے مثلاً موٹر کشتی اور گاڑی تو جس قدر ممکن ہو حرکت کی حالت میں کوئی چیز نہ پڑھے اور اگر وہ چیز قبلہ سے دوسری طرف حرکت کرے تو یہ قبلہ کی طرف پھرتا جائے۔

(۸۸۰)۔ بس، کشتی اور گاڑی وغیرہ میں جبکہ وہ کھڑی ہوں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۸۸۱)۔ گندم، جو اور اس قسم کی چیزوں کی ڈھیریوں پر جو کہ بغیر حرکت کے نہیں رہ سکتیں، نماز باطل ہے۔

(۸۸۲)۔ وہ جگہیں کہ جہاں آندھی اور بارش کا احتمال ہے یا لوگ زیادہ ہیں یا اس قسم کی کئی اور وجوہات کی بناء پر اسے اطمینان نہیں کہ نماز کو تمام کر سکے گا تو اگر اس امید سے کہ نماز تمام ہو جائے گی نماز شروع کرے تو کوئی اشکال نہیں اب اگر کوئی مانع پیدا نہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہوگی اور وہ جگہ کہ جہاں ٹھہرنا حرام ہے مثلاً ایسی چھت جو قریب ہے کہ گر جائے وہاں نماز نہ پڑھے لیکن اگر پڑھ لے تو باطل نہیں ہے۔ اسی طرح وہ چیزیں کہ جن پر کھڑا ہونا یا بیٹھنا حرام ہے مثلاً وہ فرش کہ جس پر اللہ کا نام لکھا ہے تو وہاں نماز نہ پڑھے لیکن اگر پڑھ لے تو صحیح ہے۔

تیسری شرط یہ کہ کہ جس کی چھت اتنی نیچی ہے کہ سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا یا وہ جگہ اتنی کم

ہے کہ رکوع اور سجود نہیں کر سکتا اور اگر مجبور ہو کہ ایسی جگہ میں نماز پڑھے تو جتنا ممکن ہے قیام، رکوع اور سجود بجا لائے۔

(۸۸۳)۔ انسان کو چاہیئے کہ ادب کی مراعات کرے اور قبر پیغمبر اور امام کے آگے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھے اب اگر نماز پڑھنا بے حرمتی کا باعث ہوا تو حرام ہے لیکن نماز باطل نہیں۔

(۸۸۴)۔ اگر حالت نماز میں کوئی چیز مثلاً دیوار اس کے اور قبر مطہر کے درمیان حائل ہو کہ جس کی وجہ سے بے حرمتی نہ ہوتی ہو تو کوئی اشکال نہیں البتہ شریف ضریح اور کپڑوں کا اس پر ہونا کافی نہیں۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ نمازی کی جگہ اگر نجس ہے تو ایسی تر نہ ہو کہ اس کی رطوبت اس کے بدن یا لباس سے آگے البتہ وہ جگہ کہ جہاں پیشانی رکھنی ہے اگر نجس ہوئی تو چاہے خشک بھی ہو نماز باطل ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نمازی کی پوری جگہ نجس نہ ہو۔

(۸۸۵)۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ عورت مرد کے پیچھے کھڑی ہو اور عورت کے سجدہ کی جگہ مرد کے کھڑے ہونے کی جگہ سے کچھ پیچھے ہو۔

(۸۸۶)۔ اگر عورت مرد کے برابر یا اس سے آگے کھڑی ہو اور اکٹھے ہی نماز میں وارد ہوئے ہوں تو بہتر یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھیں۔

(۸۸۷)۔ اگر مرد اور عورت کے درمیان دیوار، پردہ یا کوئی اور چیز ہو تو ان کی نماز صحیح ہے اور احتیاط مستحب دوبارہ نماز پڑھنے میں بھی نہیں۔

پانچویں شرط یہ کہ نمازی کی پیشانی کی جگہ اس کے گھٹنوں کی جگہ سے ملی ہوئی چار انگلیوں سے زیادہ بلند یا پست نہ ہو اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے پاؤں کی انگلیوں سے بھی اس مقدار سے زیادہ بلند یا پست نہ ہو۔

(۸۸۸)۔ نامحرم مرد اور عورت کا خلوت کی جگہ میں ہونا مکروہ ہے اور اس کے ترک کرنے میں شدید احتیاط ہے اور احتیاط یہ ہے کہ ایسی جگہ نماز نہ پڑھی جائے لیکن اگر پڑھ لے تو نماز باطل نہیں۔

(۸۸۹)۔ ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ جہاں سارنگی وغیرہ بجائی جاتی ہے باطل نہیں لیکن اس کا سننا حرام ہے۔

(۸۹۰)۔ خانہ کعبہ کے اندر اور اس کی چھت پر واجب نماز پڑھنا مکروہ ہے البتہ مجبوری کی حالت میں کوئی حرج نہیں۔

(۸۹۱)۔ خانہ کعبہ کے اندر اور اس کی چھت پر مستحب نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ مستحب ہے کہ کعبہ کے اندر ہر رکن کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے۔

وہ جگہیں کہ جہاں نماز پڑھنا مستحب ہے

(۸۹۲)۔ شرع مقدس اسلام میں بہت تاکید کی گئی ہے کہ نماز مسجد میں پڑھی جائے اور تمام مساجد سے بہتر مسجد الحرام ہے اور اس کے بعد مسجد نبوی اور اس کے بعد مسجد کوفہ اور اس کے بعد مسجد بیت المقدس اور بیت المقدس کے بعد ہر شہر کی جامع مسجد اور اس کے بعد مسجد محلہ اور مسجد محلہ کے بعد مسجد بازار۔

(۸۹۳)۔ عورتوں کے لئے گھر میں نماز پڑھنا بلکہ صندوق خانہ اور عقبی کمرے میں بہتر ہے اور اگر پورے طور پر اپنے کو غیر محرم سے محفوظ رکھ سکے تو پھر بہتر ہے کہ مسجد میں نماز پڑھے۔

(۸۹۴)۔ حرم آئمہ علیہم السلام میں نماز پڑھنا مستحب ہے بلکہ مسجد سے بہتر ہے اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے حرم میں نماز پڑھنا دو لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

(۸۹۵)۔ زیادہ مسجد میں جانا اور اس مسجد میں جانا کہ جس میں کوئی نماز نہیں پڑھتا مستحب ہے اور مسجد کا ہمسایہ اگر معذور نہ ہو تو اس کے لئے مسجد کے علاوہ نماز پڑھنا مکروہ ہے

وہ جگہیں کہ جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے

(۸۹۶)۔ چند مقامات پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ان میں سے حمام، شور دار زمین، کسی انسان کے مدِ مقابل، دروازے کے سامنے جو کھلا ہو، شاہراہ، سڑک اور کوچہ میں اگرچہ گزرنے والوں کے لئے باعث زحمت نہ ہو اور اگر باعث زحمت ہو تو حرام ہے لیکن نماز باطل نہیں ہوتی ہیں۔ آگ اور چراغ کے سامنے، باورچی خانہ میں جہاں آگ کی بھٹی ہو، کنویں کے سامنے، پیشاب کی جگہ، جاندار کی تصویر اور مجسمہ کے سامنے مگر یہ کہ اس کے اوپر پردہ ڈال دیا جائے۔ اس کمرے میں کہ جہاں مجنب ہو، وہ کمرہ کہ جس میں فوٹو ہیں اگرچہ نمازی کے سامنے نہ ہوں، قبر کے سامنے، قبر کے اوپر، دو قبروں کے درمیان اور قبرستان میں۔

(۸۹۸)۔ جو شخص لوگوں کی گزرگاہ پر نماز پڑھ رہا ہو یا کوئی اس کے روبرو بیٹھا ہو تو مستحب ہے کہ وہ اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لے۔ لکڑی اور رسی بھی کافی ہے۔

احکامِ مسجد

(۸۹۹)۔ مسجد کی زمین نچلی اور اوپر والی چھت اور دیوار کا اندر والا حصہ نجس کرنا حرام ہے اور جسے معلوم ہو جائے کہ مسجد نجس ہو گئی ہے تو وہ فوراً نجاست کو دور کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ مسجد کی دیوار کا بیرونی حصہ بھی نجس نہ کریں اور اگر نجس ہو جائے تو نجاست کو دور کریں مگر یہ کہ واقف نے اسے جزو مسجد قرار دیا ہو۔

(۹۰۰)۔ اگر مسجد کو پاک نہیں کر سکتا یا اسے مدد کی ضرورت ہے اور کوئی مددگار بھی نہیں ملا تو اس پر مسجد کا پاک کرنا واجب نہیں اور اگر مسجد کی بے حرمتی کا باعث ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس شخص کو جا کر اطلاع دے جو پاک کر سکتا ہو۔

(۹۰۱)۔ اگر مسجد کا کوئی حصہ نجس ہو جائے کہ جسے اکھاڑنے اور گرانے کے بغیر پاک کرنا ممکن نہ ہو تو اسے اکھاڑا جائے اور اگر اسے زیادہ گرانے کی ضرورت نہ پڑے تو اسے گرا بھی دیا جائے اور اکھاڑی ہوئی جگہ کو پُر کرنا اور گری ہوئی جگہ کو بنانا واجب نہیں البتہ اگر جس شخص نے نجس کی تھی اسی نے کھودی یا گرائی ہو تو امکانی صورت میں اس کا پُر کرنا اور تعمیر کرنا ضروری ہے۔

(۹۰۲)۔ اگر مسجد کو کوئی غصب کرے اور اس کی جگہ مکان وغیرہ بنائے اور اب اسے مسجد نہ کہتے ہوں تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا نجس کرنا حرام اور پاک کرنا واجب ہے۔

(۹۰۳)۔ آئمہ معصومین علیہم السلام کے حرم کو نجس کرنا حرام ہے اور اگر کوئی حرم نجس ہو جائے اور نجاست کا وہاں رہنا بے حرمتی کا باعث ہو تو اس کو پاک کرنا واجب ہے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر بے حرمتی نہ بھی تب بھی اسے پاک کریں۔

(۹۰۴)۔ اگر مسجد کی چٹائی نجس ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے پاک کریں۔ البتہ اگر پاک کرنے سے وہ خراب ہو جائیں گی اور نجس جگہ کا کاٹنا بہتر ہو تو اسے کاٹ دیا جائے۔ اگر نجس کرنے والا ہی کاٹے تو اسے چاہئے کہ اس کی اصلاح بھی کرے۔

(۹۰۵)۔ عین نجس مثلاً خون کا مسجد میں لے جانا جبکہ مسجد کی بے حرمتی کا سبب بنے حرام ہے اور اسی طرح نجس شدہ چیز کا مسجد میں لے جانا جبکہ اس سے بے احترامی مسجد ہوتی ہو تو حرام ہے۔

(۹۰۶)۔ اگر مسجد میں مجلس کے لئے پردے لٹکائے جائیں، فرش کیا جائے اور اسے سیاہ پوش کیا جائے اور چائے کا ساماں لایا جائے تو اگر یہ کام مسجد کے لئے مضر اور نماز پڑھنے سے مانع نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

(۹۰۷)۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ مسجد کو سونے سے مزین نہ کیا جائے اور اسی طرح جان دار چیزوں کی تصویریں مثلاً انسان اور جانور نقش نہ کئے جائیں اور غیر جان دار چیزوں کی نقاشی مثلاً گل و بوٹا مکروہ ہے۔

(۹۰۸)۔ اگر مسجد گر بھی جائے تو اسے بیچا نہیں جا سکتا اور نہ ملکیت اور سڑک میں داخل کیا جا سکتا ہے۔

(۹۰۹)۔ مسجد کے دروازے، پنجرے اور دوسری چیزوں کو بیچنا حرام ہے اور اگر مسجد گر جائے تو ان چیزوں کو اسی مسجد کی تعمیر میں صرف کیا جائے اور اگر اس کے کام کی نہ ہوں تو دوسری مسجد میں صرف کریں اور اگر کسی مسجد میں وہ کام نہیں آسکتیں تو انہیں بیچا جا سکتا ہے اور ان کی رقم کو اگر ممکن ہو تو اسی مسجد کی تعمیر میں صرف کریں ورنہ کسی اور مسجد کی تعمیر میں صرف کریں۔

(۹۱۰)۔ مسجد کا بنانا اور جو مسجد گرنے کے قریب ہو اس کی تعمیر مستحب ہے اور اگر مسجد اس طرح خراب ہو گئی ہے کہ اس کی تعمیر ممکن نہیں تو اس کو گرا کر دوبارہ بنائیں بلکہ وہ مسجد جو خراب نہیں ہوئی لوگوں کی ضرورت کے ماتحت اس کو گرا کے بڑا بنایا جا سکتا ہے۔

(۹۱۱)۔ مسجد کو صاف رکھنا اور اس میں چراغ جلانا مستحب ہے اور ہر شخص مسجد میں جانا چاہتا ہو تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ خوشبو لگائے۔ پاک اور قیمتی کپڑے پہنے اور جوتے کے تلوے کی دیکھ بھال کرے کہ اس میں کوئی نجاست نہ لگی ہو اور مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اور نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں رکھے اور اسی طرح مستحب ہے کہ سب سے پہلے مسجد میں جائے اور سب سے آخر مسجد سے نکلے۔

(۹۱۲)۔ جب انسان مسجد میں جائے تو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز تحیۃ اور احترام مسجد کی نیت سے پڑھے اور اگر واجب یا کوئی مستحب نماز پڑھ لے تو بھی کافی ہے۔

(۹۱۳)۔ مسجد میں سونا اگر انسان مجبور نہ ہو، امور دنیا کے متعلق باتیں کرنا، کسی صنعت گری میں مشغول ہونا، ایسا شعر پڑھنا جو نصیحت آموز اور اس قسم کا نہ ہو تو مکروہ ہے اور یہ بھی مکروہ ہے کہ لعاب دہن، ناک اور سینے سے نکلنے والی غلیظ رطوبت مسجد میں پھینکے یا گم شدہ کی تلاش کرے یا اپنی آواز کو بلند کرے البتہ اذان میں آواز بلند کرنے میں کوئی

حرج نہیں۔

(۹۱۴)۔ بچے اور دیوانے کو مسجد میں جانے کی تمکین (اجازت) دینا مکروہ ہے اور جس نے پیاز، لہسن اور اس قسم کی چیزیں کھائی ہوں کہ جن کی بُو سے لوگوں کو تکلیف ہوگی اس کا مسجد میں جانا مکروہ ہے۔

اذان اور اقامت

(۹۱۵)۔ مرد اور عورت کے لئے مستحب ہے کہ پنجگانہ نماز سے پہلے اذان اور اقامت کہیں البتہ نماز عید الفطر اور قربانی سے پہلے تین مرتبہ الصلوٰۃ کہنا مستحب ہے اور باقی واجب نمازوں میں تین مرتبہ الصلوٰۃ بقصد رجا کہیں۔

(۹۱۶)۔ مستحب ہے کہ جب بچے کی پیدائش کا پہلا دن ہو یا بند ناف گرنے سے پہلے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہیں۔

(۹۱۷)۔ اذان کے اٹھارہ جملے ہیں۔ اللہ اکبر چار مرتبہ، اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ، حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح، حی علی خیر العمل اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ ہر ایک دو مرتبہ اور اقامت کے سترہ جملے ہیں یعنی دو مرتبہ اللہ اکبر ابتداء میں اور ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ آخر میں کم ہو جائے گا اور حیّ علی خیر العمل کہنے کے دو مرتبہ قد قامت الصلوٰۃ کا ہو جائے گا۔

(۹۱۸)۔ اشہد ان علیًا ولی اللہ، اذان اور اقامت کی جز نہیں۔ البتہ اچھا ہے کہ اشہد ان محمد رسول اللہ کے بعد قربت کی نیت سے کہا جائے۔

اذان اور اقامت کا ترجمہ

اللہ اکبر —— یعنی خداوند عالم اس سے بزرگ و برتر ہے کہ اس کی توصیف بیان کی جا سکے۔

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ —— یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔

اشہد انّ محمد رسول اللہ —— یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبر اور خدا کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔

اشہد انّ علیًا امیر المؤمنین ولی اللہ —— یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام امیر المؤمنین اور تمام مخلوق پر اللہ کے ولی ہیں۔

حی علی الصلوٰۃ —— یعنی جلد آ نماز کی طرف۔

حی علی الفلاح ـــــ یعنی جلد آ چھٹکارے کی طرف

حی علی خیر العمل ـــــ یعنی جلد آ بہترین کام کی طرف جو کہ نماز ہے۔

قد قامت الصلوٰہ ـــــ بہ تحقیق نماز قائم ہو گئی۔

لا الٰہ الا اللہ ـــــ سوائے خدائے یکتا و بے ہمتا کے کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

(۹۱۹)۔ اذان اور اقامت کے جملوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر معمول سے زیادہ فصل آگیا تو پھر نئے سرے سے شروع کرنا ہوگا۔

(۹۲۰)۔ اگر اذان اور اقامت میں آواز گلے میں پھیرے تو اگر غنا ہو جائے (یعنی جس طرح مجالس لہو ولعب میں معمول ہے اس طرح اذان واقامت کہے) تو حرام ہے اور اگر غنا نہ ہو تو مکروہ ہے۔

(۹۲۱)۔ پانچ نمازوں میں اذان ساقط ہو جاتی ہے:

۱۔ جمعہ کے دن کی نماز عصر

۲۔ عرفہ کے دن (جو کہ ۹ ذی الحجہ ہے) کی نماز عصر

۳۔ عید قربان کی رات کی نماز عشاء اس شخص کے لئے جو مشعر الحرام میں ہو۔

۴۔ مستحاضہ عورت کی عصر و عشاء کی نماز

۵۔ اس شخص کی نماز عصر و عشاء جس کا پیشاب پاخانہ نہیں رکتا۔

ان پانچ صورتوں میں اذان تب ساقط ہوگی کہ اگر اس سے پہلی نماز میں فاصلہ بالکل نہ ہو یا کم ہو۔ البتہ نافلہ اور تعقیبات کا فاصلہ مضر نہیں۔

(۹۲۲)۔ اگر نماز باجماعت کے لئے اذان واقامت کہہ چکے ہوں تو جو شخص اس جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتا ہے وہ اپنی نماز کے لئے الگ اذان واقامت نہ کہے۔

(۹۲۳)۔ اگر نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جائے اور دیکھے کہ نماز ختم ہو چکی ہے تو جب تک صفیں نہیں ٹوٹیں اور لوگ متفرق نہیں ہوئے وہ اپنی نماز کے لئے اذان واقامت اس صورت میں نہ کہے جب کہ جماعت کے لئے اذان واقامت کہی جا چکی ہو۔

(۹۲۴)۔ جس جگہ لوگ نماز باجماعت میں مشغول ہوں یا ان کی جماعت ابھی ختم نہیں ہوئی ہو اور ان کی صفیں نہ ٹوٹی ہوں اگر انسان تنہا یا دوسری جماعت کے ساتھ جو قائم ہونے والی ہے نماز پڑھنا چاہے تو تین شرائط

کے ساتھ اذان واقامت اس سے ساقط ہو جائے گی ۔

۱۔ یہ کہ اس نماز کے لئے اذان واقامت کہی گئی تھی ۔

۲۔ یہ کہ نماز جماعت باطل نہ ہو۔

۳۔ یہ کہ اس کی نماز اور نماز جماعت ایک ہی جگہ ہوں پس اگر نماز جماعت مسجد کے اندر ہوئی ہو اور وہ مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا چاہے تو مستحب ہے کہ اذان واقامت کہے ۔

(۹۲۵) - جو پچھلے مسئلہ میں شرائط بیان کئے گئے ہیں اگر ان میں سے دوسری شرط میں شک ہو، یعنی یہ کہ نماز جماعت صحیح تھی یا نہیں تو اذان واقامت اس سے ساقط ہیں البتہ اگر باقی کی شرطوں میں سے کسی ایک میں شک ہو تو مستحب ہے کہ وہ اذان اور اقامت کہے ۔

(۹۲۶) - جو شخص کسی کو اذان واقامت کہتے سُنے تو مستحب ہے کہ جتنا حصہ سُنے آتنا کہے البتہ حیّ علی الصلوٰۃ سے حیّ علیٰ خیر العمل تک باامید ثواب کہے ۔

(۹۲۷) - جس شخص نے کسی دوسرے سے اذان واقامت سنی ہے چاہے اس کے ساتھ یہ بھی کہتا رہا ہو یا نہ تو اگر اس اذان واقامت اور اس نماز میں جسے یہ پڑھنا چاہتا ہے زیادہ وقت نہ گزر گیا ہو تو اسے اختیار ہے کہ اپنی نماز کے لئے اذان واقامت نہ کہے ۔

(۹۲۸) - اگر مرد عورت کی اذان لذّت کی نیّت سے سنے تو اس سے اذان ساقط نہیں ہوگی بلکہ اگر لذّت کی نیّت نہ ہو تب بھی اس سے اذان کا ساقط ہونا مشکل ہے ۔

(۹۲۹) - نماز باجماعت کی اذان واقامت مرد کہے البتہ عورتوں کی جماعت میں اگر عورت اذان واقامت کہے تو کافی ہے ۔

(۹۳۰) - اقامت اذان کے بعد کہی جائے اور اگر اذان سے پہلے کہیں تو صحیح نہیں ۔

(۹۳۱) - اگر کلمات اذان کو بغیر ترتیب کے کہے مثلاً حیّ علی الفلاح، حیّ علی الصلوٰۃ سے پہلے کہے تو جہاں سے ترتیب بگڑی ہے وہاں سے دوبارہ کہے ۔

(۹۳۲) - اذان اور اقامت کے درمیان فصل نہ کرے اور اگر اتنا فصل ہو جائے کہ جو اذان کہی ہے اسے اس اقامت کی اذان نہ کہا جائے تو مستحب ہے کہ دوبارہ اذان اور اقامت کہے اور اگر اذان واقامت اور نماز کے درمیان اتنا فصل ہو جائے کہ وہ اذان واقامت اس نماز کی شمار نہ ہوں تو مستحب ہے کہ اس نماز کے لئے دوبارہ اذان و

اقامت کہے۔

(۹۳۳) ۔ اذان و اقامت صحیح عربی میں کہی جائیں پس اگر غلط عربی میں کہی گئیں یا ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف کہہ دیا یا اس کا ترجمہ مثلاً فارسی زبان میں کہہ دیا تو صحیح نہیں۔

(۹۳۴) ۔ اذان اور اقامت وقت نماز کے داخل ہونے کے بعد کہی جائیں اور اگر جان بوجھ کر یا بھول کر وقت سے پہلے کہہ دیں تو باطل ہیں۔

(۹۳۵) ۔ اگر اقامت کہنے سے پہلے شک کرے کہ اذان کہی ہے یا نہیں تو اذان کہے البتہ اگر اقامت شروع کرلی ہے اور شک کرے کہ اذان کہی ہے یا نہیں تو اذان کہنے کی ضرورت نہیں۔

(۹۳۶) ۔ اگر اثنا ر اذان یا اقامت میں کسی حصے کو کہنے سے پہلے شک کرے کہ اس سے پہلے والا حصہ کہہ چکا ہوں یا نہیں تو جس حصہ کے کہنے میں شک ہے اسے کہے البتہ اگر کسی حصہ کو کہتے وقت شک کرے کہ اس سے پہلے والا حصہ کہا ہے یا نہیں تو اس کا کہنا ضروری نہیں۔

(۹۳۷) ۔ مستحب ہے کہ اذان کہتے وقت انسان قبلہ رُخ ہو اور وضو یا غسل کر چکا ہو اور ہاتھ کانوں پر رکھے اور آواز بلند کرے اور آواز کو لمبا کرے اور اذان کے جملوں کے درمیان کچھ فصل کرے اور جملوں کے درمیان کوئی اور بات بھی نہ کرے۔

(۹۳۸) ۔ مستحب ہے کہ انسان کا بدن اقامت کہتے وقت ساکن ہو اور اقامت اذان سے آہستہ کہے اور اس کے جملے ایک دوسرے سے ملا کر نہ کہے البتہ جتنا اذان کے جملوں کے درمیان فصل کرتا ہے اتنا اقامت کے جملوں کے درمیان فصل نہ کرے

(۹۳۹) ۔ مستحب ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان ایک قدم اٹھائے یا تھوڑی دیر بیٹھے یا سجدہ کرے یا ذکر کہے یا دعا پڑھے یا تھوڑی دیر خاموش ہو جائے یا کوئی بات کرے یا دو رکعت نماز پڑھے۔ البتہ صبح کی اذان اور اقامت کے درمیان بات کرنا مستحب نہیں البتہ نماز مغرب کی اذان و اقامت کے درمیان نماز پڑھے تو ثواب کی امید سے بجالائے۔

(۹۴۰) ۔ مستحب ہے کہ جو شخص اذان کہنے کے لئے معین کیا جائے وہ عادل ہو۔ وقت کی پہچان رکھتا ہو۔ اس کی آواز بلند ہو اور وہ بلند جگہ پر کھڑا ہو کر اذان کہے۔

واجباتِ نماز

نماز میں گیارہ چیزیں واجب ہیں

۱۔ نیّت ۲۔ قیام یعنی کھڑا ہونا ۳۔ تکبیرۃ الاحرام یعنی اللہ اکبر کہنا۔
۴۔ رکوع ۵۔ سجود ۶۔ قرأت ۷۔ ذکر
۸۔ تشہد ۹۔ سلام ۱۰۔ ترتیب
۱۱۔ موالات یعنی اجزائے نماز کا پے در پے ہونا۔

(۹۴۱)۔ نماز کے کچھ واجبات رکن ہیں یعنی اگر انسان انہیں بجا نہ لائے یا نماز میں ان کا اضافہ کر دے۔ جان بوجھ کر یا بھول کر تو تمام نماز باطل ہو جاتی ہے اور کچھ واجبات رکن نہیں یعنی اگر جان بوجھ کر انہیں کم و زیادہ کرے تو نماز باطل ہے اور اگر بھول کر کمی یا زیادتی ہو جائے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔ نماز کے ارکان پانچ ہیں:

۱۔ نیت ۲۔ تکبیر الاحرام ۳۔ قیام تکبیر الاحرام کہنے کے وقت اور قیام متصل برکوع یعنی رکوع سے پہلے کھڑا ہونا ۴۔ رکوع ۵۔ دو سجدے

نیّت

(۹۴۲)۔ انسان نیّت قربت سے نماز پڑھے یعنی فرمان الٰہی کو بجا لانے کے لئے اور یہ ضروری نہیں کہ نیّت دل میں گزارے یا مثلاً زبان سے کہے کہ چار رکعت نماز ظہر پڑھتا ہوں قربۃً الی اللہ۔

(۹۴۳)۔ اگر نماز ظہر یا عصر میں یہ نیت کرے کہ چار رکعت نماز پڑھتا ہوں اور معیّن نہ کرے کہ ظہر ہے یا عصر تو اس کی نماز باطل ہے اور جس شخص پر مثلاً نماز ظہر کی قضا لازم ہے اگر وہ نماز ظہر کے وقت اس نماز قضا یا نماز ظہر کو وہ پڑھنا چاہتا ہے تو جو بھی نماز پڑھنا چاہے اس کو نیت میں معیّن کرے۔

(۹۴۴)۔ انسان کو چاہیئے کہ اوّل نماز سے لے کر آخر تک اپنی نیت پر باقی رہے لہٰذا اگر اثناء نماز میں اتنا غافل ہو جائے کہ اگر اس سے پوچھیں کہ کیا کر رہے ہو تو اسے معلوم نہ ہو کہ کیا کہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۹۴۵)۔ انسان کو چاہیئے کہ صرف حکم خداوندی بجا لانے کے لئے نماز پڑھے تو جو شخص ریا کرے یعنی لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے چاہے صرف لوگوں کے لئے ہو یا خدا اور لوگ دونوں اس کی نظر میں ہوں

(۹۴۶) - اگر نماز کا کچھ بھی حصہ غیر خدا کے لئے بجالایا تو نماز باطل ہے چاہے وہ حصہ واجب ہو۔ مثلاً الحمد و سورہ یا مستحب ہو جیسے قنوت بلکہ اگر اس کی پوری نماز تو خدا کے لئے ہو لیکن لوگوں کو دکھانے کے لیے مخصوص جگہ مثلاً مسجد میں یا مخصوص وقت میں مثلاً اوّل وقت میں یا مخصوص طریقہ سے مثلاً جماعت کے ساتھ نماز پڑھے تب بھی باطل ہے۔

تکبیرۃ الاحرام

(۹۴۷) - ہر نماز کی ابتداء میں اللہ اکبر کہنا واجب اور رکن ہے۔ اللہ اور اکبر کے حروف اور اللہ اکبر کو ایک دوسرے کے بعد فوراً کہے اور یہ دونوں لفظ صحیح عربی زبان میں کہے جائیں اور اگر غلط عربی یا مثلاً ان کا ترجمہ فارسی میں کہا جائے تو صحیح نہیں۔

(۹۴۸) - احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کی تکبیرۃ الاحرام کو اس چیز سے نہ ملائے جو اس سے پہلے پڑھے مثلاً اقامت یا وہ دعا جو تکبیر سے پہلے پڑھتے ہیں۔

(۹۴۹) - اگر انسان چاہے کہ اللہ اکبر کو اس چیز کے ساتھ ملا دے جو اس کے بعد پڑھنا چاہتا ہے مثلاً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو اکبر کی "ر" کو پیش کر دے۔

(۹۵۰) - تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت بدن ساکن ہو اور اگر جان بوجھ کر حالتِ حرکت میں تکبیرۃ الاحرام کہی تو نماز باطل ہے اور اگر بھول کر حرکت کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ پہلے کوئی ایسا کام کرے جو نماز کو باطل کر دیتا ہے اور دوبارہ تکبیر کہے۔

(۹۵۱) - تکبیر، الحمد، سورۃ، ذکر اور دعا کو اس طرح پڑھے کہ خود سن سکے اور اگر کانوں کے بوجھل ہونے یا بہرہ ہونے یا شور و غل کی وجہ سے نہیں سن سکتا تو اس طرح کہے گا کہ اگر کوئی مانع نہ ہوتا تو سن لیتا۔

(۹۵۲) - جو شخص گونگا ہے یا اس کی زبان میں کوئی ایسی بیماری ہے کہ اللہ اکبر درست نہیں کہہ سکتا تو جتنا کہہ سکتا ہے کہے اور اگر بالکل نہیں کہہ سکتا تو دل میں لے آئے اور تکبیر کے لئے اشارہ کرے اور اگر ہو سکے تو زبان کو بھی حرکت دے۔

(۹۵۳) - مستحب ہے کہ تکبیرۃ الاحرام کے بعد کہے

"یَا مُحْسِنُ قَدْ اَتَاکَ الْمُسِیْئُ وَقَدْ اَمَرْتَ الْمُحْسِنَ اَنْ یَّتَجَاوَزَ عَنِ الْمُسِیْئِ اَنْتَ الْمُحْسِنُ وَاَنَا الْمُسِیْئُ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّتَجَاوَزْ عَنْ قَبِیْحِ مَا تَعْلَمُ مِنِّیْ۔"

یعنی "اے وہ خدا جو اپنے بندوں پر احسان کرتا ہے بندہ گنہ گار تیرے دروازے پر آیا ہے اور تو

نے حکم دیا ہے کہ نیکوکار، گنہ گار سے درگزر کرے تو نیکوکار اور میں گنہ گار ہوں۔ محمدؐ اور آل محمدؐ کے حق کا واسطہ تو اپنی رحمت محمدؐ و آل محمدؐ پر بھیج اور میری وہ برائیاں جنہیں تو جانتا ہے کہ مجھ سے سرزد ہوئی ہیں۔ ان سے درگزر فرما۔"

(۹۵۴)۔ مستحب ہے کہ نماز کی پہلی تکبیر اور نماز کے درمیان جو اور تکبیریں ہیں انہیں کہتے وقت اپنے ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک بلند کرے۔

(۹۵۵)۔ اگر شک ہو کہ تکبیرۃ الاحرام کہی ہے یا نہیں تو اگر کوئی چیز پڑھنے میں مشغول ہے تو شک کی پرواہ نہ کرے اور اگر کوئی چیز نہیں پڑھی تو تکبیر کہے۔

(۹۵۶)۔ اگر تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد شک کرے کہ صحیح کہی تھی یا نہیں تو شک کی پرواہ نہ کرے۔

قیام (کھڑا ہونا)

(۹۵۷)۔ تکبیرۃ الاحرام کہنے کے وقت کا قیام اور رکوع سے پہلے والا قیام کہ جسے قیام متصل بر رکوع کہتے ہیں رکن ہے البتہ الحمد و سورۃ پڑھنے کے وقت کا قیام اور رکوع کے بعد والا قیام رکن نہیں۔ لہٰذا اگر ان کو کوئی شخص بھول کر چھوڑ دے تو نماز اس کی صحیح ہے۔

(۹۵۸)۔ واجب ہے کہ تکبیر کہنے سے پہلے اور اس کے بعد تھوڑی دیر کھڑا رہے تاکہ اسے یقین ہو کہ قیام (کھڑے ہونے) کی حالت میں تکبیر کہی ہے۔

(۹۵۹)۔ اگر رکوع کرنا بھول جائے اور الحمد و سورت کے بعد بیٹھ جائے اور اسے یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تو وہ کھڑا ہو جائے اور پھر رکوع کرے اور اگر کھڑا ہوئے بغیر حالِ خمیدگی میں رکوع کی طرف پلٹ آئے تو چونکہ قیام متصل بر رکوع نہیں بجا لایا اس کی نماز باطل ہے۔

(۹۶۰)۔ قیام کی حالت میں بدن میں حرکت ہی آئے اور نہ کسی طرف جھکے اور نہ کسی چیز کا سہارا لے البتہ اگر مجبوری ہو یا رکوع کی طرف جھکتے ہوئے پاؤں کو حرکت دے تو کوئی حرج نہیں۔

(۹۶۱)۔ اگر قیام کی حالت میں بھول کر بدن کو حرکت دے یا کسی طرف جھک جائے یا کسی چیز سے ٹیک لگائے تو کوئی اشکال نہیں البتہ تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت والے قیام میں یا قیام متصل بہ رکوع میں اگر بھول کر بھی ایسا ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کو تمام کرے اور دوبارہ پڑھے۔

(۹۶۲)۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ قیام کی حالت میں دونوں پاؤں زمین پر ہوں البتہ یہ ضروری نہیں کہ بدن کا بوجھ دونوں پیروں پر ہو اور اگر بوجھ ایک پاؤں پر بھی ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

(۹۶۳)۔ جو شخص سیدھا کھڑا ہو سکتا ہے اگر پاؤں زیادہ پھیلا دے جو معمولاً قیام کی حالت کے خلاف ہو تو نماز باطل ہے۔

(۹۶۴)۔ جب نماز میں انسان چاہے کہ کچھ آگے یا پیچھے ہو یا تھوڑا سا دائیں طرف یا بائیں طرف بدن کو حرکت دے تو اس وقت کچھ نہ پڑھے البتہ "بحول اللہ و قوتہ اقوم و اقعد" اٹھتے ہوئے کہے اور واجب اذکار کرتے وقت بھی بدن ساکن ہو۔ بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ مستحب اذکار کرتے وقت بھی بدن ساکن ہو۔

(۹۶۵)۔ اگر حالت حرکت میں کوئی ذکر کرے مثلاً رکوع میں جاتے وقت یا سجدہ میں جاتے وقت تکبیر کہے تو اگر اس قصد سے کہے کہ یہ وہ ذکر ہے کہ جس کا نماز میں دستور معین ہے تو احتیاطاً نماز دوبارہ پڑھے اور اگر اس قصد سے نہ کہے بلکہ چاہتا ہے کہ ایک ذکر کر رہا ہوں۔ تو نماز صحیح ہے۔

(۹۶۶)۔ الحمد پڑھتے وقت ہاتھ اور انگلیوں کو حرکت دینے میں کوئی اشکال نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ انہیں حرکت نہ دے۔

(۹۶۷)۔ اگر الحمد سورہ یا تسبیحات اربعہ پڑھتے وقت بے اختیار اتنی حرکت کرے کہ بدن سکون سے خارج ہو جائے تو احتیاط واجب ہے کہ بدن کے ساکن ہو جانے کے بعد ان چیزوں کو دوبارہ پڑھے جنہیں حالت حرکت میں پڑھ چکا ہے۔

(۹۶۸)۔ اگر نماز میں کھڑا ہونے سے عاجز ہو گیا تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھنے سے عاجز ہو جائے تو لیٹ جائے البتہ جب تک بدن ساکن نہ ہو کوئی چیز نہ پڑھے۔

(۹۶۹)۔ جب تک انسان کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو نہ بیٹھے مثلاً قیام کی حالت میں اس کا بدن حرکت کرتا ہے یا مجبور ہے کہ کسی چیز کا سہارا لے یا بدن کو ٹیڑھا کرے یا جھک جائے یا پاؤں معمول سے زیادہ پھیلا دے تو جس طرح بھی ہو سکے کھڑے ہو کر نماز پڑھے البتہ اگر کسی طرح سے یہاں تک کہ رکوع کی حالت میں بھی نہیں کھڑا ہو سکتا تو سیدھا بیٹھ کر نماز پڑھے۔

(۹۷۰)۔ جب تک انسان بیٹھ سکتا ہے لیٹ کر نماز نہ پڑھے اور اگر سیدھا نہیں بیٹھ سکتا تو جس طرح بیٹھ سکتا ہے بیٹھے اور اگر کسی طرح بھی نہیں بیٹھ سکتا تو جس طرح احکام قبلہ میں کہا جا چکا ہے کہ دائیں کروٹ لیٹے

اور اگر یہ نہیں کرسکتا تو بائیں کروٹ لیٹے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر اس طرح چت لیٹے کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلہ کی طرف ہوں۔

(۹۷۱)۔ جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اگر الحمد و سورت کے بعد کھڑے ہو کر رکوع کر سکتا ہے تو کھڑا ہو جائے اور قیام سے رکوع میں جائے اگر ایسا نہیں کرسکتا تو رکوع بھی بیٹھ کر کرے۔

(۹۷۲)۔ جو شخص لیٹ کر نماز پڑھتا ہے اگر نماز میں کچھ بیٹھ سکتا ہے تو جتنا بیٹھ سکے اتنا بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر کچھ کھڑا ہو سکتا ہے تو اتنی مقدار کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔ البتہ جب تک بدن سکون میں نہ ہو کچھ نہ پڑھے۔

(۹۷۳)۔ جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اگر نماز میں کھڑا ہو سکتا ہے تو جتنا کھڑا ہو سکتا ہے اتنی مقدار کھڑے ہو کر نماز پڑھے البتہ جب تک اس کے بدن کو سکون نہ ہو کچھ نہ پڑھے۔

(۹۷۴)۔ جو شخص کھڑا ہو سکتا ہے اگر اسے خوف ہو کہ کھڑے ہونے سے بیمار ہو جاؤں گا یا کوئی ضرر پہنچے گا تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر بیٹھنے سے بھی ڈر ہو تو وہ لیٹ کر نماز پڑھے۔

(۹۷۵)۔ اگر انسان کو احتمال ہے کہ آخر وقت میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکوں گا تو وہ اول وقت میں نماز پڑھ سکتا ہے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ نماز میں تاخیر کرے۔

(۹۷۶)۔ مستحب ہے کہ حالت قیام میں بدن کو سیدھا رکھے کندھوں کو جھکائے ہاتھ رانوں پر رکھے انگلیاں ملی ہوئی ہوں سجدہ کی جگہ پر نگاہ ہو بدن کا بوجھ دونوں پاؤں پر برابر ڈالا ہوا ہو خضوع و خشوع کے ساتھ اور پاؤں آگے پیچھے نہ رکھے ہو اگر مرد ہے تو تین کھلی ہوئی انگلیوں سے لے کر ایک بالشت تک پاؤں میں فاصلہ رکھے اور اگر عورت ہے تو پاؤں ملا کر رکھے۔

قرأت

(۹۷۷)۔ پنجگانہ نماز کی پہلی اور دوسری رکعت میں انسان کو چاہئے کہ پہلے الحمد اور اس کے بعد ایک پوری سورۃ پڑھے

(۹۷۸)۔ اگر وقت تنگ ہو یا انسان مجبوراً سورہ کو نہ پڑھ سکتا ہو مثلاً اسے ڈر ہو کہ اگر سورۃ پڑھی تو چور، درندہ یا کوئی اور چیز اسے تکلیف پہنچائے گی تو سورہ نہ پڑھے اور اگر کسی کام کی جلدی ہو تو بھی سورہ کو ترک کر سکتا ہے۔

(۹۷۹)۔ اگر جان بوجھ کر سورہ کو الحمد سے پہلے پڑھ لے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر بھول کر سورہ کو الحمد سے پہلے پڑھے اور درمیان میں بھی یاد آجائے تو وہ سورہ کو چھوڑ دے اور الحمد کے بعد اول سے سورہ کو پڑھے۔

(۹۸۰) - اگر الحمد و سورہ یا ان میں سے کوئی ایک بھول جائے اور رکوع میں پہنچنے کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۹۸۱) - اگر رکوع کے لیے جھکنے سے پہلے معلوم ہو جائے کہ الحمد و سورۃ نہیں پڑھا تو انہیں پڑھے اور اگر یہ معلوم ہو کہ سورہ نہیں پڑھا تو فقط اسے پڑھے۔ البتہ اگر یہ معلوم ہو کہ صرف الحمد نہیں پڑھی تو پہلے الحمد اور اس کے بعد دوبارہ سورہ پڑھے اور اگر جھکا اور رکوع تک پہنچنے سے پہلے معلوم ہو گیا کہ الحمد و سورہ یا صرف سورۃ یا تنہا الحمد نہیں پڑھی تو کھڑا ہو جائے اور گزشتہ دستور پر عمل کرے۔

(۹۸۲) - اگر نماز میں ان چار سورتوں میں سے کسی ایک کو عمداً پڑھے کہ جن میں سجدہ واجب ہے کہ جن کا بیان مسئلہ ۳۵۵ میں ہو چکا ہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۹۸۳) - اگر بھول کر واجب سجدہ والی سورہ پڑھنا شروع کر دے اور آیۃ سجدہ تک پہنچنے سے پہلے اسے یاد آجائے تو اس سورہ کو چھوڑ کر دوسرا سورہ پڑھے اور اگر آیہ سجدہ کے بعد معلوم ہو تو حالت نماز میں اشارہ سے سجدہ کرے اور اسی پڑھے ہوئے سورہ کو کافی سمجھے۔

(۹۸۴) - اگر حالت نماز میں آیہ سجدہ سن لے تو اشارہ سے سجدہ کرے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۹۸۵) - مستحب نماز میں سورہ کا پڑھنا ضروری نہیں اگرچہ وہ نماز نذر کی وجہ سے واجب ہو گئی ہو۔ البتہ بعض مستحب نمازیں مثلاً نماز وحشت کہ جس میں مخصوص سورہ ہے اگر اس نماز کے معین شدہ دستور پر عمل کرنا چاہے تو اسے وہ سورہ پڑھنا پڑے گا۔

(۹۸۶) - نماز جمعہ اور جمعہ کے دن نماز ظہر میں مستحب ہے کہ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورہ منافقین پڑھے اور اگر ان میں سے کسی ایک کو شروع کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے چھوڑ کر دوسرا سورہ نہ پڑھے۔

(۹۸۷) - اگر الحمد کے بعد سورہ قل ھو اللہ احد یا سورہ قل یا ایہا الکفرون شروع کرے تو اسے چھوڑ کر دوسرا سورہ نہیں پڑھ سکتا البتہ نماز جمعہ یا جمعہ کے دن نماز ظہر میں اگر بھول کر سورہ جمعہ اور منافقین کی بجائے ان دو میں سے کسی ایک کو شروع کرے تو اگر نصف تک نہیں پہنچا تو اسے چھوڑ کر سورہ جمعہ اور منافقین پڑھ سکتا ہے۔

(۹۸۸) - اگر نماز جمعہ یا جمعہ کے دن نماز ظہر میں جان بوجھ کر قل ھو اللہ احد یا قل یا ایہا الکفرون کو پڑھے تو اگرچہ نصف تک نہ پہنچا ہو احتیاط واجب یہ ہے کہ انہیں چھوڑ کر سورہ جمعہ اور منافقین نہیں پڑھ سکتا۔

(۹۸۹)۔ اگر نماز میں قل ہو اللہ احد اور یا ایہا الکفرون کے علاوہ کوئی اور سورہ پڑھے تو جب تک نصف تک نہ پہنچے اسے چھوڑ کر دوسرا سورہ پڑھ سکتا ہے۔

(۹۹۰)۔ اگر سورہ کا کچھ حصہ بھول جائے یا کسی مجبوری کی وجہ سے مثلاً تنگی وقت یا کسی اور وجہ سے اسے پورا نہیں کر سکتا تو وہ سورہ چھوڑ کر دوسرا سورہ پڑھ سکتا ہے اگرچہ نصف سے آگے بڑھ چکا ہو یا جس کو پڑھ رہا تھا وہ قل ہو اللہ احد یا قل یا ایہا الکفرون بھی کیوں نہ ہو۔

(۹۹۱)۔ مرد پر واجب ہے کہ الحمد اور سورہ نماز صبح، مغرب اور عشاء میں بلند آواز سے پڑھے اور مرد و عورت پر واجب ہے کہ الحمد و سورہ نماز ظہر اور عصر میں آہستہ پڑھے۔

(۹۹۲)۔ مرد پورے طور پر متوجہ رہے کہ نماز صبح، مغرب، عشاء میں حمد و سورہ کے تمام کلمات یہاں تک کہ ان کا آخری حرف بلند آواز سے پڑھے اور یہ اس صورت میں ہے جب کہ بعد کے کلمے کے ساتھ اسے وصل کرے ورنہ کلمہ کے آخری حرف کا بلند آواز سے پڑھنا ضروری نہیں۔

(۹۹۳)۔ عورت نماز صبح، مغرب اور عشاء میں الحمد اور سورہ کو بلند اور آہستہ پڑھ سکتی ہے ہاں اگر کوئی نامحرم اس کی آواز سن رہا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ آہستہ پڑھے۔

(۹۹۴)۔ جہاں نماز بلند آواز سے پڑھنی ہے اگر جان بوجھ کر آہستہ پڑھے یا جہاں آہستہ پڑھنی ہو جان بوجھ کر بلند آواز سے پڑھے تو نماز باطل ہے۔ ہاں اگر بھول گیا ہو یا مسئلہ نہ جانتا ہو تو صحیح ہے اور اگر الحمد و سورہ کے پڑھتے ہوئے معلوم ہو جائے کہ اشتباہ کیا ہے تو ضروری نہیں کہ جتنا حصہ پڑھ چکا ہے اسے دوبارہ پڑھے۔

(۹۹۵)۔ اگر کوئی شخص الحمد و سورہ کے پڑھنے میں معمول سے زیادہ اپنی آواز بلند کرے مثلاً یہ کہ چیخ کر پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۹۹۶)۔ انسان کو چاہئے کہ نماز کو سیکھے تاکہ غلط نہ پڑھے اور جو شخص کسی طرح بھی صحیح طور پر نماز یاد نہیں کر سکتا تو جس طرح ہو وہ پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

(۹۹۷)۔ جو شخص الحمد و سورہ یا نماز کی اور چیزوں کو اچھی طرح نہیں جانتا اور سیکھ سکتا ہے تو اگر وقت وسیع ہے تو اسے سیکھنا چاہئے اور اگر وقت تنگ ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

(۹۹۸)۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ واجبات نماز سکھانے کی اجرت نہ لی جائے البتہ مستحبات کے لئے کوئی حرج نہیں۔

(۹۹۹)۔ اگر الحمد یا سورہ کے کلمات میں سے ایک کلمہ نہیں جانتا یا جان بوجھ کر اسے نہیں کہتا یا ایک حرف کی جگہ دوسرا

حرف کہتا ہے مثلاً ضاد کی جگہ ظا کہتا ہے یا جہاں زیر، زبر کے بغیر پڑھنا ہے، زیر یا زبر سے پڑھتا ہے یا شد نہیں کہتا تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۰۰)۔ اگر انسان ایک کلمے کو صحیح سمجھتا ہے اور نماز میں اسی طرح پڑھتا ہے اور بعد میں معلوم ہوا کہ غلط پڑھتا تھا تو احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ اس نماز کو دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہے تو اس کی قضا بجا لائے۔

(۱۰۰۱)۔ اگر کسی کلمے کی زیر یا زبر کو نہیں جانتا تو سیکھنا چاہئے البتہ اگر کسی کلمے کے آخر میں وقف کرنا جائز ہے اور یہ ہمیشہ وقف کرتا ہے تو اس کی زیر یا زبر کا معلوم کرنا ضروری نہیں اور اسی طرح اگر یہ نہیں جانتا کہ یہ کلمہ سین ہے یا صاد تو سیکھنا چاہئے اور اگر دو طریقے پر یا اس سے زیادہ پڑھتا ہے مثلاً یہ کہ "اھدنا الصراط المستقیم" میں مستقیم کو ایک دفعہ سین سے اور ایک دفعہ صاد سے پڑھتا ہے تو اس کی نماز باطل ہے مگر یہ کہ قرأت دو طرح سے ہوتی ہو اور وہ امر واقع تک پہنچنے کے لئے پڑھے۔

(۱۰۰۲)۔ اگر کسی کلمہ میں واؤ ہو اور اس کلمہ میں واؤ سے پہلے والے حرف پر پیش ہو اور اس کلمہ میں واؤ کے بعد والا حرف ہمزہ (ء) ہو مثلاً کلمہ "سوء" تو بہتر ہے کہ اس واؤ کو مد سے پڑھے یعنی اس کو کھینچے اور اسی طرح اگر کسی کلمہ میں الف ہو اور الف سے پہلے اس کلمہ میں زبر والا حرف ہو اور اس کلمہ میں الف کے بعد والا حرف ہمزہ ہو مثلاً جاء۔ تو بہتر ہے کہ اس کلمہ کے الف کو کھینچا جائے اور اگر کسی کلمہ میں ی ہو اور ی سے پہلے والے حرف کے نیچے زیر ہو اور اس کلمہ میں ی کے بعد والا حرف ہمزہ ہو مثلاً "جیئ"۔ تو بہتر ہے کہ ی کو مد کے ساتھ پڑھے اور اگر اس واؤ، الف اور ی کے بعد ہمزہ کے علاوہ کوئی ساکن حرف ہو یعنی زبر، زیر اور پیش نہ رکھتا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ان تین حروف کو مد کے ساتھ پڑھے مثلاً ولاالضالین، میں کہ الف کے بعد لام ساکن ہے تو بہتر یہ ہے کہ الف کو مد کے ساتھ پڑھے۔

(۱۰۰۳)۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز میں وقف بحرکت اور وصل بسکون نہ کرے اور وقف با حرکت کا معنی یہ ہے کہ کلمہ کے آخر میں زبر، زیر یا پیش کہے اور اس کلمہ اور بعد والے کلمہ میں فصل کرے مثلاً کہے "الرحمن الرحیم" اور "الرحیم" کی "میم" کے نیچے زیر دے اور پھر کچھ فصل کے بعد کہے "مالک یوم الدین"، اور وصل بسکون کا معنی یہ ہے کہ زیر، زبر یا پیش کلمہ نہ کہے اور اس کلمہ کو بعد والے کلمہ کے ساتھ ملا دے مثلاً کہے "الرحمن الرحیم" اور "الرحیم" کی میم کے نیچے زیر نہ دے اور فوراً "مالک یوم الدین" کہے۔

(۱۰۰۴)۔ نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں ایک دفعہ الحمد یا تین مرتبہ تسبیحات اربعہ کہے یعنی تین مرتبہ کہے "سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر" اور اگر ایک مرتبہ بھی تسبیحات اربعہ کہے تو کافی ہے اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ ایک

رکعت میں الحمد اور دوسری میں تسبیحات اربعہ کہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں رکعات تسبیحات پڑھے۔

(۱۰۰۵)۔ تنگ وقت میں تسبیحات اربعہ کو ایک مرتبہ کہنا چاہئے۔

(۱۰۰۶)۔ مرد اور عورت پر واجب ہے کہ نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد یا تسبیحات اربعہ آہستہ پڑھیں۔

(۱۰۰۷)۔ اگر تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد پڑھے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ "بسم اللہ" آہستہ پڑھے۔

(۱۰۰۸)۔ جو شخص تسبیحات اربعہ یاد نہیں کر سکتا یا درست نہیں پڑھ سکتا تو وہ تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد پڑھے۔

(۱۰۰۹) اگر نماز کی پہلی دو رکعت میں اس خیال سے کہ یہ آخری دو رکعات ہیں تسبیحات کہے تو اگر رکوع سے پہلے یاد آجائے تو الحمد و سورہ کو پڑھے اور اگر رکوع میں یا رکوع کے بعد معلوم ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۰۱۰) اگر نماز کے آخری دو رکعات میں اس خیال سے کہ یہ پہلی دو رکعات ہیں الحمد پڑھے یا نماز کی پہلی دو رکعات میں اس گمان سے کہ یہ آخری دو رکعات ہیں الحمد پڑھے۔ چاہے یہ بات رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد معلوم ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۰۱۱) اگر تیسری یا چوتھی رکعت میں چاہتا تھا کہ الحمد پڑھے لیکن تسبیحات اس کی زبان پر آگئے یا چاہتا تھا کہ تسبیحات پڑھے اور الحمد اس کی زبان پر آگئی تو اس کو چھوڑ دے اور دوبارہ الحمد یا تسبیحات پڑھے۔ البتہ اگر ایک چیز پڑھنا اس کی عادت تھی اور وہی اس کی زبان پر آئی اور اس کے خزانۂ دل میں اسی کا قصد تھا تو اس کو تمام کر سکتا ہے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۰۱۲) جس شخص کی عادت ہے کہ تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات پڑھتا ہے اگر بغیر قصد کے الحمد پڑھنا شروع کر دے تو اس کو چھوڑ دے اور دوبارہ الحمد یا تسبیحات پڑھے۔

(۱۰۱۳) تیسری اور چوتھی رکعت میں مستحب ہے کہ تسبیحات کے بعد استغفار کرے مثلاً کہے "استغفر اللہ ربی واتوب الیہ" یا کہے "اللھم اغفرلی"، اور اگر اس گمان سے کہ الحمد یا تسبیحات کو کہہ چکا ہوں استغفار کہنے لگ جائے اور شک کرے کہ الحمد یا تسبیحات پڑھے ہیں یا نہیں تو شک کی پرواہ نہ کرے۔ البتہ اگر نمازی رکوع کے لئے جھکنے سے پہلے جب کہ استغفار نہیں کہہ رہا شک کرے کہ الحمد یا تسبیحات پڑھے ہیں یا نہیں تو وہ الحمد یا تسبیحات پڑھے۔

(۱۰۱۴) اگر تیسری یا چوتھی رکعت کے رکوع میں یا رکوع جاتے ہوئے شک کرے کہ حمد یا تسبیحات پڑھے ہیں یا نہیں تو وہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

(۱۰۱۵) جب شک کرے کہ فلاں آیت یا فلاں کلمہ درست کہا ہے یا نہیں تو اگر بعد والی چیز میں مشغول نہیں ہوا

تو اس آیت یا کلمہ کو صحیح طریقہ پر کہے اور اگر اس کے بعد والی چیز میں مشغول ہو گیا ہے تو اگر وہ چیز رکن ہے مثلاً یہ کہ رکوع میں شک کرے کہ سورہ کا فلاں کلمہ درست کہا ہے یا نہیں تو وہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے اور اگر رکن نہیں مثلاً اللہ الصمد کہتے وقت شک کرے کہ قل ھو اللہ احد کو درست کہا ہے یا نہیں پھر بھی اسے اختیار ہے کہ وہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے البتہ اگر اس آیت یا کلمہ کو صحیح طریق پر کہہ لے تو کوئی حرج نہیں اور اگر چند مرتبہ بھی شک کرے تو چند مرتبہ کہہ سکتا ہے اور اگر وسواس کی حد تک پہنچا اور پھر بھی کہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ اپنی نماز دوبارہ پڑھے۔

(۱۰۱۶) مستحب ہے کہ پہلی رکعت میں الحمد پڑھنے سے پہلے کہے — اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم — اور نماز ظہر و عصر کی پہلی اور دوسری رکعت میں — بسم اللہ بلند آواز سے پڑھے اور الحمد و سورۃ کو شمار کر کے پڑھے یعنی دونوں کے درمیان تھوڑا سا وقفہ کرے اور ہر آیت کے آخر میں وقف کرے یعنی اس کو بعد والی آیت کے ساتھ نہ ملائے اور الحمد و سورۃ پڑھتے وقت آیت کے معنی کی طرف توجّہ کرے اور اگر نماز جماعت سے پڑھ رہا ہے تو پیش نماز کے الحمد تمام کرنے کے بعد، اور اگر تنہا پڑھ رہا ہے تو بعد اس کے کہ خود الحمد تمام کرے تو الحمد للہ رب العالمین کہے اور سورۃ قل ھو اللہ احد پڑھنے کے بعد ایک دو یا تین مرتبہ کذالک اللہ ربی، یا تین مرتبہ کذالک اللہ ربنا، کہے اور سورۃ پڑھنے کے بعد کچھ توقف کرکے رکوع سے پہلے والی تکبیر کہے یا قنوت پڑھے!

(۱۰۱۷) مستحب ہے کہ تمام نمازوں کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ انا انزلناہ، اور دوسری میں قل ھو اللہ احد پڑھے۔

(۱۰۱۸) مکروہ ہے کہ انسان ایک دن کی تمام پنجگانہ نمازوں میں سورہ قل ھو اللہ احد نہ پڑھے۔

(۱۰۱۹) سورہ قل ھو اللہ احد کو ایک ہی سانس میں پڑھنا مکروہ ہے۔

(۱۰۲۰) جس سورہ کو پہلی رکعت میں پڑھا ہے مکروہ ہے کہ دوسری رکعت میں وہی پڑھے ہاں اگر قل ھو اللہ احد کو دونوں رکعتوں میں پڑھے تو مکروہ نہیں۔

رکوع

(۱۰۲۱) ہر رکعت میں قرأت کے بعد اتنا خم ہو کہ انسان اپنے ہاتھ زانو پر رکھ سکے اور اس عمل کو رکوع کہتے ہیں۔

(۱۰۲۲) اگر رکوع کی مقدار تو جھکے لیکن دونوں ہاتھ گھٹنوں پر نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۰۲۳) اگر رکوع معمول کے خلاف بجالائے یعنی دائیں یا بائیں طرف جھک جائے اگرچہ اس کے ہاتھ زانو تک

پہنچ رہے ہوں تو صحیح نہیں۔

(۱۰۲۴) جھکنا رکوع کی نیت سے ہو لہٰذا اگر کسی اور نیت سے مثلاً کسی جانور کو قتل کرنے کے لئے جھکے تو اس کو رکوع شمار نہیں کر سکتا بلکہ اسے سیدھا کھڑا ہو کر دوبارہ رکوع کے لئے جھکنا چاہئے اور اس عمل کی وجہ سے رکن زیادہ نہیں ہوا اور نہ نماز باطل ہوئی ہے۔

(۱۰۲۵) جس کے ہاتھ یا گھٹنے دوسرے لوگوں کے ہاتھ اور گھٹنوں سے مختلف ہوں مثلاً اس کے بازو زیادہ بڑے ہیں کہ اگر تھوڑا سا جھکے تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں گے یا اس کے زانو باقی لوگوں کی نسبت زیادہ نیچے کی طرف ہیں کہ اگر زیادہ جھکے تب کہیں اس کے ہاتھ زانو تک پہنچتے ہیں تو اسے چاہئے کہ معمول کے مطابق جھکے۔

(۱۰۲۶) جو شخص بیٹھ کر رکوع کرتا ہے تو اسے اتنا جھکنا چاہئے کہ اس کا چہرہ زانو کے مدِمقابل ہو جائے اور بہتر یہ ہے کہ اتنا جھکے کہ اس کا چہرہ سجدہ کی جگہ کے قریب تک پہنچے۔

(۱۰۲۷) انسان رکوع میں جو ذکر بھی پڑھے کافی ہے البتہ احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ ذکر تین مرتبہ سبحان اللہ یا ایک مرتبہ سبحان ربی العظیم وبحمدہ کی مقدار سے کم نہ ہو۔

(۱۰۲۸) ذکر رکوع پے درپے اور صحیح عربی میں کہا جائے اور مستحب ہے کہ اسے تین یا پانچ یا سات مرتبہ بلکہ اس سے زیادہ مرتبہ کہیں۔

(۱۰۲۹) رکوع میں واجب ذکر کی مقدار بدن میں سکون ہو اور مستحب ذکر میں بھی اگر اسے رکوع کے لئے دستور معینہ والے ذکر کی نیت سے بجا لائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بدن کا سکون سے ہونا ضروری ہے۔

(۱۰۳۰) جس وقت رکوع کا واجب ذکر پڑھ رہا ہے اگر بے اختیار اتنی حرکت پیدا ہو کہ حالت سکون سے بدن خارج ہو جائے تو (احتیاط واجب کی بنا پر) بدن کے ساکن ہونے کے بعد دوبارہ ذکر کہے ہاں اگر تھوڑی سی حرکت پیدا ہوئی کہ جس سے بدن سکون سے خارج نہیں ہوا یا انگلیوں کو حرکت دی ہے تو کوئی اشکال نہیں۔

(۱۰۳۱) اگر اس سے پہلے کہ رکوع کی مقدار جھکے اور بدن سکون حاصل کرے جان بوجھ کر رکوع کے ذکر کو کہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۳۲) اگر ذکر واجب کے تمام ہونے سے پہلے جان بوجھ کر رکوع سے سر اٹھائے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر بھول کر اٹھائے تو اگر حالت رکوع سے خارج ہونے سے پہلے یاد آ جائے کہ ذکر رکوع پورا نہیں کیا تو حالت سکون کے ساتھ دوبارہ ذکر رکوع کرے اور اگر حالت رکوع سے خارج ہونے کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۰۳۳) ۔ اگر بمقدار ذکر، رکوع میں نہیں ٹھہر سکتا تو اگر قبل اس کے کہ حد رکوع سے خارج ہو ذکر کر سکتا ہے تو اسی حالت میں تمام کرے اور اگر یہ نہیں کر سکتا تو رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رجاء مطلوبیت کی نیت سے ذکر کرے ۔

(۱۰۳۴) اگر بیماری یا کسی وجہ سے رکوع میں سکون سے نہیں رہ سکتا تو اس کی نماز صحیح ہے۔ البتہ حالت رکوع سے خارج ہونے سے پہلے ذکر واجب یعنی سبحان ربی العظیم وبحمدہ یا تین مرتبہ سبحان اللہ کہے۔

(۱۰۳۵) جب بمقدار رکوع نہیں رک سکتا تو کسی چیز سے ٹیک لگائے اور رکوع کرے اور اگر ٹیک لگانے کے باوجود معمول کے مطابق رکوع نہیں کر سکتا تو جتنا بھی ہو سکتا ہے ، جھکے اور اگر بالکل نہیں جھک سکتا تو رکوع کے وقت بیٹھ جائے اور بیٹھ کر رکوع کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایک اور نماز پڑھے کہ جس میں رکوع کے لئے سر کا اشارہ کرے ۔

(۱۰۳۶) جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے لیکن کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر رکوع نہیں کر سکتا ہے لیکن کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر رکوع نہیں کر سکتا تو وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور رکوع کے لئے سر کے ساتھ اشارہ کرے اور اگر سر سے اشارہ بھی نہیں کر سکتا تو نیت رکوع سے آنکھیں بند کرے اور ذکر رکوع پڑھے اور رکوع سے سر اٹھانے کے لئے آنکھیں کھول دے اور اگر اس سے بھی عاجز ہے تو دل میں نیت رکوع کرے اور ذکر کہے ۔

(۱۰۳۷) جو شخص کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر رکوع نہیں کر سکتا اور رکوع کے لئے بیٹھ کر تھوڑا سا جھک سکتا ہے یا کھڑے ہوئے اشارہ کر سکتا ہے تو وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور رکوع کے لئے سر کا اشارہ کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایک اور نماز پڑھے اور رکوع کے وقت بیٹھ جائے اور جتنا ہو سکے رکوع کے لئے جھکے ۔

(۱۰۳۸) اگر حد رکوع تک پہنچنے اور بدن کے ساکن ہو جانے کے بعد سر اٹھا لے اور دوبارہ رکوع کی نیت سے رکوع کی مقدار جھکے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر بمقدار رکوع جھکنے اور بدن کے ساکن ہونے کے بعد رکوع کی نیت سے اتنا جھکے کہ مقدار رکوع سے آگے بڑھ جائے اور دوبارہ رکوع کی طرف پلٹ آئے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی نماز باطل ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس نماز کو تمام کر کے دوبارہ نماز پڑھے ۔

(۱۰۳۹) ذکر رکوع ختم ہونے کے بعد سیدھا کھڑا ہو جائے اور بعد اس کے کہ بدن میں سکون آجائے سجدہ میں جائے اور اگر جان بوجھ کر کھڑے ہونے سے پہلے یا بدن کے ساکن ہونے سے پہلے سجدہ میں چلا جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۴۰) اگر رکوع بھول جائے اور سجدہ میں جانے سے پہلے اسے یاد آئے تو کھڑا ہو جائے اور پھر رکوع میں

جائے اور اگر اسی جھکی ہوئی حالت میں رکوع کی طرف پلٹا تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۴۱) اگر بعد اس کے کہ پیشانی زمین تک پہنچ گئی اسے یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کھڑا ہو جائے اور رکوع کو بجا لائے اور نماز کو تمام کرے اور پھر دوبارہ پڑھے۔

(۱۰۴۲) مستحب یہ ہے کہ رکوع میں جانے سے پہلے سیدھا کھڑا ہو کر تکبیر کہے اور رکوع میں گھٹنے پیچھے کی طرف کرے اور پشت سیدھی کرے اور گردن لمبی کرے اور اسے پشت کے برابر رکھے اور دونوں قدموں کے درمیان نگاہ کرے اور ذکر سے پہلے یا بعد درود پڑھے اور بعد اس کے کہ رکوع سے اٹھے اور سیدھا کھڑا ہو، بدن کے سکون کی حالت میں کہے ۔ سمع اللہ لمن حمدہٗ

(۱۰۴۳) مستحب ہے کہ عورتیں رکوع میں ہاتھ گھٹنوں سے اوپر رکھیں اور گھٹنے پیچھے کی طرف نہ کریں۔

سجود

(۱۰۴۴) نمازی کو چاہیے کہ واجب اور مستحب نمازوں کی ہر رکعت میں رکوع کے بعد دو سجدے کرے اور سجدہ یہ ہے کہ پیشانی دونوں ہتھیلیاں، گھٹنوں کے سرے اور پاؤں کے دونوں انگوٹھوں کے سرے زمین پر رکھے۔

(۱۰۴۵) دونوں سجدے مل کر ایک رکن ہیں لہٰذا اگر کوئی شخص واجب نماز میں جان بوجھ کر یا بھول کر دونوں کو ترک کر دے یا دو سجدے اور بڑھا دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۴۶) اگر جان بوجھ کر ایک سجدہ زیادہ یا کم کر دے تو نماز باطل ہے اور اگر بھول کر ایک سجدہ کم کر دے تو اس کا حکم بعد میں ذکر کیا جائے گا۔

(۱۰۴۷) اگر پیشانی جان بوجھ کر یا بھول کر زمین پر نہیں رکھی تو سجدہ نہیں ہو گا۔ اگرچہ دوسرے اعضاء زمین پر لگے ہوں اور اگر پیشانی زمین پر رکھ دے اور بھول کر دوسرے اعضاء زمین پر نہیں رکھے یا بھول کر ذکر سجدہ میں نہیں کیا تو سجدہ صحیح ہے۔

(۱۰۴۸) سجدہ میں ہر ذکر کافی ہے البتہ احتیاط واجب یہ ہے کہ ذکر کی مقدار تین مرتبہ سبحان اللہ یا ایک مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ سے کم نہ ہو اور یہ بھی مستحب ہے کہ سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہٖ تین، پانچ یا سات مرتبہ کہے۔

(۱۰۴۹) سجدہ میں ذکر واجب کی مقدار تک بدن ساکن رہے اور مستحب ذکر کہتے وقت بھی اگر اس کو ذکر

کی نیت سے جو سجدہ کے لئے معین ہے کہے تو بدن کا سکون ضروری ہے۔

(۱۰۵۰) اگر اس سے پہلے کہ پیشانی زمین تک پہنچے اور بدن میں سکون آئے جان بوجھ کر ذکر سجدہ کہے یا ذکر سجدہ تمام ہونے سے پہلے جان بوجھ کر سر سجدہ سے اٹھائے تو نماز باطل ہے۔

(۱۰۵۱) اگر اس سے پہلے کہ پیشانی زمین تک پہنچے اور بدن میں سکون آجائے بھول کر ذکر سجدہ کہے اور سجدہ سے سر اٹھانے سے پہلے معلوم ہو جائے کہ اشتباہ کیا ہے تو دوبارہ بدن کے سکون کی حالت میں ذکر کرے۔

(۱۰۵۲) اگر ذکر سجدہ کہتے وقت سات اعضاء میں سے کسی ایک کو جان بوجھ کر زمین سے اٹھالے تو نماز باطل ہے البتہ جس وقت ذکر میں مشغول نہیں اگر پیشانی کے علاوہ کسی عضو کو اٹھا کر دوبارہ رکھ لے تو کوئی اشکال نہیں۔

(۱۰۵۳) اگر بعد اس کے کہ سر سجدہ سے اٹھالیا معلوم ہو کہ بدن کے سکون سے پہلے ذکر کیا تھا یا ذکر کے ختم ہونے سے پہلے سر اٹھالیا تھا تو نماز صحیح ہے۔

(۱۰۵۴) پہلے سجدہ کا ذکر ختم ہو جانے کے بعد بیٹھ جائے یہاں تک کہ بدن کے ساکن ہو جانے کے بعد دوبارہ سجدہ میں جائے۔

(۱۰۵۵) نمازی کی پیشانی کی جگہ اس کے گھٹنوں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند یا پست نہ ہو بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی پیشانی کی جگہ اس کے پاؤں کی انگلیوں کی جگہ سے ملی ہوئی چار انگلیوں سے زیادہ بلند یا پست نہ ہو۔

(۱۰۵۶) ڈھلان والی زمین میں کہ جس کا ڈھلان درست معلوم نہیں احتیاط واجب یہ ہے کہ نمازی کی پیشانی کی جگہ اس کے پاؤں کی انگلیوں اور گھٹنوں کے سروں سے ملی ہوئی چار انگلیوں سے زیادہ بلند نہ ہو۔

(۱۰۵۷)۔ اگر بھول کر پیشانی کسی ایسی جگہ پر رکھے جو پاؤں کی انگلیوں اور گھٹنوں کے سروں سے ملی ہوئی چار انگلیوں سے زیادہ اونچی ہے تو اگر وہ اتنی بلند ہے کہ عرفاً نہیں کہتے کہ یہ سجدہ کی حالت میں ہے تو اسے اختیار ہے کہ سر کو اٹھالے اور اس چیز پر رکھے کہ جس کی اونچائی ملی ہوئی چار انگلیوں کے برابر یا اس سے کم ہو یا یہ کہ سر کو اس جگہ کی طرف کھینچے کہ جو ضم شدہ چار انگلیوں کے برابر یا اس سے کم ہو اور اگر اس کی اونچائی اتنی ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ سجدہ کی حالت میں ہے تو بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ پیشانی اس چیز کی طرف کھینچے کہ جس کی بلندی ایک دوسرے سے ضم شدہ چار انگلیوں کے برابر یا اس سے کم ہو اور اگر پیشانی کا کھینچنا ممکن نہیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز ختم کرنے کے بعد دوبارہ پڑھے۔

(۱۰۵۸) ۔ پیشانی اور جس چیز پر سجدہ کرنا ہے ان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو پس اگر سجدہ گاہ اتنی میلی ہے کہ پیشانی خود سجدہ گاہ تک نہیں پہنچتی تو سجدہ باطل ہے البتہ اگر مثلاً سجدہ گاہ کا صرف رنگ بدلا ہوا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۰۵۹) حالت سجدہ میں ہتھیلی زمین پر ہونی چاہیئے البتہ ہاتھ کی پشت حالت مجبوری میں زمین پر رکھنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر ہاتھ کی پشت بھی ممکن نہیں تو پھر ہاتھ کی کلائی رکھ لے اور اگر یہ بھی ممکن نہیں تو کہنی تک جس جگہ کو رکھ سکتا ہے رکھے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو بازو کا رکھنا کافی ہے۔

(۱۰۶۰) احتیاط واجب کی بنا پر سجدہ میں پاؤں کی انگلیوں کے سرے زمین پر رکھنے چاہئیں اور اگر پاؤں کی دوسری انگلیاں یا پاؤں کی پشت زمین پر رکھے یا ناخن بلند ہونے کی وجہ سے انگوٹھے کا سرا زمین پر نہیں لگتا تو نماز باطل ہے اور جو شخص مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اپنی نمازیں اسی طرح پڑھتا رہا ہے اس کے لئے احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ نمازیں دوبارہ پڑھے۔

(۱۰۶۱) جس شخص کے انگوٹھے کا کچھ حصہ کٹا ہوا ہو وہ باقی حصہ زمین پر لگائے اور اگر کچھ بھی باقی نہیں یا بقیہ بہت چھوٹا ہے تو باقی انگلیاں زمین پر رکھے اور اگر کوئی انگلی نہیں تو جتنا پاؤں باقی ہے وہ زمین پر رکھ دے۔

(۱۰۶۲) اگر خلاف معمول سجدہ کرے مثلاً سینہ اور شکم زمین سے لگا دے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور اگر وہ پاؤں پھیلا دے تو چاہے اس کے سات عضو جو بیان ہو چکے ہیں زمین پر بھی لگے ہوں تو بھی اسے نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔

(۱۰۶۳) سجدہ گاہ یا کوئی اور چیز کہ جس پر سجدہ کرتے ہیں پاک ہو البتہ اگر مثلاً سجدہ گاہ کو نجس فرش پر رکھ دے یا سجدہ گاہ کی ایک طرف نجس تھی اور اس نے پیشانی پاک طرف پر رکھی ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۰۶۴) اگر پیشانی پر پھوڑا وغیرہ ہو تو اگر ممکن ہو سکے تو پیشانی کی صحیح و سالم جگہ پر سجدہ کرے اور اگر یہ ممکن نہیں تو زمین میں ایک گڑھا کھودے اور پھوڑا اس گڑھے میں اور صحیح و سالم جگہ کی اتنی مقدار کہ جو سجدہ کے لئے کافی ہے زمین پر رکھے۔

(۱۰۶۵) اگر پھوڑا یا زخم پوری پیشانی کو گھیرے ہوئے ہوں تو پیشانی کی دونوں اطراف میں سے کسی ایک طرف پر سجدہ کرے اور اگر یہ بھی ممکن نہیں تو ٹھوڑی پر کرے اور اگر ٹھوڑی پر بھی نہیں ہو سکتا تو چہرہ کی جس جگہ پر ہو سکے سجدہ کرے اور اگر چہرہ کی کسی جگہ پر ممکن نہ ہو تو سر کے اگلے حصہ پر سجدہ کرے۔

(۱۰۶۶) ۔ جو شخص پیشانی زمین تک نہیں پہنچا سکتا تو جتنا ہو سکے جھکے اور سجدہ گاہ وغیرہ کہ جن پر سجدہ صحیح ہے وہ کسی بلند جگہ پر رکھ لے اور اس طرح پیشانی اس کے اوپر رکھے کہ لوگ کہیں کہ سجدہ کر رہا ہے البتہ ہتھیلیاں، گھٹنے اور پاؤں کے انگوٹھے معمول کے مطابق زمین پر رکھے۔

(۱۰۶۷) جو شخص بالکل نہیں جھک سکتا وہ سجدہ کے لئے بیٹھ جائے اور سر کے ساتھ اشارہ کرے اور اگر سر کے ساتھ اشارہ نہ ہو سکے تو آنکھوں سے کرے اور دونوں صورتوں میں احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر ہو سکے تو سجدگاہ کچھ بلند کرے تاکہ پیشانی اس کے اوپر رکھ لے اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو پھر احتیاط مستحب یہ ہے کہ سجدہ گاہ کو اٹھا کر پیشانی پر رکھے اور اگر سر یا آنکھوں سے اشارہ نہیں کر سکتا تو دل میں سجدہ کی نیت کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ہاتھ یا اس قسم کی کسی چیز سے سجدہ کے لئے اشارہ کرے۔

(۱۰۶۸) جو شخص بیٹھ نہیں سکتا وہ کھڑے ہو کر سجدہ کی نیت کرے اور اگر ہو سکے تو سجدہ کے لئے سر کا اشارہ کرے۔ اگر یہ ممکن نہیں تو آنکھوں سے اشارہ کرے اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو دل میں سجدہ کی نیت کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ہاتھ یا اس قسم کی کسی چیز سے سجدہ کے لئے اشارہ کرے۔

(۱۰۶۹) اگر مجبوراً پیشانی سجدہ کی جگہ سے اٹھ جائے پس اگر ممکن ہو تو دوبارہ سجدہ کی جگہ پر نہ پہنچے اور یہ ایک سجدہ شمار ہو جائے گا خواہ ذکر سجدہ کیا ہو یا نہ اور اگر سر کو نہیں روک سکتا اور بے اختیار دوبارہ سجدہ پر چلا گیا ہے تو تمام ایک ہی سجدہ شمار ہوگا اور اگر پہلے ذکر نہیں کہہ چکا تھا تو اب کہہ لے۔

(۱۰۷۰) جس جگہ پر انسان کو تقیہ کرنا ہے وہاں فرش وغیرہ پر سجدہ کر سکتا ہے اور ضروری نہیں کہ نماز کے لئے کہیں اور چلا جائے۔

۱۰۷۱ ۔ اگر ایسی چیز پر سجدہ کرے کہ جس پر بدن سکون سے نہیں رہ سکتا تو سجدہ باطل ہے البتہ توشک وغیرہ کہ جس پر سر رکھنے اور توشک کے کچھ نیچے چلے جانے کے بعد سکون حاصل ہو جاتا ہے، سجدہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں۔

(۱۰۷۲) اگر انسان مجبور ہے کہ کیچڑ والی زمین پر نماز پڑھے تو اسے اختیار ہے کہ کھڑے ہوئے سجدہ کے لئے سر سے اشارہ کرے اور تشہد بھی کھڑے ہو کر پڑھے اور اگر سجدہ اور تشہد معمول کے مطابق بجالائے تو بھی اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۰۷۳) پہلی اور تیسری رکعت کہ جن میں تشہد نہیں مثلاً نماز ظہر و عصر اور عشا کی تیسری رکعت اگر دوسرے سجدہ کے بعد بغیر اس کے کہ کچھ بیٹھے بعد کی رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے البتہ احتیاط واجب

یہ ہے کہ دوسرے سجدہ کے بعد سکون سے بیٹھے اور پھر اٹھے۔

وہ چیزیں کہ جن پر سجدہ صحیح ہے!

(۱۰۷۴) ۔ سجدہ زمین اور ان چیزوں پر ہو سکتا ہے جو زمین سے اگتی ہیں اور کھانے کے کام نہیں آتیں مثلاً لکڑی اور درخت کے پتے اور وہ چیزیں جو کھانے اور پہننے کے کام آتی ہیں ان پر سجدہ صحیح نہیں اور معدنیات پر بھی مثلاً سونا چاندی عقیق فیروزہ پر سجدہ باطل ہے۔ باقی رہا معدنی پتھروں پر سجدہ کرنا مثلاً سنگ مرمر یا سیاہ پتھر تو اس میں کوئی اشکال نہیں۔

(۱۰۷۵) احتیاط واجب یہ ہے کہ درخت مو (انگور) کے پتوں پر اگر وہ تازہ ہوں تو سجدہ نہ کریں۔

(۱۰۷۶) ان چیزوں پر سجدہ کرنا جو زمین سے اگتی ہیں اور جانوروں کی خوراک بنتی ہیں مثلاً چارہ اور گھاس، صحیح ہے۔

(۱۰۷۷) ان پھولوں پر سجدہ کرنا جو خوراک نہیں بنتے صحیح ہے البتہ وہ دوائیاں جو زمین سے اگتی ہیں اور خوراک کے کام آتی ہیں مثلاً گل بنفشہ، گل گاؤزبان تو ان پر سجدہ صحیح نہیں۔

(۱۰۷۸) ایسے گھاس پر سجدہ کرنا جو بعض شہروں میں کھائے جاتے ہیں اور بعض میں نہیں اور کچے میوے پر بھی سجدہ صحیح نہیں۔ لیکن تمباکو پر سجدہ صحیح ہے۔

(۱۰۷۹) آہک اور چونے کے پتھر پر سجدہ کرنا صحیح ہے بلکہ پختہ چونے اور سیمنٹ، اینٹ اور مٹی کے لوٹے اور اس قسم کی چیزوں پر بھی صحیح ہے۔

(۱۰۸۰) اگر کاغذ ایسی چیز سے بنا ہو کہ جس پر سجدہ صحیح ہے مثلاً گھاس تو اس پر سجدہ کر سکتے ہیں اور اس کاغذ پر بھی سجدہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں جو روئی وغیرہ سے بنا ہے۔

(۱۰۸۱) سجدہ کے لئے ہر چیز سے بہتر تربت حضرت سید الشہداء علیہ السلام ہے اور اس کے بعد مٹی اور مٹی کے بعد پتھر اور پتھر کے بعد گھاس ہے۔

(۱۰۸۲) اگر کوئی ایسی چیز انسان کے پاس نہیں کہ جس پر سجدہ صحیح ہے یا اگر ہے لیکن گرمی یا سردی کی زیادتی یا اس قسم کی چیزوں کی وجہ سے اس پر سجدہ نہیں کر سکتا تو اپنے لباس پر سجدہ کرے اگر وہ السی یا روئی سے بنا ہے اور اگر کسی اور چیز کا ہے تو بھی اس پر سجدہ کرلے اور اگر وہ بھی نہیں تو اپنے ہاتھ کی پشت پر اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو کسی معدنی چیز مثلاً عقیق کی انگوٹھی پر سجدہ کرے۔

(۱۰۸۳) کیچڑ اور ڈھیلی مٹی پر کہ جس پر پیشانی ساکن نہیں رہتی اگر کچھ نیچے جانے کے بعد ساکن ہو جائے تو سجدہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں۔

(۱۰۸۴) اگر پہلے سجدہ میں سجدہ گاہ پیشانی سے چمٹ جائے تو اگر سجدہ گاہ وہاں سے الگ کئے بغیر دوبارہ سجدہ کرے تو مشکل ہے۔

(۱۰۸۵) اگر حالت نماز میں سجدہ گاہ گم ہو جائے اور دوسری بھی کوئی چیز موجود نہیں کہ جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے پس اگر وقت وسیع ہے تو نماز توڑ دے اور اگر وقت تنگ ہے تو اپنے لباس پر سجدہ کرے اگر وہ کتان (السی) یا روئی سے بنایا گیا ہے اور اگر کسی اور چیز سے تیار کیا گیا ہے تو بھی اسی پر کرے اور اگر وہ بھی ممکن نہیں تو ہاتھ کی پشت پر کرے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کسی معدنی چیز مثلاً عقیق کی انگوٹھی پر سجدہ کرے۔

(۱۰۸۶) اگر حالت سجدہ میں معلوم ہو کہ جس چیز پر پیشانی رکھی ہوئی ہے اس پر سجدہ باطل ہے اب اگر ممکن ہو تو پیشانی اس سے کھینچ کر ایسی چیز پر رکھے کہ جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے اور اگر وقت تنگ ہے تو اس دستور کے مطابق عمل کرے جو گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے۔

(۱۰۸۷) اگر سجدہ کرنے کے بعد معلوم ہو کہ پیشانی ایسی چیز پر رکھی تھی کہ جس پر سجدہ باطل ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۰۸۸) خداوند عالم کے علاوہ کسی اور کے لئے سجدہ کرنا حرام ہے اور بعض عوام جو آئمہ علیہم السلام کے قبور کے سامنے پیشانی زمین پر رکھتے ہیں اگر شکر خداوندی کے طور پر ہو تو کوئی اشکال نہیں ورنہ حرام ہے۔

مستحبات و مکروہات سجدہ

(۱۰۸۹) سجدہ میں چند چیزیں مستحب ہیں:۔

(۱) جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہے بعد اس کے کہ سر رکوع سے اٹھائے اور پورا کھڑا ہو جائے اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے بعد اس کے کہ پورے طور پر بیٹھ جائے وہ سجدہ میں جانے کے لئے تکبیر کہے۔

(۲) جب مرد سجدہ میں جانا چاہتا ہے تو پہلے اپنے ہاتھ اور عورت اپنے زانو زمین پر رکھے۔

(۳) ناک کی بینی سجدہ گاہ یا کسی ایسی چیز پر رکھے کہ جس پر سجدہ صحیح ہے۔

(۴) سجدہ کی حالت میں ہاتھ کی انگلیاں ایک دوسرے سے ملا کر کان کے برابر اس طرح رکھے کہ ان کے سرے قبلہ رو ہوں۔

۵۔ سجدہ میں دعا کرے اور خدا سے اپنی حاجت طلب کرے اور یہ دعا پڑھے ــــ یا خَیْرَ الْمَسْئُولِیْنَ وَ یَا خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ اُرْزُقْنِیْ وَارْزُقْ عِیَالِیْ مِنْ فَضْلِکَ فَاِنَّکَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم ـ یعنی اے بہترین ذات کہ جس سے سوال کرتے ہیں اور اے بہترین عطا کرنے والے اپنے فضل سے مجھے اور میرے اہل و عیال کو روزی عطا فرما کیونکہ تو ہی فضل عظیم کا مالک ہے!

(۶) سجدہ کے بعد بائیں ران پر بیٹھے اور دائیں پاؤں کی پشت بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے۔

(۷) ہر سجدہ کے بعد جب بیٹھ جائے اور اس کا بدن ساکن ہو جائے تو تکبیر کہے۔

(۸) سجدہ اوّل کے بعد اس کا بدن ساکن ہو جائے تو کہے۔ استغفر اللّٰہ رَبِّیْ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ

(۹) سجدہ کو طول دے اور بیٹھتے وقت اپنے دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے۔

(۱۰) دوسرے سجدہ میں جانے کے لئے بدن کے سکون کی حالت میں اللّٰہ اکبر کہے۔

(۱۱) سجدہ میں درود پڑھے اور اگر اسے قصد ذکری سے کہے کہ جس کا دستور معین ہے تو کوئی اشکال نہیں۔

(۱۲) مرد اپنی کہنیاں اور شکم زمین سے نہ چپٹائیں اور اپنے بازو کھلے رکھیں اور عورتیں اپنی کہنیاں اور شکم زمین سے چپٹائیں اور اعضاء بدن ایک دوسرے سے ملا کر رکھیں اور سجدہ کے باقی مستحبات مفصل کتب میں بیان کئے گئے ہیں۔

۱۰۹۰ سجدہ میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے اور گرد و غبار سجدہ کی جگہ سے دور کرنے کے لئے پھونکنا بھی مکروہ ہے اور اگر پھونکنے کی وجہ سے دو حرف منہ سے نکل جائیں تو نماز باطل ہے اور ان کے علاوہ باقی مکروہات بھی مفصل کتب میں بیان کئے گئے گئے ہیں

قرآن کے واجب سجدے

(۱۰۹۱) والنجم، اقراء، الم تنزیل اور حم سجدہ ــــ ان چار سورتوں میں سے ہر ایک میں ایک سجدہ واجب ہے کہ اگر انسان خود پڑھے یا سنے تو آیت سجدہ ختم ہونے کے فوراً سجدہ کرے اور اگر بھول جائے تو جس وقت یاد آئے سجدہ کرے۔

(۱۰۹۲) انسان جب خود آیت سجدہ پڑھ رہا ہو اگر کسی اور سے بھی سن لے تو اگر اس نے خود سننے کی کوشش کی تو دو سجدے کرے اور اگر ویسے کان میں آواز پڑ گئی تو ایک سجدہ کافی ہے۔

(۱۰۹۳) - اگر نماز کے علاوہ حالت سجدہ میں آیت سجدہ کو پڑھے یا ارادے کے ساتھ دوسرے سے سنے تو سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد دوبارہ سجدہ میں جائے

(۱۰۹۴) اگر آیت سجدہ ایسے شخص سے سنے جو قرآن پڑھنے کی نیت نہیں رکھتا یا مثلاً گراموفون سے آیت سجدہ سنے تو سجدہ کرنا ضروری نہیں البتہ اگر کسی ایسے آلہ سے سن رہا ہے جو کسی انسان کی آواز پہنچا رہا ہے تو پھر سجدہ کرنا واجب ہے۔

(۱۰۹۵) قرآن کا واجب سجدہ کھانے اور پہننے والی چیزوں پر نہیں ہو سکتا البتہ باقی شرائط سجدہ جو نماز میں ضروری ہیں ان کی رعایت لازمی نہیں۔

(۱۰۹۶) قرآن کے واجب سجدہ میں اس طرح عمل کرے کہ لوگ کہیں اس نے سجدہ کیا ہے۔

(۱۰۹۷) جب قرآن کے واجب سجدہ کے لئے پیشانی سجدہ کی نیت سے زمین پر رکھے پس اگرچہ ذکر نہ بھی کہے تو کافی ہے البتہ ذکر کا پڑھنا مستحب ہے اور بہتر ہے کہ یہ کہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حَقًّا حَقًّا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِیمَانًا وَتَصْدِیقًا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

عُبُودِیَّۃً وَرِقًّا سَجَدْتُ لَکَ یَا رَبِّ تَعَبُّدًا وَرِقًّا لَا مُسْتَنْکِفًا وَلَا مُسْتَکْبِرًا بَلْ اَنَا عَبْدٌ ذَلِیلٌ ضَعِیفٌ خَائِفٌ مُسْتَجِیرٌ۔

تشہد

(۱۰۹۸) تمام واجب نمازوں کی دوسری، مغرب کی تیسری اور ظہر و عصر و عشاء کی چوتھی رکعت میں دوسرے سجدہ کے بعد انسان بیٹھ جائے اور بدن کے سکون کے وقت تشہد پڑھے یعنی کہے!

اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

(۱۰۹۹) تشہد کے کلمات صحیح عربی اور جس طرح کہ معمول ہے پے در پے کہے جائیں۔

(۱۱۰۰) اگر تشہد بھول جائے اور کھڑا ہو جائے اور رکوع سے پہلے اسے یاد آجائے کہ تشہد نہیں پڑھا تو فوراً بیٹھ جائے اور تشہد پڑھنے کے بعد کھڑا ہو اور جو کچھ اس رکعت میں پڑھنا ہے اسے پڑھے اور نماز کو ختم کرے اور اگر رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے تو نماز کو ختم کرے اور نماز کے سلام کے بعد تشہد کی قضا دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ بھولے ہوئے تشہد کے لئے دو سجدے سہو کے بجا لائے۔

(۱۱۰۱) مستحب ہے کہ تشہد کی حالت میں بائیں ران پر بیٹھے اور دائیں پاؤں کی پشت بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے اور تشہد سے پہلے کہے — اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ — یا کہے — بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَخَیْرُ الْاَسْمَآءِ لِلّٰہِ — اور یہ بھی مستحب

ہے کہ ہاتھ رانوں پر رکھے اور انگلیاں ایک دوسرے سے ملی ہوں اور نگاہ اس کی اپنی گود کی طرف ہو اور تشہد کے ختم ہونے کے بعد کہے۔ وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَہٗ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ۔

(۱۱۰۲) مستحب ہے کہ عورتیں تشہد پڑھتے وقت اپنی رانیں ایک دوسرے سے ملا دیں۔

سلام نماز

۱۱۰۳ آخری رکعت کے تشہد کے بعد مستحب ہے کہ بیٹھے ہوئے جب کہ بدن ساکن ہو کہے۔ السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ اور اس کے بعد السلام علیکم کہنا چاہیے اور احتیاط واجب کی بنا پر و رحمۃ اللہ و برکاتہ کا اضافہ کرے یا کہے السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین

۱۱۰۴ ۔ اگر نماز میں سلام بھول جائے اور اس وقت اسے یاد آئے جب کہ ابھی تک نماز کی صورت نہیں بگڑی اور کوئی ایسا کام بھی نہیں کیا کہ جس کے جان بوجھ کر کرنے یا بھول کر کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے مثلاً قبلہ کی طرف پشت نہیں کی تو وہ سلام کہے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۰۵) اگر سلام بھول جائے اور ایسے وقت میں یاد آئے کہ جب نماز کی صورت بگڑ چکی ہو تو اگر نماز کی صورت بگڑنے سے پہلے کوئی ایسا کام نہ کر چکا ہو کہ جان بوجھ کر یا بھول کر کیا جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے مثلاً قبلہ کی طرف پشت نہ کی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر صورت نماز بگڑنے سے پہلے کوئی ایسا کام کر چکا کہ جس کے جان کر یا بھول کر کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے تو بنا بر احتیاط نماز باطل ہے اگرچہ اس کا صحیح ہونا قوت سے خالی نہیں۔

ترتیب

(۱۱۰۶)۔ اگر جان بوجھ کر نماز کی ترتیب بدل دے مثلاً سورہ کو الحمد سے پہلے پڑھ لے یا سجدے رکوع سے پہلے کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۱۰۷)۔ اگر نماز کے کسی رکن کو بھول جائے اور اس کے بعد والا رکن بجا لائے مثلاً رکوع کرنے سے پہلے دو سجدے کرلے تو نماز باطل ہے۔

(۱۱۰۸) ۔ اگر کوئی رکن بھول جائے اور اس کے بعد والی کوئی چیز بجا لائے جو رکن نہیں مثلاً دو سجدے کرنے سے پہلے تشہد پڑھ لے تو وہ اس رکن کو بجا لائے اور جو چیز اس سے پہلے غلطی سے پڑھ لی ہے اسے دوبارہ پڑھے۔

(۱۱۰۹) ۔ اگر کوئی ایسی چیز بھول جائے کہ جو رکن نہیں اور اس کے بعد والے رکن کو بجا لائے مثلاً الحمد بھول گیا

اور رکوع میں چلا گیا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۱۰) - اگر کسی ایسی چیز کو بھول گیا ہے جو رکن نہیں اور اس کے بعد والی چیز بجالائے جب کہ وہ بھی رکن نہیں مثلاً الحمد بھول جائے اور سورۃ پڑھ لے تو اگر بعد والے رکن میں مشغول ہو گیا ہے مثلاً رکوع میں اسے یاد آیا ہے کہ الحمد نہیں پڑھی تو وہ آگے بڑھ جائے اور اس کی نماز صحیح ہے اور اگر بعد والے رکن میں مشغول نہیں ہوا تو بھولی ہوئی چیز کو بجالائے اور اس کے بعد دوبارہ اس چیز کو پڑھے جو اشتباہاً پہلے پڑھ چکا ہے۔

(۱۱۱۱) - اگر پہلا سجدہ اس خیال سے کہ دوسرا ہے یا دوسرا اس خیال سے کہ پہلا ہے بجالائے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس کا پہلا سجدہ پہلا اور دوسرا سجدہ دوسرا شمار ہو جائے گا۔

موالات

(۱۱۱۲) - انسان کو چاہئے کہ وہ نماز موالات کے ساتھ پڑھے یعنی نماز کے افعال مثلاً رکوع و سجود و تشہد پے در پے بجالائے اور جو چیز نماز میں پڑھتا ہے وہ بطور معمول ایک دوسرے کے فوراً بعد پڑھے اور اگر ان کے درمیان اتنا فصل ڈال دے کہ لوگ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو اسکی نماز باطل ہے اگرچہ بھول کر بھی ہوا ہو۔

(۱۱۱۳) - اگر نماز میں جان بوجھ کر اس کے حروف اور کلمات کے درمیان فصل کر دے لیکن فاصلہ اتنا نہ ہو کہ نماز کی شکل بگڑ جائے تو احتیاطاً واجب کی بنا پر اس کی نماز باطل ہو جائیگی اور اگر بھول کی وجہ سے ہو تو اگر بعد کے رکن کو شروع نہیں کیا تو ان حروف اور کلمات کو دوبارہ معمول کے مطابق پڑھے اور اگر بعد والے رکن میں مشغول ہو چکا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۱۴) - رکوع اور سجود کو طول دینا اور بڑی بڑی سورتیں پڑھنا موالات کو نہیں توڑتا۔

قنوت

(۱۱۱۵) - تمام واجب اور مستحب نمازوں میں دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے اور نماز وتر میں باوجودیکہ ایک رکعت ہے رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے اور نماز جمعہ کی ہر رکعت میں قنوت ہے اور نماز آیات میں پانچ قنوت ہیں اور نماز عید الفطر اور عید قربان کی پہلی رکعت میں پانچ اور دوسری میں چار قنوت ہیں۔

(۱۱۱۶) - اگر قنوت پڑھنا چاہے تو احتیاطاً ہاتھ چہرے کے مدمقابل بلند کرے اور بقصد رجاء دونوں ہتھیلیاں ملاکر

آسمان کی طرف رکھے اور انگوٹھے کے علاوہ باقی انگلیاں بھی ملی ہوئی ہوں اور اس کی نظر ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر رہے۔

(۱۱۱۷) - قنوت میں جو بھی ذکر کہے یہاں تک کہ ایک دفعہ سبحان اللّٰہ وہ کافی ہے اور بہتر یہ ہے کہ کہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ الحَلِیمُ الکَرِیمُ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ العَلِیُّ العَظِیمُ سُبحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبعِ وَرَبِّ الاَرَضِینَ السَّبعِ وَمَا فِیھِنَّ وَمَا بَینَھُنَّ وَرَبِّ العَرشِ العَظِیمِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ۔

(۱۱۱۸) - مستحب ہے کہ انسان قنوت بلند آواز سے پڑھے البتہ وہ شخص جو جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے اگر پیش نماز اس کی آواز کو سن رہا ہے تو بلند آواز سے پڑھنا اس کے لئے مستحب نہیں۔

(۱۱۱۹) - اگر جان بوجھ کر قنوت نہ پڑھے تو اس کی قضا نہیں اور اگر بھول جائے اور بمقدار رکوع جھکنے سے پہلے اسے یاد آجائے تو مستحب ہے کہ سیدھا ہو کر اسے بجا لائے اور اگر رکوع میں یاد آئے تو مستحب ہے کہ رکوع کے بعد اس کی قضا دے اور اگر سجدہ میں یاد آئے تو مستحب ہے کہ نماز کے سلام کے بعد اس کی قضا دے۔

ترجمہ نماز

۱۔ سورہ الحمد کا ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

یعنی شروع کرتا ہوں اس خدا کے نام سے جو دنیا میں مومن و کافر پر رحم کرتا ہے اور آخرت میں مومن پر رحم کرے گا۔

الحمد للہ رب العالمین : یعنی تعریف مخصوص ہے اس خدا کے لئے جو تمام موجودات کا پروردگار ہے۔

الرحمٰن الرحیم : یعنی جو دنیا میں مومن و کافر اور آخرت میں مومن پر رحم کرے گا۔

مالک یوم الدین : یعنی بادشاہ اور صاحب اختیار ہے قیامت کے دن کا۔

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡن : یعنی ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے اور صرف تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔

اھدنا الصراط المستقیم : یعنی ہمیں سیدھے راستے پر گامزن رکھ جو کہ دین اسلام ہے۔

صراط الذین انعمت علیھم : یعنی ایسے لوگوں کا راستہ کہ جن پر تو نے احسان کیا ہے جو کہ انبیاء اور ان کے جانشین ہیں۔

غیر المغضوب علیھم ولا الضالین : یعنی نہ ان لوگوں کا راستہ کہ جن پر تو نے غضب کیا اور نہ وہ لوگ جو گمراہ ہیں۔

۲۔ سورہ قل ھو اللہ احد کا ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ قل ھو اللہ احد : یعنی کہہ دو اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ وہ خدا ئے یکتا ہے۔

اللہ الصمد : یعنی وہ خدا جو تمام موجودات سے بے نیاز ہے۔

لم یلد ولم یولد : یعنی نہ اس کا کوئی بیٹا ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔
ولم یکن لہ کفواً احد : یعنی مخلوقات میں اس کا کوئی مثل نہیں۔

۳۔ ذکر، رکوع وسجود اور اُن اذکار کا ترجمہ جو اُن کے بعد مستحب ہیں

سبحان ربی العظیم وبحمدہ : یعنی میرا عظیم پروردگار ہر عیب و نقص سے پاک و منزہ ہے اور میں اس کی تعریف میں مشغول ہوں۔
سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ : یعنی میرا پروردگار جو ہر ایک سے بالاتر ہے ہر عیب سے اور ہر نقص سے پاک و منزہ ہے۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں۔
سمع اللہ لمن حمدہٗ : یعنی خدا سنتا اور قبول کرتا ہے اس کی حمد و ثنا جو اس کی تعریف کرے۔
استغفر اللہ ربی واتوب الیہ : یعنی میں مغفرت طلب کرتا ہوں اس خدا سے جو میرا پالنے والا ہے اور میں اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔
بحول اللہ وقوتہٖ اقوم واقعد : یعنی خدا کی مدد اور قوت سے میں اٹھتا بیٹھتا ہوں۔

۴۔ ترجمہ قنوت

لآ الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم : یعنی کوئی لائق پرستش نہیں سوائے اس خدا کے جو صاحب حلم و کرم ہے۔
لآ الٰہ الا اللہ العلی العظیم : یعنی خدائے بلند مرتبہ اور صاحب بزرگی و عظمت کے علاوہ کوئی بندگی کے لائق نہیں۔
سبحان اللہ رب السمٰوٰت السبع ورب الارضین السبع : یعنی پاک و منزہ ہے وہ جو سات آسمانوں اور سات زمینوں کا پروردگار ہے۔
وما فیھن وما بینھن ورب العرش العظیم : یعنی آسمانوں اور زمینوں اور ان دونوں کے درمیان کی ہر چیز اور عرش عظیم کا پروردگار ہے۔
والحمد للہ رب العالمین : یعنی حمد و ثنا مخصوص ہے اس خدا کے لئے جو تمام موجودات کا مالک ہے۔

۵ - تسبیحاتِ اربعہ کا ترجمہ

سبحان اللہ والحمد للہ ولآ الٰہ الا اللہ واللہ اکبر : یعنی پاک و منزہ ہے خدائے تعالیٰ اور حمدؐ ثنا مخصوص ہے اللہ کے لیے اور اللہ کے علاوہ کوئی لائق پرستش نہیں اور خدا اس سے بزرگ ہے کہ اس کی تعریف ہو سکے۔

۶ - تشہد کا ترجمہ

الحمد للہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ : یعنی تعریف مخصوص ہے اللہ تعالیٰ کے لیے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ صرف اللہ ہی لائق عبادت ہے وہ ایسا یگانہ ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں۔

واشہدان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ : یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور بھیجے ہوئے رسول ہیں۔

اللّٰہم صل علیٰ محمدٍ وآل محمدٍ : یعنی خدایا رحمت نازل کر محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

وتقبل شفاعتہٗ وارفع درجتہٗ : یعنی سرکار رسالتؐ کی شفاعت کو قبول کر اور ان کے درجہ کو بلند فرما۔

السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ : یعنی سلام ہو آپ پر اے نبیؐ ! اور رحمت و برکاتِ خداوندی آپؐ پر نازل ہوں۔

السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصّٰلحین : یعنی خدا کا سلام ہم نمازیوں اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر ہو۔

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہٗ : یعنی خدا کا سلام رحمت اور برکتیں تم مومنین پر ہوں۔

تعقیباتِ نماز

(۱۱۲۰) - مستحب ہے کہ انسان نماز کے بعد کچھ دیر تعقیبات میں مشغول رہے یعنی ذکر، دعا اور قرآن پڑھے اور بہتر ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھے اور وضو، غسل یا تیمم اس کا باطل ہو قبلہ رُخ ہو کر تعقیبات پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ تعقیبات عربی میں پڑھے، البتہ بہتر ہے کہ جو چیزیں دعاؤں کی کتابوں میں بیان کی گئی ہیں انہیں پڑھے اور منجملہ ان تعقیبات کے کہ جن کی زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ ایک

تسبیح حضرت زہرا سلام اللہ علیہا ہے کہ جسے اس ترتیب سے کہنا ہے — ۳۴ اللہ اکبر — اس کے بعد ۳۳ مرتبہ الحمد للہ — اور اس کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ — اور سبحان اللہ کو الحمد للہ سے پہلے بھی کہا جا سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ الحمد للہ کے بعد کہا جائے۔

(۱۱۲۱) - مستحب ہے کہ نماز کے بعد سجدہ شکر کریں اور اگر صرف پیشانی ہی شکر کی نیت سے زمین پر رکھ لے تو کافی ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ سو مرتبہ، تین مرتبہ یا ایک مرتبہ شکراً للہ یا شکراً یا عفواً کہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ جس وقت انسان پر نعمت نازل ہو یا مصیبت دور ہو تو سجدۂ شکر بجا لائے۔

رسولِ اکرمؐ پر درود

(۱۱۲۲) - جس وقت انسان اسم مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلاً محمدؐ و احمدؐ یا آپ کا لقب اور کنیت مثلاً مصطفےٰ ابوالقاسم لے یا سنے تو مستحب ہے کہ آپ پر درود بھیجے۔

(۱۱۲۳) - جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھے تو مستحب ہے کہ صلوات بھی لکھے اور یہ بھی مستحب ہے کہ جب کبھی آنحضرتؐ کو یاد کرے تو صلوات بھیجے۔

مبطلاتِ نماز

(۱۱۲۴) - بارہ چیزیں نماز کو باطل کرتی ہیں اور انہیں مبطلات کہتے ہیں۔

۱۔ یہ کہ اثنا نماز میں اس کی شرائط میں سے کوئی ایک شرط نہ رہے مثلاً دوران نماز معلوم ہو جائے کہ مکان نماز غصبی ہے۔

۲۔ یہ کہ حالت نماز میں جان بوجھ کر یا بھول کر یا مجبوراً کوئی ایسی چیز درپیش ہو جو وضو یا غسل کو باطل کر دیتی ہے مثلاً اس سے پیشاب خارج ہو البتہ وہ شخص جو اپنے آپ کو پیشاب یا پاخانہ کے خارج ہونے سے محفوظ نہیں رکھ سکتا اگر حالت نماز میں پیشاب یا پاخانہ اس سے خارج ہو جائے تو اگر اس دستور پر عمل کیا ہے جو احکام وضو میں بیان ہو چکا ہے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی اور اگر اسی طرح حالت نماز میں مستحاضہ عورت کو خون آ جائے تو اگر وہ مستحاضہ کے لئے معین شدہ دستور کے مطابق عمل کرتی رہی ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۲۵) ۔ جس شخص کو بے اختیار نیند آ جائے تو اگر اسے یہ معلوم نہ ہو کہ نیند حالت نماز میں آگئی تھی یا اس کے بعد تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے البتہ اگر نماز کے پورے ہو جانے کو تو جانتا ہے لیکن یہ شک ہے کہ نیند حالت نماز میں آئی تھی یا اس کے بعد تو اس کی نماز صحیح ہے ۔

(۱۱۲۶) ۔ اگر وہ جانتا ہے کہ میں اپنے اختیار سے سویا تھا لیکن یہ شک کرے کہ نماز کے بعد سویا تھا یا حالت نماز میں مجھے یہ یاد نہیں رہا کہ میں نماز میں مشغول ہوں اور سو گیا تو اس کی نماز صحیح ہے ۔

(۱۱۲۷) ۔ اگر حالت سجدہ میں نیند سے بیدار ہو اور شک کرے کہ نماز کا یہ آخری سجدہ ہے یا سجدہ شکر ہے تو وہ نماز دوبارہ پڑھے ۔

۳ ۔ مبطلات نماز میں سے ایک یہ ہے کہ بعض اشخاص کہ جو شیعہ نہیں ان کی طرح ہاتھ پہ ہاتھ رکھ لے ۔ (ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا)

(۱۱۲۸) ۔ جب ادب کے طور پر ہاتھ باندھ لے اگرچہ ان لوگوں (ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے والے) کی طرح نہ ہو تو بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے البتہ اگر بھول کر یا مجبوراً کسی اور وجہ سے مثلاً خراشنے کے لئے ہاتھ پہ ہاتھ کو رکھ دے تو کوئی اشکال نہیں ۔

۴ ۔ یہ کہ الحمد پڑھنے کے بعد آمین کہے البتہ اگر بھول کر یا تقیہ کے طور پر کہہ دے تو نماز باطل نہیں ہوتی ۔

۵ ۔ یہ کہ جان بوجھ کر یا بھول کر قبلہ کی طرف پشت یا قبلہ کی دائیں یا بائیں طرف مڑ جائے بلکہ اگر جان بوجھ کر یا بھول کر اتنا مڑ جائے کہ اسے قبلہ رخ نہ کہیں چاہے وہ دائیں یا بائیں طرف تک نہ پہنچے تو اس کی نماز باطل ہے ۔

(۱۱۲۹) ۔ اگر جان بوجھ کر اپنا پورا چہرہ قبلہ کی دائیں یا بائیں طرف کر دے تو اس کی نماز باطل ہے بلکہ اگر بھول کر بھی چہرہ کو اتنی مقدار موڑ لے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ پہلی نماز کو تمام کرے البتہ اگر سر تھوڑا سا موڑ لے جان بوجھ کر ہو یا بھول کر تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی ۔

۶ ۔ مبطلات میں سے یہ ہے کہ جان بوجھ کر کوئی کلمہ کہے جبکہ اس کلمہ سے معنی کا ارادہ بھی کرے اگرچہ اس کا کوئی معنی بھی نہ ہو اور ایک حرف بھی ہو بلکہ اگر قصد و ارادہ بھی نہ رکھتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے جبکہ وہ کلمہ دو یا دو سے زیادہ حرف والا ہو البتہ اگر بھول کر کہے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی ۔

(۱۱۳۰) ۔ اگر کوئی ایسا کلمہ کہے کہ جو ایک حرف ہے تو اگر اس کلمہ کا کوئی معنی ہے جیسے ق کہ جس کا عربی زبان میں معنی ہے محفوظ رکھ تو اگر یہ کہنے والا اس کے معنی کو جانتا ہے اور اس کا ارادہ بھی کرے تو اس کی نماز باطل ہے بلکہ اگر معنی کا ارادہ نہ کرے لیکن اس کے معنی کی طرف ملتفت ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ نماز دوبارہ پڑھے ۔

(۱۱۳۱) کھانسنا، جمائی لینا اور آہ کھینچنا نماز میں کوئی اشکال نہیں رکھتے البتہ اخ، اہ اور اس طرح کے ایسے الفاظ کہنا کہ جو دو حرف ہیں اگر جان بوجھ کر کہے تو نماز باطل ہو جائے گی ۔

(۱۱۳۲) اگر کوئی کلمہ ذکر کی نیت سے کہے مثلاً ذکر کی نیت سے اللہ اکبر کہے اور اسے کہتے وقت بلند آواز سے کہے تاکہ دوسرا آدمی اس سے کوئی بات سمجھ لے تو کوئی حرج نہیں البتہ اگر اس نیت سے کہ اس سے کسی کو کوئی بات سمجھائے اگرچہ ضمناً ذکر کی نیت بھی ساتھ ہو تو نماز باطل ہے ۔

(۱۱۳۳) ۔ نماز میں سوائے ان چار سورتوں کے جن میں سجدہ واجب ہے جو کہ احکام جنابت میں بیان کی جا چکی ہیں اور قرآن پڑھنا اور اسی طرح دعا کرنا اگرچہ فارسی زبان یا دوسری زبان میں ہی کیوں نہ ہو کوئی اشکال نہیں رکھتا ۔

(۱۱۳۴) ۔ اگر الحمد و سورہ کا کچھ حصہ اور اذکار نماز میں سے کوئی چیز جان بوجھ کر یا احتیاطاً کئی مرتبہ کہے تو کوئی حرج نہیں ۔

(۱۱۳۵) ۔ حالت نماز میں انسان کسی پر سلام نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا شخص اس پر سلام کرے تو جواب اس طرح دے کہ سلام مقدم ہو مثلاً السلام علیکم یا سلام علیکم کہے اور علیکم السلام نہ کہے ۔

(۱۱۳۶) ۔ انسان کو چاہیئے کہ سلام کا جواب چاہے نماز میں ہو یا غیر نماز میں فوراً دے اور اگر جان بوجھ کر یا بھول کر جواب سلام میں کچھ تاخیر کر دے اب اگر جواب دینا چاہے تو اس سلام کا جواب نہ شمار ہوتا ہو تو اگر حالت نماز میں ہے تو جواب نہ دے اور وہ اگر حالت نماز میں نہیں تو جواب دینا واجب نہیں ۔

(۱۱۳۷) ۔ جواب سلام اس طرح دے کہ سلام کرنے والا سنے البتہ اگر سلام کرنے والا بہرہ ہو اور اس نے معمول کے مطابق جواب دیا ہے تو یہی کافی ہے ۔

(۱۱۳۸) ۔ نمازی سلام کا جواب جواب کی نیت سے دے نہ کہ دعا کی نیت سے ۔

(۱۱۳۹) ۔ اگر عورت یا مرد نامحرم یا ممیز بچہ یعنی جو بچہ اچھائی برائی کو سمجھتا ہے نمازی پر سلام کرے تو نمازی کو چاہیئے کہ اس کا جواب دے ۔

(۱۱۴۰) ۔ اگر نمازی سلام کا جواب نہ دے تو گنہ گار ہو گا البتہ اس کی نماز صحیح ہے ۔

(۱۱۴۱) ۔ اگر کوئی نمازی پر غلط سلام کرے اس طرح کہ اسے سلام نہ کہیں تو اس کا جواب واجب نہیں ۔

(۱۴۴۲)۔ جو شخص تمسخر اور شوخی کے طور پر سلام کرے تو اس کا جواب واجب نہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ غیر مسلمان مرد یا عورت کے جواب میں سلام یا صرف علیک کہے۔

(۱۴۴۳)۔ اگر کوئی شخص چند آدمیوں پر سلام کرے تو جواب تمام پر واجب ہے لیکن اگر ان میں سے کوئی ایک جواب دے تو کافی ہے۔

(۱۴۴۴)۔ اگر کوئی شخص چند آدمیوں پر سلام کرے اور سلام کرنے والا جس شخص پر سلام کرنے کی نیت نہیں رکھتا اگر وہ جواب دے دے تو بھی ان آدمیوں پر جواب دینا واجب ہے۔

(۱۴۴۵)۔ اگر ایک شخص چند اشخاص پر سلام کرے اور جو شخص نماز میں مشغول ہے وہ شک کرے کہ سلام کرنے والا اس پر بھی سلام کرنے کی نیت رکھتا تھا یا نہیں تو وہ جواب نہ دے اور یہی حکم ہے اگر اسے معلوم ہو کہ وہ اس کا قصد بھی رکھتا تھا لیکن دوسرے شخص نے جواب دے دیا تھا اور اگر کسی دوسرے شخص نے جواب نہیں دیا تو پھر یہ اس کا جواب دے۔

(۱۴۴۶)۔ سلام کرنا مستحب ہے اور اس کی بہت تاکید کی گئی ہے کہ سوار پیادے پر اور کھڑا ہوا بیٹھے ہوئے پر اور چھوٹا بڑے پر سلام کرے۔

(۱۴۴۷)۔ جب دو شخص بیک وقت ایک دوسرے پر سلام کریں تو ہر ایک پر واجب ہے کہ دوسرے کا جواب دے۔

(۱۴۴۸)۔ حالت نماز کے علاوہ مستحب ہے کہ جواب سلام، سلام سے بہتر ہو مثلاً کسی نے سلام علیکم کہا ہے تو جواب میں سلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے۔

۷۔ مبطلات نماز میں سے آواز اور ترنم کے ساتھ ہنسنا ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر آواز اور ترنم کے بغیر ہنسنا جو جان بوجھ کر ہو مبطلات میں سے ہے۔ اور اگر بھول کر آواز کے ساتھ یا زیر لب ہنسے تو نماز باطل نہیں ہوگی۔ تو نماز باطل نہیں ہوگی۔

(۱۴۴۹)۔ اگر ہنسی کی آواز روکنے کی وجہ سے اس کی حالت متغیر ہو جائے مثلاً اس کا رنگ سرخ ہو جائے تو اگر نمازی کی شکل سے خارج ہو جائے تو نماز دوبارہ پڑھے۔

۸۔ مبطلات نماز میں سے یہ ہے کہ کسی دنیاوی کام کے لئے آواز سے گریہ کرے البتہ اگر کسی دنیاوی کام کے لئے بغیر آواز کے گریہ کرے تو کوئی اشکال نہیں البتہ اگر خوف خدا یا آخرت کے لئے روئے آہستہ ہو یا بلند تو اس میں کوئی اشکال نہیں بلکہ بہترین عمل ہے۔

۹۔ مبطلات نماز میں سے وہ کام ہے جو نماز کی شکل وصورت کو ختم کر دے مثلاً تالیاں بجانا یا اچھلنا

یا اس قسم کے کام کرنا تھوڑا ہو یا بہت جان بوجھ کر کرے یا بھول کر البتہ وہ کام جو صورت نماز کو خراب نہ کرے مثلاً ہاتھ سے اشارہ کرنا تو اس میں کوئی اشکال نہیں ۔

(۱۱۵۰) ۔ اگر حالت نماز میں اتنی دیر خاموش ہو جائے کہ لوگ نہ کہیں یہ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز باطل ہے ۔

(۱۱۵۱) ۔ اگر نماز میں کوئی کام کرے یا کچھ دیر خاموش رہے اور شک ہو جائے کہ نماز کی صورت بگڑی ہے یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے ۔

۱۰ ۔ مبطلات نماز میں سے کھانا پینا ہے جب کہ وہ حالت نماز میں اس طرح کچھ کھائے یا پیئے کہ لوگ نہ کہیں کہ یہ نماز پڑھ رہا ہے ۔

(۱۱۵۲) ۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ حالت نماز میں نہ کوئی چیز کھائے اور نہ پیئے چاہے اس سے نماز کی موالات ختم ہوتی ہو یا نہیں چاہے لوگ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے یا کہ نہیں ۔

(۱۱۵۳) ۔ اگر حالت نماز میں دانتوں کے درمیان رہی ہوئی غذا کھالے تو نماز باطل نہیں ہوتی اگر قند یا چینی یا اس قسم کی کوئی چیز منہ میں رہ گئی ہو اور حالت نماز میں آہستہ آہستہ پانی ہو کر اندر جا رہی ہو تو نماز میں اشکال ہے ۔

(۱۱) مبطلات نماز میں سے دو رکعتی، تین رکعتی یا چار رکعتی نماز کی پہلی دو رکعت میں شک کرنا ہے ۔

(۱۲) مبطلات نماز میں سے یہ ہے کہ نماز کا رکن جان بوجھ کر یا بھول کر کم یا زیادہ کردے یا جو چیز رکن نہیں اسے جان بوجھ کر کم یا زیادہ کرے ۔

(۱۱۵۴) ۔ اگر نماز کے بعد شک کرے کہ حالت نماز میں کوئی ایسا کام انجام دیا ہے جو نماز کو باطل کردیتا ہے یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے ۔

جو چیزیں نماز میں مکروہ ہیں

(۱۱۵۵) ۔ مکروہ ہے کہ حالت نماز میں چہرہ تھوڑا سا دائیں یا بائیں طرف پھیرے اور آنکھوں کو بند کرے یا دائیں بائیں طرف پھیرے اور اپنی داڑھی اور ہاتھ سے کھیلتا رہے اور انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کرے تھوکے قرآن کتاب یا انگوٹھی پر لکھے ہوئے کی طرف نظر کرے اور اسی طرح مکروہ ہے کہ الحمد یا سورت یا ذکر پڑھتے وقت کسی کی آواز سننے کے لئے خاموش ہو جائے بلکہ ہر وہ کام جو خشوع و خضوع کو ختم کردے وہ مکروہ ہے ۔

(۱۱۵۶) ۔ جب نیند آرہی ہو یا جب پیشاب یا پاخانہ روکے ہوتے ہو تو نماز پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح تنگ

جراب پہننا جو پاؤں کو فشار دے مکروہ ہے اور ان کے علاوہ اور بھی مکروہات مفصل کتب میں درج ہیں۔

وہ جگہیں جہاں واجب نماز کو توڑا جا سکتا ہے!

(۱۱۵۷) ۔ اختیاری صورت میں نماز واجب کو توڑنا حرام ہے البتہ حفظ مال اور مالی و بدنی ضرر سے بچنے کے لئے کوئی حرج نہیں۔

(۱۱۵۸) ۔ اپنی جان کی حفاظت یا جس کی جان کی حفاظت واجب ہے یا ایسے مال کی حفاظت کرنا کہ جس کی حفاظت کرنی ضروری ہے اگر نماز توڑنے کے بغیر ممکن ہو تو نماز نہ توڑے البتہ ایسے مال کے لئے نماز کو توڑنا جس کی کوئی اہمیت نہیں مکروہ ہے۔

(۱۱۵۹) ۔ اگر وسیع وقت میں مشغول نماز ہو اور قرض خواہ اس سے قرض کا مطالبہ کرے تو اگر حالت نماز میں اس کا قرض ادا کر سکتا ہے تو اسی حالت میں کر دے اور اگر نماز توڑنے کے بغیر اس کا قرض ادا کرنا ممکن نہیں تو نماز توڑ دے اور اس کا قرض ادا کرے اور پھر نماز پڑھے۔

(۱۱۶۰) ۔ اگر حالت نماز میں معلوم ہو جائے کہ مسجد نجس ہے تو اگر وقت تنگ ہے تو نماز تمام کرے اور اگر وقت وسیع ہے اور مسجد کے پاک کرنے سے نماز بھی نہیں ٹوٹتی تو حالت نماز میں پاک کرے اور اس کے بعد باقی نماز ادا کرے اور اگر پاک کرنے سے نماز ٹوٹ جائے گی تو نماز توڑ کر مسجد کو پاک کرے اور پھر نماز پڑھے۔

(۱۱۶۱) ۔ جس شخص کو نماز توڑ دینی تھی اگر وہ نماز تمام کرے تو گنہگار ہے لیکن اس کی نماز صحیح ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

(۱۱۶۲) ۔ اگر بمقدار رکوع جھکنے سے پہلے اسے یاد آ جائے تو اذان و اقامت بھول گیا تھا۔ اب اگر نماز کا وقت کافی ہے تو مستحب ہے کہ اذان اقامت کے لئے نماز توڑ دے۔

شکّیاتِ نماز

شکیات نماز کی ۲۳ قسمیں ہیں۔ آٹھ قسم کے وہ شک ہیں جو نماز کو باطل کر دیتے ہیں اور چھ اقسام کی پرواہ نہ کی جائے اور باقی نو قسمیں صحیح ہیں۔

باطل کرنے والے شک

(۱۱۶۳)۔ جو شک نماز کو باطل کر دیتے ہیں وہ یہ ہیں :

۱۔ دو رکعتی نماز کی تعداد رکعات میں شک ہو۔ مثلاً نماز صبح اور نماز مسافر۔ البتہ مستحبی دو رکعتی نمازوں کی تعداد کے شک اور بعض احتیاط کی نمازوں کے شکوک سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

۲۔ تین رکعتی نماز میں تعداد رکعات میں شک۔

۳۔ یہ کہ چار رکعتی نماز میں شک کرے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا اس سے زیادہ۔

۴۔ یہ کہ چار رکعتی نماز میں دوسرا سجدہ پورا ہونے سے پہلے شک ہو کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا زیادہ۔ (اس مسئلہ کی تفصیل صفحہ ۱۸۸ کی صورت چہارم میں ہے)

۵۔ دو اور پانچ یا دو اور پانچ سے زیادہ رکعات میں شک۔

۶۔ تین اور چھ یا تین اور چھ سے زیادہ رکعات میں شک ہو۔

۷۔ رکعات نماز میں شک ہو کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔

۸۔ چار اور چھ یا چار اور چھ سے زیادہ میں شک ہو جائے دوسرے سجدہ کے تمام ہونے سے پہلے یا بعد۔ البتہ اگر دوسرے سجدہ کے بعد چار اور چھ یا چار اور چھ سے زیادہ رکعات میں شک ہو تو نماز کو دوبارہ پڑھے۔

(۱۱۶۴)۔ اگر باطل کرنے والے شکوک میں سے کوئی شک درپیش آئے تو نماز نہیں توڑ سکتا البتہ اگر اتنا فکر کرے کہ شک اپنی جگہ مستحکم ہو جائے تو نماز کے توڑ دینے میں حرج نہیں۔

وہ شک جن کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے

وہ شک جن کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے، حسب ذیل ہیں :

۱۔ ایسی چیز میں شک کرنا کہ جس کا محل و موقعہ گزر چکا ہو مثلاً رکوع کی حالت میں شک کرے کہ الحمد پڑھی تھی یا نہیں۔

۲۔ نماز کے سلام کے بعد شک کرنا۔

۳۔ وقت نماز گزر جانے کے بعد کا شک۔

۴۔ کثیر الشک کا شک یعنی جسے زیادہ شک پڑتا ہے۔

۵۔ پیش نماز کا تعداد رکعات میں شک کرنا جب کہ مقتدی ان کی تعداد کو جانتا ہے۔ اسی طرح مقتدی کا شک جبکہ پیش نماز کو تعداد رکعات یاد ہو۔

۶۔ مستحب نماز میں شک کرنا۔

۱۔ اس چیز کا شک جس کا محل گزر چکا ہے

(۱۱۶۵)۔ اگر حالت نماز میں شک کرے کہ نماز کے افعال واجبہ میں سے فلاں عمل کو کیا ہے یا نہیں مثلاً شک کرے کہ سورہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں، تو اگر اس کے بعد والے کام میں مشغول نہیں ہوا تو پھر جس کے بجالانے میں شک ہے اسے انجام دے اور اگر اس کے بعد والے کام میں مشغول ہو چکا ہے تو شک کی پرواہ نہ کرے۔

(۱۱۶۶)۔ اگر کسی آیت کے پڑھتے وقت شک ہو کہ اس سے پہلے والی آیت پڑھی ہے یا نہیں یا جب آیت کا آخری حصہ پڑھ رہا تھا شک کرے کہ اس کی ابتدا پڑھی ہے یا نہیں تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

(۱۱۶۷)۔ اگر رکوع یا سجدہ کے بعد شک کرے کہ اس کے واجبات کو ادا کیا ہے یا نہیں مثلاً ذکر یا بدن کا سکون تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

(۱۱۶۸)۔ جب سجدہ کی طرف جا رہا ہو شک کرے کہ رکوع کیا ہے یا نہیں یا شک کرے کہ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہوا تھا یا نہیں تو اس شک کی پرواہ نہ کرے۔

(۱۱۶۹)۔ اگر اٹھتے ہوئے شک کرے کہ تشہد پڑھا تھا یا نہیں تو اس کی پرواہ نہ کرے البتہ اگر شک کرے کہ سجدہ

کیا تھا یا نہیں تو پلٹ کر سجدہ بجا لائے۔

(۱۱۷۰) ۔ جو شخص بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھ رہا ہے تو اگر الحمد یا تسبیحات پڑھتے وقت اسے شک ہو کہ سجدہ یا تشہد بجا لایا ہے کہ نہیں تو شک کی پرواہ نہ کرے اور اگر الحمد یا تسبیحات میں مشغول ہونے سے پہلے شک کرے کہ سجدہ یا تشہد پڑھا ہے یا نہیں تو اسے بجا لائے۔

(۱۱۷۱) ۔ اگر ارکان نماز میں سے کسی کے متعلق شک ہو کہ اسے بجا لایا ہے کہ نہیں۔ اگر اس کے بعد والے کام میں مشغول نہیں ہوا تو اس کو بجا لائے مثلاً تشہد پڑھنے سے پہلے شک کرے کہ دو سجدے کئے ہیں یا نہیں تو انہیں بجا لائے اور اگر اس کے بعد یاد آئے کہ اس رکن کو تو بجا لا چکا ہے تو چونکہ رکن زیادہ ہو گیا ہے لہٰذا نماز باطل ہے۔

(۱۱۷۲) ۔ اگر شک کرے کہ وہ عمل جو رکن نہیں بجا لایا ہے یا نہیں اگر اس کے بعد والے عمل میں مشغول نہیں ہوا تو اس کو بجا لائے مثلاً سورہ پڑھنے سے پہلے شک کرے کہ الحمد پڑھا ہے یا نہیں تو الحمد کو پڑھے اور اگر اس کے بعد یاد آئے کہ اس عمل کو تو بجا لا چکا ہے تو چونکہ رکن زیادہ نہیں ہوگیا ہے لہٰذا نماز صحیح ہے۔

(۱۱۷۳) اگر شک کرے فلاں رکن بجا لا چکا ہوں یا نہیں چنانچہ اگر تشہد پڑھ رہا ہے اور شک کرے کہ دو سجدے بجا لایا تھا یا نہ تو اپنے شک کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے اور اگر اسکو یاد آجائے کہ اُس رکن کو بجا نہیں لایا ہے اس صورت میں اگر بعد والے رکن میں داخل نہیں ہوا تو اس کو بجا لائے اور اگر بعد والے رکن کو شروع کر چکا ہے تو اس کی نماز باطل ہے مثلاً اگر بعد والی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آجائے کہ دو سجدے نہیں کئے تو انہیں بجا لائے اور اگر رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۱۷۴) ۔ اگر ایسے عمل کے متعلق شک کرے جو رکن نہیں کہ اسے بجا لایا ہوں یا نہیں تو اگر اس کے بعد والے کام میں مشغول ہو چکا ہے تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے مثلاً جب سورۃ پڑھ رہا ہے اگر شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے اور اگر بعد میں یاد آجائے کہ اسے بجا نہیں لایا تھا تو اگر بعد والے رکن کو شروع نہیں کر چکا تو اسے بجا لائے اور اگر بعد والے رکن کو شروع کر چکا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ اس بنا پر مثلاً اگر قنوت میں یاد آجائے کہ سورہ الحمد نہیں پڑھی تو اس کو پڑھے اور اگر رکوع میں یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۷۵) اگر شک کرے کہ نماز کا سلام کہا ہے یا نہیں یا شک کرے کہ درست کہا ہے یا نہیں تو اگر تعقیبات میں یا کسی اور نماز میں مشغول ہے یا کسی ایسے کام کی وجہ سے جو نماز کو توڑ دیتا ہے نمازی کی حالت سے نکل چکا ہے تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے لیکن اگر ان سے پہلے شک کرے تو اس کو سلام کہنا چاہیئے۔ لیکن اگر سلام کے صحیح کہنے میں شک کرے تو بہر صورت اپنے شک کی پروا نہیں کرنی چاہیئے۔ چاہے دوسرے کام میں مشغول ہوا ہو یا نہ۔

۲۔ سلام کے بعد شک کرنا

(۱۱۷۶) ۔ اگر نماز کے سلام کے بعد شک کرے کہ میری نماز صحیح ہے یا نہیں مثلاً شک کرے کہ اس نے رکوع کیا تھا یا نہیں یا چار رکعتی نماز میں سلام کے بعد شک کرے کہ چار رکعتیں پڑھی تھیں یا پانچ تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے البتہ اگر اس کے شک کی دونوں طرف باطل ہوں مثلاً چار رکعتی نماز میں سلام کے بعد شک کرے کہ تین رکعتیں پڑھی تھیں یا پانچ تو اس کی نماز باطل ہے

۳۔ وقت گزر جانے کے بعد کا شک

(۱۱۷۷) ۔ اگر وقت نماز گزر جانے کے بعد شک کرے کہ نماز پڑھی ہے یا نہیں یا گمان رکھتا ہے کہ نہیں پڑھی تو اس کا پڑھنا ضروری نہیں البتہ وقت گزرنے سے پہلے شک کرے کہ نماز پڑھی ہے یا نہیں یا گمان ہو کہ نہیں پڑھی تو وہ نماز پڑھے بلکہ اگر گمان ہو کہ پڑھی ہے پھر اسے بجا لائے۔

(۱۱۷۸) ۔ اگر وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ نماز درست پڑھی تھی یا غلط تو شک کی پرواہ نہ کرے۔

(۱۱۷۹) ۔ اگر نماز ظہر اور عصر کے وقت گزر جانے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ ایک چار رکعت نماز پڑھی ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ ظہر کی نیت سے پڑھی ہے یا عصر کی نیت سے تو چار رکعت نماز قضا کرے اس نیت سے کہ جو نماز مجھ پر واجب ہے وہ پڑھ رہا ہوں۔

(۱۱۸۰) ۔ اگر نماز مغرب و عشار کا وقت گزرنے کے بعد اسے یاد آئے کہ ایک نماز تو میں نے پڑھی ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ تین رکعتی تھی یا چار رکعتی تو وہ مغرب و عشار دونوں کی قضا کرے۔

۴۔ کثیر الشک (جو شخص زیادہ شکی ہو)

(۱۱۸۱) ۔ اگر کوئی شخص ایک نماز میں یا تین نمازوں میں پے در پے تین مرتبہ شک کرے مثلاً صبح ظہر اور عصر میں شک کرے تو وہ کثیر الشک ہے تو اگر اس کا زیادہ شک کرنا غصے، خوف یا پریشانی حواس کی وجہ سے نہ ہو تو وہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

(۱۱۸۲) ۔ کثیر الشک اگر کسی چیز کے بجا لانے میں شک کرے تو اگر وہ کام نماز کو باطل نہیں کرتا تو بنا رکھے کہ

اسے بجالا چکا ہوں مثلاً اگر شک کرے کہ رکوع کیا ہے یا نہیں تو بناء رکھے کہ رکوع کیا ہے اور اگر اس چیز کا بجا لانا نماز کو باطل کر دیتا ہے تو بناء رکھے کہ بجا نہیں لایا۔ مثلاً شک کرے کہ ایک رکوع کیا ہے یا زیادہ تو چونکہ رکوع کی زیادتی نماز کو باطل کر دیتی ہے تو بناء رکھے کہ ایک سے زیادہ رکوع نہیں کئے۔

(۱۱۸۳) ۔ جو شخص نماز کی کسی خاص چیز میں زیادہ شک کرتا ہے اگر اس کے علاوہ نماز کی اور چیزوں میں شک کرے تو شک کے دستور کے مطابق عمل کرے مثلاً جو شخص زیادہ شک کرتا رہتا ہے کہ میں نے سجدہ کیا کہ نہیں تو اگر رکوع کے بجالانے میں شک کرے تو وہ اس کے دستور پر عمل کرے یعنی اگر ابھی کھڑا ہے تو رکوع بجالائے اور اگر سجدہ میں ہے تو اعتنا نہ کرے

(۱۱۸۴) ۔ جس شخص کو کسی خاص نماز میں مثلاً ظہر میں زیادہ شک ہوتا رہتا ہے اب اگر کسی اور نماز میں مثلاً نماز عصر میں شک کرے تو شک کے دستور کے مطابق عمل کرے۔

(۱۱۸۵) ۔ جو شخص جب کسی مخصوص جگہ نماز پڑھے تو اسے زیادہ شک پڑتا ہے اب اگر کسی اور جگہ نماز پڑھے اور شک کرے تو شک کے دستور پر عمل کرے۔

(۱۱۸۶) ۔ اگر انسان کو شک ہو کہ وہ کثیر الشک ہوا ہے یا نہیں تو وہ شک کے دستور کے مطابق عمل کرے اور کثیر الشک کو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ وہ معمول پر آگیا ہے اس وقت تک اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

(۱۱۸۷) جو شخص زیادہ شکی ہے اگر اسے شک پڑ جائے کہ فلاں رکن بجالایا ہوں یا نہیں اور اس کی پرواہ نہ کرے۔ بعد میں یاد آئے کہ اسے نہیں بجالایا تھا تو اگر بعد والے رکن میں مشغول نہیں ہوا تو اسے بجالائے اور اگر بعد کے رکن میں داخل ہو گیا ہے تو اس کی نماز باطل ہے مثلاً اگر شک کرے کہ رکوع کیا ہے یا نہیں اور اس نے پرواہ نہیں کی تو اگر سجدہ سے پہلے یاد آجائے کہ رکوع نہیں کیا تو رکوع کرے اور اگر سجدہ میں یاد آئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۱۸۸) ۔ جو شخص زیادہ شکی ہے اگر شک کرے کہ فلاں چیز جو کہ رکن نہیں ہے بجالایا ہوں کہ نہیں اور پرواہ نہیں کی اور بعد میں یاد آیا کہ اسے نہیں بجالایا تھا تو اگر اس کے بجالانے کے محل سے نہیں گزرا تو اسے بجالائے اور اگر اس کے محل سے گزر چکا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے مثلاً شک کرے کہ سورۃ الحمد پڑھی ہے یا نہیں اور اس کی پرواہ نہیں کی تو اگر قنوت میں یاد آجائے کہ سورۃ الحمد نہیں پڑھی تو اسے پڑھے اور اگر رکوع میں یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۵۔ پیش نماز اور مقتدی کا شک

(۱۱۸۹) ۔ اگر پیش نماز تعداد رکعات میں شک کرے مثلاً شک کرے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار

اور مقتدی کو یقین یا گمان ہے کہ چار پڑھی ہیں اور پیش نماز کو سمجھا دے کہ چار رکعات پڑھ چکے ہیں تو پیش نماز کو چاہئے کہ نماز ختم کر دے اور نماز احتیاط پڑھنا بھی ضروری نہیں اور اگر پیش نماز کو یقین یا گمان ہے کہ اتنی رکعتیں پڑھ چکے ہیں اور مقتدی کو تعداد رکعات میں شک ہے تو وہ بھی اپنے شک کی پرواہ نہ کرے ۔

۶۔ مستحب نمازمیں شک

(۱۱۹۰) اگر مستحب نماز کی رکعات میں شک ہو تو اگر شک کی زیادہ والی طرف نماز کو باطل کردیتی ہے تو کم والی طرف پر بنا رکھے مثلاً صبح کے نوافل میں شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو بنا رکھے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں اور اگر شک کی زیادہ والی طرف نماز کو باطل نہیں کرتی مثلاً شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا ایک رکعت تو شک کے جس طرف پر بھی عمل کرے اسکی نماز صحیح ہے ۔

(۱۱۹۱) ۔ رکن کا کم ہونا نوافل کو بھی احتیاط واجب کی بناء پر باطل کردیتا ہے لیکن رکن کے زیادہ ہونے سے نماز باطل نہیں ہوتی تو اگر نوافل کے کسی عمل کو بھول جائے اور اس وقت یاد آئے جب بعد والے رکن میں داخل ہو چکا ہے تو اس کام کو بجا لائے اور پھر اس رکن کو ادا کرے مثلاً اگر رکوع کی حالت میں اسے یاد آئے کہ سورہ نہیں پڑھا تو وہ پلٹ آئے اور سورہ کو پڑھے اور پھر دوبارہ رکوع میں جائے ۔

(۱۱۹۲) ۔ اگر نافلہ کے کسی عمل میں شک کرے چاہے وہ رکن ہو یا غیر رکن تو اگر اس کا محل نہیں گزرا تو اسے بجالائے اور اگر اس کا محل گزر چکا ہے تو شک کی پرواہ نہ کرے ۔

(۱۱۹۳) ۔ اگر اس مستحب نماز میں جو کہ دو رکعتی ہے گمان ہو کہ تین یا اس سے زیادہ رکعتیں ہیں یا اس کا گمان دو یا دو سے کم کی طرف جائے تو وہ اپنے گمان پر عمل کرے مثلاً اگر اس کا گمان ایک رکعت کا ہے تو احتیاطاً ایک رکعت اور پڑھ لے ۔

(۱۱۹۴) ۔ اگر نماز نافلہ میں کوئی ایسا عمل کرے کہ جس کے لئے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے یا ایک سجدہ یا تشہد بھول جائے تو ضروری نہیں کہ نماز کے بعد سجدہ سہو یا سجدہ اور تشہد کی قضا دے ۔

(۱۱۹۵) ۔ اگر شک کرے کہ مستحب نماز پڑھی ہے یا نہیں تو اگر نماز جعفر طیار کی طرح اس کے لئے کوئی وقت معین نہیں تو بنا رکھے کہ میں نے نہیں پڑھی اور یہی حکم ہے اگر اس کا کوئی وقت معین ہے مثلاً نوافل یومیہ اور وقت گزرنے سے پہلے شک کرے کہ اسے بجا لایا ہے کہ نہیں ہاں اگر وقت معین گزرنے کے بعد شک کرے کہ پڑھی ہے یا نہیں تو شک کی پرواہ نہ کرے ۔

صحیح شک

(۱۱۹۶)۔ نو صورتیں ایسی ہیں کہ اگر چار رکعتی نماز کے رکعات کی تعداد میں شک ہو جائے تو فوراً غور و فکر کرے۔ اب اگر یقین یا گمان شک کی ایک طرف سے متعلق ہو جائے تو اسی طرف کو لے لے اور نماز کو تمام کرے ورنہ ان دستوروں کے مطابق عمل کرے جو بیان کئے جائیں گے اور وہ نو صورتیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ یہ کہ دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھ چکا ہوں یا تین تو تین پر بنا رکھے ——— اور ایک رکعت اور پڑھے اور نماز ختم کرنے کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر اس دستور کے مطابق جو بیان کیا جائے گا پڑھے۔

۲۔ دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد شک کرے کہ یہ رکعت دوسری ،——— یا چوتھی ہے تو چوتھی پر بنا رکھے اور اس نماز کے بعد ۲ رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھے۔

۳۔ دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد شک کرے کہ یہ رکعت دوسری ،تیسری یا چوتھی ہے تو چوتھی پر بنا رکھے اور اس نماز کے بعد ۲ رکعت نماز کھڑے ہو کر اور پھر دو رکعت بیٹھ کر نماز احتیاط پڑھے لیکن اگر سجدہ اوّل کے بعد یا دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے سے پہلے ان شکوک میں سے کوئی ایک پیش آئے تو اسے اختیار ہے کہ نماز چھوڑ دے اور نئے سرے سے شروع کرے۔

۴۔ دوسرے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد چوتھی یا پانچویں میں شک کرے تو چار پر بنا رکھے اور نماز کو تمام کرے اور اس کے بعد دو سجدے سہو کے بجا لائے لیکن اگر سجدہ اوّل کے بعد یا دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے سے پہلے یہ شک کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس بیان شدہ دستور کے مطابق عمل بھی کرے اور نماز دوبارہ بھی پڑھے۔

۵۔ نماز کی کسی جگہ پر تین اور چار کے درمیان شک کرے تو چار پر بنا رکھے اور نماز تمام کرے اور اس نماز کے بعد ایک رکعت نماز کھڑے ہو کر یا دو بیٹھ کر بجا لائے۔

۶ - قیام کی حالت میں چار اور پانچ کے درمیان شک کرے تو بیٹھ جائے اور تشہد پڑھ کر نماز کا سلام بجا لائے اور ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

۷۔ قیام کی حالت میں تین اور پانچ کے درمیان شک کرے تو بیٹھ جائے اور تشہد و سلام پڑھے اور کھڑے ہو کر دو رکعت نماز بجا لائے۔

۸ ۔ قیام کی حالت میں تین چار اور پانچ کے درمیان شک کرے تو بیٹھ جائے تشہد پڑھے اور سلام کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر اور اس کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھے ۔

۹ ۔ قیام کی حالت میں پانچ اور چھ کے درمیان شک ہو تو بیٹھ جائے تشہد اور سلام پڑھے اور دو سجدے سہو کے بجالائے ۔

(۱۱۹۷) ۔ اگر صحیح شکوک میں سے کوئی شک انسان کو درپیش ہو تو نماز کو نہ توڑے اور اگر نماز توڑ دی تو گنہ گار ہوگا لہٰذا اگر کوئی ایسا کام کئے بغیر جو کہ نماز کو باطل کر دیتا ہے مثلاً قبلہ سے منہ پھیر لینا نئے سرے سے نماز شروع کر دے تو دوسری نماز بھی باطل ہوگی اور اگر کوئی ایسا کام کر لیا ہے جو نماز کو باطل کر دیتا ہے تو پھر اس کی دوسری نماز صحیح ہوگی ۔

(۱۱۹۸) ۔ اگر کوئی ایسا شک پیدا ہو کہ جس کے لئے نماز احتیاط واجب ہوتی ہے چنانچہ کسی شخص نے نماز تمام کرنے کے بعد بغیر اس کے کہ نماز احتیاط پڑھے نئے سرے سے نماز پڑھی تو گنہ گار ہوگا ۔ اب اگر اس نے کوئی ایسا کام کرنے کے بغیر نماز نئے سرے سے پڑھی کہ جس کام سے نماز باطل ہو جاتی ہے، تو اس کی دوسری نماز بھی باطل ہوگی اور اگر ایسا کام انجام دینے کے بعد نماز شروع کی ہے کہ جو نماز کو باطل کر دیتا ہے تو دوسری نماز صحیح ہے ۔

(۱۱۹۹) ۔ جب صحیح شکوک میں سے کوئی شک پیش آئے تو جس طرح کہ بیان ہو چکا ہے فوراً انسان غور و فکر کرے لیکن اگر ان چیزوں سے کہ جن کے ذریعہ سے ممکن ہو یقین یا ایک طرف کا گمان پیدا ہو جائے شک ختم نہیں ہوا تو اگر تھوڑی سی دیر اور بھی فکر کرے تو کوئی اشکال نہیں مثلاً اگر سجدہ میں شک کرے تو سجدہ سے بعد تک غور و فکر میں تاخیر ڈال سکتا ہے ۔

(۱۲۰۰) ۔ اگر پہلے اس کا گمان ایک طرف زیادہ تھا اور بعد میں دونوں طرفیں اس کی نظر میں برابر ہو جائیں تو شک کے دستور کے مطابق عمل کرے ۔ اگر پہلے دونوں طرف اس کی نظر میں برابر تھیں اور ایک طرف جو اس کی تکلیف تھی اس پر بنا رکھی ۔ بعد میں اس کا گمان دوسری طرف گیا تو اس طرف کو لے لے اور نماز تمام کرے ۔

(۱۲۰۱) ۔ جس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ اس کا گمان ایک طرف زیادہ ہے یا دونوں طرفیں اس کی نظر میں برابر ہیں تو وہ احتیاط کرے اور ہر جگہ کی احتیاط ایک خاص طرح کی ہے جو کہ مفصل کتب میں بیان کی جا چکی ہے ۔

(۱۲۰۲) ۔ اگر نماز کے بعد معلوم ہو کہ اثنائے نماز میں حالت تردید رکھتا تھا مثلاً دو یا تین رکعتیں پڑھی ہیں اور تین پر بنا رکھی لیکن معلوم نہیں کہ اس کا گمان تین رکعت پڑھنے کی طرف تھا یا دونوں طرف اس کی نظر میں مساوی تھیں تو وہ نماز

احتیاط پڑھے۔

(۱۲۰۳)۔ جب تشہد پڑھتے ہوئے یا کھڑے ہونے کے بعد اسے شک ہو کہ دونوں سجدے بجالایا تھا یا نہیں تو اگر اس جگہ ایک ایسا شک تھا کہ اگر دونوں سجدوں کے پورا ہونے کے بعد پڑتا تو نماز صحیح تھی مثلاً شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو اس شک کے دستور کے مطابق عمل کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

(۱۲۰۴)۔ اگر تشہد میں مشغول ہونے سے پہلے یا ان رکعات میں کہ جن میں تشہد نہیں اٹھنے سے پہلے شک کرے کہ دونوں سجدے بجا لایا ہے یا نہیں اور ایسے موقع پر ایک ایسا شک پیدا ہو جو دونوں سجدوں کے پورا ہونے کے بعد ہو تو صحیح ہے تو اس کی نماز باطل ہو گی۔

(۱۲۰۵)۔ اگر قیام کی حالت میں تین اور چار یا تین اور چار و پانچ کے درمیان شک کرے اور اسے یاد آئے کہ دو سجدے اس سے پہلے والی رکعت کے بجا نہیں لایا تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۲۰۶)۔ اگر اس کا ایک شک دور ہو جائے اور دوسرا شک لاحق ہو جائے مثلاً پہلے شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین۔ اس کے بعد شک کرے کہ تین پڑھی ہیں یا چار تو دوسرے شک کے دستور کے مطابق عمل کرے۔

(۱۲۰۷)۔ اگر نماز کے بعد اسے شک ہو کہ حالت نماز میں مثلاً دو یا چار کے درمیان شک تھا یا تین اور چار کے درمیان تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دونوں کے دستور کے مطابق عمل کرے اور نماز دوبارہ بھی پڑھے۔

(۱۲۰۸)۔ اگر نماز کے بعد یاد آئے کہ حالت نماز میں ایک شک پیش آیا ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہ باطل شک تھا یا صحیح شک اور اگر صحیح شک تھا تو اس کی کون سی قسم تھی تو احتیاط واجب یہ ہے کہ شکوک کے دستور کے مطابق عمل کرے جو کہ صحیح ہیں اور ان کا احتمال بھی ہے اور نماز کو دوبارہ بھی ادا کرے۔

(۱۲۰۹)۔ جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے اگر اسے ایسا شک ہو کہ جس کے لئے اس کو ایک رکعت کھڑے ہو کر نماز احتیاط پڑھنا پڑتی ہے یا دو رکعت بیٹھ کر تو وہ دو رکعت بیٹھ کر پڑھے بلکہ یہاں اگر کوئی ایسا شک ہو کہ جس کے لئے دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھنی چاہئے تو بھی یہ دو رکعت نماز بیٹھ کر پڑھے۔

(۱۲۱۰)۔ جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہے اگر نماز احتیاط کے پڑھنے کے وقت کھڑے ہونے سے عاجز ہو جائے تو اس شخص کی طرح نماز احتیاط بجالائے جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور اس کا حکم گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے۔

(۱۲۱۱)۔ جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا اگر نماز احتیاط پڑھتے وقت اس میں کھڑے ہونے کی توانائی پیدا ہو گئی تو اس شخص کے وظیفہ کے مطابق عمل کرے جو نماز کھڑے ہو کر پڑھتا ہے۔

نماز احتیاط

(۱۲۱۲) جس شخص پر نماز احتیاط واجب ہے تو اسے چاہیئے کہ نماز کے سلام کے فوراً بعد نماز احتیاط کی نیت کرے۔ تکبیر کہے، الحمد پڑھے، رکوع میں جائے اور دو سجدے کرے اب اگر اس پر ایک رکعت نماز واجب ہے تو دو سجدوں کے بعد تشہد پڑھے اور سلام دے دے اور اگر دو رکعت نماز احتیاط واجب تھی تو دونوں سجدوں کے بعد ایک اور رکعت پہلی رکعت کی طرح پڑھے اور تشہد کے بعد سلام کہے۔

(۱۲۱۳) - نماز احتیاط میں سورۃ اور قنوت نہیں ہیں اور اسے آہستہ پڑھنا چاہیئے اور اس کی نیت زبان پر نہ لائیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ بسم اللہ بھی آہستہ کہیں۔

(۱۲۱۴) - اگر نماز احتیاط پڑھنے سے پہلے یاد آجائے کہ جو نماز پڑھ چکا ہوں وہ ٹھیک ہے تو ضروری نہیں کہ نماز احتیاط پڑھے اور اگر نماز احتیاط کے درمیان یاد آجائے تو ضروری نہیں کہ اس کو تمام کرے۔

(۱۲۱۵) - اگر نماز احتیاط پڑھنے سے پہلے یاد آجائے کہ نماز کی رکعتیں کم پڑھی تھیں تو اگر کوئی ایسا کام نہیں کر چکا جو نماز کو باطل کرتا ہے تو جتنی رکعتیں نہیں پڑھی تھیں پڑھ لے اور بے جا سلام کے لئے دو سجدے سہو کے دے اور اگر کوئی ایسا کام کر چکا ہے جو نماز کو باطل کر دیتا ہے مثلاً پشت بقبلہ کرنا تو دوبارہ پڑھے۔

(۱۲۱۶) - اگر نماز احتیاط کے بعد اسے یاد آجائے کہ نماز کا نقص نماز احتیاط کے برابر تھا مثلاً تین اور چار کے درمیان والے شک میں اس نے ایک رکعت نماز احتیاط پڑھی تھی بعد میں یاد آجائے کہ پہلے تین ہی رکعتیں پڑھی تھیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۲۱۷) - اگر نماز احتیاط پڑھنے کے بعد یاد آئے کہ نماز کا نقص نماز احتیاط سے کم تھا مثلاً دو اور چار کے شک میں دو رکعت نماز احتیاط پڑھی۔ بعد میں یاد آئے کہ نماز تین رکعت پڑھی تھی تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کی رہی ہوئی کمی کو نماز سے متصل کرے اور نماز دوبارہ بھی پڑھے۔

(۱۲۱۸) - اگر نماز احتیاط پڑھنے کے بعد یاد آئے کہ نماز کا نقص نماز احتیاط سے زیادہ تھا مثلاً تین اور چار والے شک کے لئے ایک رکعت نماز احتیاط پڑھی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ دو رکعت نماز پڑھی تھی تو اگر نماز احتیاط کے بعد کوئی ایسا کام کیا ہے جو نماز کو باطل کر دیتا ہے مثلاً قبلہ کی طرف پشت کرلی ہے تو نماز دوبارہ پڑھے اور اگر کوئی ایسا کام نہیں کیا ہے جو نماز کو باطل کر دیتا ہے تو دو رکعت جو نقص نماز ہے اسے بجا لائے اور نماز دوبارہ بھی پڑھے۔

(۱۲۱۹) - اگر دو تین اور چار کے درمیان شک کرے اور دو رکعت نماز احتیاط قیام کی حالت میں انجام دینے کے بعد یاد آ جائے کہ نماز دو رکعت پڑھی تھی تو اب ضروری نہیں کہ دو رکعت نماز احتیاط بیٹھ کر پڑھے۔

(۱۲۲۰) - اگر تین اور چار کے درمیان شک کرے اور جب دو رکعت نماز احتیاط بیٹھ کر یا ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھ چکے تو یاد آئے کہ نماز تین ہی رکعت پڑھی تھی تو نماز احتیاط تمام کرے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۲۲۱) - اگر دو تین اور چار کے درمیان شک کرے اور جب دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھ رہا ہے تو دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ نماز تین رکعت پڑھی تھی تو بیٹھ جائے اور نماز احتیاط ایک رکعت تمام کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ بھی نماز پڑھے۔

(۱۲۲۲) - اگر نماز احتیاط کی حالت میں یاد آئے کہ ناقص نماز، نماز احتیاط سے کم یا زیادہ تھی تو اگر نماز احتیاط کو ناقص نماز کے مطابق تمام نہیں کر سکتا تو اسے توڑ دے اور نماز کے نقص کو بجا لائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ نماز بھی پڑھے مثلاً تین اور چار والے شک میں جب دو رکعت نماز بیٹھ کر پڑھ رہا ہے یاد آئے کہ نماز دو رکعت پڑھی تھی تو چونکہ ان دو رکعت کو جو بیٹھ کر پڑھ رہا ہے کھڑے ہو کر دو رکعت کی جگہ شمار نہیں کیا جا سکتا تو بیٹھ کر پڑھی جانے والی نماز احتیاط کو چھوڑ دے اور اپنی نماز کے دو رکعت والے نقص کو پورا کرے اور احتیاطاً دوبارہ بھی نماز پڑھے۔

(۱۲۲۳) - اگر شک کرے کہ جو نماز احتیاط مجھ پر واجب تھی وہ بجا لایا ہوں کہ نہیں تو اگر وقت گزر گیا ہے تو شک کی پرواہ نہ کرے اور اگر وقت باقی ہے تو اگر کسی اور کام میں مشغول نہیں ہوا اور اپنی جائے نماز سے بھی نہیں اٹھا اور کوئی ایسا کام مثلاً قبلہ کی طرف پشت کرنا جو کہ نماز کو باطل کر دیتا ہے بجا نہیں لایا تو نماز احتیاط پڑھے اور اگر کسی اور کام میں مشغول ہو چکا ہے یا ایسا کام کر چکا ہے جو نماز کو باطل کر دیتا ہے یا اس کی نماز اور شک کے درمیان کافی وقت گزر چکا ہے تو احتیاط یہ ہے کہ نماز احتیاط کو بجا لائے اور دوبارہ نماز بھی پڑھے۔

(۱۲۲۴) - اگر نماز احتیاط میں کسی رکن کو زیادہ کر دے یا مثلاً ایک رکعت کی جگہ دو رکعتیں پڑھ لے تو نماز احتیاط باطل ہو جائے گی اور دوبارہ نماز احتیاط اور اصل نماز کو پڑھے۔

(۱۲۲۵) - جب نماز احتیاط پڑھ رہا ہے اگر اس کے کسی عمل میں شک کرے تو اگر اس کا محل نہیں گزرا تو اسے بجا لائے اور اگر اس کا محل گزر چکا ہے تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے مثلاً اگر شک کرے کہ الحمد پڑھا ہے کہ نہیں تو اگر رکوع میں نہیں گیا تو الحمد پڑھے اور اگر رکوع میں پہنچ گیا ہے تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

(۱۲۲۶) - اگر نماز احتیاط کی رکعات کی تعداد میں شک کرے تو بنا اکثر پر رکھے۔ اب اگر اکثر والی طرف نماز کو باطل

کردیتی ہے تو اصل نماز نئے سرے سے پڑھے اور نماز احتیاط پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

(۱۲۲۷) ۔ اگر نماز احتیاط میں کسی ایسی چیز کو جو رکن نہیں بھول کر کم یا زیادہ کردے تو سجدہ سہو نہیں کرنا پڑیگا۔

(۱۲۲۸) ۔ اگر نماز احتیاط کے سلام کے بعد شک کرے کہ اس کی کسی ایک جزو یا شرط کو بجالایا ہے یا نہیں تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

(۱۲۲۹) ۔ اگر نماز احتیاط میں تشہد یا ایک سجدہ بھول جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ سلام نماز کے بعد اس کی قضا دے۔

(۱۲۳۰) ۔ اگر نماز احتیاط، ایک سجدہ کی قضا، ایک تشہد کی قضا یا دو سجدے سہو کے اس پر واجب ہوں تو پہلے نماز احتیاط بجالاوے۔

(۱۲۳۱) ۔ نماز کی رکعتوں میں گمان وظن، یقین والا حکم رکھتا ہے مثلاً اگر چار رکعتی نماز میں انسان کو گمان ہو کہ چار رکعتیں پڑھ لی ہیں تو نماز احتیاط نہ پڑھے البتہ اگر رکعتوں کے علاوہ کوئی گمان پیدا ہو جائے تو احتیاط پر عمل کرے اور ہر جگہ کا دستور الگ الگ ہے جو مفصل کتب میں بیان کیا جاچکا ہے۔

(۱۲۳۲) ۔ شک، سہو اور گمان کا حکم، نماز پنجگانہ اور دوسری واجب نمازوں میں کوئی فرق نہیں رکھتا مثلاً اگر نماز آیات میں شک کرے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دونوں۔ چونکہ اس کا شک دو رکعتی نماز سے تعلق رکھتا ہے لہٰذا اس کی نماز باطل ہے۔

سجدہ سہو

(۱۲۳۳) ۔ تین چیزوں کے لئے نماز کے سلام کے بعد انسان کو چاہئے اس دستور کے مطابق جو بعد میں بیان کیا جائے گا دو سجدے سہو کے بجالائے۔

(۱) یہ کہ نماز میں بھول کر بات کرے۔

(۲) یہ کہ ایک سجدہ بھول جائے۔

(۳) یہ کہ چار رکعتی نماز میں دوسرے سجدے کے بعد شک کرے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ اور دو دوسرے مقامات پر بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ سجدہ سہو کرے۔

۱ ایسی جگہ کہ جہاں نماز کے لئے سلام نہیں مثلاً پہلی رکعت میں بھول کر سلام دیدے۔ ۲ یہ کہ تشہد کو بھول جائے۔

(۱۲۳۴)۔ اگر انسان بھول کر یا اس خیال سے کہ نماز تمام ہو گئی ہے بات کرے تو دو سجدے سہو کے بجا لائے۔

(۱۲۳۵)۔ وہ حرف جو آہ کھینچنے اور کھانسنے سے پیدا ہو تو اس کے لئے سجدہ سہو واجب نہیں البتہ اگر مثلاً بھول کر اخ یا آہ کہے تو سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔

(۱۲۳۶)۔ اگر کسی چیز کو غلط پڑھنے کے بعد دوبارہ صحیح طرح پڑھے تو دوبارہ پڑھنے کے لئے سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

(۱۲۳۷) اگر نماز میں بھول کر کچھ دیر تک باتیں کرتا رہا اور وہ تمام ایک مرتبہ شمار ہوتی ہوں تو دو سجدے سہو کے نماز کے سلام کے بعد کافی ہیں۔

(۱۲۳۸)۔ اگر بھول کر تسبیحات اربعہ نہ کہے یا تین مرتبہ سے کم وبیش کر دے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کے بعد دو سجدے سہو کے بجا لائے۔

(۱۲۳۹)۔ اگر ایسی جگہ جہاں نماز کا سلام نہیں کہنا چاہئے بھول کر کہے۔ السلام علینا و علی عباد اللّٰہ الصالحین یا کہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ۔ تو دو سجدے سہو کرے لیکن اگر اشتباہاً دو سلاموں کا کچھ حصہ کہے یا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ کہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دو سجدے سہو کے بجا لائے۔

(۱۲۴۰)۔ اگر ایسی جگہ کہ جہاں سلام نہیں کہنا چاہئے اشتباہاً تینوں سلام کہہ دے تو دو سجدے سہو کے کافی ہیں۔

(۱۲۴۱)۔ اگر ایک سجدہ یا تشہد بھول جائے اور بعد والی رکعت کے رکوع سے پہلے یاد آ جائے تو پلٹ کر اسے بجا لائے۔

(۱۲۴۲)۔ اگر رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے کہ ایک سجدہ یا تشہد گزشتہ رکعت کا بھول چکا ہوں تو نماز کے سلام کے بعد سجدہ یا تشہد کی قضا دے اور اس کے بعد دو سجدے سہو کے بجا لائے۔

(۱۲۴۳)۔ اگر سجدہ سہو نماز کے سلام کے بعد جان بوجھ کر بجا نہ لائے تو گنہگار ہو گا اور واجب ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے اسے بجا لائے اور اگر بھول کر بجا نہ لائے تو جب بھی یاد آئے فوراً بجا لائے اور یہ ضروری نہیں کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

(۱۲۴۴)۔ اگر شک ہو کہ سجدۂ سہو واجب ہوا ہے یا نہیں تو ضروری نہیں کہ اسے بجا لا دے۔

(۱۲۴۵)۔ جو شخص مثلاً شک کرے کہ اس پر دو سجدے سہو کے واجب ہیں یا چار تو اگر دو سجدے کرے تو کافی ہیں۔

(۱۲۴۶) - اگر معلوم ہو کہ سجدہ سہو کے دو سجدوں میں سے ایک بجا نہیں لایا تو دو سجدے سہو کے بجا لائے اور اگر معلوم ہو کہ تین سجدے سہو کے کئے ہیں تو دوبارہ سجدے سہو کے بجا لائے۔

سجدہ سہو کا طریقہ

(۱۲۴۷) - سجدہ سہو کا دستور یہ ہے کہ نماز کے سلام کے بعد فوراً سجدہ سہو کی نیت کرے اور پیشانی کسی ایسی چیز پر رکھے کہ جس پر سجدہ صحیح ہے اور کہے ۔ بسم اللہ و باللہ وصلی اللہ علی محمد و آلہ ۔ یا ۔ بسم اللہ و باللہ اللھم صلی علی محمد و آل محمد ۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ کہے ۔ بسم اللہ و باللہ السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ اس کے بعد بیٹھ جائے اور دوبارہ سجدہ میں جائے اور ان اذکار میں سے جو بتائے گئے ہیں کوئی ایک کہے اور بیٹھ جائے اور تشہد کے بعد سلام دے دے۔

بھولے ہوئے سجدے اور تشہد کی قضا

(۱۲۴۸) - سجدہ اور تشہد کہ جسے انسان بھول گیا ہو اور نماز کے بعد اس کی قضا دینی ہے اس میں تمام شرائط نماز مثلاً بدن و لباس کا پاک ہونا قبلہ رخ ہونا اور دیگر شرائط موجود ہوں۔

(۱۲۴۹) - اگر سجدہ یا تشہد چند دفعہ بھول جائے مثلاً پہلی رکعت میں ایک سجدہ اور دوسری رکعت میں بھی ایک سجدہ بھول گیا ہو تو نماز کے بعد دونوں سجدوں کی قضا علاوہ سہو کے سجدوں کے دے اور یہ ضروری نہیں کہ معین کرے کہ ان میں سے کس کی قضا دے رہا ہے۔

(۱۲۵۰) - اگر ایک سجدہ اور ایک تشہد بھول جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ جسے پہلے بھولا ہے اس کی قضا پہلے دے اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ پہلے کسے بھولا ہے تو احتیاطاً ایک سجدہ اور تشہد اور اس کے بعد ایک اور سجدہ بجا لائے یا ایک تشہد اور ایک سجدہ اور اس کے بعد ایک اور تشہد بجا لائے تاکہ یقین ہو جائے کہ سجدہ اور تشہد کو جس ترتیب سے بھولا ہے اس کی قضا دے چکا ہے۔

(۱۲۵۱) - اگر اس خیال سے کہ پہلے سجدہ بھولا تھا پہلے اس کی قضا دے اور تشہد پڑھنے کے بعد یاد آئے کہ پہلے تشہد بھولا تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ سجدے کی قضا دے اور اگر اس خیال سے کہ پہلے تشہد بھولا تھا اسے پہلے قضا کیا اور سجدہ کے بعد یاد آیا کہ پہلے سجدہ بھولا تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ

تشہد پڑھے۔

(۱۲۵۲) - اگر نماز کے سلام اور سجدہ یا تشہد کی قضا کے درمیان کوئی ایسا کام کرے کہ اگر جان بوجھ کر یا بھول کر نماز میں ہو جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے مثلاً قبلہ کی طرف پشت کرے تو سجدہ اور تشہد کی قضا بجا لائے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۲۵۳) - اگر نماز کے سلام کے بعد یاد آئے کہ آخری رکعت کا ایک سجدہ بھول گیا تھا تو بھولے ہوئے سجدے کی قضا کرے اور اس کے بعد دو سجدے سہو کے بجا لائے چاہے کوئی ایسا کام کر چکا ہے جو نماز کو باطل کر دیتا ہے یا نہیں اور اگر آخری رکعت کے تشہد کو بھول جائے تو تشہد کی قضا دے اور اس کے بعد دو سجدے سہو کے بجا لائے۔

(۱۲۵۴) - اگر نماز کے سلام اور سجدہ یا تشہد کی قضا کے درمیان کوئی ایسا کام کرے کہ جس سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے مثلاً بات کرے تو سجدہ و تشہد کی قضا دے۔

(۱۲۵۵) - اگر یہ معلوم نہ ہو کہ سجدہ بھولا ہے یا تشہد تو ہر دو کی قضا دے اور جسے پہلے کرے کوئی حرج نہیں۔

(۱۲۵۶) - اگر شک کرے کہ سجدہ یا تشہد فراموش ہوا ہے یا نہیں تو قضا واجب نہیں ہے۔

(۱۲۵۷) - اگر یہ معلوم ہو کہ سجدہ یا تشہد بھول گیا تھا اور شک کرے کہ بعد والی رکعت کے رکوع سے پہلے اس کو بجا لایا تھا یا نہیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی قضا دے۔

(۱۲۵۸) - جس شخص پر سجدہ یا تشہد کی قضا ہے اگر کسی اور کام کے لئے بھی اس پر سجدہ سہو واجب ہو تو نماز کے بعد سجدہ یا تشہد کی قضا دے اور اس کے سجدہ سہو بجا لائے۔

(۱۲۵۹) - اگر شک کرے کہ نماز کے بعد بھولے ہوئے سجدہ یا تشہد کی قضا دی تھی یا نہیں تو اگر نماز کا وقت نہیں گزرا تو سجدہ یا تشہد کی قضا دے اور اگر وقت نماز گزر چکا ہے تو بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ سجدہ یا تشہد کی قضا دے۔

اجزاء اور شرائط نماز کا کم و زیادہ ہونا

(۱۲۶۰) - جب واجبات نماز میں سے کوئی چیز جان بوجھ کر کم یا زیادہ کر دے اگرچہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہو تو نماز باطل ہے۔

(۱۲۶۱) - اگر مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اجزاء نماز میں سے کسی چیز کو کم یا زیادہ کر دے تو اگر وہ رکن نہیں تو

نماز صحیح ہے بشرطیکہ وہ جاہل قاصر ہو، ورنہ احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز باطل ہے۔

(۱۲۶۲)۔ اگر نماز کے درمیان معلوم ہو جائے کہ وضو یا غسل باطل تھا یا وضو اور غسل کے بغیر نماز شروع کردی تھی تو نماز توڑ دے اور دوبارہ وضو یا غسل کے ساتھ پڑھے اور اگر نماز کے بعد یہ معلوم ہو تو بھی نماز وضو یا غسل کے ساتھ بجالائے اور اگر وقت گزر چکا ہے تو اس کی قضا دے۔

(۱۲۶۳)۔ اگر رکوع میں پہنچ جانے کے بعد یاد آئے کہ گزشتہ رکعت کے دو سجدے بھول گیا تھا تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر رکوع میں جانے سے پہلے یاد آئے تو پلٹ کر دو سجدے کرے اور کھڑا ہو کر الحمد سورۃ یا تسبیحات پڑھے اور نماز کو تمام کرے۔

(۱۲۶۴)۔ اگر السلام علینا یا السلام علیکم کہنے سے پہلے یاد آئے کہ آخری رکعت کے دو سجدے بجا نہیں لایا تو دو سجدے بجالائے اور دوبارہ تشہد پڑھے اور سلام نماز دے۔

(۱۲۶۵)۔ اگر سلام نماز سے پہلے یاد آئے کہ ایک رکعت یا اس سے زیادہ آخر نماز میں نہیں پڑھیں تو جتنی رکعتیں بھول چکا ہو بجالائے۔

(۱۲۶۶)۔ اگر سلام نماز کے بعد یاد آئے کہ ایک رکعت یا اس سے زیادہ آخر نماز میں نہیں پڑھیں تو اگر کوئی ایسا کام کر چکا ہے کہ جو نماز میں جان بوجھ کر یا بھول کر کیا جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے مثلاً قبلہ سے پشت پھیرے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر کوئی ایسا کام کرے کہ جو جان بوجھ کر یا بھول کر بجالایا جائے تو بھی نماز باطل نہیں ہوتی تو فوراً جتنی مقدار بھول چکا تھا تو اسے بجالائے۔

(۱۲۶۷)۔ جب نماز کے سلام کے بعد ایسا عمل کرے کہ جو جان بوجھ کر کیا جائے یا بھول کر تو نماز باطل ہو جاتی ہے مثلاً قبلہ کی طرف پشت کرے اور اس کے بعد یاد آئے کہ آخری دو سجدے نہیں کئے تھے تو نماز باطل ہے اگر کسی ایسے کام کرنے سے پہلے کہ جس سے نماز باطل ہو جاتی ہے یاد آئے تو بھولے ہوئے دونوں سجدے بجالائے اور دوبارہ تشہد پڑھے اور نماز کا سلام دے اور دو سجدہ سہو اس سلام کیلئے ادا کرے جو بھول کر پڑھا تھا اور احتیاطاً یہ ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

(۱۲۶۸)۔ اگر معلوم ہو جائے کہ نماز وقت سے پہلے یا قبلہ کی طرف پشت کر کے یا قبلہ کے دائیں یا بائیں طرف پڑھی تھی تو نماز دوبارہ پڑھے اور اگر ایسا وقت گزر چکا ہے تو اس کی قضا دے۔

نمازِ مسافر

مسافر نماز ظہر، عصر اور عشاء کو آٹھ شرطوں کے ساتھ قصر بجالائے یعنی دو رکعت پڑھے۔

پہلی شرط

یہ کہ اس کا سفر شرعی آٹھ فرسخ سے کم نہ ہو یعنی سوا ستائیس (۲۷/¼) میل

(۱۲۶۹) ۔ جس شخص کا سفر جانا اور آنا آٹھ فرسخ ہو اگر اس کا جانا چار فرسخ سے کم نہیں تو نماز قصر پڑھے تو اس بنا پر جانا تین فرسخ اور آنا پانچ فرسخ ہو تو نماز پوری پڑھے۔

(۱۲۷۰) ۔ اگر جانا اور آنا آٹھ فرسخ ہو تو نماز قصر پڑھے چاہے اسی دن یا رات کو پلٹ آئے یا اس دن اور رات کے علاوہ۔

(۱۲۷۱) ۔ اگر سفر آٹھ فرسخ سے تھوڑا سا کم ہو یا انسان کو معلوم نہ ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے یا نہیں۔ تو نماز قصر نہ پڑھے اور اگر شک ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے یا نہیں تو اگر تحقیق کرنا اس کے لئے باعث مشقت ہے تو نماز پوری پڑھے اور اگر مشقت نہیں رکھتا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ تحقیق کرے پس اگر دو عادل گواہ کہیں یا لوگوں کے درمیان مشہور ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے تو نماز قصر پڑھے۔

(۱۲۷۲) ۔ اگر ایک عادل بتائے کہ یہ سفر آٹھ فرسخ ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز قصر بھی پڑھے اور پوری بھی، اور روزہ رکھے اور اس کی قضا بھی دے۔

(۱۲۷۳) ۔ جس شخص کو یقین ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے یا شک ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے یا نہیں تو اگر راستے میں معلوم ہو جائے کہ آٹھ فرسخ ہے تو اگرچہ تھوڑا سا راستہ باقی رہ گیا ہو تو نماز قصر پڑھے اور اگر پوری پڑھ لی تو دوبارہ قصر پڑھنی پڑے گی۔

(۱۲۷۴) ۔ جس شخص کو یقین ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے اگر نماز قصر پڑھے اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ آٹھ فرسخ نہیں تھا تو نماز پوری پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کی قضا کرے۔

(۱۲۷۵) ۔ اگر ان دو مقامات کے درمیان کہ جن کا فاصلہ چار فرسخ سے کم ہے کئی دفعہ آمد و رفت کرے اگرچہ اس کی مجموعی مقدار آٹھ فرسخ ہو جائے تب بھی نماز پوری پڑھے۔

(۱۲۷۶) ۔ اگر کسی جگہ کے دو راستے ہیں ایک راستہ آٹھ فرسخ سے کم اور دوسرا آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ ہے تو اگر انسان اس راستے سے جائے جو آٹھ فرسخ ہے تو نماز قصر پڑھے اور اگر اس راستے سے جائے جو آٹھ

فرسخ نہیں تو نماز پوری پڑھے۔

(۱۲۷۷)۔ اگر شہر کی دیوار ہے تو آٹھ فرسخ کی ابتداء شہر کی دیوار سے حساب کی جائے اور اگر دیوار نہیں تو شہر کے آخری گھروں سے حساب کیا جائے۔ لیکن ان بڑے شہروں میں جو خارق العادہ ہیں مثل شہر تہران کے تو وہاں آٹھ فرسخ کی ابتدا اپنے گھر سے حساب کرے۔

دوسری شرط

یہ کہ ابتدائے سفر سے آٹھ فرسخ کا قصد رکھتا ہو پس اگر ایسی جگہ کے لئے سفر کرے جو آٹھ فرسخ سے کم ہے اور وہاں پہنچنے کے بعد ایسی جگہ کا قصد کرے کہ جو طے شدہ مقدار سمیت آٹھ فرسخ ہے تو چونکہ ابتداء میں آٹھ فرسخ کا قصد نہیں رکھتا تھا نماز پوری پڑھے البتہ اگر وہاں سے آٹھ فرسخ کا قصد کرے یا چار فرسخ تک جائے اور اپنے وطن کی طرف یا ایسی جگہ کی طرف کہ جہاں دس دن رہنا ہے پلٹ آنے کا خیال ہو تو نماز قصر پڑھے۔

(۱۲۷۸)۔ جس شخص کو معلوم نہیں کہ اس کا سفر کتنے فرسخ ہوگا مثلاً کسی گم شدہ چیز کی تلاش کے لئے سفر کرے اور یہ نہ جانتا ہو کہ کتنا سفر کرنا پڑے گا تو نماز پوری پڑھے البتہ اگر پلٹتے ہوئے اس کا وطن یا وہ جگہ جہاں دس دن رہنے کا قصد رکھتا ہے آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ ہو تو نماز قصر پڑھے اور اگر جاتے ہوئے یہ قصد ہو کہ چار فرسخ تک پلٹ آؤں گا تو اگر جانا اور آنا آٹھ فرسخ ہو تو نماز قصر پڑھے۔

(۱۲۷۹)۔ مسافر اس صورت میں نماز قصر پڑھے گا کہ پختہ ارادہ رکھتا ہو کہ آٹھ فرسخ تک جائے گا تو جو شخص شہر سے نکلے اور مثلاً اس کا قصد یہ ہو کہ اگر ساتھی مل گئے تو آٹھ فرسخ تک سفر کرے گا اب اگر وہ مطمئن ہے کہ ساتھی مل جائیں گے تو نماز قصر ہے اور اگر یہ اطمینان نہیں تو نماز پوری پڑھے۔

(۱۲۸۰)۔ جو شخص آٹھ فرسخ کا قصد رکھتا ہو اگرچہ ہر دن تھوڑا سا راستہ طے کرے تو جب ایسی جگہ پہنچ جائے کہ جہاں شہر کی دیوار نظر نہ آئے اور اذان بھی سنائی نہ دے تو نماز قصر پڑھے لیکن اگر ہر دن اتنا کم راستہ طے کرتا ہے کہ لوگ نہیں کہتے کہ یہ مسافر ہے تو پوری نماز پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ قصر اور پوری دونوں پڑھے۔

(۱۲۸۱)۔ جس شخص کے سفر کا اختیار دوسرے کے ہاتھ میں ہے مثلاً نوکر جو کہ اپنے آقا کے ساتھ ساتھ سفر کر رہا ہے تو اگر اسے معلوم ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے تو نماز قصر پڑھے۔

(۱۲۸۲)۔ جس کا سفر دوسرے کے اختیار میں ہے اگر اسے معلوم ہو یا گمان رکھتا ہو کہ چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اس سے الگ ہو جائے گا اپنی نماز کو تمام ادا کرے۔

تیسری شرط

(۱۲۸۳) یہ کہ اثنائے راہ میں اپنے ارادہ کو نہ بدلے پس اگر چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنا ارادہ بدل لے یا مردد ہو جائے تو نماز پوری پڑھے۔

(۱۲۸۴) - اگر چار فرسخ تک پہنچنے کے بعد اپنا ارادہ بدل لے تو اگر یہ پختہ ارادہ رکھتا ہو کہ اسی جگہ ٹھہروں گا یا دس دن کے بعد پلٹ جاؤں گا یا وہاں رہنے اور پلٹ جانے میں مردد ہو تو نماز پوری پڑھے۔

(۱۲۸۵) - اگر چار فرسخ تک پہنچنے کے بعد سفر سے ارادہ بدل لے اور پختہ ارادہ ہو کہ پلٹ جانا ہے تو نماز قصر پڑھے۔

(۱۲۸۶) - اگر کسی جگہ جانے کے لئے روانہ ہو اور کچھ راستہ طے کرنے کے بعد دوسری جگہ کی طرف جانے کا ارادہ کرے تو اگر پہلی جگہ سے لے کر کہ جہاں سے چلا تھا اس جگہ تک کہ جہاں جانا چاہتا ہے آٹھ فرسخ ہیں تو نماز قصر پڑھے۔

(۱۲۸۷) - اگر آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے مردد ہو جائے کہ باقی راستہ طے کرے یا نہ کرے اور جس وقت مردد ہوا ہے اس وقت سفر نہیں کر رہا ہے اور بعد میں پختہ ارادہ کیا کہ بقیہ راستہ جانا ہے تو آخر سفر تک نماز قصر پڑھے۔

(۱۲۸۸) - اگر آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے مردد ہو جائے کہ باقی راستہ طے کرنا ہے یا نہیں اور جب مردد ہوا تو کچھ راستہ طے کیا اور بعد میں پختہ ارادہ کر لیا کہ آٹھ فرسخ تک جانا ہے یا چار فرسخ تک جا کے پلٹ آنا ہے تو آخر سفر تک نماز قصر پڑھے۔

(۱۲۸۹) - اگر آٹھ فرسخ جانے سے پہلے مردد ہو جائے کہ باقی راستہ طے کرنا ہے یا نہیں اور حالت تردد میں کچھ راستہ طے کیا اور بعد میں پختہ ارادہ کر لیا کہ باقی راستہ جانا ہے تو اگر بقیہ سفر آٹھ فرسخ ہے یا چار فرسخ۔ لیکن چاہتا ہے کہ جا کر پلٹ آؤں گا تو نماز قصر پڑھے لیکن اگر وہ راستہ جو مردد ہونے سے پہلے تھا اور وہ راستہ جو اس کے بعد طے کر رہا ہے ان کی مجموعی مقدار آٹھ فرسخ ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز قصر بھی پڑھے اور پوری بھی۔

چوتھی شرط

یہ کہ نہ چاہتا ہو کہ آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرے یا دس دن یا دس دن سے زیادہ کسی جگہ رہے گا پس جو شخص یہ چاہتا ہے کہ آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرے یا دس دن کسی جگہ رہے تو نماز پوری پڑھے۔

(۱۲۹۰) - جس شخص کو معلوم نہ ہو کہ آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرے گا یا نہیں یا کسی جگہ دس دن رہے گا یا نہیں تو نماز پوری پڑھے۔

(۲۲۲۱) قبل اس کے کہ عامل کام شروع کرے۔ جاعل اور عامل جعالہ کو فسخ کر سکتے ہیں۔

(۲۲۲۲) بعد اس کے کہ عامل کام شروع کردے اگر جاعل جعالہ کو فسخ کرنا چاہے تو کوئی اشکال نہیں۔ البتہ جتنا کام وہ کر چکا ہے۔ اس کی مزدوری ادا کرے۔

(۲۲۲۳) عامل کام کو ادھورا بھی چھوڑ سکتا ہے البتہ اگر کام کو ناقص چھوڑنا جاعل کے لئے مضر ہے تو پھر اس کو تمام کرے مثلاً اگر کوئی کہے کہ جو شخص میری آنکھ کا آپریشن کرے تو اتنی رقم اس کو دوں گا اور آپریشن کرنے والا ڈاکٹر کام شروع کردے۔ اب یہ صورت ہو کہ اگر کام تمام نہ کرے تو اس کی آنکھ عیب دار ہو جائے گی تو اس کو تمام کرے تو اگر پورا نہ کیا تو جاعل سے کسی چیز کے لینے کا مستحق نہیں ہوگا۔

(۲۲۲۴) اگر عامل کام کو ناتمام چھوڑ دے تو اگر وہ کام ایسا ہے کہ جب تک اسے پورا نہ کیا جائے۔ جاعل کیلئے اس میں کوئی فائدہ نہیں مثلاً گم شدہ گھوڑے کا تلاش کرنا تو پھر عامل کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور یہی حکم ہے کہ اگر جاعل نے عمل پورا کرنے کی مزدوری قرار دی ہو مثلاً کہے جو میرے کپڑے سیئے گا اس کو دس رقپے دوں گا البتہ اگر اس کا مقصد یہ ہو کہ جتنا عمل کوئی کرے گا۔ اتنی مزدوری اسے دوں گا تو جاعل کو چاہیئے کہ عامل نے جتنا کام کیا ہے۔ اتنی مزدوری اسے دیدے۔ اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ بطور مصالحت ایک دوسرے کو راضی کریں۔

احکام جعالہ

(۲۲۱۵) جعالہ یہ ہے کہ کوئی مقرر کرے کہ جو شخص میرا فلاں کام کرے گا۔ میں اس کے مقابلہ میں مال معین دوں گا۔ مثلاً کہے کہ جو شخص میری گم شدہ چیز کو تلاش کر لائے تو اس کو دس روپے دوں گا تو جو شخص یہ مقرر کرے جاعل اور جو شخص کام انجام دے اسے عامل کہتے ہیں اور جعالہ اور کوئی شخص کسی کا اجیر بنے اس میں فرق یہ ہے کہ اجارہ میں عقد پڑھنے کے بعد اجیر کو کام کرنا پڑے گا اور جس نے اسے اجیر بنایا ہے اسے اس کی اُجرت دینا ہوگی البتہ جعالہ میں عامل کو اختیار ہے کہ وہ کام نہ کرے اور جب تک کام انجام نہ دے جاعل کے ذمہ بھی کوئی چیز نہیں۔

(۲۲۱۶) جاعل کو بالغ وعاقل ہونا چاہیئے اور ارادہ واختیار سے قرارداد کرے اور شرعاً اپنے مال میں تصرف بھی کر سکتا ہو تو اس بنا پر سفیہ و بے وقوف کا جعالہ جو کہ اپنا مال فضول کاموں میں صرف کرتا ہے صحیح نہیں ہے جب کہ حاکم شرع نے اس کو عمل کرنے سے روک رکھا ہو یا بالغ ہونے کی حالت میں بے عقل ہو۔

(۲۲۱۷) جاعل کے کہنے پر جو کام کرنا ہے وہ حرام نہ ہو اور وہ ایسا بے فائدہ بھی نہ ہو کہ جس سے کوئی غرض عقلائی متعلق نہ ہو پس اگر وہ کہے کہ جو شخص شراب پیئے یا رات کے وقت تاریک مقام پر جائے تو اس کو دس روپے دوں گا تو جعالہ صحیح نہیں ہے۔

(۲۲۱۸) جس مال کے دینے کا معاہدہ کیا ہے اگر اسے معین کرے مثلاً کہے جو شخص میرا گھوڑا تلاش کر لائے یہ گندم میں اسے دوں گا تو یہ ضروری نہیں کہ یہ بھی کہے کہ یہ گندم کس جگہ کی ہے اور اس کی کتنی قیمت ہے۔ البتہ اگر مال کو معین نہ کرے مثلاً کہے کہ جو شخص میرا گھوڑا تلاش کر لائے تو اس کو دس من گندم دوں گا تو اس کی خصوصیات پورے طور پر معین کرے

(۲۲۱۹) اگر جاعل کوئی معین مزدوری اس کام کے لئے قرار نہ دے مثلاً کہے کہ جو شخص میرا بچہ تلاش کر لائے۔ میں اسے کچھ رقم دوں گا اور اس کی مقدار معین نہ کرے تو اگر کوئی شخص اس عمل کو بجالائے تو اس کی مزدوری اتنی ادا کرے کہ جو لوگوں کی نظر میں اس کام کی ہو سکتی ہے۔

(۲۲۲۰) اگر عامل یا کوئی اور شخص قرارداد سے پہلے کام انجام دے چکا ہو یا قرارداد کے بعد اس نیت سے کام کر چکا ہو کہ میں اس کے مقابلہ میں پیسے نہیں لوں گا تو وہ مزدوری کا مستحق نہیں ہوگا۔

وہ اس کی طرف پلٹ آئے گی بلکہ اگر اس قسم کا ہو کہ کچھ نہ کچھ اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے تو بھی اجارہ کو توڑ سکتا ہے ۔

(۲۲۱۰) اگر کوئی جائیداد کرایہ پہ لے اور مدت اجارہ میں سے کچھ مدت گزرنے کے بعد وہ اس طرح خراب ہو جائے کہ اس سے بالکل فائدہ حاصل نہ ہو سکتا ہو یا جس فائدہ کی شرط کی گئی ہے ۔اس کے قابل نہ رہا ہو تو باقی ماندہ مدت کا اجارہ باطل ہے اور اگر مختصر قسم کا فائدہ بھی اس سے اٹھا سکتا ہے ۔تب بھی بقیہ مدت کا اجارہ ختم کر سکتا ہے ۔

(۲۲۱۱) اگر کوئی گھر کرایہ پر دے کہ مثلاً جس میں دو کمرے ہیں اور اس کا ایک کمرہ خراب ہو جائے تو اگر فوراً اسے بنوا دے اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کی کوئی مقدار درمیان سے ضائع نہیں ہوئی تو اجارہ باطل نہیں ہوگا اور نہ مستاجر اس کو توڑ سکتا ہے ۔البتہ اگر اس کا بنوانا اتنی طوالت پکڑ جائے کہ مستاجر کے فائدہ اٹھانے سے کچھ مدت ضائع ہو جائے تو اتنی مقدار باطل ہو جائے گا اور مستاجر بقیہ مدت اجارہ کو بھی فسخ کر سکتا ہے ۔

(۲۲۱۲) اگر کرایہ دینے والا یا لینے والا مر جائے تو اجارہ باطل نہیں ہوگا البتہ اگر مکان کرایہ پر دینے والے کی ملکیت نہ ہو مثلاً کسی نے وصیت کی ہو کہ جب تک یہ (کرایہ پر دینے والا) زندہ ہے ۔ اس مکان کا نفع اس کی ملکیت ہے تو اگر وہ مکان کرایہ پر دیدے اور کرایہ کی مدت پورے ہونے سے پہلے مر جائے تو اس کے مرنے کے وقت سے اجارہ باطل ہے ۔

(۲۲۱۳) اگر مالک نجار یا گلکار کو وکیل قرار دے کہ اس کے لئے مزدور مہیا کرے چنانچہ وہ جتنی مزدوری مالک سے مزدوروں کے نام پر لیتا ہے اس سے کم مزدوروں کو دے تو بقیہ رقم اس کے لئے حرام ہے اور وہ مالک کو واپس کر دے البتہ اگر اس کو اجیر بنائے کہ یہ مکان مکمل تعمیر کرے اور وہ مالک سے یہ اختیار حاصل کر لے کہ خود مکان بنوائے یا کسی سے بنوائے ۔اب اگر جتنی مقدار پر خود اجیر بنا ہے ۔اس سے کم مقدار پر دوسرے کو اجیر کرے تو بقیہ رقم اس کے لئے حلال ہے ۔

(۲۲۱۴) اگر رنگریز سے طے ہو جائے کہ مثلاً کپڑے کو نیل سے رنگے گا تو اگر کسی اور رنگ سے رنگ دیا تو کوئی چیز لینے کا حق نہیں رکھتا ۔

○

زیادہ کاٹا ہو تو ضامن ہوگا اور اگر معمول سے زیادہ نہ کاٹے تو پھر ضامن نہیں ہے۔

(۲۲۰۲) اگر ڈاکٹر اپنے ہاتھ سے بیمار کو دوا دے یا مریض کو مرض اور دوائی بتائے اور بیمار وہ دوائی کھائے تو اگر علاج میں غلطی کرے اور اس سے مریض کو ضرر پہنچے یا وہ مرجائے تو ڈاکٹر ضامن ہے البتہ اگر ڈاکٹر کہے کہ فلاں دوا فلاں بیماری کے لئے مفید ہے اور دوا کھانے کی وجہ سے بیمار کو کوئی ضرر پہنچے یا وہ مرجائے تو ڈاکٹر ضامن نہیں ہوگا۔

(۲۲۰۳) جب ڈاکٹر بیمار یا اس کے ولی کو کہہ دے کہ اگر بیمار کو کوئی ضرر پہنچا یا وہ مر گیا تو میں ضامن نہیں ہوں جبکہ وہ پوری دقت اور احتیاط سے علاج کرے اور بیمار کو ضرر پہنچے یا وہ مرجائے تو ڈاکٹر ضامن نہیں ہوگا۔

(۲۲۰۴) کرایہ پر کوئی چیز لینے اور دینے والا ایک دوسرے کی رضامندی سے معاملہ کو توڑ سکتے ہیں اور اسی طرح اگر عقد اجارہ میں شرط کریں کہ دونوں کو یا کسی ایک کو معاملہ توڑنے کا حق ہوگا تو وہ قرارداد کے مطابق اجارہ کو توڑ سکتے ہیں۔

(۲۲۰۵) اگر کرایہ پر دینے یا لینے والا یہ سمجھے کہ وہ گھاٹے میں رہا ہے تو اگر صیغہ پڑھتے وقت وہ ملتفت نہ تھا کہ میں مغبون و گھاٹے میں ہوں تو وہ اجارہ کو توڑ سکتا ہے البتہ اگر صیغہ اجارہ میں یہ شرط کی گئی تھی کہ اگر کسی کو گھاٹا بھی ہوا تو بھی اسے معاملہ توڑنے کا حق نہیں تو پھر اجارہ کو نہیں توڑ سکیں گے۔

(۲۲۰۶) اگر کوئی چیز کرایہ پر دے اور تحویل میں دینے سے پہلے کوئی اسے غصب کرلے تو کرایہ پر لینے والا معاملہ کو توڑ سکتا ہے اور جو چیز کرایہ پر دینے والے کو دے چکا ہے وہ واپس لے لے یا اجارہ کو نہ توڑے اور جتنی مدت وہ غاصب کے پاس رہے اتنی مدت کا کرایہ عادت کے مطابق اس سے وصول کرے۔ پس اگر کوئی جانور ایک مہینہ کے لئے دس روپے کرایہ پر لے اور کوئی شخص اسے دس دن تک غصب کئے رکھے اور اس کا عادی کرایہ دس دن کے لئے پندرہ روپے ہو تو وہ غصب کرنے والے سے پندرہ روپے لے سکتا ہے۔

(۲۲۰۷) جو چیز کرایہ پر لی ہے اگر وہ تحویل میں لے لے اور اس کے بعد کوئی اسے غصب کرے تو یہ اجارہ کو نہیں توڑ سکتا اور صرف اسے یہ حق ہے کہ اس چیز کا کرایہ بمقدار معمول غاصب سے لے لے۔

(۲۲۰۸) اگر مدت کرایہ ختم ہونے سے پہلے وہ جائیداد مستاجر کے ہاتھ بیچ دے تو اجارہ نہیں ٹوٹے گا بلکہ کرایہ دار کو چاہئے کہ کرایہ کی مدت تک مالک کو کرایہ دیتا رہے اور یہی حکم ہے اگر کسی اور کے ہاتھ بیچ دے۔

(۲۲۰۹) اگر مدت کرایہ کی ابتداء سے پہلے ملک ایسا خراب ہو جائے کہ اس سے کسی قسم کا فائدہ نہ اٹھایا جا سکتا ہو یا اس فائدہ کے قابل نہ رہا ہو جس کی شرط کی گئی تھی تو اجارہ باطل ہو جائے گا اور جو رقم مستاجر نے مالک ملک کو ادا کی ہے

(۲۱۹۴) اگر انسان اجیر بنے کہ فلاں دن فلاں کام انجام دے اور پھر اس دن کا کام کرنے کے لئے اجیر حاضر ہو جائے تو جس شخص نے اسے اجیر بنایا ہے اگرچہ وہ کام اس سے نہ کرائے اس کی اجرت اسے دینی پڑے گی مثلاً اگر درزی کو کسی خاص دن لباس سینے کے لئے اجیر بنائے اور درزی اس دن کام کرنے کے لئے تیار ہو اگرچہ یہ کپڑا اسے نہ دے کہ وہ اسے سیئے تو اس کی اجرت دینا پڑے گی۔ چاہے درزی کوئی کام نہ کرے اور چاہے اپنا یا کسی اور کا کام کرتا رہے۔

(۲۱۹۵) اگر کرایہ کی مدت ختم ہونے کے بعد معلوم ہو کہ کرایہ باطل تھا تو کرایہ پر لینے والا کرایہ کی رقم مقدار معمول کے برابر مالک کو ادا کرے مثلاً کوئی مکان ایک سال کے لئے سو روپے کرایہ پر لیا ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ اجارہ باطل ہے تو اگر اس مکان کا عادی کرایہ پچاس روپے ہے تو وہ پچاس روپے مالک کو ادا کرے اور اگر دو سو روپے ہے تو دو سو روپے ادا کرے اور اس طرح اگر کچھ مدت گزرنے کے بعد معلوم ہو کہ اجارہ باطل ہے تو اتنی ہی مدت کا عادی کرایہ مالک کو ادا کرے۔

(۲۱۹۶) جو چیز کرایہ پر لی ہے اگر وہ تلف ہو جائے تو اگر اس کی حفاظت میں کوتاہی نہیں کی ہے اور اس سے فائدہ اٹھانے میں بھی زیادتی نہیں کی تو ضامن نہیں ہوگا اور اسی طرح اگر وہ کپڑا جو درزی کو دیا ہے ضائع ہو جائے۔ اگر درزی نے نہ زیادتی کی ہے اور نہ حفاظت میں کوتاہی تو اس کا معاوضہ دینے کی ضرورت نہیں۔

(۲۱۹۷) کاریگر جو چیز لے کر ضائع کر دے وہ اس کا ضامن ہے۔

(۲۱۹۸) اگر قصاب کسی جانور کا سر کاٹ کر اسے حرام کر دے چاہے اس کی مزدوری لی ہو یا مفت کام کیا ہو تو اس کی قیمت اس کے مالک کو ادا کرے۔

(۲۱۹۹) اگر کوئی جانور کرایہ پر لے اور معین کرے کہ کتنا بوجھ اس پر لادنا ہے اگر اس سے زیادہ بوجھ اس پر لادے اور وہ جانور مر جائے یا عیب دار ہو جائے تو وہ ضامن ہے اور اسی طرح اگرچہ بوجھ کی مقدار معین نہ کی گئی ہو اور وہ معمول سے زیادہ بار لادے اور جانور تلف یا عیب دار ہو جائے تو اس کا ضامن ہوگا۔

(۲۲۰۰) اگر کوئی جانور ٹوٹ جانے والے سامان کو اٹھانے کے لئے کرایہ پر دے چنانچہ جانور کو ٹھوکر لگے یا دوڑ جائے اور سامان ٹوٹ جائے تو جانور کا مالک اس کا ضامن نہیں ہوگا البتہ اگر مہار کھینچنے والے نے یا اس قسم کے کسی کام کی وجہ سے جانور گر جائے اور سامان ٹوٹ جائے تو پھر ضامن ہوگا۔

(۲۲۰۱) اگر کوئی شخص کسی بچے کا ختنہ کرے اور اس بچے کو کوئی ضرر پہنچے یا وہ مر جائے تو اگر اس نے عادت سے

(۲۱۸۶) اگر مکان مثلاً ایک سال کے لئے کرایہ پر دیں اور اس کی ابتداء صیغۂ کرایہ کے پڑھنے کے ایک مہینہ بعد سے قرار دیں تو اجارہ صحیح ہے۔ اگرچہ صیغہ پڑھتے وقت وہ مکان کسی اور کے پاس کرایہ پر ہو۔

(۲۱۸۷) اگر مدت کرایہ معین نہ کرے اور کہے کہ جب سے تو مکان میں رہائش کرے گا اس وقت سے ہر مہینہ کے دس روپے ہوں گے تو اجارہ صحیح نہیں۔

(۲۱۸۸) اگر کرایہ دار سے کہے کہ مکان ایک مہینہ کے لئے دس روپے کرایہ پر تمہیں دیتا ہوں اور بقیہ بھی اسی قیمت پر تو پہلے مہینہ کا اجارہ صحیح ہے اور اگر کہے کہ ہر مہینہ کے دس روپے ہیں اور اس کے اوّل و آخر کا تعین نہ کرے تو اجارہ پہلے مہینہ کے لئے بھی باطل ہوگا۔

(۲۱۸۹) وہ مکان کہ جس میں مسافر اور زائر آ کر رہتے ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ کتنے دن رہیں گے اگر یہ طے کرلیں کہ مثلاً ہر رات کے لئے ایک روپیہ اور گھر کا مالک راضی ہو جائے تو اس گھر سے فائدہ اُٹھانے میں کوئی اشکال نہیں لیکن چونکہ مدت اجارہ معین نہیں اجارہ صحیح نہیں ہوگا اور مالک جب چاہے انہیں مکان سے نکال سکتا ہے۔

کرایہ کے متفرق مسائل

(۲۱۹۰) اجارہ کرنے والا جو مال کرایہ کے عنوان سے دیتا ہے وہ معلوم ہونا چاہیئے تو اگر ایسی چیزوں میں سے کہ جن کا وزن کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے مثلاً گندم تو اس کا وزن معلوم ہو اور اگر ایسی چیز ہے کہ جس کا معاملہ شمار کرنے سے ہوتا ہے مثلاً انڈے تو ان کی تعداد معلوم ہو اور اگر گھوڑا اور بھیڑ بکری کی طرح ہے تو کرایہ پر دینے والا انہیں دیکھ چکا ہو یا کرایہ پر لینے والا ان چیزوں کی خصوصیات کو بیان کرے۔

(۲۱۹۱) اگر کوئی زمین گندم یا جَو یا کسی اور پیداوار کی زراعت کے لئے کرائے پر دے اور کرایہ اسی زمین میں سے حاصل شدہ پیداوار کو قرار دے تو اجارہ صحیح نہیں۔

(۲۱۹۲) جس نے کوئی چیز کرایہ پر دی ہے جب تک وہ تحویل میں نہ دیدے اسے حق نہیں پہنچتا کہ کرایہ کا مطالبہ کرے اور اسی طرح اگر کسی کام کو انجام دینے کے لئے اجیر بنا ہو تو کام تمام کرنے سے پہلے مزدوری کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

(۲۱۹۳) جب وہ چیز تحویل میں دیدے کہ جسے کرایہ پر دیا ہے تو اگرچہ کرایہ پر لینے والا تحویل میں نہ لے یا تحویل میں تو لے لے لیکن کرایہ کی آخری مدت تک اس سے فائدہ نہ اٹھائے تو بھی کرایہ اسے دینا پڑے گا۔

کھانے کی چیزیں کرایہ پر دینا صحیح نہیں۔

۵۔ جس فائدہ کے لئے کرایہ پر لیا گیا ہے وہ فائدہ اس سے حاصل ہو سکے۔ پس ایسی زمین کرایہ پر زراعت کے لئے دینا کہ جس کے لئے بارش کا پانی کافی نہ ہو اور نہر کے پانی سے سیراب نہ کی جاسکتی ہو صحیح نہیں ہے۔

۶۔ جو چیز کرایہ پر دے رہا ہے وہ اس کی اپنی ملکیت ہو اور اگر کسی اور شخص کے مال کو کرایہ پر دے تو اس صورت میں صحیح ہے جبکہ مالک راضی ہو جائے۔

(۲۱۸۲) درخت کو اس غرض سے کرایہ پر دیا جاسکتا ہے کہ اس کے پھل سے استفادہ کیا جائے۔

(۲۱۸۳) عورت دودھ پلانے کی وجہ سے اجیر بن سکتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ اپنے شوہر سے اجازت لے۔ البتہ اگر دودھ پلانے کی وجہ سے شوہر کا حق ضائع ہوتا ہو تو اس کی اجازت کے بغیر اجیر نہیں بن سکتی۔

اس فائدہ کے شرائط کہ جس کیلئے مال کرایہ پر دیا جائے

(۲۱۸۴) وہ فائدہ کہ جس کے لئے مال کو کرایہ پر دیا جاتا ہے اس کی چار شرطیں ہیں:۔

۱۔ یہ کہ وہ حلال ہو تو اس بنا پر دکان شراب بیچنے یا رکھنے کے لئے یا کوئی جانور شراب کے نقل و حمل کے لئے کرایہ پر دینا باطل ہے۔

۲۔ اس فائدہ کے لئے رقم خرچ کرنا عقلاء کے نزدیک فضول اور بیہودہ کام نہ ہو۔

۳۔ جو چیز کرایہ پر دی جارہی ہے اگر اس میں کئی فوائد ہوں تو جو فائدہ مستاجر کو لینا ہے اس کا تعین کیا جائے مثلاً کوئی ایسا جانور کرایہ پر دیں جس پہ سواری بھی ہو سکتی ہیں اور بار بھی لادا جاسکتا ہے تو کرایہ پر دیتے وقت یہ بات طے ہو جائے کہ سواری کے لئے یا بوجھ اٹھانے کے لئے یا تمام کے لئے مستاجر کا حق ہے۔

۴۔ فائدہ حاصل کرنے کی مدت مقرر کی جائے اور اگر مدت معلوم نہ ہو لیکن عمل کا تعین ہو جائے مثلاً درزی سے طے کیا جائے کہ فلاں لباس فلاں طرز پر سی کر دو تو یہ بھی کافی ہے۔

(۲۱۸۵) اگر کرایہ کی مدت کی ابتداء معین نہ کی گئی ہو تو اس کی ابتداء صیغۂ کرایہ پڑھ لینے کے بعد سے شروع ہو جائیگی۔

(۲۱۷۷) اگر انسان مکان، دکان یا کمرہ کرائے پہ لے اور مالک اس سے شرط کرے کہ اس میں سے صرف تم ہی فائدہ اٹھا سکتے ہو تو کرایہ پہ لینے والا کسی اور کو کرایہ پر نہیں دے سکتا اور اگر یہ شرط نہ کرے تو پھر دوسرے کو کرایہ پر دے سکتا ہے البتہ اگر جتنے کرایہ پر لیا تھا اس سے زیادہ کرایہ پر دینا چاہے تو اس میں کوئی کام کرے مثلاً کوئی چیز تعمیر کرے یا سفیدی کرائے یا جس جنس پہ اس نے کرایہ پر لیا تھا اس کے علاوہ کسی جنس کے عوض کرایہ پر دے مثلاً اگر رقم کے عوض کرایہ پہ لیا تھا تو گندم یا اس قسم کی کسی دوسری چیز کے عوض کرایہ پر دے

(۲۱۷۸) اگر مزدور انسان سے شرط کرے کہ صرف تمہارا کام کروں گا تو اس کو دوسرے کا مزدور نہیں بنایا جا سکتا اور اگر یہ شرط نہ کرے تو اگر اس کو اس چیز کی جنس پہ مزدور قرار دے کہ جس پر اس نے مزدور بنایا تھا تو وہ زیادہ نہیں لے سکتا اور اگر کسی اور جنس کے مقابلہ میں مزدور بنائے تو زیادہ لے سکتا ہے۔

(۲۱۷۹) اگر مکان و دکان و کمرہ و مزدور کے علاوہ کوئی اور چیز کرایہ پر لے مثلاً زمین اور مالک اس کے ساتھ شرط نہ کرے کہ فقط خود اس سے استفادہ کرو تو جتنی رقم پر اس نے کرایہ پر لی تھی گر اس سے زیادہ پر اجارہ پر دے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۱۸۰) اگر مکان یا دکان کو مثلاً ایک سال کے لئے سو روپے کرایہ پہ لے اور آدھے سے خود فائدہ اٹھائے تو اس کے آدھے حصہ کو سو روپے کرایہ پر اٹھوا سکتا ہے البتہ اگر اس آدھے کو تمام مکان یا دوکان کے اصل کرایہ سے زیادہ پر دینا چاہے مثلاً ایک سو بیس روپے کرایہ پہ دینا چاہے تو اس میں تعمیر وغیرہ کا کوئی کام انجام دے یا کسی دوسری جنس پہ کرایہ پہ دے۔

اس مال کے شرائط جو کرایہ پہ دیا جا رہا ہے!

(۲۱۸۱) جو مال کرایہ پہ اٹھایا جاتا ہے اس کی چند شرطیں ہیں :-

۱۔ یہ کہ وہ معین ہو پس اگر کہے کہ میں نے اپنے گھروں میں سے ایک گھر کرایہ پہ دیا ہے تو درست نہیں۔

۲۔ کرایہ پہ لینے والا اس کو دیکھے یا کرایہ پہ دینے والا اس کی خصوصیات اس طرح بیان کرے کہ وہ پورے طور پہ معلوم ہو جائے۔

۳۔ اس کا سپرد کرنا ممکن ہو تو جو گھوڑا بھاگ گیا ہے اس کو کرایہ پہ دینا باطل ہے۔

۴۔ وہ مال ایسا ہو کہ اس سے نفع اٹھانے کے باوجود ختم نہ ہوتا ہو پس روٹی پھل اور اس قسم کی دوسری

اجارہ (کرایہ) کے احکام

(۲۱۷۰) کرایہ پر کوئی چیز لینے اور دینے والے کو مکلف و عاقل ہونا چاہئے اور اپنے اختیار سے کرایہ کے معاملے کو انجام دے رہے ہوں اور اپنے مال میں حق تصرف بھی رکھتے ہوں پس وہ سفیہ و بیوقوف جو اپنے مال کو بیہودہ اور فضول کاموں میں صرف کرتا ہے تو اگر حاکم شرع نے اسے اس کے اموال میں تصرف کرنے سے روک رکھا ہو یا حالت بلوغ میں بے عقل ہو تو وہ اگر کوئی چیز کرایہ پہ لے یا کرایہ پر دے تو صحیح نہیں ہے۔

(۲۱۷۱) انسان کسی کا وکیل بن کر اس کے مال کو کرایہ پہ دے سکتا ہے۔

(۲۱۷۲) اگر ولی یا بچے کا نگران اس کے مال کو کرایہ پہ دے یا بچے کو کسی کا اجیر بنائے تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر اس کے بالغ ہونے کی مدت کے کچھ حصہ کو جزءِ اجارہ قرار دے تو بعد اس کے کہ بچہ بالغ ہو جائے وہ باقی مدت اجارہ کو توڑ سکتا ہے لیکن اگر صورتِ حال یہ تھی کہ اگر بچے کے بالغ ہونے کی مدت کے کچھ حصہ کو جزء اجارہ قرار نہ دیتا تو بچے کی مصلحت کے خلاف تھا تو بچہ اجارہ کو نہیں توڑ سکے گا۔

(۲۱۷۳) وہ چھوٹا بچہ کہ جس کا ولی نہیں ہے اسے مجتہد کی اجازت کے بغیر مزدور نہیں بنایا جا سکتا اور جو شخص مجتہد تک دسترس نہیں رکھتا وہ کسی مومن عادل سے اجازت لے کر اسے مزدور بنا سکتا ہے۔

(۲۱۷۴) کرایہ پر دینے والا اور کرایہ پہ لینے والا ضروری نہیں کہ صیغہ عربی زبان میں پڑھے بلکہ اگر مالک کسی کو کہہ دے کہ میں اپنی ملک تجھے کرایہ پہ دیتا ہوں اور وہ کہے کہ میں قبول کرتا ہوں تو اجارہ صحیح ہے اور اسی طرح اگر کوئی بات نہ کریں لیکن مالک اس قصد سے کہ ملک کو کرایہ پہ دے رہا ہوں کرایہ پہ لینے والے کے سپرد کر دے اور وہ بھی کرایہ پر لینے کے قصد سے لے تو اجارہ صحیح ہے۔

(۲۱۷۵) اگر کوئی شخص صیغہ اجارہ پڑھنے کے بغیر چاہے کہ کسی کام کو انجام دینے کے لئے اجیر بنے تو جب مدمقابل کی رضا سے عمل شروع کرے گا تو اجارہ صحیح ہو جائے گا۔

(۲۱۷۶) جو شخص بات نہیں کر سکتا تو اگر وہ اشارہ سے سمجھا دے کہ ملک کرایہ پر دی ہے یا کرایہ پر لی ہے تو صحیح ہے۔

تو اس صورت میں صحیح ہوگا جب کہ ایک کا وزن دوسری سے زیادہ نہ ہو لیکن اگر ان کا وزن معلوم نہ ہو تو اگرچہ یہ احتمال ہو کہ ایک کا وزن دوسری سے زیادہ ہے تو صلح صحیح ہے ۔

(۲۱۶۴) اگر دو آدمی کسی ایک شخص سے قرض خواہ ہوں یا دو آدمی دوسرے دو آدمیوں سے قرض خواہ ہوں اور وہ چاہیں کہ اپنے قرض کی ایک دوسرے سے مصالحت کریں تو اگر ان کا قرض ایک جنس کا ہو اور ان کا وزن بھی ایک جیسا ہو مثلاً دونوں دس من گندم کی طلب رکھتے ہوں تو ان کی صلح صحیح ہے اور یہی حکم ہے اگر ان کے قرضے ایک جنس سے نہ ہوں مثلاً ایک کو دس من گندم اور دوسرے کو بارہ من چاول لینے ہوں لیکن اگر ان کا قرض ایک جنس کا ہو اور ہو بھی ایسی چیز کہ عموماً اس کا معاملہ وزن یا پیمانہ سے ہوتا ہے تو اگر ان کا وزن یا پیمانہ برابر نہیں تو ان کی صلح مشکل ہے ۔

(۲۱۶۵) اگر کسی سے قرض لینا ہو جو کہ ایک مدت کے بعد لینا ہو تو اگر اپنے قرض کی تھوڑی مقدار پر صلح کرلے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ میں کچھ قرضہ چھوڑ دوں اور باقی نقد لے لوں تو اس میں کوئی اشکال نہیں ۔

(۲۱۶۶) اگر دو آدمی کسی چیز پر آپس میں صلح کرلیں تو وہ ایک دوسرے کی مرضی سے اس صلح کو توڑ سکتے ہیں اور اسی طرح اگر معاملہ کے ضمن میں دونوں یا کسی ایک کو معاملہ توڑنے کا حق دیا گیا ہو تو حق رکھنے والا عقد صلح کو توڑ سکتا ہے ۔

(۲۱۶۷) جب تک خریدار اور بیچنے والا مجلس معاملہ سے جدا نہ ہوں وہ معاملہ کو توڑ سکتے ہیں اور اسی طرح اگر خریدار کوئی جانور خریدے تو تین دن تک وہ معاملہ توڑ سکتا ہے اور اسی طرح جس جنس کو نقداً خریدا ہے اگر اس کے پیسے تین دن تک نہ دے اور نہ جنس لے تو بیچنے والا معاملہ کو توڑ سکتا ہے لیکن جو شخص کسی مال پر صلح کر رہا ہے وہ ان تین صورتوں (خیار حیوان، خیار مجلس، خیار تاخیر) میں صلح توڑنے کا حق نہیں رکھتا ۔ البتہ آٹھ صورتوں میں کہ جو خرید و فروخت کے احکام میں بیان کی جا چکی ہیں صلح کو توڑ سکتا ہے ۔

(۲۱۶۸) جو چیز صلح میں لی ہے ۔ اگر عیب دار ہو تو وہ صلح کو توڑ سکتا ہے البتہ صحیح اور عیب دار کی قیمت کا تفاوت نہیں لے سکتا ۔

(۲۱۶۹) اگر کسی سے اپنے مال میں صلح کرے اور اس سے شرط کرے کہ اگر میرے مرنے کے بعد میرا کوئی وارث نہ ہوا تو جس چیز میں میں نے صلح کی ہے اسے وقف کر دینا اور وہ بھی اس شرط کو قبول کرلے تو اسے شرط پر عمل کرنا چاہیئے ۔

احکامِ صُلح

(۲۱۵۷) صلح یہ ہے کہ ایک انسان دوسرے کے ساتھ طے کرے کہ اپنا کچھ مال یا مال کا نفع دوسرے کا ملک قرار دے یا اپنا قرض اور اپنا حق چھوڑ دے تاکہ وہ بھی اس کے عوض میں کچھ مال یا مال کا نفع اسے واگزار کرے یا اپنے قرض یا اپنے حق کو چھوڑ دے۔

(۲۱۵۸) دو آدمی جو کسی چیز میں ایک دوسرے سے صلح کرتے ہیں وہ بالغ اور عاقل ہوں۔ کسی نے انہیں مجبور نہ کیا ہو اور وہ صلح کا ارادہ بھی رکھتے ہوں اور حاکمِ شرع نے انہیں انکے اموال میں تصرف کرنے سے روک بھی نہ رکھا ہو (اور دیوالیہ ہونے کی وجہ سے ان کے مال میں تصرف ممنوع نہ ہو)

(۲۱۵۹) ضروری نہیں کہ صلح کا صیغہ عربی زبان میں پڑھا جائے بلکہ جو لفظ یہ مفہوم سمجھا سکے کہ انہوں نے ایک دوسرے سے صلح کرلی ہے وہ کافی اور صحیح ہے۔

(۲۱۶۰) اگر کوئی شخص اپنی بھیڑ بکریاں کسی چرواہے کو دے کہ مثلاً وہ ایک سال تک ان کی حفاظت کرے اور ان کے دودھ سے استفادہ کرے اور کچھ گھی بھی مالک کو دے تو اگر بھیڑ بکریوں کے دودھ کو چرواہے کی زحمات اور گھی کے مقابلے میں صلح کرلے تو صحیح ہے لیکن اگر بھیڑ بکریاں ایک سال کے لئے چرواہے کو کرایہ پر دے کر ان کے دودھ سے فائدہ اٹھائے اور اس کے عوض میں کچھ گھی دے تو اس میں اشکال ہے۔

(۲۱۶۱) اگر کوئی شخص چاہے کہ اپنے قرض اور حق کے سلسلے میں دوسرے سے مصالحت کرے تو یہ اس وقت صحیح ہوگی جب دوسرا قبول بھی کرے۔

(۲۱۶۲) اگر انسان کسی کا مقروض ہے اور قرضہ کی مقدار اسے معلوم ہے لیکن قرض خواہ کو معلوم نہیں تو اگر قرض خواہ اس مقدار سے کم پر صلح کرلے جو واقع میں ہے مثلاً پچاس روپے اس کو لینے ہوں اور وہ دس روپے پر صلح کرے تو بقیہ مقروض کے لئے حلال نہیں مگر یہ کہ قرضے کی مقدار بیان کرے اور اسے راضی کرلے یا اس طرح ہو کہ اگر اسے اپنے قرض کی مقدار معلوم ہوتی تو پھر بھی وہ اس مقدار پر صلح کر لیتا۔

(۲۱۶۳) اگر دو چیزوں پر ایک دوسرے سے صلح کرنا چاہیں جن کی جنس ایک ہے اور ان کا وزن معلوم ہے

(۲۱۵۳) جس وقت شرکا میں سے کوئی ایک تقاضا کرے کہ سرمایہ شرکت کو تقسیم کیا جائے اگرچہ شرکت کی ایک مدت معین ہو تب بھی باقی شرکا اس کی بات قبول کریں۔

(۲۱۵۴) اگر ایک شریک مر جائے یا دیوانہ یا بے ہوش یا سفیہہ ہو جائے اور حاکم شرع اس کو اپنے مال میں تصرف کرنے سے روک دے تو دوسرے شرکا مال شرکت میں تصرف نہیں کر سکتے۔

(۲۱۵۵) اگر شریک کوئی چیز اُدھار پر اپنے لئے خریدے تو نفع و نقصان اس کے اپنے ذمہ ہو گا۔ البتہ اگر شرکت کیلئے خریدے اور دوسرا شریک کہے کہ میں اس معاملہ پر راضی ہوں تو نفع اور نقصان دونوں کا ہو گا۔

(۲۱۵۶) اگر شرکت کے سرمایہ سے معاملہ کرنے کے بعد شرکت کے باطل ہونیکا علم ہو جائے تو اگر صورت حال یہ ہو کہ اگر ان دونوں کو معلوم بھی ہو جاتا کہ شرکت صحیح نہیں ہے پھر بھی ایک دوسرے کے مال میں تصرف پر راضی رہتے تب تو یہ معاملہ صحیح ہے، اور جو کچھ اس معاملہ سے پیدا ہو وہ سب کا مال ہے اور اگر اس طرح نہ ہو تو اگر وہ لوگ جو دوسروں کے تصرف پر راضی نہیں تھے وہ کہیں کہ ہم اس معاملہ پر راضی ہیں تو معاملہ صحیح ورنہ باطل ہو گا اور بہر صورت جس نے بھی شرکت کے لئے کوئی کام کیا ہے اگر مفت کی نیت سے نہیں کیا تو اپنی زحمتوں کی مزدوری معمول کے مطابق باقی شرکا سے لے سکتا ہے۔ اور اس کا منافع سرمایہ کی نسبت کے حساب سے تقسیم ہو گا۔

کا ہوگا اور اگر ان کا سرمایہ برابر برابر نہیں تو نفع اور نقصان بھی اسی کی نسبت سے انہیں تقسیم کرنا چاہیئے مثلاً اگر دو آدمی شرکت کریں اور ایک کا سرمایہ دوسرے سے دگنا ہے تو اس کا حصہ بھی نفع و نقصان میں اس کے حصہ سے دگنا ہوگا چاہے دونوں ایک جیسا کام کریں یا ایک تھوڑا کام کرے یا بالکل کام نہ کرے۔

(۲۱۴۶) اگر عقد شرکت میں یہ شرط کریں کہ دونوں مل کر خرید و فروخت کریں یا ہر ایک علیحدہ معاملہ کرے یا ان میں سے صرف ایک ہی شخص معاملہ کرے تو انہیں اپنی قرارداد پر عمل کرنا چاہیئے۔

(۲۱۴۷) اگر یہ معین نہ کریں کہ کون سرمایہ کے ساتھ خرید و فروخت کرے تو ان میں سے کوئی بھی دوسرے کی اجازت کے بغیر اس سرمایہ سے معاملہ نہیں کرسکتا۔

(۲۱۴۸) وہ شریک کہ سرمایہ شرکت کا اختیار جس کے ہاتھ میں ہے اسے چاہیئے کہ قرارداد شرکت کے مطابق عمل کرے مثلاً اگر اس سے قرارداد یہ ہے کہ وہ ادھار پر خریدے یا نقد بیچے یا جنس کسی خاص جگہ سے خریدے تو اس کو اس قرارداد پر عمل کرنا چاہئے اور اگر اس سے کوئی قرارداد نہ کی گئی ہو تو اس کو ایسا لین دین کرنا چاہئے جو شرکت کیلئے مضر نہ ہو اور معاملات کو بطور متعارف انجام دے مثلاً اگر معمول یہ ہے کہ نقد بیچے یا مال شرکت سفر میں ساتھ نہ لے جائے تو وہ اسی طرح عمل کرے اور اگر معمول یہ ہے کہ اُدھار پر دے یا مال سفر میں ساتھ لے جائے تو اسی طرح عمل کرسکتا ہے۔

(۲۱۴۹) جو شریک سرمایہ شرکت کے ساتھ معاملہ کرتا ہے۔ اگر قرارداد کے خلاف خرید و فروخت کرے اور شرکت کو نقصان پہنچے تو وہ ضامن ہے البتہ اگر اس کے بعد قرارداد کے مطابق معاملہ کرے تو صحیح ہے اور اسی طرح اگر اس کے ساتھ کوئی قرارداد نہ ہوئی ہو اور وہ معمول کے خلاف معاملہ کرے تو ضامن ہوگا اور اگر بعد میں معمول کے مطابق عمل کرے تو اس کا معاملہ صحیح ہوگا۔

(۲۱۵۰) جو شریک شرکت کے سرمائے سے معاملہ کرتا ہے اگر زیادتی نہ کرے اور سرمایہ کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرے لیکن اتفاقاً اس کا کچھ حصہ یا سارے کا سارا تلف ہو جائے تو وہ ضامن نہیں ہوگا۔

(۲۱۵۱) جو شریک شرکت کے سرمائے سے معاملہ کرتا ہے اگر کہے کہ سرمایہ تلف ہوگیا ہے اور حاکم شرع کے پاس قسم کھالے تو اس کی بات قبول کرنا پڑے گی۔

(۲۱۵۲) اگر تمام شریک ایک دوسرے کے مال میں تصرف کی دی ہوئی اجازت سے پھر جائیں تو ان میں سے کوئی بھی شرکت کے مال میں تصرف نہیں کرسکتا اور اگر ان میں سے صرف ایک اپنے اجازہ سے پھر جائے تو دوسرے شریک تصرف کا حق نہیں رکھتے البتہ جو اپنی اجازت سے پھر گیا ہے وہ تصرف کرسکتا ہے۔

احکامِ شرکت

(۲۱۳۹) اگر دو شخص آپس میں شراکت کرنا چاہیں تو اگر ہر ایک اپنے مال کا کچھ حصہ دوسرے کے مال کے ساتھ اس طرح ملا دے کہ ایک کی دوسرے سے تشخیص نہ ہو سکے اور عربی یا کسی اور زبان میں شرکت کا صیغہ پڑھ لیں یا کوئی اور کام کریں کہ جس سے معلوم ہو کہ ہر ایک دوسرے کا شریک ہونا چاہتا ہے تو ان کی شرکت صحیح ہے۔

(۲۱۴۰) اگر چند آدمی اپنے کام کی مزدوری میں ایک دوسرے کے شریک ہو جائیں مثلاً مالش کرنے والے یہ قرارداد پاس کریں کہ جتنی مزدوری لیں گے اسکو آپس میں تقسیم کریں گے تو ان کی شرکت صحیح نہیں۔

(۲۱۴۱) اگر دو آدمی ایک دوسرے سے شرکت کریں کہ ہر ایک اپنے اعتبار پر جنس خریدے اور اس کی قیمت ہر ایک اپنے ذمے لے لیکن جو جنس ہر ایک نے خریدی ہے اس میں اور اسکے استفادہ میں ایک دوسرے کے شریک ہوں تو وہ صحیح نہیں البتہ اگر ایک دوسرے کو وکیل کرے کہ وہ جنس اس کے لئے ادھار پر لے اور پھر ہر شریک جنس کو اپنے اور اپنے شریک کے لئے خریدے کہ دونوں مقروض ہوں تو شرکت صحیح ہے۔

(۲۱۴۲) جو اشخاص عقد شرکت کی وجہ سے ایک دوسرے کے شریک ہو جاتے ہیں وہ بالغ اور عاقل ہوں اور اپنے قصد و اختیار سے شریک ہوں اور اپنے مال میں تصرف بھی کر سکتے ہوں۔ پس وہ بیوقوف جو اپنے مال کو بیہودہ مصارف میں صرف کرتا ہے اگر حاکم شرع نے اسے اپنے مال میں تصرف کرنے سے روک رکھا ہو یا در حال بلوغ بے عقل ہو تو اگر وہ شرکت کرے تو صحیح نہیں ہو گی۔

(۲۱۴۳) اگر عقد شرکت میں شرط کریں کہ جو شخص کام کرتا ہے یا دوسرے شریک کی نسبت زیادہ کام کرتا ہے وہ زیادہ نفع لے گا یا یہ شرط کریں کہ جو شخص کام نہیں کرتا یا تھوڑا سا کام کرتا ہے اسے زیادہ نفع دیا جائے گا تو انہیں اپنی شرط پر عمل کرنا چاہیئے۔

(۲۱۴۴) اگر قرارداد ہو کہ تمام نفع ایک ہی شخص لے گا تو صحیح نہیں البتہ اگر یہ قرارداد ہو کہ تمام ضرر یا اس کی اکثر مقدار ان میں سے ایک اٹھائے گا تو شرکت اور قرارداد دونوں صحیح ہیں۔

(۲۱۴۵) اگر یہ شرط نہ کریں کہ ایک شریک زیادہ اٹھائے گا تو اگر ان کا سرمایہ برابر ہو تو نفع و نقصان بھی برابر

(۲۱۳۳) اگر انسان کا کوئی ایسا مال ہو کہ جسے اس نے خود نہیں دیکھا اور کسی دوسرے شخص نے اس کی خصوصیات اس کے سامنے بیان کی ہوں۔ اب اگر اس نے وہی خصوصیات خریدنے والے سے بیان کی ہیں اور اسے بیچ دیا ہے اور اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ اس سے بہتر تھا تو وہ معاملہ کو توڑ سکتا ہے۔

متفرّق مسائل

(۲۱۳۴) اگر بیچنے والا جنس کی "قیمت خرید" خریدنے والے کو بتلائے تو اسکو وہ تمام چیزیں بھی بیان کرے کہ جن کی وجہ سے مال کی قیمت کم یا زیادہ ہوتی ہے۔ چاہے کہ اسی قیمت پر بیچے یا اس سے کم قیمت پر بیچے مثلاً وہ بتلائے کہ نقد خریدی تھی یا اُدھار۔

(۲۱۳۵) اگر انسان کوئی جنس کسی کو دے اور اس کی قیمت معین کرے اور کہے کہ یہ جنس اس قیمت پر بیچو اور اس سے زیادہ جتنی قیمت ہوگی وہ تمہاری ہوگی (بجز اگر دلال اسی قیمت کو بعنوان قیمت خرید نہ کہے) تو جتنی بھی زیادہ قیمت لے وہ دلال کی ہوگی اور اسی طرح اگر کہے کہ یہ جنس اپنی قیمت پر تیرے ہاتھ بیچی ہے اور وہ کہے میں نے قبول کی ہے یا بیچنے کی نیت سے کوئی چیز اس کو دے اور وہ بھی خریدنے کی نیت سے لے لے تو اس قیمت سے جتنی زیادہ قیمت پر بیچے وہ اس کا اپنا مال ہوگا۔

(۲۱۳۶) اگر قصاب نر جانور کا گوشت بیچے اور اس کی جگہ مادہ کا گوشت دیدے تو گنہگار ہوگا۔ پس اگر اس گوشت کو معین کرتے ہوئے کہے کہ یہ نر جانور کا گوشت بیچتا ہوں تو خریدار کو اختیار ہے کہ معاملہ توڑ دے اور اگر اسے معین نہیں کیا تو اگر خریدنے والا لئے ہوئے گوشت پر راضی نہ ہو تو قصاب کو چاہیئے کہ نر کا گوشت دیدے۔

(۲۱۳۷) اگر خریدار بزاز سے کہے کہ ایسا کپڑا چاہیئے کہ جس کا رنگ زائل نہ ہو اور بزاز ایسا کپڑا دے کہ جس کا رنگ زائل ہو جائے تو خریدنے والا معاملہ کو توڑ سکتا ہے۔

(۲۱۳۸) معاملہ کرتے وقت قسم کھانا اگر سچی ہو تو مکروہ اور اگر جھوٹی ہو تو حرام ہے۔

معاملے کو توڑ سکتا ہے اور اگر تفاوت قیمت لینا چاہے تو مشکل ہے۔

(۲۱۲۹) اگر معاملہ کے بعد مال کا عیب اسے معلوم ہو جائے اور یہ فوراً معاملہ کو نہ توڑے تو پھر اس کے توڑنے کا حق نہیں رکھتا۔

(۲۱۳۰) اگر جنس خریدنے کے بعد اس کا عیب معلوم ہو جائے تو اگرچہ بیچنے والا موجود نہ ہو یہ معاملہ کو توڑ سکتا ہے

(۲۱۳۱) چار صورتیں ایسی ہیں کہ جہاں اگر خریدار کو معلوم ہو جائے کہ مال میں عیب ہے تو نہ وہ معاملہ کو توڑ سکتا ہے اور نہ تفاوت قیمت لے سکتا ہے۔

۱۔ یہ کہ خریدتے وقت اسے معلوم ہو مال عیب دار ہے۔

۲۔ عیب دار مال پر راضی ہو جائے۔

۳۔ معاملہ کرتے وقت کہے کہ اگر مال میں عیب ہوا تو واپس نہیں دوں گا اور تفاوت قیمتی بھی نہیں لوں گا۔

۴۔ بیچنے والا معاملہ کرتے وقت کہے یہ مال چاہے اس میں کوئی عیب ہو بیچتا ہوں البتہ اگر عیب کو معین کرے اور کہے کہ مال کو اس عیب کے ہوتے ہوئے بیچتا ہوں اور معلوم ہو کہ اس میں دوسرا عیب بھی ہے تو خریدار کو اختیار ہے کہ اس عیب کی وجہ سے جو کہ بیچنے والے نے معین نہیں کیا۔ مال کو واپس کر دے یا تفاوت قیمت لے لے۔

(۲۱۳۲) تین صورتیں ایسی ہیں کہ اگر خریدار کو معلوم ہو جائے کہ مال عیب دار ہے تو بھی وہ معاملہ کو نہیں توڑ سکتا البتہ قیمت کا تفاوت لے سکتا ہے۔

۱۔ یہ کہ معاملہ کے بعد مال میں ایسا تغیر کر دے کہ لوگ کہیں کہ جس طرح خریدا اور تحویل میں دیا گیا تھا۔ ویسے باقی نہیں رہا۔

۲۔ معاملہ کے بعد معلوم ہو کہ مال میں عیب ہے اور اس نے صرف واپس کرنے کے حق کو ساقط کیا تھا۔

۳۔ مال کو تحویل میں لینے کے بعد کوئی اور عیب اس میں پیدا ہو جائے البتہ اگر عیب دار جانور خریدے اور تین دن گزرنے سے پہلے اس میں کوئی اور عیب پیدا ہو جائے تو اگرچہ اس کو تحویل میں لے چکا ہو پھر بھی اسے واپس کر سکتا ہے اور اسی طرح اگر صرف خریدار نے ایک مدت تک معاملہ کے توڑنے کا حق لیا ہو اور اس مدت میں مال میں کوئی اور عیب پیدا ہو جائے تو اگرچہ اس کو تحویل میں لے چکا ہو پھر بھی معاملہ کو توڑ سکتا ہے۔

مہنگی خریدی ہو تو اگر اتنی مہنگی خریدی ہو کہ لوگ اسے مغبون سمجھیں اور اتنی کمی یا زیادتی کو اہمیت دیتے ہوں تو وہ معاملہ کو توڑ سکتا ہے اور اسی طرح اگر بیچنے والے کو جنس کی قیمت معلوم نہ ہو یا معاملہ کرتے وقت وہ غفلت برتے اور جنس کو اس کی قیمت سے ارزاں بیچ ڈالے تو اگر لوگ اس کے اتنے ارزاں بیچنے کو اہمیت دیتے ہوں اور اسے مغبون سمجھتے ہوں تو وہ معاملہ کو توڑ سکتا ہے۔

(۲۱۲۳) معاملہ بیع شرط میں کہ مثلاً ہزار روپے کی قیمت والا مکان دو سو روپے پر بیچا ہے اور یہ بات طے ہوئی ہو کہ اگر بیچنے والا فلاں وقت رقم دیدے تو معاملے کو توڑ سکتا ہے تو اگر خریدار اور بیچنے والا خرید و فروخت کا قصد رکھتے تھے تو معاملہ صحیح ہے۔

(۲۱۲۴) معاملہ بیع شرط میں اگرچہ بیچنے والے کو یہ اطمینان ہو کہ باوجودیکہ وقت معین پر وہ رقم ادا نہ کرے خریدنے والا مِلک اسے دے دے گا تو معاملہ صحیح ہے البتہ اگر وقت معین پر اس نے رقم نہ دی تو اسے کوئی حق نہیں کہ خریدار سے مِلک کا مطالبہ کرے اور اگر خریدار مر جائے تو اس مِلک کا مطالبہ اسکے ورثا سے نہیں کرسکتا۔

(۲۱۲۵) اگر عمدہ چائے ردّی سے ملا کر عمدہ چائے کے نام پر بیچے تو خریدار معاملہ کو توڑ سکتا ہے۔

(۲۱۲۶) اگر خریدار کو یہ علم ہو جائے کہ جو مال خریدا ہے وہ عیب دار ہے مثلاً کوئی جانور خریدا ہے اور اسے معلوم ہوا ہے کہ وہ ایک آنکھ سے اندھا ہے تو اگر وہ عیب معاملہ کرنے سے پہلے اس مال میں موجود تھا اور اسے معلوم نہیں تھا تو اسے اختیار ہے کہ اس معاملہ کو توڑ دے یا صحیح و سالم اور عیب دار کی قیمت کے فرق کو معین کرے اور جتنا سالم اور عیب دار کی قیمت میں تفاوت ہے وہ اس رقم سے جو بیچنے والے کو دی ہے۔ واپس لے لے مثلاً کوئی مال چار روپے پر خریدا ہے اگر اسے معلوم ہو جائے کہ یہ عیب دار ہے تو اگر اس کے صحیح سالم کی قیمت آٹھ روپے اور عیب دار کی قیمت چھ روپے ہے تو چونکہ صحیح سالم اور عیب دار کی قیمت کا فرق ایک چار کا ہے تو جو رقم اس نے دی ہے اس کا چوتھا حصہ یعنی ایک روپیہ واپس لے لے۔

(۲۱۲۷) اگر بیچنے والے کو علم ہو جائے کہ جو عوض میں نے لیا ہے وہ عیب دار ہے تو اگر وہ عیب معاملہ کرنے سے پہلے اس عوض میں تھا اور اس کو معلوم نہیں تھا تو اسے اختیار ہے کہ معاملہ کو توڑ دے یا صحیح و سالم اور عیب دار کی قیمت میں جو تفاوت ہے اس دستور کے مطابق جو گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے لے لے۔

(۲۱۲۸) اگر معاملہ کے بعد اور مال کے تحویل میں لینے سے پہلے اس میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو خریدار معاملہ کو توڑ سکتا ہے اور اسی طرح اگر عوض مال میں معاملہ کے بعد اور تحویل سے پہلے کوئی عیب پیدا ہو جائے تو بیچنے والا

وہ خاص طرح کا ہو اور وہ اس شرط پر عمل نہ کرے تو اس صورت میں دوسرا معاملے کو توڑ سکتا ہے اسے خیارِ تخلف شرط کہتے ہیں۔

۶۔ جنس یا اس کے عوض میں کوئی عیب ہو۔ اسے خیارِ عیب کہتے ہیں۔

۷۔ معلوم ہو جائے کہ جو جنس بیچی گئی ہے اس کا کچھ حصہ کسی اور کا مال تھا تو اگر اس مال کا مالک اس معاملے پر راضی نہ ہو تو خریدنے والا معاملے کو توڑ سکتا ہے یا یہ کہ اتنی مقدار کی رقم بیچنے والے سے واپس لے لے اور اسی طرح اگر معلوم ہو جائے کہ خریدار نے جس چیز کو عوض قرار دیا ہے۔ اس کی کچھ مقدار کسی دوسرے شخص کی ہے اور اس کا مالک راضی نہیں تو بیچنے والا معاملہ کو یہاں بھی توڑ سکتا ہے یا یہ کہ اس مقدار کا عوض خریدار سے لے لے۔ اس کو خیارِ شرکت کہتے ہیں۔

۸۔ بیچنے والا جنس معین کے خصوصیات بیان کرے کہ جس کے خریدنے والے نے اس کو نہ دیکھا ہو اور بعد میں معلوم ہے کہ جو خصوصیات اس نے بیان کی تھیں وہ اس میں نہیں ہیں تو اس صورت میں خریدنے والا معاملے کو توڑ سکتا ہے اور اسی طرح اگر خریدنے والا عوض کے خصوصیات بیان کرے اور بعد معلوم ہو کہ وہ چیزیں اس میں نہیں تھیں بیچنے والا اس صورت میں معاملے کو توڑ سکتا ہے اور اسے خیارِ رؤیت کہتے ہیں۔

۹۔ خریدنے والا اس جنس کی رقم کو جسے نقد خریدا ہے تین دن تک نہ دے اور بیچنے والا بھی جنس اس کی تحویل میں نہ دے تو اگر خریدنے والے نے یہ شرط نہ کی ہو کر رقم دینے میں تاخیر کی جائے گی اور جنس کی تاخیر کی شرط بھی کی گئی ہو تو بیچنے والا معاملے کو توڑ سکتا ہے۔ البتہ اگر وہ جنس جو خریدی ہے مثلاً بعض پھلوں میں سے ہے کہ اگر ایک دن تک رہ جائے تو وہ ضائع ہو جائے گی تو اگر رات تک اسکی رقم نہ دے اور یہ شرط بھی نہ کی ہو کہ رقم کے دینے میں تاخیر کی جائے گی۔ اور تاخیرِ جنس کی شرط بھی نہ ہو تو بیچنے والا معاملہ توڑ سکتا ہے اور اسے خیارِ تاخیر کہتے ہیں۔

۱۰۔ اگر کوئی جانور خریدے تو خریدنے والے کو تین دن تک معاملہ توڑنے کا حق ہے اور اسے خیارِ حیوان کہتے ہیں۔

۱۱۔ اگر بیچنے والا بیچی ہوئی جنس کو تحویل میں نہ دے سکے مثلاً بیچا ہوا گھوڑا بھاگ جائے تو اس صورت میں خریدنے والا معاملہ توڑ سکتا ہے اور اسے خیارِ تعذرِ تسلیم کہتے ہیں اور ان کے احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

(۲۱۲۲) اگر خریدار کو جنس کی قیمت معلوم نہ ہو یا معاملہ کرتے وقت غفلت کی ہو اور جنس عادی قیمت سے

تو اگر ایک کا وزن دوسرے سے زیادہ ہو تو معاملہ حرام اور باطل ہے۔

(۲۱۱۷) اگر سونا چاندی کے مقابلہ یا چاندی سونے کے مقابلہ میں بیچے تو معاملہ صحیح ہے اور ضروری نہیں کہ ان کا وزن برابر ہو۔

(۲۱۱۸) اگر سونے یا چاندی کو سونے یا چاندی کے بدلے بیچیں تو بیچنے والا اور خریدار ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے جنس اور اس کا عوض ایک دوسرے کی تحویل میں دے دیں اور اگر مقرر شدہ کی کچھ مقدار بھی تحویل میں نہ دی گئی تو معاملہ باطل ہے۔

(۲۱۱۹) اگر بیچنے والا یا خریدنے والا تو تمام وہ چیز تحویل میں دیدے جو کہ مقرر کی گئی تھی لیکن دوسرا کچھ مقدار تحویل میں دے اور ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو اگرچہ اس مقدار کا معاملہ صحیح ہے لیکن جس شخص کے ہاتھ میں پورا مال نہیں آیا وہ معاملہ کو توڑ سکتا ہے۔

(۲۱۲۰) اگر معدنی چاندی کی مٹی ایک خاص مقدار چاندی کے مقابلہ میں یا معدنی سونے کی مٹی کی ایک مقدار خالص سونے کے مقابلہ میں بیچی جائے تو معاملہ باطل ہے البتہ چاندی کی مٹی کا سونے کے مقابلہ میں یا سونے کی مٹی کا چاندی کے مقابلہ میں بیچنا کوئی اشکال نہیں رکھتا۔

وہ مقامات کہ جہاں اِنسان معاملہ کو توڑ سکتا ہے

(۲۱۲۱) معاملہ کے توڑ دینے کے حق کو خیار کہتے ہیں۔ خریدنے والا اور بیچنے والا گیارہ صورتوں میں معاملے کو توڑ سکتا ہے:۔

۱۔ یہ کہ مجلس معاملہ سے جُدا نہ ہوئے ہوں اس اختیار کو خیارِ مجلس کہتے ہیں۔

۲۔ یہ کہ مغبون ہو گئے ہوں یعنی وہ دھوکا کھا گئے ہوں اور اسے خیارِ غبن کہتے ہیں۔

۳۔ معاملے میں یہ قرارداد ہوئی ہو کہ مدت معین تک دونوں یا ان میں سے کوئی ایک معاملہ کو توڑ سکتا ہے، اسے خیارِ شرط کہتے ہیں۔

۴۔ یہ کہ بیچنے والا یا خریدنے والا اپنے مال کی اس کی حیثیت سے زیادہ تعریف کرے۔ اور اس طرح پیش کرے کہ اس مال کی قیمت لوگوں کی نظروں میں زیادہ ہو جائے اسے خیارِ تدلیس کہتے ہیں۔

۵۔ کہ بیچنے والا یا خریدنے والا شرط کرے کہ فلاں کام انجام دینا یا یہ شرط کرے کہ جو مال دے رہا ہے

۴۔ تحویلِ جنس کے لئے ایسا وقت معین کریں کہ جس وقت اس جنس کا کچھ نہ کچھ حصہ موجود ہوتا ہو اور یہ اطمینان ہو کہ وہ جنس نایاب نہیں ہوگی۔

۵۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ تحویلِ جنس کی جگہ معین کی جائے اور اگر ان کی باتوں سے اس کی جگہ معلوم ہو جائے تو اس جگہ کا نام لینے کی ضرورت نہیں۔

۶۔ اس کے وزن اور پیمانہ کو معین کریں اور وہ جنس کہ جس کا معاملہ دیکھ کر کیا جاتا ہے اگر بطور سلف بیچیں تو اس میں کوئی اشکال نہیں بشرطیکہ وہ مثل بعض اخروٹوں اور انڈوں کے ہو کہ جس کے افراد کا اختلاف اتنا کم ہو کہ لوگوں کی نظروں میں اہمیت نہ رکھتا ہو۔

معاملۂ سلف کے احکام

(۲۱۱۰) جو جنس انسان نے ادھار پر لی ہے مدت پوری ہونے سے پہلے اسے نہیں بیچ سکتا اور مدت کے ختم ہونے کے بعد اگرچہ وہ جنس اس کی تحویل میں نہ آئی ہو اس کے بیچنے میں کوئی اشکال نہیں۔

(۲۱۱۱) معاملہ سلف میں اگر بیچنے والا قرارداد کے مطابق جنس دیدے تو خریدار کو چاہیئے کہ قبول کرلے اور اسی طرح اگر قرارداد سے بہتر دے یعنی وہ تمام اوصاف کچھ زیادتی کے ساتھ ہوں تو بھی خریدنے والا قبول کرلے اور اگر اس طرح نہ ہو تو ضروری نہیں کہ قبول کرے مثلاً اس نے جاہل غلام خریدا ہو اور بیچنے والا عالم دیدے

(۲۱۱۲) بیچنے والا جو جنس دے رہا ہو وہ قرارداد سے پست ہو تو خریدنے والے کو حق ہے کہ قبول نہ کرے۔

(۲۱۱۳) اگر بیچنے والا قرارداد کے علاوہ کوئی اور جنس دیدے جبکہ خریدنے والا راضی ہو جائے تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۱۱۴) جو جنس بطور سلف بیچی ہے اگر تحویل میں دینے کے وقت نایاب ہو جائے اور اسے مہیا نہ کر سکے تو خریدنے والے کو اختیار ہے۔ چاہے تو صبر کرے یہاں تک کہ وہ مہیا کرے یا معاملہ کو توڑ دے اور جو چیز دے چکا ہے وہ واپس لے لے۔

(۲۱۱۵) اگر کوئی جنس بیچے اور یہ قرارداد کرے کہ ایک مدت کے بعد تحویل میں دے گا اور رقم بھی ایک مدت کے بعد لے گا تو معاملہ باطل ہے۔

سونے اور چاندی کو سونے اور چاندی کے مقابلہ میں بیچنا

(۲۱۱۶) اگر سونا سونے کے مقابلہ اور چاندی چاندی کے مقابلہ میں بیچے خواہ دونوں سکہ دار ہوں یا بغیر اس کے

معاملۂ سلف

(۲۱۰۷) سلف والا معاملہ یہ ہے کہ خریدنے والا رقم ادا کرے کہ ایک مدت کے بعد جنس تحویل میں لے گا اور اگر کہے کہ یہ رقم دیتا ہوں کہ مثلاً چھ ماہ کے بعد فلاں جنس لوں گا اور بیچنے والا کہے میں قبول کرتا ہوں یا بیچنے والا رقم وصول کرے اور کہے کہ فلاں جنس بیچتا ہوں کہ جو چھ ماہ کے بعد تحویل میں دوں گا تو معاملہ صحیح ہے۔

(۲۱۰۸) اگر کچھ رقم بطور سلف بیچے اور اس کے عوض میں رقم وصول کرے تو معاملہ باطل ہے البتہ اگر کوئی جنس بطور سلف بیچے اور اس کا عوض کوئی دوسری جنس یا رقم لے لے تو معاملہ صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس جنس کے عوض جو کہ بیچی ہے رقم لے اور دوسری جنس نہ لے۔

معاملۂ سلف کے شرائط

(۲۱۰۹) معاملہ سلف کی چھ شرائط ہیں :

۱۔ وہ خصوصیات کہ جن کی وجہ سے قیمت جنس میں فرق پڑ جاتا ہے انہیں معین کر لیں البتہ زیادہ دقت کرنے کی بھی ضرورت نہیں بس اتنی مقدار کافی ہے کہ لوگ کہیں کہ فلاں چیز کی خصوصیات معلوم ہو چکی ہیں۔

پس معاملہ سلف روٹی گوشت اور جانور کے چمڑے وغیرہ میں جب کہ ان خصوصیات کو اس طرح معین نہ کر سکیں کہ خریدنے والے کے لئے اس کی جہالت ختم ہو جائے اور معاملہ غرری ہو جائے (دھوکے والا ہے) تو باطل ہے۔

۲۔ اس سے پہلے کہ خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے جدا ہوں خریدنے والا پوری قیمت بیچنے والے کو دے دے یا اگر اتنی مقدار رقم اس کو بیچنے والے سے لینی ہو تو اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ بیچنے والا جنس کی رقم خریدنے والے کے ذمہ قرار دے پھر خریدنے والے کو بیچنے والے سے جو کچھ لینا ہے وہ جنس کی رقم کے عنوان سے جو اس کے ذمہ ہے شمار کر لے اور اگر اس کی قیمت کا کچھ حصہ دیدے تو اگرچہ معاملہ اتنی مقدار میں صحیح ہے لیکن بیچنے والا اتنی مقدار کے معاملہ کو توڑ سکتا ہے۔

۳۔ مدت پورے طور پر معین ہو لہٰذا اگر مثلاً کہے کہ کٹائی کی ابتداء تک میں جنس تیری تحویل میں دیدوں گا تو چونکہ مدت پورے طور پر معلوم نہیں ہوئی اس لئے معاملہ باطل ہے۔

نمایاں ہوں اور تعین بھی کر لیا جائے کہ خریدنے والا سال میں کتنی بار توڑے گا تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۱۰۰) اگر گندم و جو کے خوشہ کو دانہ لگ جانے کے بعد گندم و جو کے علاوہ کسی چیز سے بیچ دیا جائے تو کوئی اشکال نہیں۔

نقد اور اُدھار

(۲۱۰۱) اگر کوئی جنس نقد بیچیں تو خریدار اور بیچنے والا معاملہ کے بعد ایک دوسرے سے جنس اور رقم کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور اپنی اپنی تحویل میں لے سکتے ہیں اور تحویل کا معنی گھر زمین اور اس قسم کی چیزوں میں یہ ہے کہ وہ خریدار کے اختیار میں دے دی جائیں تاکہ وہ اس میں تصرف کر سکے اور فرش و لباس وغیرہ کی تحویل یہ ہے کہ وہ خریدار کے اختیار میں اس طرح دے دیئے جائیں کہ اگر وہ انہیں کسی دوسری جگہ لے جانا چاہے تو بیچنے والا مانع نہ بنے۔

(۲۱۰۲) معاملہ نسیہ (اُدھار) میں مدت پورے طور پر معلوم ہو پس اگر کوئی جنس بیچے کہ کٹائی کے وقت اسکی قیمت لے گا چونکہ مدت پورے طور پر معین نہیں ہوئی لہٰذا معاملہ باطل ہے۔

(۲۱۰۳) اگر کوئی جنس نسیہ (اُدھار) کے طور پر بیچے تو مقررشدہ مدت سے پہلے خریدار سے اس کے عوض کا مطالبہ نہیں کر سکتا البتہ اگر خریدار مر جائے اور اس کا کچھ مال ہو تو پھر بیچنے والا مدت تمام ہونے سے پہلے اپنے اُدھار کا مطالبہ ورثاء سے کر سکتا ہے۔

(۲۱۰۴) اگر کوئی جنس اُدھار پر لے تو مقررشدہ مدت کے پورے ہونے کے بعد خریدار سے اس کے عوض کا مطالبہ کر سکتا ہے البتہ اگر خریدار نہیں دے سکتا تو اس کو مہلت دے دی جائے۔

(۲۱۰۵) جو شخص کسی جنس کی قیمت نہیں جانتا اگر اسے کچھ مقدار اُدھار پر دیدے اور اسے قیمت نہ بتائے تو معاملہ باطل ہے البتہ اگر ایسے شخص کو اُدھار پر دے جو جنس کی نقد قیمت کو جانتا ہے اور مہنگا حساب رکھے مثلاً کہے کہ جو جنس میں تمہیں ادھار پر دے رہا ہوں۔ روپے میں سے ایک آنہ کی نسبت زیادہ لوں گا اور وہ قبول کر لے تو اس میں کوئی اشکال نہیں۔

(۲۱۰۶) جو شخص کوئی جنس ادھار پر دیدے اور اس کی رقم لینے کے لئے ایک مدت معین کر لے تو اگر مثلاً آدھی مدت گزرنے کے بعد اپنے قرض کی کچھ مقدار کم کرے اور باقی نقد لے لے تو کوئی اشکال نہیں۔

وقف دینے والے کے مقصد کے زیادہ قریب ہو۔

(۲۰۹۳) ایسی جائیداد کو بیچنا یا خریدنا کہ جو کسی کو کرایہ پر دی گئی ہے کوئی اشکال نہیں رکھتا البتہ کرایہ کی مدت میں اس سے استفادہ صرف کرایہ دار ہی کر سکے گا اور اگر خریدار کو یہ علم نہ ہو کہ یہ جائیداد کرایہ پر دی گئی ہے یا اس گمان سے اس جائیداد کو خریدا تھا کہ اس کے کرایہ کی مدت تھوڑی ہے تو مطلع ہونے کے بعد وہ معاملہ کو توڑ سکتا ہے۔

خریدنے اور بیچنے کا صیغہ

(۲۰۹۴) خرید و فروخت میں ضروری نہیں کہ عربی زبان میں صیغہ پڑھا جائے مثلاً اگر بیچنے والا فارسی زبان میں کہے میں یہ مال اس رقم کے مقابلہ میں بیچتا ہوں اور خریدنے والا کہے کہ میں قبول کرتا ہوں تو معاملہ صحیح ہے البتہ خریدار اور بیچنے والا قصد انشاء رکھتے ہوں یعنی ان دو جملوں کے کہنے سے ان کا مقصد خرید و فروخت ہو۔

(۲۰۹۵) اگر معاملہ کرتے وقت صیغہ نہ پڑھیں لیکن بیچنے والا اس مال کے مقابلہ میں جو خریدار سے لے رہا ہے۔ اپنا مال اس کی ملکیت میں دیدے اور وہ لے لے تو معاملہ صحیح ہے اور ان میں سے ہر ایک مالک ہو جائے گا۔

پھلوں کی خرید و فروخت

(۲۰۹۶) ایسے پھل کا بیچنا کہ جس کے پھول گر چکے ہوں اور دانے پڑ گئے ہوں اس طرح کہ عادةً یہ آفت سے نکل چکا ہو توڑنے سے پہلے اسے بیچنا صحیح ہے اور اسی طرح کچے پھلوں کو جبکہ درخت کے اوپر ہوں بیچنا کوئی اشکال نہیں رکھتا۔

(۲۰۹۷) اگر اس پھل کو بیچنا چاہیں جو کہ درخت پر لگا ہے اور ابھی تک اس کے پھول نہیں گرے تو ضروری ہے کہ زمین کے محصولات میں سے کسی چیز کو جو علیحدہ بیچی جا سکتی ہو شاں کے طور پر سبزی کے مانند اس کے ساتھ بیچیں یا ایک سال سے زیادہ کیلئے فروخت کریں

(۲۰۹۸) اگر کھجور درخت کے اوپر ہیں جب کہ وہ زرد یا سرخ ہو جائیں بیچ دیئے جائیں تو کوئی اشکال نہیں البتہ ان کا عوض کھجوریں نہ قرار پائیں۔ ہاں اگر کسی کے گھر یا باغ میں کسی کا کھجور کا درخت ہے جب اس کی مقدار کا اندازہ لگایا جائے اور درخت کا مالک اسے مالک مکان یا مالک باغ کے ہاتھ بیچ دے اور اس کے عوض کھجوریں لے لے تو اگر وہ کھجوریں جو لی ہیں اندازہ شدہ مقدار سے کم یا زیادہ نہ ہوں تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۰۹۹) کھیرا، بینگن، سبزیاں اور اس قسم کی چیزوں کو بیچنا کہ جو سال میں کئی دفعہ توڑی جاتی ہیں جب کہ وہ ظاہر

۲۔ یہ کہ وہ ایک دوسرے کی سپردگی میں دے سکیں اس بنا پر وہ گھوڑا جو بھاگ گیا ہے اس کا بیچنا صحیح نہیں البتہ اگر کوئی غلام جو بھاگ گیا ہے۔ایسی چیز سمیت جو کہ سپرد کی جاسکتی ہے مثلاً فرش بیچیں۔اگرچہ غلام نہ مل سکے تب بھی معاملہ صحیح ہے اور غلام کے علاوہ مشکل ہے۔

۳۔ وہ خصوصیات کہ جو جنس اور اس کے عوض میں موجود ہیں کہ جن کے ذریعے لوگوں کا میلان کسی معاملہ میں مختلف ہو جاتا ہے انہیں معین کرلیں

۴۔ کسی شخص کا اس جنس یا عوض میں کوئی حق نہ ہو پس وہ مال جو کسی کے ہاں رہن رکھا گیا ہے وہ اسکی اجازت کے بغیر نہیں بیچ سکتا۔

اور بنا بر احتیاط مستحب خود جنس کو بیچے نہ کہ اس کی منفعت کو ۔پس اگر مکان کی ایک سالہ منفعت کو بیچے تو صحیح نہیں البتہ اگر خریدار رقم کی جگہ کسی جائیداد کی منفعت دیدے مثلاً کوئی فرش کسی سے خریدے اور اس کے عوض مکان کی ایک سالہ منفعت اس کے لئے واگذار کرے تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۰۸۸) جس جنس کا معاملہ کسی شہر میں وزن یا پیمانہ سے ہوتا ہے اس شہر میں اس چیز کو وزن یا پیمانہ سے خریدے البتہ اسی جنس کا معاملہ جس شہر میں صرف دیکھنے سے ہوتا ہے وہاں دیکھ کر خرید سکتا ہے۔

(۲۰۸۹) وہ چیز کہ جس کی خرید و فروخت وزن سے ہوتی ہے اس کا معاملہ پیمانہ سے بھی ہو سکتا ہے۔اس طرح پر کہ اگر مثلاً دس من گندم بیچنا چاہتے ہیں تو ایسے پیمانے سے جس میں ایک من گندم آتی ہے دس پیمانے دے دیں۔

(۲۰۹۰) اگر ان شرائط میں سے کوئی ایک شرط معاملہ میں موجود نہ ہو جو کہ بیان ہو چکی ہیں تو معاملہ باطل ہے البتہ اگر خریدار اور بیچنے والا راضی ہوں کہ ایک دوسرے کے مال میں تصرف کریں تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۰۹۱) وقف شدہ چیز کا معاملہ کرنا باطل ہے البتہ اگر مال وقف اس طرح خراب ہو جائے کہ جس مقصد کے لئے اسے وقف کیا گیا تھا اس میں اس سے استفادہ نہیں کرسکتے مثلاً مسجد کی چٹائی اس طرح پھٹ گئی ہے کہ اب اس کے اوپر نماز نہیں پڑھ سکتے تو اس کے بیچنے میں کوئی اشکال نہیں اور اگر ممکن ہو تو اس چٹائی کی رقم اسی مسجد میں ایسی جگہ صرف کریں کہ جو وقف کرنے والے کے مقصود کے نزدیک تر ہو۔

(۲۰۹۲) جب ان اشخاص کے درمیان اس قسم کا اختلاف ہو جائے کہ جن کے لئے مال وقف ہوا ہے کہ اگر مال وقف کو نہ بیچا گیا تو مال یا جان کے تلف ہونے کا گمان ہے تو وہ اس مال کو بیچ کر ایسے مصرف میں لے آئیں جو

(۲۰۸۰) اگر نابالغ بچے سے کوئی چیز خریدے یا کوئی چیز اس کے ہاتھ بیچے تو جو جنس یا رقم اس سے لی ہے۔ اس کے مالک کو ادا کرے یا اس کی رضا حاصل کرے اور اگر اس کے مالک کو نہیں پہچانتا اور اس کے پہچاننے کا کوئی ذریعہ بھی اس کے پاس نہیں تو جو چیز بچے سے لی ہے وہ مالک کی طرف سے رد مظالم میں دیدے البتہ اگر وہ چیز جو اس نے لی ہے خود بچے کی ملکیت ہو تو اس کے ولی تک پہنچائے اور اگر وہ نہ مل سکے تو حاکم شرع کو دیدے۔

(۲۰۸۱) جو شخص کسی نابالغ بچہ سے معاملہ کرے اور جو جنس یا رقم بچے کو دی ہے وہ تلف ہو جائے تو بچے یا اس کے ولی سے اس کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

(۲۰۸۲) اگر خریدار یا بیچنے والے کو کسی معاملہ پر مجبور کریں تو اگر وہ معاملہ کے بعد راضی ہو جائے اور کہے کہ میں راضی ہوں تو معاملہ صحیح ہے البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ صیغۂ معاملہ دوبارہ پڑھیں۔

(۲۰۸۳) اگر انسان کسی شخص کا مال اس کی اجازت کے بغیر بیچ ڈالے تو اگر مالک اس کے بیچنے پر راضی نہیں اور وہ اجازت نہ دے تو معاملہ باطل ہے۔

(۲۰۸۴) بچے کا باپ دادا اس وقت بچے کے مال کو فروخت کر سکتے ہیں کہ جب اس کے لئے کوئی مفسدہ نہ ہو بلکہ بہتر یہ ہے کہ جب تک اس میں کوئی مصلحت نہ ہو نہ بیچیں۔ باقی سب باپ یا دادا کے وصی اور حاکم شرع وہ صرف اس صورت میں بچے کا مال بیچ سکتے ہیں جب کہ بچے کے لئے اس میں کوئی مصلحت ہی ہو۔

(۲۰۸۵) اگر کوئی شخص مال غصب کر کے بیچ دے اور بیچنے کے بعد مالک مال معاملہ کی اپنے لئے اجازت دیدے تو معاملہ صحیح ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ خریدار اور مالک مال جنس اور عوض کی منفعت میں ایک دوسرے سے مصالحت کریں۔

(۲۰۸۶) اگر کوئی شخص کسی مال کو غصب کر کے اس قصد سے بیچ دے کہ اس کی رقم میری ملکیت ہوگی تو اگر مالک مال اس معاملہ کی اجازت نہ دے تو معاملہ باطل ہے اور اگر اس شخص کے لئے اجازت بھی دیدے کہ جس نے غصب کیا ہے تو معاملہ کا صحیح ہونا اشکال رکھتا ہے۔

جنس اور اس کے عوض کے شرائط

(۲۰۸۷) جنس کہ جسے بیچتے ہیں اور وہ چیز جو اس کے عوض میں لیتے ہیں۔ ان کی پانچ شرائط ہیں:۔

۱۔ یہ کہ ان کی مقدار وزن پیمانہ اور شمار وغیرہ سے معلوم ہو۔

(۲۰۷۵) اگر وہ جنس جو بیچ رہا ہے اور وہ عوض جو لے رہا ہے۔ ایک ہی چیز سے بنائے گئے ہوں تو معاملہ کرتے وقت زیادہ نہ لے پس اگر ایک سیر گھی بیچے اور اس کے عوض ڈیڑھ سیر پنیر لے تو یہ سود اور حرام ہو گا اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر پختہ پھل کا معاملہ ناپختہ پھل کے ساتھ کرے تو زیادتی نہ لے۔

(۲۰۷۶) جَو اور گندم سود میں ایک جنس شمار ہوتے ہیں پس اگر ایک مَن گندم دے اور اس کے مقابلہ میں ایک مَن پانچ سیر جَو لے تو سُود اور حرام ہو گا اور اسی طرح اگر دس مَن جَو خرید کرے کہ وہ کٹائی کے وقت ۱۰ مَن گندم دے گا تو چونکہ جَو نقد لئے تھے اور گندم کچھ مدت کے بعد دینی ہے تو گویا اس نے زیادہ لی ہے لہٰذا حرام ہے۔

(۲۰۷۷) اگر مسلمان کسی ایسے کافر سے سود لے جو کہ اسلام کی پناہ میں نہیں تو کوئی اشکال نہیں اور اسی طرح باپ بیٹا بیوی اور شوہر بھی ایک دوسرے سے سُود لے سکتے ہیں۔

بیچنے اور خریدنے والے کیلئے شرائط

(۲۰۷۸) بیچنے اور خریدنے والے میں چھ چیزیں شرط ہیں :-

۱۔ یہ کہ بالغ ہو۔ ۲۔ یہ کہ عقلمند ہو۔

۳۔ حاکم شرع نے انہیں اپنے مال میں تصرف کرنے سے نہ روکا ہو یا در حال بلوغ بے عقل نہ ہو۔

۴۔ یہ کہ خریدنے اور بیچنے کا قصد رکھتے ہوں تو اگر مثلاً مزاحاً کہے کہ میں نے اپنا مال بیچا تو معاملہ باطل ہے۔

۵۔ یہ کہ کسی نے انہیں مجبور نہ کیا ہو۔

۶۔ یہ کہ جنس اور اس کا عوض جو دے رہے ہیں ان کے مالک ہوں یا مثل باپ یا دادا کے بچے کے مال کا اختیار ان کے ہاتھ میں ہو اور ان کے احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے

(۲۰۷۹) نابالغ بچہ کے ساتھ معاملہ کرنا باطل ہے اگرچہ اس کے باپ دادا نے اسے معاملہ کرنے کی اجازت دے رکھی ہو البتہ اگر ممیز ہو اور کسی کم قیمت چیز کا معاملہ کرے جو عام طور پر بچے کر لیتے ہیں تو کوئی اشکال نہیں اور اس طرح اگر بچہ صیغہ معاملہ کے اجراء کے لئے وکیل ہو یا اس معاملہ کے لئے وسیلہ کا حکم رکھتا ہو کر رقم بیچنے والے کو دے آئے اور جنس خریدار کو پہنچائے یا جنس خریدار کو دے اور رقم بیچنے والے تک پہنچائے تو چونکہ واقع میں دو بالغ اشخاص ایک دوسرے سے معاملہ کر رہے ہیں تو یہ معاملہ صحیح ہے۔ البتہ بیچنے والے اور خریدار کو یقین ہو کہ بچہ نے جنس اور رقم اس کے مالک کو پہنچا دی ہے۔

خریدنے والا معاملہ کو توڑ سکتا ہے اور اگر اسے معین نہ کرے بلکہ ایک سیر گھی بیچے اور اس کے بعد ایسا گھی دے کہ جس میں چربی ملی ہوئی ہے تو خریدنے والا وہ گھی واپس دے کر خالص گھی کا مطالبہ کر سکتا ہے ۔

(۲۰۶۹) اگر ایسی جنس کی کچھ مقدار جو کہ وزن یا پیمانہ سے بیچی جاتی ہے۔ اسی جنس کی کچھ زیادہ مقدار کے مقابلہ میں بیچے مثلاً ایک من گندم ڈیڑھ من گندم کے مقابلہ میں بیچے تو یہ سُود اور حرام ہے اور سود کے ایک درہم کا گناہ اس سے کہیں زیادہ ہے کہ ستر مرتبہ کسی اپنی محرم سے زنا کرے بلکہ اگر ان دو اجناس میں سے ایک صحیح سالم اور دوسری عیب دار ہو یا ایک کی جنس اچھی اور دوسری کی خراب ہو یا ایک دوسرے سے قیمت میں مختلف ہوں اور جتنا دے رہا ہے ۔ اس سے زیادہ مقدار لے تو پھر بھی سود اور حرام ہے مثلاً اگر تانبے کا صحیح ٹکڑا دے اور ٹوٹا ہوا زیادہ تانبہ لے یا اچھے چاول بیچے اور ان کے مقابلہ میں ردی چاول زیادہ لے یا گھڑا ہوا سونا دے اور اس کے مقابلہ میں اس سے زیادہ سونا لے جو گھڑا ہوا نہیں ہے تو سود اور حرام ہے ۔

(۲۰۷۰) اگر زیادتی اس جنس سے نہ ہو جو بیچ رہا ہے مثلاً ایک سیر گندم ایک سیر گندم اور ایک آنے کے مقابلہ میں بیچے پھر بھی سود اور حرام ہے بلکہ اگر کچھ زیادتی نہ لے لیکن شرط کرے کہ خریدنے والا میرا فلاں کام کر دے تو بھی سود اور حرام ہے ۔

(۲۰۷۱) جو شخص کم مقدار دے رہا ہے اگر کوئی اور چیز اس کے ساتھ ملا کر اس لحاظ سے دے رہا ہو کہ وہ بیع مثل بمثل سے فرار کرے نہ اس لئے دے رہا ہے کہ زیادہ مقدار کے عوض میں ہو، شلاً ایک من اچھی گندم اور ایک رومال کو ڈیڑھ من گھٹیا گندم کے عوض میں فروخت کرے تو بھی کوئی اشکال نہیں ہے ۔

(۲۰۷۲) اگر کوئی ایسی چیز بیچی جائے کہ جسے ناپ یا اندازہ سے بیچا جاتا ہے مثلاً کپڑا یا ایسی چیز کہ جسے شمار کرکے بیچا جاتا ہے مثلاً اخروٹ یا انڈے وغیرہ اور اس کا عوض زیادہ لیا جائے مثلاً دس انڈے دے کر گیارہ انڈے لے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ۔

(۲۰۷۳) اگر کوئی چیز بعض شہروں میں وزن یا پیمانہ سے فروخت ہوتی ہے اور دوسرے شہروں میں شمار کر کے بیچتے ہیں اگر اس شہر میں کہ جہاں وزن کر کے یا پیمانہ سے بیچی جاتی ہے زیادتی کے ساتھ لیں تو وہ سود اور حرام ہے البتہ دوسرے شہر میں سُود نہیں ۔

(۲۰۷۴) اگر وہ چیز جو بیچ رہا ہے اور اس کا عوض ایک جنس سے نہ ہوں تو ایسے مقام پر زیادہ لینے میں کوئی اشکال نہیں پس اگر ایک من چاول بیچے اور دو من گندم لے تو معاملہ صحیح ہے ۔

تو اگر کفار کے شہر میں کسی کافر کے ہاتھ سے لیں اور وہ ایسے جانور سے لیا گیا ہو کہ اگر اس کی رگ کاٹی جائے تو خون دھار مار کر نکلے تو وہ نجس اور معاملہ بھی باطل ہے بلکہ اگر مسلمانوں کے شہر میں کافر کے ہاتھ سے لیں تو بھی معاملہ باطل ہے مگر یہ کہ انہیں معلوم ہو کہ اس کافر نے مسلمان کے ہاتھ سے لیا ہے۔

(۲۰۵۷) اگر لومڑی دستور شرعی کے مطابق ذبح نہ کی گئی ہو یا خود بخود مر گئی ہو تو اس کے چمڑے کی خرید و فروخت حرام اور معاملہ باطل ہے۔

(۲۰۵۸) گوشت چربی اور چمڑہ جو غیر اسلامی ممالک سے آتا ہے یا کسی کافر کے ہاتھ سے لیا گیا ہو تو اس کی خرید و فروخت باطل ہے البتہ اگر انسان کو معلوم ہے کہ یہ چیزیں ایسے جانور کی ہیں کہ جسے دستور شرعی کے مطابق ذبح کیا گیا ہے تو ان کی خرید و فروخت میں کوئی اشکال نہیں۔

(۲۰۵۹) اس گوشت، چربی اور چمڑے کی خرید و فروخت میں اشکال نہیں ہے جو مسلمانوں کے ہاتھ سے لیا گیا ہو اور اسی طرح اگر ان چیزوں میں سے کوئی ایک مسلمان کے ہاتھ میں ہو اور جانتا ہو کہ اس مسلمان نے یہ چیز کافر سے لے لی ہے اور احتمال دیں کہ اس نے اس چیز کی تحقیق کی ہے اور بنا بر احتیاط واجب جانتے ہوں کہ یہ مسلمان اس چیز کے ساتھ پاک چیز کا رفتار کرتا ہے لیکن اگر جانتا ہو کہ مسلمان نے تحقیق نہیں کی ہے کہ یہ چیز ایسے حیوان کی ہے جو دستور شرع کے مطابق ذبح ہوا ہے یا نہیں تو اس کی خرید و فروخت حرام ہے اور اس کا معاملہ باطل ہے۔

(۲۰۶۰) مسکرات و نشہ آور چیزوں کی خرید و فروخت حرام اور ان کا معاملہ کرنا باطل ہے۔

(۲۰۶۱) غصبی مال کا بیچنا حرام ہے اور بیچنے والے نے جو رقم خریدار سے لی ہے اسے واپس کر دے۔

(۲۰۶۲) اگر خریدار کی نیت یہ ہو کہ جنس کی قیمت ادا نہیں کروں گا تو معاملہ میں اشکال ہے۔

(۲۰۶۳) اگر خریدار چاہتا ہو کہ بعد میں جنس کی قیمت حرام سے دوں گا اور ابتدائے بھی اس کی نیت یہی تھی تو معاملہ میں اشکال ہے اور اگر ابتدائے اسکی نیت یہ نہ تھی تو معاملہ صحیح ہے البتہ جو کچھ دینا ہے وہ مال حلال سے ادا کرے۔

(۲۰۶۴) آلات لہو و لعب مثلاً تار و طنبورہ و سارنگی یہاں تک کہ چھوٹے سازوں کی بھی خرید و فروخت حرام ہے۔

(۲۰۶۵) اگر کوئی ایسی چیز کہ جس سے حلال میں استفادہ کیا جا سکتا ہے اس نیت سے بیچے کہ اس کو حرام میں صرف کریں، مثلاً انگور اس نیت سے بیچے کہ ان سے شراب تیار کی جائے تو معاملہ حرام اور باطل ہے۔

(۲۰۶۶) مجسمہ، صابن اور اس قسم کی چیزیں کہ جن پر مجسمہ بنا ہے کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۰۶۷) ایسی چیز کا خریدنا جو قمار بازی، چوری یا کسی باطل معاملہ سے حاصل کی گئی ہے۔ باطل اور اس مال میں تصرف کرنا حرام ہے اور اگر کوئی شخص ایسی چیز کو خرید لے تو وہ مالک کو واپس کر دے۔

(۲۰۶۸) اگر وہ گھی کہ جس میں چربی ملی ہے بیچے تو اگر اس کو معین کرے مثلاً کہے کہ یہ ایک سیر گھی میں بیچتا ہوں تو

باطل معاملات

(۲۰۵۲) چند مقامات پر معاملہ باطل ہے:۔

۱۔ عین نجس کی خرید و فروخت مثلاً پیشاب، پاخانہ اور مسکرات، بنا بر اقوی اور بعض دیگر میں احتیاط واجب کے طور پر اور بیماروں کے علاج کے لئے خون کا خرید و فروخت جائز ہے۔

۲۔ غصبی مال کی خرید و فروخت مگر یہ کہ اس کا مالک اجازت دیدے۔

۳۔ ایسی چیزوں کی خرید و فروخت جو کہ مال نہیں ہیں۔

۴۔ ایسی چیز کا معاملہ کرنا جس کے منافع عادی حرام ہیں مثلاً قمار و موسیقی کے آلات۔

۵۔ وہ معاملہ کہ جس میں سُود ہے اور معاملہ میں غش کرنا حرام ہے یعنی ایسی جنس کا بیچنا کہ جو دوسری جنس سے ملی ہوئی ہو جب کہ وہ چیز معلوم نہ ہو اور بیچنے والا بھی خریدار سے نہ کہے مثلاً ایسا گھی بیچنا کہ جس میں چربی ملی ہو اور اس عمل کو غش کہتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے۔ وہ شخص ہم سے نہیں جو معاملہ میں مسلمانوں سے غش کرتا ہے یا انہیں ضرر پہنچاتا ہے یا تقلب و فریب کاری کرتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان بھائی سے غش کرے۔ خداوند عالم اس کی روزی سے برکت اٹھالیتا ہے اور اس کی معاش کا دروازہ بند کر دیتا ہے اور اسے اس کے اپنے ہی سپرد کر دیتا ہے۔

(۲۰۵۳) ایسی پاک چیز کا بیچنا جو کہ نجس ہوگئی ہے۔ جب کہ اس کا پاک کرنا ممکن ہے کوئی اشکال نہیں رکھتا اور اگر خریدنے والا اس چیز کو کھانا چاہتا ہے تو بیچنے والا اسے بتائے کہ یہ نجس ہے۔

(۲۰۵۴) اگر کوئی پاک چیز نجس ہو جائے کہ جس کا پاک کرنا ممکن نہ ہو مثلاً گھی اور مٹی کا تیل تو اگر مثلاً نجس گھی کھانے کیلئے خریدار کو دیں تو معاملہ باطل اور یہ عمل حرام ہوگا اور اگر کسی ایسے کام کے لئے کہ جس میں پاک ہونا شرط نہیں مثلاً مٹی کا تیل اس لئے لیں کہ اسے جلایا جائے تو اس میں کوئی اشکال نہیں۔

(۲۰۵۵) ایسی دوائی (کہ جس کی عین شراب کی طرح نجس ہے) کا معاملہ نہ کریں البتہ ایسی دوائی کا معاملہ کرنا کہ جس کی عین نجس نہیں اگر اس کی ضرورت ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۲۰۵۶) روغن اور بہنے والی دوائیاں اور عطریات کہ جو غیر اسلامی ممالک سے آتے ہیں۔ اگر ان کا نجس ہونا معلوم نہ ہو تو ان کی خرید و فروخت میں کوئی اشکال نہیں البتہ وہ تیل جو کسی جانور سے اس کے مرنے کے بعد لیا گیا ہو تو

خرید و فروخت کے احکام

وُہ چیزیں جو خرید و فروخت میں مستحب ہیں

(۲۰۴۸) احکام معاملات کا سیکھنا جتنا کہ مورد احتیاج ہوں ضروری ہے اور مستحب ہے کہ بیچنے والا اپنے خریداروں کے درمیان جنس کی قیمت میں فرق نہ کرے اور قیمت جنس میں زیادہ سختی بھی نہ برتے اور جس شخص نے اس سے کوئی معاملہ کیا ہے۔ اگر وہ پشیمان ہو جائے اور اس سے یہ تقاضا کرے کہ معاملہ توڑ دیں تو اس کی بات قبول کرے۔

(۲۰۴۹) اگر کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ جو معاملہ کیا ہے وہ صحیح ہے یا باطل تو جو مال وہ لے چکا ہے۔ اس میں تصرف نہیں کر سکتا البتہ اگر معاملہ کرتے وقت تو اس کو احکام معلوم تھے اور معاملہ کے بعد شک کرے تو تصرف کرنے میں کوئی اشکال نہیں اور معاملہ صحیح ہے۔

(۲۰۵۰) جس شخص کے پاس مال نہیں اور اخراجات اس پر واجب ہیں مثلاً بیوی بچے کا خرچہ تو وہ کاروبار کرے اور مستحب کاموں کے لئے مثلاً اہل و عیال کو وسعت و سہولت دینے اور فقراء اور مساکین کی مدد کرنے کے لئے کاروبار کرنا مستحب ہے۔

مکرُوہ معاملات

(۲۰۵۱) اہم ترین مکروہ معاملات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ جائیداد بیچنا ۔ ۲۔ قصابی کرنا ۔ ۳۔ کفن بیچنا ۴۔ پست قسم کے لوگوں سے معاملہ کرنا

۵۔ اذان صبح اور طلوع آفتاب کے درمیان معاملہ کرنا۔

۶۔ یہ کہ اپنا کاروبار صرف گندم، جَو اور اس قسم کی چیزیں قرار دے۔

۷۔ جو چیز کوئی دوسرا خرید رہا ہے اسے خریدنے کے لئے معاملہ میں دخل دینا۔

تو مکہ جائے اور اس کا حج بجالائے کہ جس نے اسے اجیر کیا ہے اور آئندہ سال تک مکہ میں رہے اور اپنا حج ادا کرے البتہ اگر ممکن ہو کہ کسی کا اجیر بنے اور اُجرت بھی نقد لے لے اور جس نے اسے اجیر کیا ہے وہ راضی ہو جائے کہ اس کا حج اگلے سال بجالائے تو پہلے سال اپنا حج اور آئندہ سال جس کا اجیر بنا ہے اس کا حج بجالائے۔

(۲۰۴۴) اگر استطاعت کے پہلے سال مکہ جائے لیکن وقت مقررہ پر عرفات اور مشعر الحرام نہ جا سکے تو اگر بعد کے سالوں میں مستطیع نہ ہو تو حج اس پر واجب نہیں البتہ اگر کئی سالوں سے مستطیع تھا اور نہیں گیا اگرچہ اب زحمت و مشقت ہو تو وہ حج کرے۔

(۲۰۴۵) اگر استطاعت کے پہلے سال حج نہ کرے اور اس کے بعد بڑھاپے، بیماری اور کمزوری کی وجہ سے حج نہ کر سکے اور اس کے بعد کے لئے نا اُمید ہو جائے کہ حج کر سکوں گا تو کسی اور شخص کو اپنی طرف سے حج پر بھیجے بلکہ اگر پہلے سال جب کہ اس کے پاس حج جانے کے لئے مال تھا اور بڑھاپے، بیماری یا بے طاقتی کی وجہ سے حج نہ کر سکا تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ کسی کو اپنی طرف سے حج بجالانے کے لئے بھیجے۔

(۲۰۴۶) جو شخص کسی کی طرف سے حج کے لئے اجیر ہوا ہے تو وہ اس کی طرف سے طواف نسا کرے اور اگر طوافِ نسا نہ کیا تو اجیر پر عورت حرام ہو جائے گی۔

(۲۰۴۷) اگر طواف نسا صحیح طرح بجا نہ لائے یا بھول جائے تو اگر چند دنوں کے بعد اسے یاد آئے اور راستے سے پلٹ آئے اور بجالائے تو صحیح ہے۔

○

اس کے پاس مکان کے لئے رقم بھی ہو۔

(۲۰۳۵) جو عورت مکہ جاسکتی ہے اگر لوٹنے کے بعد اس کے پاس ذاتی مال موجود نہ ہو اور اس کا شوہر بھی مثلاً فقیر ہو اور اس کا خرچ نہ دے سکتا ہو اور مجبوراً سختی و زحمت سے اسے زندگی بسر کرنا پڑے گی اس پر حج واجب نہیں۔

(۲۰۳۶) جس کے پاس زادِ راہ اور سواری نہ ہو اور دوسرا کوئی شخص اسے کہے کہ حج پر جاؤ اور میں تیرا اور تیرے اہل و عیال کا خرچ جب تک کہ تو سفر حج میں ہے ادا کروں گا اور اس کو اطمینان ہو کہ وہ اس کا خرچ دے گا تو اس پر حج واجب ہے۔

(۲۰۳۷) اگر کسی شخص کے آنے جانے اور اس مدت کے لئے اس کے اہل و عیال کا خرچہ اس کو بخش دیا جائے اور اس سے شرط کی گئی ہو کہ تم حج کرو۔ اگرچہ وہ مقروض ہو اور واپس لوٹنے کے بعد اس کے پاس کوئی ایسا مال نہ ہو کہ جس سے زندگی بسر کر سکے تو بھی وہ قبول کرے اور حج اس پر واجب ہو جائے گا۔

(۲۰۳۸) اگر کسی کو مکہ جانے آنے اور اس مدت کیلئے اس کے اہل و عیال کے تمام مصارف دے دیں اور اسے کہہ دیں کہ حج کے لئے جاؤ لیکن اس کی ملکیت قرار نہ دیں تو اگر اسے اطمینان ہو جائے کہ اس سے واپس نہیں لیں گے تو اس پر حج واجب ہو جائے گا۔

(۲۰۳۹) اگر کچھ مال کسی کو دیا جائے جو کہ حج کے لئے کافی ہے اور اس سے شرط کریں کہ مکہ کے راستے میں مال دینے والے کی خدمت کرے تو اس پر حج واجب نہیں ہوگا۔

(۲۰۴۰) اگر کسی کو کچھ مال دیں اور اس پر حج واجب ہو جائے اور وہ حج کر لے تو اس کے بعد اگر وہ اپنے مال سے بھی مستطیع ہو جائے پھر بھی دوبارہ اس پر حج واجب نہیں ہوگا۔

(۲۰۴۱) اگر تجارت کی غرض سے مثلاً جدہ گیا ہے اور اس کے پاس اتنا مال ہے کہ اگر وہاں سے مکہ جانا چاہے تو مستطیع ہو سکتا ہے تو اسے حج کرنا چاہیئے۔ اب اگر اس نے حج کر لیا تو اس کے بعد اگرچہ اس کے پاس اتنا پیسہ آجائے کہ وہ اپنے وطن سے مکہ جا سکتا ہو تب بھی اس پر حج واجب نہیں۔

(۲۰۴۲) اگر کوئی شخص کسی کی طرف سے حج کے لئے اجیر بنے تو اگر وہ خود نہیں جا سکتا اور کسی اور شخص کو اپنی طرف سے بھیجنا چاہے تو اس شخص سے اجازت لے کہ جس نے اس کو اجیر بنایا ہے۔

(۲۰۴۳) اگر کوئی شخص مستطیع ہونے کے باوجود مکہ نہیں گیا اور پھر فقیر ہو گیا تو اگرچہ اب باعث زحمت و تکلیف ہی کیوں نہ ہو وہ حج کے لئے جائے اور اگر بالکل حج پہ نہیں جا سکتا تو اگر کوئی شخص اس کو اجیر بنائے

احکامِ حج

(۲۰۴۳) حج خانۂ خدا کی زیارت کرنے اور ان اعمال کو بجالانے کا نام ہے کہ جن کے وہاں انجام دینے کا دستور معین کیا گیا ہے اور تمام عمر میں ایک مرتبہ ہر اس شخص پر واجب ہے جو ذیل کے شرائط رکھتا ہے۔

(۱) یہ کہ بالغ ہو (۲) عقلمند اور آزاد ہو

(۳) حج پر جانے کی وجہ سے مجبور نہ ہو کہ کوئی فعل حرام انجام دے کہ جس کی اہمیت شریعت کے نزدیک حج سے زیادہ ہو یا کوئی عمل واجب ترک کرنا پڑے کہ جو حج سے زیادہ اہم ہو۔

(۴) یہ کہ مستطیع ہو اور استطاعت میں چند چیزوں کی ضرورت ہے۔

۱۔ زادِ راہ اور وہ چیزیں کہ اس کے حسب حال سفر میں اس کو ان کی ضرورت ہوگی جو مفصل کتب میں بیان کی گئی ہیں اس کے پاس موجود ہوں اور اسی طرح سواری اور اتنا مال کہ جس سے یہ چیزیں مہیا کر سکے اس کے پاس ہوں۔

۲۔ اس کا مزاج صحیح سالم ہو اور اتنی طاقت اس میں ہو کہ وہ مکہ جا کر حج کر سکے۔

۳۔ راستہ میں کوئی چیز جانے سے مانع نہ ہو اور اگر راستہ بند ہو یا انسان کو ڈر ہو کہ سر راہ اس کی جان یا عزت یا مال تلف ہو جائے گا تو اس پر حج واجب نہیں البتہ اگر کسی دوسرے راستہ سے وہ جا سکتا ہے اگرچہ وہ راستہ دور ہی ہو تو اگر اس میں مشقت زیادہ نہ ہو اور زیادہ غیر متعارف بھی نہ ہو تو اس راستہ سے جائے۔

۴۔ اعمال حج بجالانے کے لئے کافی وقت ہو۔

۵۔ ان لوگوں کا خرچ کہ جن کا خرچ اس پر واجب ہے مثلاً بیوی بچے اور ان لوگوں کا خرچ کہ لوگ ضروری سمجھتے ہیں کہ ان کو خرچ دے اس کے پاس موجود ہو۔

۶۔ واپس آنے کے بعد کوئی کاروبار زراعت یا کسی جائیداد کی منفعت یا کوئی اور ذریعہ اپنے معاش کیلئے رکھتا ہو تاکہ مجبور نہ ہو جائے کہ زحمت و مشقت سے زندگی بسر کرے۔

(۲۰۴۴) جس شخص کی ضرورت ذاتی مکان کے بغیر پوری نہیں ہوتی تو اس پر اس وقت حج واجب ہوگا جب

(۲۰۲۹) اگر فطرہ الگ کرے تو اپنی ذات کے لئے اس میں سے نہیں لے سکتا اور نہ ہی دوسرا مال اس کی جگہ پر رکھ سکتا ہے۔

(۲۰۳۰) اگر کسی انسان کے پاس کوئی ایسا مال ہے کہ جس کی قیمت مقدار فطرہ سے زیادہ ہے اور اگر وہ فطرہ نہ دے اور یہ نیت کرے کہ اس مال کا کچھ حصّہ فطرہ کے لئے ہے تو اس میں اشکال ہے۔

(۲۰۳۱) اگر وہ مال جو فطرہ کے لئے علیحدہ کر رکھا ہے تلف ہو جائے تو اگر فقیر تک دسترس رکھتا تھا اور فطرہ دینے میں تاخیر کی تھی تو عوض ادا کرے اور اگر فقیر تک دسترس نہیں رکھتا تھا تو اس کا ضامن نہیں مگر یہ کہ اس کی حفاظت میں کوتاہی کرے۔

(۲۰۳۲) اگر اس کے اپنے شہر میں مستحق موجود ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ فطرہ دوسری جگہ نہ لے جائے اور اگر دوسری جگہ لے گیا اور وہ مال تلف ہو گیا تو اس کا معاوضہ دینا پڑے گا۔

○

زکوٰۃ فطرہ کے متفرّق مسائل

(۲۰۲۱) انسان زکوٰۃ فطرہ نیتِ قربت سے یعنی حکم خدا بجالانے کے لئے دے اور جس وقت دے رہا ہو تو فطرہ دینے کی نیت کرے۔

(۲۰۲۲) اگر ماہ رمضان سے پہلے فطرہ دے دے تو صحیح نہیں ہے۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ ماہِ رمضان کے درمیان بھی فطرہ نہ دے البتہ اگر ماہِ رمضان سے پہلے یا ماہِ رمضان کے دوران کسی فقیر کو قرض دیدے اور بعد میں اس پر جب فطرہ واجب ہو جائے تو اپنے قرض کو عنوانِ فطرہ میں شمار کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۰۲۳) گندم یا کوئی اور چیز جو فطرہ میں دے رہا ہے وہ کسی اور جنس یا مٹی سے ملی ہوئی نہ ہو اور اگر کوئی اور چیز ملی ہوئی ہو تو اتنی کم ہو کہ اس کی پرواہ نہ کی جاتی ہو اور اگر اس مقدار سے زیادہ ہے تو صرف اس صورت میں صحیح ہوگا جب کہ خالص گندم ایک صاع کے برابر ہو البتہ اگر مثلاً ایک صاع گندم میں اتنی مقدار میں مٹی ملی ہو کہ اس کا جدا کرنا متعارف سے زیادہ خرچ یا مشقت رکھتا ہو تو اس کا دینا کافی نہیں۔

(۲۰۲۴) اگر زکوٰۃ فطرہ کسی عیب دار چیز میں سے دے تو وہ کافی نہیں ہے۔ ہاں اگر ایسی جگہ رہتا ہے کہ جہاں کی غالب خوراک عیب دار ہے تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۰۲۵) جو شخص کئی آدمیوں کا فطرہ دے رہا ہے تو ضروری نہیں کہ تمام ایک ہی جنس سے دے اور اگر مثلاً بعض کا فطرہ گندم اور بعض کا جَو سے دیدے تو کافی ہے۔

(۲۰۲۶) جو شخص نماز عید الفطر پڑھنا چاہتا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ فطرہ نماز عید سے پہلے ادا کرے البتہ اگر نماز عید الفطر نہیں پڑھتا تو وہ فطرہ دینے میں دوپہر تک تاخیر کر سکتا ہے۔

(۲۰۲۷) اگر فطرہ کی نیت سے کچھ مال الگ کرلے اور عید کے دن دوپہر تک مستحق کو نہ دے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ جب بھی دے فطرہ کی نیت کرے۔

(۲۰۲۸) اگر جس وقت زکوٰۃ فطرہ دینا واجب ہو اور یہ فطرہ نہ دے اور نہ اسے الگ کرکے رکھے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بعد میں بغیر نیت ادا و قضا کے فطرہ دیدے۔

(۲۰۱۵) احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک فقیر کو اس کے سال کے خرچ سے زیادہ اور ایک صاع سے کم جو تقریباً تین کیلو ہوتا ہے، فطرہ نہ دیں۔

(۲۰۱۶) اگر کسی ایسی جنس سے کہ جس کی قیمت عام جنس کی قیمت کے دو برابر ہے ۔مثلاً ایسی گندم کہ جس کی قیمت عام گندم کی قیمت کے دو برابر ہے۔ آدھا صاع کہ جس کا معنی دوسرے مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے دیدے تو کافی نہیں اور اگر وہ قیمت فطرہ کی نیت سے بھی دے تو بھی اس میں اشکال ہے۔

(۲۰۱۷) کوئی شخص آدھا صاع ایک جنس سے مثلاً گندم اور آدھا صاع دوسری جنس سے مثلاً جو نہیں دے سکتا اور اگر فطرہ کی قیمت کی نیت سے بھی دے تو بھی اس میں اشکال ہے۔

(۲۰۱۸) مستحب ہے کہ زکوٰۃ فطرہ کے دینے میں اپنے فقیر رشتہ داروں کو دوسروں پر مقدم رکھے اور ان کے بعد فقیر ہمسائے اور ان کے بعد صاحبان علم فقیر ہیں البتہ اگر دوسرے فقراء کسی اور جہت سے برتر ہوں تو مستحب ہے کہ انہیں مقدم رکھا جائے۔

(۲۰۱۹) اگر انسان اس خیال سے کہ یہ فقیر ہے کسی کو فطرہ دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ فقیر نہیں تھا تو اگر وہ مال جو اسے دیا ہے تلف نہیں ہوا تو اس سے واپس لے کر مستحق کو دے سکتا ہے اور اگر واپس نہ لے سکے تو اپنے مال سے فطرہ دے اور اگر تلف ہو گیا ہے تو جب کہ لینے والا جانتا یا احتمال دیتا ہو کہ جو کچھ لیا ہے وہ فطرہ ہے تو اس کا عوض ادا کرے ورنہ عوض کا دینا واجب نہیں اور انسان کو دوبارہ فطرہ دینا ہوگا۔

(۲۰۲۰) اگر کوئی شخص کہے کہ میں فقیر ہوں تو اسے فطرہ نہیں دیا جا سکتا مگر یہ کہ اطمینان یا اس کے ظاہر حال سے گمان پیدا ہو جائے کہ یہ فقیر ہے اور یا انسان کو معلوم ہو کہ یہ پہلے فقیر تھا۔

(۲۰۰۳) اگر کسی کا فطرہ دوسرے شخص پر واجب ہے اور وہ ادا نہ کرے تو خود اس پر واجب نہیں ہوگا۔

(۲۰۰۴) جس شخص کا فطرہ کسی دوسرے پر واجب ہے اگر یہ خود اپنا فطرہ دیدے تو جس پر واجب ہے اس سے ساقط نہیں ہوگا۔

(۲۰۰۵) جس عورت کا شوہر اس کا خرچ ادا نہیں کرتا اور وہ کسی اور کے ہاں کھانا کھاتی ہے تو اس کا فطرہ اس شخص پر واجب ہوگا اور اگر کسی کے ہاں کھانا نہیں کھاتی تو اگر وہ فقیر نہیں تو اپنا فطرہ خود ادا کرے۔

(۲۰۰۶) جو شخص سیّد نہیں وہ کسی سیّد کو فطرہ نہیں دے سکتا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی سید اس کے ہاں کھانا کھاتا ہے تو اس کا فطرہ کسی اور سیّد کو نہیں دے سکتا۔

(۲۰۰۷) اس بچے کا فطرہ جو ماں یا دایہ کا دُودھ پیتا ہے۔ اس شخص کے ذمّہ ہے کہ جو ماں یا دایہ کا خرچ دیتا ہے البتہ اگر ماں یا دایہ اپنا خرچ بچے کے مال سے لیتی ہیں تو بچے کا فطرہ کسی پر واجب نہیں۔

(۲۰۰۸) انسان اگرچہ اپنے اہل وعیال کا خرچ مال حرام سے دیتا ہے تو بھی ان کا فطرہ مال حلال سے ادا کرے۔

(۲۰۰۹) اگر انسان کسی شخص کو اجیر بنائے اور شرط کرے کہ اس کا خرچ یہ ادا کرے گا تو اگر یہ اپنی شرط پر عمل کرتا رہے اور اس کا شمار اس کے ہاں کھانے والوں میں ہو تو اس کا فطرہ بھی دے۔ البتہ اگر یہ شرط کرے کہ اس کے خرچ کا کچھ حصّہ یہ دے گا اور مثلاً خرچ کے لئے اسے کچھ رقم دیتا رہا ہو تو اس پر فطرہ دینا واجب نہیں۔

(۲۰۱۰) اگر کوئی شخص عید الفطر کی رات غروب کے بعد مر جائے تو اس کا اور اس کے اہل وعیال کا فطرہ اس کے مال سے دیا جائے البتہ اگر غروب سے پہلے مر جائے اس کا اور اس کے اہل وعیال کا فطرہ اس کے مال سے دینا واجب نہیں۔

زکوٰۃ فطرہ کا مَصرف

(۲۰۱۱) اگر زکوٰۃ فطرہ کو ان آٹھ مصارف میں سے جن کا پہلے مال زکوٰۃ میں ذکر ہو چکا ہے کسی ایک میں صرف کیا جائے تو کافی ہے۔ البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ صرف شیعہ فقرا کو دیا جائے۔

(۲۰۱۲) اگر کسی شیعہ کا بچہ فقیر ہو تو انسان فطرہ اس پر صَرف کر سکتا ہے یا ولی کے ذریعے سے بچے کی ملکیت قرار دے۔

(۲۰۱۳) جس فقیر کو فطرہ دینا ہے ضروری نہیں کہ وہ عادل ہو۔ البتہ احتیاط واجب یہ ہے کہ شرابخور اور جو ظاہر بظاہر گناہ کبیرہ کرتا ہے اسے فطرہ نہ دے۔

(۲۰۱۴) جو شخص فطرے کو گناہ میں صَرف کرے اسے فطرہ نہ دیں۔

اگر اس کا نان خوار حساب ہوگا تو فطرہ واجب ہے اور یہی حکم ہے اس شخص کا جس کے خرچ دینے پر کسی کو مجبور کیا گیا ہو۔

(۱۹۹۴) اس مہمان کا فطرہ جو عیدالفطر کی رات غروب کے بعد وارد ہو صاحب خانہ پر واجب نہیں اگرچہ غروب سے پہلے اسے دعوت دے چکا ہو۔ اور اس کے گھر میں ہی آ کر افطار کرے۔

(۱۹۹۵) جو شخص عیدالفطر کی رات غروب کے وقت دیوانہ یا بے ہوش ہو اس پر زکوٰۃ فطرہ واجب نہیں۔

(۱۹۹۶) اگر غروب سے پہلے بچہ بالغ، دیوانہ، عقلمند اور فقیر غنی ہو جائے تو اگر فطرہ کے واجب ہونے کے شرائط اس میں پائے جائیں تو وہ زکوٰۃ فطرہ ادا کرے۔

(۱۹۹۷) جس شخص پر عیدالفطر کی رات غروب کے وقت زکوٰۃ فطرہ واجب نہ ہو اگر عید کے دن ظہر سے پہلے فطرہ کے واجب ہونے کے شرائط اس میں موجود ہو جائیں تو اس کے لئے زکوٰۃ فطرہ دینا مستحب ہے۔

(۱۹۹۸) جو کافر عیدالفطر کی رات غروب کے بعد مسلمان ہو جائے تو اس پر فطرہ واجب نہیں البتہ اگر کوئی مسلمان شیعہ ہو جائے تو اگر چاند دیکھنے کے بعد شیعہ ہوا ہو تو وہ زکوٰۃ فطرہ ادا کرے۔

(۱۹۹۹) جس شخص کے پاس صرف ایک صاع (جو تقریباً تین کیلو ہے) گندم یا اس قسم کی کوئی چیز ہو تو اس کے لئے زکوٰۃ فطرہ دینا مستحب ہے۔ اور اگر اس کے اہل و عیال ہوں اور ان کا فطرہ بھی دینا چاہتا ہے تو فطرہ کی نیت سے وہ ایک صاع اپنے اہل و عیال میں سے کسی ایک کو دے دے اور وہ بھی اس نیت سے کسی دوسرے کو دے دے اور اسی طرح کرتے جائیں یہاں تک کہ آخری فرد تک پہنچ جائے اور بہتر ہے کہ آخری شخص نے جو کچھ لیا ہے کسی ایسے شخص کو دے جو ان میں سے نہ ہو اور اگر ان میں سے کوئی بچہ ہو تو اس کا ولی اس کے بجائے لے لے اور احتیاط یہ ہے کہ جو چیز بچے کے لئے لی جائے وہ کسی اور کو نہ دے۔

(۲۰۰۰) اگر عیدالفطر کی رات غروب کے بعد بچہ پیدا ہو جائے یا کوئی شخص اس کا کھانا کھانے والوں میں شمار ہو جائے تو اس کا فطرہ دینا واجب نہیں اگرچہ مستحب یہ ہے کہ جو شخص غروب کے بعد عید کے دن ظہر سے پہلے اس کے کھانے والوں میں شمار ہو جائے تو اس کا فطرہ ادا کرے۔

(۲۰۰۱) جو شخص کسی کے ہاں کھانا کھاتا رہا ہو اور غروب سے پہلے کسی اور شخص کے کھانا کھانے والوں میں شمار ہو جائے تو اس کا فطرہ اس پر واجب ہوگا کہ جس کے کھانا کھانے والوں میں اب شمار ہو رہا ہے مثلاً اگر لڑکی غروب سے پہلے شوہر کے گھر چلی جائے تو اس کا شوہر اس کا فطرہ ادا کرے۔

(۲۰۰۲) جس کا فطرہ کسی اور کے ذمہ ہے اس کو خود اپنا فطرہ دینا واجب نہیں ہے۔

پر خمس یا زکوٰۃ واجب ہے تلف ہو جائے تو اس کے مال کو خمس زکوٰۃ قرض نذر اور دوسری چیزوں پر تقسیم کیا جائے مثلاً اگر چالیس روپے خمس اس پر واجب تھا اور بیس روپے اس کو قرض ادا کرنا ہے اور اس کا سارا مال تیس روپے ہے تو بیس روپے خمس کے عنوان میں اور دس روپے قرض میں دے دیں۔

(۱۹۸۷) جو شخص تحصیل علم میں مشغول ہے وہ اگر تحصیل چھوڑ دے تو اپنا کسب معاش کر سکتا ہے تو اگر تحصیل علم اس پر واجب یا مستحب ہے تو وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے اور اگر اس پر علم کی تحصیل واجب یا مستحب نہیں تو اسے زکوٰۃ دینا مشکل ہے۔

زکوٰۃ فطرہ

(۱۹۸۸) جو شخص عید الفطر کی رات کے غروب کے وقت (یعنی شب عید فطر کے غروب سے پہلے اگرچہ چند لحظے ہی کیوں نہ ہو) بالغ عاقل اور با ہوش ہو فقیر اور کسی کا غلام بھی نہ ہو تو اپنی طرف سے اور ان اشخاص کی طرف سے جن کا یہ کفیل ہے فی نفر ایک صاع جو تقریباً تین کیلو جو سوا تین سیر ہے گندم، جو، کھجوریں، کشمش، چاول اور اس قسم کی چیزوں میں سے کسی مستحق کو دے اور اگر ان میں سے کسی کی قیمت ادا کر دے تو بھی کافی ہے۔

(۱۹۸۹) جو شخص اپنا اور اپنے اہل وعیال کا سال کا خرچ نہیں رکھتا اور اس کا کوئی کاروبار بھی نہیں ہے کہ جس سے اپنا اور اپنے اہل وعیال کا خرچ پورا کر سکے تو وہ فقیر ہے۔ اس پر زکوٰۃ فطرہ ادا کرنا واجب نہیں۔

(۱۹۹۰) انسان کو چاہیئے کہ ان لوگوں کا فطرہ جو عید الفطر کی رات غروب کے وقت اس کے دستر خوان پر کھانا کھائیں ادا کرے چھوٹے ہوں یا بڑے مسلمان ہوں یا کافر ان کا خرچ اس پر واجب ہو یا نہ اس کے اپنے شہر میں ہوں یا کسی دوسرے شہر میں۔

(۱۹۹۱) اگر اس شخص کو جس کی خوراک اس کے ذمہ ہے اور وہ کسی اور شہر میں ہے وکیل کرے کہ وہ اس کے مال سے فطرہ ادا کر دے تو اگر اسے اطمینان ہو کہ وہ اپنا فطرہ ادا کر دے گا تو ضروری نہیں کہ اس کا فطرہ ادا کرے۔

(۱۹۹۲) وہ مہمان جو عید الفطر کی رات کے غروب سے پہلے صاحب خانہ کی رضا سے اس کے گھر وارد ہو اور وہ اس کے دستر خوان پر کھانے والوں میں شمار ہو تو اس کا فطرہ اس پر واجب ہے۔

(۱۹۹۳) اس مہمان کا فطرہ کہ جو عید الفطر کی رات غروب سے پہلے صاحب خانہ کی مرضی کے بغیر وارد ہو اور

وہ شخص جس کے ذمتے کافی زکوٰۃ ہے اور وہ فقیر ہوگیا ہے اور زکوٰۃ نہیں دے سکتا اور مال دار ہونے کی اُمید بھی نہیں رکھ سکتا تو اگر وہ توبہ کرنا چاہے تو پھر فقیر اس سے زکوٰۃ لے کر اسے بخش سکتا ہے۔

(۱۹۷۹) زکوٰۃ کے مال سے انسان قرآن، کوئی دینی کتاب یا دعاؤں کی کتاب خرید کر وقف کر سکتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنی اولاد اور ان اشخاص پر وقف کرے کہ جس کا خرچ اس پر واجب ہے اور اسی طرح اس وقف کی تولیت اپنے یا اپنی اولاد کے لئے بھی قرار دے سکتا ہے۔

(۱۹۸۰) انسان زکوٰۃ سے کوئی جائیداد خرید کر اپنی اولاد یا ان اشخاص پر جن کا خرچ اس پر واجب ہے وقف نہیں کر سکتا تاکہ اس کا فائدہ یہ اپنے خرچ کے مصارف میں صرف کریں۔

(۱۹۸۱) کوئی فقیر حج و زیارت پر جانے کے لئے اور دوسری اس قسم کی چیز پر زکوٰۃ لے سکتا ہے البتہ اگر اس نے اپنے سال کے خرچ کی مقدار زکوٰۃ لی ہو تو وہ زیارت اور اس قسم کی چیزوں کے لئے زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔

(۱۹۸۲) اگر مالک فقیر کو وکیل بنائے کہ اس کے مال کی زکوٰۃ ادا کر دے تو اگر مالک کے لفظ سے یہ سمجھا نہ جائے کہ مالک نے غیر فقیر کو ارادہ کیا ہو تو فقیر جو وکیل ہے اپنے لئے بھی اٹھا سکتا ہے اور اگر اسے یقین ہو کہ مالک کا یہ ارادہ نہیں تھا تو پھر خود بھی لے سکتا ہے۔

(۱۹۸۳) اگر کوئی فقیر اونٹ، گائے، بھیڑ، بکریاں اور سونا چاندی زکوٰۃ کے عنوان سے لے تو اگر وہ شرطیں جو زکوٰۃ کے واجب ہونے کے سلسلے میں بیان کی گئی ہیں ان میں جمع ہو جائیں تو وہ ان کی زکوٰۃ ادا کرے۔

(۱۹۸۴) اگر دو شخص کسی مال میں شریک ہوں کہ جس پر زکوٰۃ واجب ہوگئی ہے اور ان میں سے ایک اپنے حصّہ کی زکوٰۃ ادا کر دے اور اس کے بعد مال کو تقسیم کر لیں تو اگر اسے معلوم ہو کہ اس کے شریک نے اپنے حصّہ کی زکوٰۃ نہیں دی تو اس کے لئے بھی اپنے حصّے میں تصرف کرنا مشکل ہے۔

(۱۹۸۵) جس کے ذمہ خمس یا زکوٰۃ ہو اور کفارہ نذر اور اس قسم کی چیزیں بھی اس پر واجب ہوں اور مقروض بھی ہو تو اگر یہ تمام چیزیں نہیں ادا کر سکتا تو اگر وہ مال جس پر خمس یا زکوٰۃ واجب ہے تلف نہ ہوا ہو تو خمس اور زکوٰۃ ادا کرے اور اگر وہ تلف ہو گیا ہو تو اسے اختیار ہے کہ خمس یا زکوٰۃ دے یا کفارہ نذر یا قرض وغیرہ ادا کرے۔

(۱۹۸۶) جس شخص کے ذمّے خمس یا زکوٰۃ ہو اور نذر وغیرہ بھی اس پر واجب ہوں اور قرضدار بھی ہو اور مر جائے اور اس کا مال ان تمام چیزوں کے لئے کافی نہ ہو تو اگر وہ مال کہ جس پر خمس و زکوٰۃ واجب ہے تلف نہ ہوگیا ہو تو خمس یا زکوٰۃ ادا کرے اور اس کے باقی مال کو دوسری چیزوں پر جو واجب ہیں تقسیم کر دیں اور اگر وہ مال کہ جس

سوال کرنے والوں پر مقدم رکھے البتہ اگر کسی فقیر کو کسی دوسری جہت سے زکوٰۃ دینا بہتر ہو تو مستحب ہے کہ اسے زکوٰۃ دے۔

(۱۹۷۱) بہتر ہے کہ زکوٰۃ ظاہر کر کے اور مستحب صدقہ مخفی طور پر دیں۔

(۱۹۷۲) اگر زکوٰۃ دینے والے کے شہر میں کوئی مستحق نہ ہو اور زکوٰۃ کسی اور مصرف میں بھی کہ جو اس کیلئے معین ہے نہ دے سکتا ہو تو اگر یہ امید نہیں ہے کہ بعد میں کوئی مستحق پیدا ہو جائے گا تو زکوٰۃ دوسرے شہر میں لے جائے اور اسے مصرف زکوٰۃ میں صرف کرے البتہ دوسرے شہر میں لے جانے کا خرچ اس کے اپنے ذمہ ہوگا اور اگر زکوٰۃ تلف ہو جائے تو ضامن نہیں ہوگا۔

(۱۹۷۳) اگر اس کے شہر میں مستحق موجود ہو تب بھی زکوٰۃ دوسرے شہر کی طرف لے جا سکتا ہے البتہ اس شہر کی طرف لے جانے کا خرچ خود اسے دینا پڑے گا اور اگر زکوٰۃ تلف ہو گئی تو اس کا ضامن بھی ہوگا مگر یہ کہ حاکم شرع کی اجازت سے لے گیا ہو۔

(۱۹۷۴) گندم جَو کشمش اور کھجوروں کے وزن اور پیمانہ کی مزدوری جو زکوٰۃ میں دے رہا ہے اس کے اپنے ذمہ ہے۔

(۱۹۷۵) جس شخص کے ذمے دو مثقال اور پندرہ نخود یا اس سے زیادہ زکوٰۃ کے عنوان سے چاندی ہو تو وہ دو مثقال اور پندرہ نخود چاندی سے کم مقدار ایک فقیر کو بھی دے سکتا ہے اور اسی طرح چاندی کے علاوہ کوئی چیز مثلاً گندم یا جَو اس کے ذمہ ہوں اور اس کی قیمت دو مثقال اور پندرہ نخود چاندی کے برابر ہو تو وہ ایک فقیر کو اس سے کم دے سکتا ہے۔

(۱۹۷۶) مکروہ ہے کہ انسان مستحق سے یہ درخواست کرے کہ اس نے جو زکوٰۃ اس سے لی ہے وہ اس کے پاس بیچ دے۔ البتہ اگر مستحق لی ہوئی چیز کو بیچنا چاہے اور بعد اس کے کہ اس کی قیمت معین ہو جائے تو جس نے اس کو زکوٰۃ دی ہے وہ اس کے خریدنے میں دوسروں پر مقدم ہے۔

(۱۹۷۷) اگر شک کرے کہ جو زکوٰۃ مجھ پر واجب تھی وہ ادا کر دی ہے یا نہیں تو وہ زکوٰۃ ادا کرے اگرچہ اس کا شک گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کے متعلق ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۹۷۸) فقیر زکوٰۃ کی مقدار سے کم مقدار لینے پر صلح نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی ایسی چیز کو عنوان زکوٰۃ سے قبول کر سکتا ہے کہ جس کی قیمت اس سے گراں تر ہو اور نہ زکوٰۃ ہی مالک سے لے کر اسے بخش سکتا ہے البتہ

ہو گئی اور کوئی مستحق وہاں نہ تھا تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے اور اگر مستحق موجود تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا عوض دے۔

(۱۹۶۲) اگر زکوٰۃ خود اسی مال سے الگ کرے تو بقیہ مال میں تصرف کر سکتا ہے اور اگر دوسرے مال سے الگ کرے تو تمام میں تصرف کر سکتا ہے۔

(۱۹۶۳) جس زکوٰۃ کو الگ کر چکا ہے اسے اپنے لئے لے کر دوسری چیز اس کی جگہ پر نہیں رکھ سکتا۔

(۱۹۶۴) وہ زکوٰۃ جو الگ کر دی ہے اگر اس میں کوئی منفعت حاصل ہو جائے مثلاً بکری جو زکوٰۃ کے لئے الگ کی تھی وہ بچہ جن دے تو وہ فقیر کا مال ہو گا۔

(۱۹۶۵) جس وقت زکوٰۃ الگ کی ہے اگر کوئی مستحق موجود ہو تو بہتر ہے کہ وہ زکوٰۃ اسے دے دے مگر یہ کہ اس کی نظر میں کوئی ایسا شخص ہو کہ جسے زکوٰۃ دینا کسی وجہ سے بہتر ہے۔

(۱۹۶۶) اگر اس عین مال سے جو زکوٰۃ کے لئے الگ کیا ہے اپنے لئے تجارت کرے تو تجارت صحیح نہیں اور اگر حاکم شرع کی اجازت سے زکوٰۃ کی مصلحت کے لئے تجارت کرے تو تجارت صحیح اور اس کا نفع زکوٰۃ میں داخل ہو گا۔

(۱۹۶۷) اگر قبل اس کے کہ زکوٰۃ اس پر واجب ہو کوئی چیز عنوان زکوٰۃ سے فقیر کو دے دے تو وہ زکوٰۃ شمار نہیں ہو گی اور بعد اس کے کہ زکوٰۃ اس پر واجب ہو جائے تو جو چیز فقیر کو دے چکا تھا اگر تلف نہ ہوئی ہو اور فقیر اپنے فقر پر باقی ہو تو دی ہوئی چیز عنوان زکوٰۃ میں حساب کر سکتا ہے۔

(۱۹۶۸) جس فقیر کو پتہ ہے کہ فلاں انسان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوئی اگر کوئی چیز زکوٰۃ کے عنوان سے اس سے لے لے اور اس کے پاس سے تلف ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہے پس اگر زکوٰۃ واجب ہونے کے وقت وہ فقیر اپنے فقر پر باقی ہو تو وہ چیز جو اس کو دی تھی اس کا عوض عنوان زکوٰۃ میں حساب کرلے۔

(۱۹۶۹) وہ فقیر جسے یہ معلوم نہیں کہ کسی انسان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوئی اگر کوئی چیز زکوٰۃ کے عنوان سے لے اور اس کے پاس سے تلف ہو جائے تو وہ اس کا ضامن نہیں اور وہ انسان اس کے عوض کو بھی زکوٰۃ کے عنوان سے حساب نہیں کر سکتا۔

(۱۹۷۰) مستحب ہے کہ گائے بھیڑ بکریاں اور اونٹ کی زکوٰۃ ایسے فقراء کو دی جائے جو کہ عزت دار ہیں اور زکوٰۃ دینے میں اپنے رشتہ داروں کو دوسروں پر اور اہل علم و فضل کو ان کے غیر پر اور جو لوگ سوال نہیں کرتے ان کو

جو کچھ دیا ہے اگر ان اموال میں سے کسی ایک کا ہم جنس ہے تو اسی جنس کی زکوٰۃ شمار ہوگا اور اگر ان میں سے کسی کا ہم جنس نہیں تو سب پر تقسیم ہو جائے گی پس جس شخص پر چالیس بکریاں اور پندرہ مثقال سونے کی زکوٰۃ واجب ہے تو اگر وہ ایک بکری زکوٰۃ کے عنوان سے دے اور ان میں سے کسی ایک کی نیت نہ کرے تو وہ بکریوں کی زکوٰۃ شمار ہوگی البتہ اگر کچھ چاندی دے دے تو جو زکوٰۃ بکریاں اور سونے کی اس کے ذمہ ہے اس پر تقسیم ہو جائے گی۔

(۱۹۵۶) اگر کسی کو وکیل قرار دے کہ اس کے مال کی زکوٰۃ ادا کرے تو اگر وکیل فقیر کو زکوٰۃ دیتے وقت مالک کی طرف سے زکوٰۃ کی نیت کرلے تو کافی ہے۔

(۱۹۵۷) اگر مالک یا اس کا وکیل بغیر قصد قربت کے زکوٰۃ فقیر کو دے دے اور قبل اس کے کہ مال تلف ہو خود مالک زکوٰۃ کی نیت کرے تو زکوٰۃ شمار ہو جائے گی۔

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

(۱۹۵۸) جب گندم اور جَو کو صاف کرلیا جائے اور جس وقت کھجوریں اور انگور خشک ہو جائیں تو انسان کو چاہیئے کہ ان کی زکوٰۃ فقیر کو دے دے یا اپنے مال سے الگ کر دے، سونے، چاندی، گائے، بھیڑ، بکری اور اُونٹ کی زکوٰۃ بارہویں مہینے کے پورے ہونے کے بعد فقیر کو دے دے یا اپنے مال سے الگ کرے۔ البتہ اگر کسی معین فقیر کا منتظر ہو یا کسی ایسے فقیر کو دینا چاہے جو کسی وجہ سے برتری رکھتا ہے تو اسے اختیار ہے کہ زکوٰۃ کو اپنے مال سے جُدا نہ کرے۔

(۱۹۵۹) زکوٰۃ علیحدہ کرنے کے بعد ضروری نہیں کہ فوراً مستحق کو دے دے البتہ اگر جس شخص کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے اس تک دسترس رکھتا ہے تو احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے میں تاخیر نہ کرے۔

(۱۹۶۰) جو شخص مستحق تک زکوٰۃ پہنچا سکتا ہے۔ اگر نہ پہنچائے اور اس کی کوتاہی کی وجہ سے وہ مال تلف ہو جائے تو اسے اس کا عوض دینا پڑے گا۔

(۱۹۶۱) جو شخص زکوٰۃ مستحق تک پہنچا سکتا ہے اگر نہ دے اور بغیر اس کے کہ اس نے اس کی حفاظت میں کوتاہی کی ہو وہ تلف ہو جائے تو اگر زکوٰۃ دینے میں اس نے اتنی تاخیر کی ہے کہ لوگ نہ کہیں کہ اس نے فوراً ادا کی تو اس کا عوض دینا پڑے گا اور اگر اس قدر تاخیر نہیں کی مثلاً دو، تین گھنٹے تاخیر کی اور انہی دو گھنٹوں میں وہ تلف

یہ ہے کہ اس کا قرضہ زکوٰۃ سے ادا نہ کرے۔
(۱۹۴۵) انسان ایسے اشخاص کو زکوٰۃ سے خرچہ نہیں دے سکتا کہ جن کا خرچ اس پر واجب ہے مثلاً اولاد البتہ اگر یہ ان کا خرچہ نہیں دیتا تو دوسرے لوگ ان کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔
(۱۹۴۶) اگر کوئی انسان اپنے بیٹے کو زکوٰۃ دے کہ وہ اسے اپنی بیوی، نوکر یا خادمہ پر خرچ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔
(۱۹۴۷) اگر بیٹے کو علمی و دینی کتب کی ضرورت ہو تو باپ ان کی خرید کے لئے زکوٰۃ دے سکتا ہے۔
(۱۹۴۸) باپ بیٹے کو زکوٰۃ شادی کرنے کے لئے دے سکتا ہے اور بیٹا بھی باپ کو دے سکتا ہے۔
(۱۹۴۹) وہ عورت جس کا شوہر اسے خرچ دیتا ہے یا دیتا تو نہیں لیکن یہ اسے دینے پر مجبور کر سکتی ہے۔ وہ زکوٰۃ نہیں لے سکتی۔
(۱۹۵۰) وہ عورت جس نے کسی سے متعہ کیا ہو اگر فقیر ہو تو اس کا شوہر اور دوسرے لوگ اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں البتہ اگر اس کے شوہر نے عقد کے ضمن میں شرط کی تھی کہ اس کا خرچہ دے گا یا کسی اور وجہ سے خرچ دینا اس پر واجب ہو جائے تو جب وہ عورت کے اخراجات دے سکتا ہے یا عورت اس کو دینے پر مجبور کر سکتی ہے تو وہ زکوٰۃ نہیں لے سکتی۔
(۱۹۵۱) بیوی اپنے فقیر شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے اگرچہ شوہر وہ زکوٰۃ اپنی بیوی پر ہی خرچ کرے۔
(۱۹۵۲) سید غیر سید کی زکوٰۃ نہیں لے سکتا البتہ اگر خمس اور دیگر وجوہات اس کے اخراجات کے لئے کافی نہیں اور وہ زکوٰۃ لینے پر مجبور ہو تو پھر غیر سید کی زکوٰۃ لے سکتا ہے البتہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو صرف روزانہ کے خرچہ کی مقدار لے کہ جس کے لینے پر مجبور ہے۔
(۱۹۵۳) جس شخص کے متعلق معلوم نہیں کہ سید ہے یا نہیں تو اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

نیّت زکوٰۃ

(۱۹۵۴) انسان زکوٰۃ قصد قربت کے ساتھ ادا کرے یعنی حکم الٰہی بجا لانے کے لئے دے اور نیّت میں معین کرے کہ جو کچھ دے رہا ہے یہ زکوٰۃ مال ہے یا زکوٰۃ فطرہ البتہ اگر مثلاً گندم یا جَو کی زکوٰۃ اس پر واجب ہے تو ضروری نہیں کہ معین کرے کہ جو دے رہا ہے یہ گندم کی زکوٰۃ ہے یا جَو کی۔
(۱۹۵۵) جس شخص پر کئی اموال کی زکوٰۃ واجب ہے اگر کچھ مقدار زکوٰۃ دے اور کسی مال کی نیّت نہ کرے تو

کر سکتا ہے۔

(۱۹۳۷) جس مسافر کا خرچہ ختم ہوگیا ہو یا اس کی سواری بیمار ہوگئی ہو تو اگر اس کا سفر، سفر گناہ نہیں اور وہ قرض لے کر یا کوئی چیز بیچ کر اپنے مقصد تک نہیں پہنچ سکتا تو وہ شخص اگرچہ اپنے وطن میں فقیر نہ ہو زکوٰۃ لے سکتا ہے البتہ اگر کسی اور جگہ وہ قرض لے سکتا ہے یا کوئی چیز بیچ سکتا ہے تو صرف اتنے پیسے زکوٰۃ میں سے لے سکے گا جو اسے اس جگہ تک پہنچائیں۔

(۱۹۳۸) جو شخص سفر میں بے بس ہوگیا تھا اور اس نے زکوٰۃ لی تھی جس وقت وہ وطن میں پہنچ جائے اگر زکوٰۃ کی کچھ مقدار اس کے پاس بچ گئی تو اگر بے مشقت زکوٰۃ دینے والے یا اس کے نائب تک اس بقیہ کو نہیں پہنچا سکتا تو وہ حاکم شرع کو دے دے اور اس سے کہے کہ یہ زکوٰۃ ہے۔

مستحقین زکوٰۃ کے شرائط

(۱۹۳۹) جو شخص زکوٰۃ لے رہا ہے وہ شیعہ اثنا عشری ہو اور اگر شرعی طریقہ سے کسی کا شیعہ ہونا ثابت ہو جائے اور اس کو زکوٰۃ دے دے اور مال زکوٰۃ تلف ہو جائے اور پھر بعد میں معلوم ہو جائے کہ وہ شیعہ نہیں ہے تو ضروری نہیں کہ دوبارہ زکوٰۃ دے۔

(۱۹۴۰) اگر کوئی شیعہ فقیر بچہ یا دیوانہ ہو تو انسان اس کے ولی کو زکوٰۃ اس نیت سے دے سکتا ہے کہ جو کچھ دے رہا ہے یہ اس بچے یا دیوانہ کی ملکیت ہے۔

(۱۹۴۱) اگر بچہ یا دیوانہ کے ولی تک انسان کی رسائی نہیں تو انسان خود بخود یا کسی شخص امین کے ذریعہ زکوٰۃ بچے یا دیوانے پر صرف کر سکتا ہے اور جب زکوٰۃ ان کے مصرف میں آرہی ہو اس وقت نیت زکوٰۃ کرے۔

(۱۹۴۲) گداگر فقیر کو بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں البتہ ایسے شخص کو نہیں دے سکتے جو زکوٰۃ کو گناہ کے کاموں میں صرف کرے۔

(۱۹۴۳) جو شخص علی الاعلان گناہ کبیرہ کرتا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کو زکوٰۃ نہ دیں۔

(۱۹۴۴) جو شخص قرض دار ہے اور اپنا قرضہ ادا نہیں کر سکتا اگرچہ اس کا خرچہ زکوٰۃ دینے والے پر واجب ہو تو بھی اس کو زکوٰۃ دے سکتا ہے۔ البتہ اگر بیوی اپنے خرچہ کے لئے قرض لے تو شوہر اس کا قرض زکوٰۃ سے ادا نہیں کر سکتا بلکہ اگر کوئی اور شخص بھی کہ جس کے اخراجات اس پر واجب ہیں۔ اپنے خرچ کے لئے قرضہ لے تو احتیاط واجب

(۱۹۲۸) جو شخص پہلے فقیر تھا اور اب کہتا ہے کہ ابھی تک فقیر ہوں تو اگرچہ انسان کو اس کے کہنے پر اطمینان نہ ہو تب بھی اسے زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

(۱۹۲۹) جو شخص کہتا ہے کہ میں فقیر ہوں اور پہلے فقیر نہیں تھا یا یہ معلوم نہ ہو کہ فقیر تھا یا نہیں تو اگر اس کے ظاہر حال سے معلوم ہو کہ یہ فقیر ہے تو اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

(۱۹۳۰) جس شخص کو زکوٰۃ دینی ہے اگر اس کو کسی فقیر سے کچھ لینا ہو تو اپنا قرض زکوٰۃ میں حساب کر سکتا ہے۔

(۱۹۳۱) اگر فقیر مر جائے اور کسی کو اس سے قرض لینا ہو تو وہ زکوٰۃ میں حساب کر سکتا ہے۔

(۱۹۳۲) جو شخص کوئی چیز بطور زکوٰۃ کسی فقیر کو دے تو ضروری نہیں کہ اسے بتائے کہ یہ زکوٰۃ ہے بلکہ اگر فقیر زکوٰۃ لینے سے شرماتا ہے تو مستحب ہے کہ اس طرح پیشکش کے نام پر دے کہ وہ جھوٹ نہ بنے البتہ زکوٰۃ کی نیت کرے۔

(۱۹۳۳) اگر اس خیال سے کسی کو زکوٰۃ دے کہ یہ فقیر ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ فقیر نہیں تھا یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے کسی کو زکوٰۃ دے جو فقیر نہیں تھا تو جو چیز اس کو دی ہے اگر باقی ہو تو اس سے واپس لے کر کسی مستحق کو دے اور اگر تلف ہو گئی ہے تو اگر وہ شخص جس نے وہ چیز لی تھی احتمال دیتا تھا کہ یہ زکوٰۃ ہے تو انسان اس سے اس کا عوض لے کر مستحق کو دے دے۔ البتہ اگر زکوٰۃ کے علاوہ کسی عنوان سے دی ہو تو کوئی چیز اس سے نہیں لے سکتا اور اپنے ہی مال سے مستحق کو زکوٰۃ دے بلکہ تمام صورتوں میں اپنے مال سے زکوٰۃ دے سکتا ہے اور جس نے اس سے لیا تھا اس سے مطالبہ نہ کرے۔

(۱۹۳۴) جو شخص مقروض ہے اور اپنا قرض ادا نہیں کر سکتا اگرچہ اس کے پاس اپنے سال کا خرچہ موجود ہو تو وہ اپنا قرض ادا کرنے کے لئے زکوٰۃ لے سکتا ہے بشرطیکہ جو مال اس نے قرض لیا تھا وہ گناہ میں خرچ نہ کیا ہو یا اگر گناہ میں خرچ کیا تھا تو اس گناہ سے توبہ کر چکا ہو کیونکہ اس صورت میں فقرا کے حصہ میں سے اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

(۱۹۳۵) اگر کسی ایسے شخص کو مال زکوٰۃ دیا جو کہ مقروض تھا اور اپنا قرض ادا نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے بعد اسے معلوم ہو کہ اس نے قرض کا مال گناہ میں صرف کیا تھا تو اگر وہ مقروض فقیر ہے تو جو کچھ یہ دے چکا ہے وہ زکوٰۃ میں حساب کرے البتہ اگر اس نے جو مال لیا ہے وہ شراب خوری یا اعلانیہ گناہ میں صرف کیا ہے اور اپنے گناہ سے توبہ بھی نہیں کی تو احتیاط واجب یہ ہے کہ جو مال اسے دیا ہے وہ زکوٰۃ میں حساب نہ کرے۔

(۱۹۳۶) جو شخص مقروض ہے اور اپنا قرضہ ادا نہیں کر سکتا اگرچہ وہ فقیر نہ ہو قرض خواہ اپنا قرضہ زکوٰۃ میں حساب

مدد کریں گے۔

۵۔ غلاموں کو خرید کرنا اور انہیں آزاد کرنا۔

۶۔ وہ مقروض جو اپنا قرضہ نہ ادا کر سکتا ہو۔

۷۔ سبیل اللہ : یعنی وہ کام جو مثلاً مسجد بنانے کے قومی و دینی منفعت رکھتا ہو۔ مثلاً پل بنانا، اور کسی راستے کو درست کرنا کہ جس کا نفع عام مسلمانوں کو پہنچتا ہو یا وہ چیز جو اسلام کے لئے نفع مند ہو وہ جس طرح بھی ہو۔

۸۔ ابن سبیل : یعنی وہ مسافر جو سفر میں بے خرچ ہو گیا ہو۔ ان سب کے احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

(۱۹۲۳) احتیاط واجب یہ ہے کہ فقیر و مسکین اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سال کے خرچ سے زیادہ زکوٰۃ نہیں لے سکتا اور اگر کچھ مقدار رقم یا جنس اس کے پاس موجود ہے تو صرف اتنا لے کہ سال بھر کا خرچ پورا ہو جائے۔

(۱۹۲۴) جس کے پاس سال بھر کا خرچ موجود ہو اگر اس میں سے کچھ صرف کرنے کے بعد اسے شک ہو جائے کہ جو باقی موجود ہے وہ سال کے خرچ کے برابر ہے یا نہیں تو وہ زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔

(۱۹۲۵) وہ کاریگر، مالک یا تاجر کہ جس کی آمدنی اس کے سال کے خرچ سے کم ہے تو وہ اپنے خرچ کی کمی زکوٰۃ سے وصول کر سکتا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنے کام کے ہتھیار، جائیداد یا اپنا سرمایہ اپنے اخراجات میں صرف کرے۔

(۱۹۲۶) وہ فقیر کہ جس کے پاس اس کے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے سال کا خرچ نہیں اگر اس کے پاس کوئی مکان ہے جو اس کی ملکیت ہے اور وہ اس میں رہائش رکھتا ہے یا اس کے پاس سواری ہے تو وہ اگر ان کے بغیر زندگی نہیں گزار سکتا اگرچہ اس کی حفظِ عزت کے لئے ہی ہو تو وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے اور یہی حکم رکھتا ہے۔ گھر کا سامان، برتن اور گرمی سردی کے لباس اور وہ چیزیں جن کی اسے ضرورت ہے اور وہ فقیر جس کے پاس یہ چیزیں نہیں ہیں اور اسے ان کی ضرورت ہو تو وہ زکوٰۃ سے خرید سکتا ہے۔

(۱۹۲۷) وہ فقیر جس کے لئے کوئی کاریگری سیکھنا مشکل نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ لے کر زندگی بسر نہ کرے البتہ جب تک اس کے سیکھنے میں مشغول ہے زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

(۱۹۱۹) اگر گائیں بھیڑ بکریاں اور اُونٹ سب کے سب بیمار، عیب دار اور بوڑھے ہوں تو خود انہیں میں سے دے سکتا ہے البتہ اگر سب صحیح سالم، بے عیب اور جوان ہوں تو ان کی زکوٰۃ میں عیب دار یا بوڑھے نہیں دے سکتا بلکہ بعض اگر ان میں سے تندرست اور بعض مریض ہوں یا کچھ عیب دار اور کچھ بے عیب ہوں یا ایک مقدار سن رسیدہ اور باقی جوان ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ان کی زکوٰۃ کے لئے صحیح سالم بے عیب اور جوان دے۔

(۱۹۲۰) اگر گیارہواں مہینہ پورا ہونے سے پہلے گائے بھیڑ بکریاں اور اُونٹ جو اس کے پاس ہیں۔ کسی دوسری چیز سے بدل لے یا جو نصاب اس کے پاس ہے اس کو اسی جنس کے ایک نصاب کے ساتھ بدل لے مثلاً چالیس بکریاں دے کر چالیس بکریاں لے لے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۱۹۲۱) جس شخص کو گائے بھیڑ بکریوں اور اُونٹوں کی زکوٰۃ دینی ہے اگر ان کی زکوٰۃ کسی اور مال سے دے دے تو جب تک ان کی تعداد نصاب سے کم نہ ہو ہر سال زکوٰۃ دینا پڑے گی اور اگر خود انہی سے زکوٰۃ ادا کرے اور وہ نصاب اوّل سے کم ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے مثلاً جس شخص کے پاس چالیس بکریاں ہیں اگر وہ دوسرے مال سے زکوٰۃ دے دے تو جب تک بکریاں چالیس سے کم نہ ہو جائیں تو ہر سال ایک بکری دینی پڑے گی اور اگر خود انہی سے ادا کرے تو جب تک ان کی تعداد چالیس تک نہ پہنچے گی تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

زکوٰۃ کا مصرف

(۱۹۲۲) انسان زکوٰۃ کو آٹھ جگہوں پر صَرف کر سکتا ہے:-

۱۔ **فقیر**: اور یہ وہ شخص ہے جو اپنا اور اپنے اہل و عیال کا خرچ نہ رکھتا ہو اور جو شخص کوئی کاریگری، جائیداد یا سرمایہ رکھتا ہے کہ جس سے اپنے سال کا خرچ پورا کر سکے وہ فقیر نہیں ہے۔

۲۔ **مسکین**: یہ وہ شخص ہے جو فقیر سے بھی زیادہ سختی میں زندگی گزار رہا ہو۔

۳۔ وہ شخص ہے جو امامؑ یا نائب امام کی طرف سے مامور ہو کہ زکوٰۃ جمع کرے۔ اس کی حفاظت کرے اس کا حساب و کتاب رکھے اور اسے امامؑ، نائب امام یا فقراء و مساکین تک پہنچائے۔

۴۔ وہ کفار کہ جنہیں اگر زکوٰۃ دے دی جائے تو اسلام کی طرف مائل ہوں گے یا جنگ میں مسلمانوں کی

۲۔ ایک سو اکیس اور اس کی زکوٰۃ دو بھیڑیں یا دو بکریاں ہیں۔

۳۔ دو سو ایک اور اس کی زکوٰۃ تین بھیڑیں یا تین بکریاں ہیں۔

۴۔ تین سو ایک اور اس کی زکوٰۃ چار بھیڑیں یا چار بکریاں ہیں۔

۵۔ چار سو یا اس سے زیادہ ہو تو ایک ایک سو کا حساب کرے اور ہر سو کے لئے ایک بھیڑ یا بکری دے اور ضروری نہیں کہ زکوٰۃ خود انہی بھیڑ بکریوں سے دی جائے بلکہ اگر اور بھیڑ بکریوں سے دی جائے یا ان کی رقم کے برابر قیمت ادا کی تو کافی ہے البتہ اگر کوئی اور جنس دینا چاہے تو بہتر ہے کہ ایسی جنس دے جو فقرا کے لئے بہتر ہو۔

(۱۹۱۱) دو نصابوں کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں پس اگر بھیڑ بکریوں کی تعداد پہلے نصاب سے جو کہ چالیس ہے بڑھ جائے جب تک دوسرے نصاب تک جو کہ ایک سو اکیس ہے نہ پہنچے صرف چالیس کی زکوٰۃ دینا پڑے گی اور زیادتی پر کوئی زکوٰۃ نہیں اور یہی حکم ہے بعد کے نصابوں کا۔

(۱۹۱۲) اونٹ گائے اور بھیڑ بکریاں جب نصاب کو پہنچ جائیں تو ان کی زکوٰۃ واجب ہے۔ چاہے سب کے سب نر ہوں یا مادہ یا بعض نر ہوں اور بعض مادہ۔

(۱۹۱۳) گائے اور بھینس زکوٰۃ میں ایک جنس ہیں۔ عربی اور غیر عربی اونٹ بھی ایک جنس ہیں اور اسی طرح بکری بھیڑ اور دُنبہ زکوٰۃ میں کوئی فرق نہیں رکھتے۔

(۱۹۱۴) اگر بھیڑ زکوٰۃ میں دے تو کم از کم دوسرے سال میں داخل ہو اور اگر بکری دے تو تیسرے سال میں داخل ہو۔

(۱۹۱۵) جو بھیڑ بکری زکوٰۃ میں دے رہا ہو اگر اس کی قیمت تھوڑی سی باقی بھیڑ بکریوں سے کم ہو تو کوئی حرج نہیں البتہ بہتر یہ ہے کہ ایسی بھیڑ بکری دے جس کی قیمت تمام سے زیادہ ہو اور یہی حکم ہے گائے اور اونٹ کا۔

(۱۹۱۶) اگر چند آدمی آپس میں شریک ہوں تو جس کا حصہ پہلے نصاب تک پہنچ جائے، وہ زکوٰۃ دے اور جس کا حصہ پہلے نصاب سے کم ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۱۹۱۷) اگر ایک شخص کی کئی ایک جگہ پر گائیں، اونٹ یا بھیڑ بکریاں ہیں اور ان کی مجموعی تعداد نصاب کے برابر ہے تو وہ زکوٰۃ دے۔

(۱۹۱۸) اگر وہ گائیں بھیڑ بکریاں اور اونٹ جو اس کے پاس ہیں مریض اور عیب دار ہوں تو بھی انکی زکوٰۃ دے۔

(۱۹۰۸) دو نصابوں کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے لہٰذا اگر اُونٹوں کی تعداد پہلے نصاب سے جو کہ پانچ ہے بڑھ جائے تو جب تک دوسرے نصاب تک جو کہ دس ہے نہ پہنچے تو فقط پانچ اُونٹوں کی زکوٰۃ دینا پڑے گی۔ اور یہی حکم ہے دوسرے نصابوں کا۔

گائے کا نصاب

(۱۹۰۹) گائے کے دو نصاب ہیں :-

۱۔ تیس ۳۰ گائیں۔ جب گائیں تیس ہو جائیں تو اگر وہ شرائط جو بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں موجود ہیں تو انسان کو چاہیئے کہ زکوٰۃ میں ایک ایسا بچھڑا دے جو دوسرے سال میں داخل ہو۔

۲۔ چالیس گائیں۔ اور اس کی زکوٰۃ ایک ایسی بچھڑی دی جائے جو تیسرے سال میں داخل ہو تیس اور چالیس کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے مثلاً جس کے پاس اُنتالیس گائیں ہیں تو وہ صرف تیس گائیوں کی زکوٰۃ دے اور اسی طرح اگر چالیس سے زیادہ گائیں اس کے پاس ہیں تو جب تک ساٹھ تک نہ پہنچیں صرف چالیس کی زکوٰۃ دے گا اور جب ساٹھ کو پہنچ جائیں تو چونکہ پہلے نصاب کا دو گنا ہو گیا ہے تو ایسے دو بچھڑے دینے ہوں گے جو دوسرے سال میں داخل ہوں اور یہی حکم ہے اگر گائیں بڑھتی جائیں تو یا تیس تیس حساب کرے یا چالیس چالیس یا تیس اور چالیس دونوں اور ان کی زکوٰۃ اسی دستور کے مطابق دے جو بیان کیا جا چکا ہے لیکن اس طرح حساب کرے کہ کوئی چیز باقی نہ رہ جائے۔ اور اگر کچھ باقی بچے تو نو ۹ سے زیادہ نہ ہو مثلاً اگر ستر گائیں ہیں تو تیس اور چالیس کا حساب کرے گا اور تیس کے لئے تیس والی اور چالیس کے لئے چالیس والی زکوٰۃ دے گا۔ کیونکہ اگر صرف تیس کا حساب کرے تو دس گائیں بغیر زکوٰۃ کے رہ جائیں گی۔

بھیڑ بکریوں کا نصاب

(۱۹۱۰) بھیڑ بکریوں کے پانچ نصاب ہیں :-

۱۔ چالیس اور اس کی زکوٰۃ ایک بھیڑ یا بکری ہے اور جب تک بھیڑ بکریاں چالیس کو نہ پہنچیں ان کی زکوٰۃ نہیں ہے۔

اُونٹ کا نصاب

(۱۹۰۷) اُونٹ کے بارہ نصاب ہیں :-

۱۔ پانچ اُونٹ اور ان کی زکوٰۃ ایک بکری ہے اور جب تک اونٹوں کی تعداد پانچ تک نہ پہنچے زکوٰۃ نہیں ہے

۲۔ دس اُونٹ اور ان کی زکوٰۃ دو بکریاں ہیں۔

۳۔ پندرہ اُونٹ اور ان کی زکوٰۃ تین بکریاں ہیں۔

۴۔ بیس اُونٹ اور ان کی زکوٰۃ چار بکریاں ہیں۔

۵۔ پچیس اُونٹ اور ان کی زکوٰۃ پانچ بکریاں ہیں۔

۶۔ چھبیس اُونٹ اور ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اُونٹ ہے جو دوسرے سال میں داخل ہوا ہو

۷۔ چھتیس اُونٹ اور ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اُونٹ ہے جو تیسرے سال میں داخل ہوا ہو

۸۔ چھیالیس اُونٹ اور ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اُونٹ ہے جو چوتھے سال میں داخل ہوا ہو

۹۔ اکسٹھ اُونٹ اور ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اُونٹ ہے جو پانچویں سال میں داخل ہوا ہو

۱۰۔ چھہتر اُونٹ اور ان کی زکوٰۃ دو ایسے اُونٹ ہیں جو تیسرے سال میں داخل ہوئے ہوں

۱۱۔ اکانوے اُونٹ اور ان کی زکوٰۃ دو ایسے اُونٹ ہیں جو چوتھے سال میں داخل ہوئے ہوں

۱۲۔ ایک سو اکیس اُونٹ یا اس سے زیادہ تو اب یا چالیس چالیس کا حساب کیا جائے اور ہر چالیس کے عدد کے لئے ایک ایسا اُونٹ دیا جائے جو تیسرے سال میں داخل ہو اور یا پچاس پچاس کا حساب کرلیں اور ہر پچاس کے عدد کے لئے ایک ایسا اُونٹ دیا جائے جو چوتھے سال میں داخل ہو اور یا چالیس و پچاس دونوں کا حساب کیا جائے لیکن ہر صورت میں ایسا حساب کرے کہ کوئی چیز باقی نہ رہ جائے اور اگر کوئی چیز باقی رہ جائے تو وہ نو سے زیادہ نہ ہو مثلاً اگر ایک سو چالیس اُونٹ ہیں تو سو کے لئے دو ایسے اُونٹ دے جو چوتھے سال میں ہوں اور چالیس کے لئے ایک ایسا اُونٹ دے جو تیسرے سال میں داخل ہو اور زکوٰۃ میں اُونٹنی دینا چاہیئے۔

پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

(۱۹۰۴)۔ جو سونا اور چاندی اس کے پاس موجود ہے اگر اس میں ملی ہوئی دھات معمول کے مطابق ہے تو یہ اس سونے اور چاندی سے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرسکتا کہ جس میں ملی ہوئی دھات معمول سے زیادہ ہے۔ البتہ اگر اتنی مقدار ادا کردے کہ اس کو یقین ہوجائے جو خالص سونا اور چاندی، اس میں موجود ہے وہ زکوٰۃ کے برابر ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اونٹ گائے اور بھیڑ بکری کی زکوٰۃ

(۱۹۰۵)۔ اونٹ گائے اور بھیڑ بکری میں علاوہ ان شرائط کے جو بیان ہوچکی ہیں دو اور شرائط ہیں۔

۱۔ یہ کہ جانور پورا سال بے کار رہا ہو اور اگر پورے سال میں ایک دو دن اس سے کام لیا گیا ہو تو احتیاطاً اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔

۲۔ یہ کہ پورا سال جنگل میں چرتا رہا ہو تو اگر پورا سال یا سال کا کچھ حصہ کاٹے ہوئے گھاس یا مالک کی اپنی زراعت سے یا کسی اور کی زراعت سے چرتا رہا ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ البتہ اگر سال میں ایک یا دو دن مالک کے گھاس سے کھاتا رہا ہے تو احتیاطاً اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(۱۹۰۶)۔ اگر انسان اپنے اونٹ گائے اور بھیڑ بکری کے لئے کوئی ایسی چراگاہ خرید لے جو کسی نے نہ بوئی ہو یا کرایہ پر لے یا وہاں چرانے کے لئے باج دیتا ہو تو اس کی زکوٰۃ دینا پڑے گی۔

ادا کر چکا اور بعض اوقات تو واجب مقدار سے بھی زیادہ ادا کر چکا ہوگا ۔ مثلاً ایک شخص کے پاس ۱۱۰ مثقال چاندی ہے اور اس نے سب کا چالیسواں حصہ دے دیا تو ۱۰۵ مثقال کی زکوٰۃ اس نے ادا کی جو کہ اس پر واجب تھی اور ۵ مثقال کی بھی دی جو کہ واجب نہ تھی ۔

(۱۸۹۵) ۔ جس کے پاس سونا یا چاندی نصاب کے برابر ہے اگرچہ اس کی زکوٰۃ دے چکا ہو تو جب تک پہلے نصاب سے کم نہ ہو تو ہر سال اس کی زکوٰۃ ادا کرے ۔

(۱۸۹۶) ۔ سونے یا چاندی پر اس وقت زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جبکہ وہ سکہ دار ہوں اور کاروبار میں رائج ہوں اور اگر اس کا سکہ ختم ہوگیا ہو تب بھی اس کی زکوٰۃ ادا کرے ۔

(۱۸۹۷) ۔ وہ سکہ دار سونا چاندی جسے عورتیں زینت کے لئے استعمال کرتی ہیں ۔ اس پر زکوٰۃ نہیں اگرچہ وہ رائج الوقت ہی کیوں نہ ہو ۔

(۱۸۹۸) ۔ اگر کسی شخص کے پاس سونا بھی ہو اور چاندی بھی اور ان میں سے کوئی بھی پہلے نصاب کے برابر نہ ہو مثلاً چاندی ۱۰۴ مثقال اور سونا ۱۴ مثقال ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ۔

(۱۸۹۹) ۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے سونے اور چاندی کی زکوٰۃ تب واجب ہوتی ہے کہ انسان پورے گیارہ مہینے نصاب کا مالک رہا ہو اور اگر گیارہ مہینے کے دوران سونا یا چاندی پہلے نصاب سے کم ہو جائیں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی ۔

(۱۹۰۰) ۔ اگر گیارہ مہینوں کے درمیان جو سونا یا چاندی اس کے پاس تھا اسے دوسرے سونے یا چاندی سے یا کسی اور چیز سے بدل لے یا انہیں پگھلوا لے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں البتہ اگر زکوٰۃ سے فرار کرنے کے لئے ایسا کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ ادا کرے ۔

(۱۹۰۱) ۔ اگر بارہویں مہینے سکہ دار سونے یا چاندی کو پگھلوا لے تو اس کی زکوٰۃ دینا پڑے گی اور اگر پگھلوانے کی وجہ سے ان کا وزن یا قیمت کم ہو جائے تو پگھلوانے سے پہلے جتنی زکوٰۃ اس پر تھی وہ ادا کرے ۔

(۱۹۰۲) ۔ جو سونا اور چاندی اس کے پاس ہیں ان میں کچھ عمدہ اور کچھ ردی ہو تو ہر ایک کی زکوٰۃ خود اسی سے ادا کر سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ سب کی زکوٰۃ عمدہ سونے یا چاندی سے ادا کرے ۔

(۱۹۰۳) ۔ اگر سونا یا چاندی میں معمول سے زیادہ کوئی دھات ملی ہوئی ہو تو اگر خالص کی مقدار جو بیان ہو چکی ہے وہ نصاب کے برابر ہو تو اس کی زکوٰۃ ادا کرے اور اگر شک ہو کہ خالص کی مقدار نصاب کے برابر ہے یا نہیں تو اس

کی زکوٰۃ اس اچھی جنس سے اور خراب کی خراب سے دے اور سب کی زکوٰۃ خراب سے نہیں دے سکتا۔

سونے کا نصاب

(۱۸۹۳)۔ سونے کے دو نصاب ہیں:

(۱)۔ بیس مثقال شرعی کہ ہر مثقال کی مقدار ۱۸ نخود (چنے کا دانہ) کے برابر ہے پس جب سونا بیس مثقال شرعی (جوکہ ۱۵ مثقال عرفی بنتا ہے) کو پہنچ جائے تو اگر اور شرائط بھی موجود ہوں جو کہ بیان کئے جا چکے ہیں تو اس کا چالیسواں حصہ جو کہ نو دانے چنے کے برابر ہے بعنوان زکوٰۃ سے دے اور اگر اس مقدار تک نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

(۲)۔ چار مثقال شرعی ہیں جو کہ عرفی تین مثقال بنتے ہیں یعنی اگر عرفی پندرہ مثقال کے ساتھ تین اور کا اضافہ ہو جائے تو ۱۸ مثقال کی زکوٰۃ اس کا چالیسواں حصہ ادا کرے اور تین مثقال سے کم کا اضافہ ہو تو صرف ۱۵ مثقال کی زکوٰۃ ادا کرے اور اس زیادتی پر کوئی زکوٰۃ نہیں اور یہی حکم ہے جتنا بھی بڑھتا جائے یعنی اگر ۳ مثقال کا اضافہ ہوتا جائے تو پورے کی زکوٰۃ دینی پڑے گا اور اگر اس سے کم اضافہ ہو تو اس اضافہ پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

چاندی کا نصاب

(۱۸۹۴)۔ چاندی کے دو نصاب ہیں:

(۱)۔ یہ کہ ۱۰۵ مثقال عرفی ہو تو اگر چاندی ۱۰۵ مثقال کے برابر ہو اور باقی شرائط بھی جو بیان کئے گئے ہیں موجود ہوں تو انسان کو چاہئے کہ اس کا چالیسواں حصہ جو کہ ۲ مثقال اور ۱۵ نخود (چنے کے دانے) بنتا ہے از بابت زکوٰۃ دے اس سے کم پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۲)۔ یہ کہ ۲۱ مثقال یعنی اگر ۱۰۵ معال پر ۲۱ مثقال کا اضافہ ہو جائے تو ۱۲۶ مثقال کی زکوٰۃ (جیسا کہ بیان ہو چکا ہے ادا کرے اور اگر ۲۱ مثقال سے کم اضافہ ہو تو صرف ۱۰۵ مثقال کی زکوٰۃ دینا پڑے گی اور اس زیادتی پر کوئی زکوٰۃ نہیں اور یہی حکم ہے جتنی مقدار بڑھتی جائے یعنی اگر ۲۱ مثقال بڑھتے جائیں تو سب کی زکوٰۃ دینی ہوگی اور اگر اس سے تھوڑا اضافہ ہو تو اضافہ شدہ مقدار جو ۲۱ مثقال سے کم ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہوگی اس بنا پر اگر انسان کے پاس جتنا سونا چاندی ہے سب کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کرے تو جو زکوٰۃ اس پر واجب ہے وہ

(۱۸۸۶) - اگر کسی انسان کے چند شہروں میں (کہ جن کی فصل ایک دوسرے سے اختلاف رکھتی ہے اور زراعت و پھل ان کے ایک وقت میں نہیں حاصل ہوتے) گندم، جو، کھجوریں یا انگور ہوں اور وہ سب ایک ہی سال کے محصولات حساب ہوں تو اگر وہ چیز جو پہلے درآمد ہوئی ہے۔ نصاب کے برابر یعنی ۴۵ مثقال کم ۲۸۸ من تبریزی ہے تو اس کی زکوٰۃ اس کے حصول کے وقت ادا کرے اور بقیہ کی زکوٰۃ اس وقت ادا کرے جب وہ حاصل ہو اور اگر وہ جو پہلے حاصل ہوئی ہے۔ نصاب کے برابر نہیں تو صبر کرے یہاں تک کہ باقی چیزیں بھی حاصل ہو جائیں تو اگر سب کی مجموعی مقدار نصاب کے برابر ہے تو اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر نصاب کے برابر نہیں تو اس کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

(۱۸۸۷) - اگر کھجور یا انگور کا درخت سال میں دو مرتبہ پھل دے تو اگر ان کی مجموعی مقدار نصاب کے برابر ہو تو احتیاطاً اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(۱۸۸۸) - اگر کھجور یا انگور کے پھل کی کچھ مقدار تر و تازہ ہے کہ جو خشک ہونے کے بعد نصاب کے برابر ہو جائے گی تو اگر زکوٰۃ کی نیت سے تر و تازہ سے اتنی مقدار مستحق کو دے دے کہ اگر خشک ہو جائے تو جتنی زکوٰۃ اس پر واجب ہے اس کے برابر ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۸۸۹) - اگر خشک کھجور یا کشمش کی زکوٰۃ کسی پر واجب ہو تو اس کی زکوٰۃ تازہ کھجور یا انگور سے نہیں دے سکتا اور اسی طرح اگر اس پر تازہ کھجور یا انگور کی زکوٰۃ واجب ہو تو وہ خشک کھجور یا کشمش اس کی زکوٰۃ میں نہیں دے سکتا البتہ اگر ان میں سے کوئی ایک یا کوئی اور چیز زکوٰۃ کی قیمت کی نیت سے دے دے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۸۹۰) - جو شخص مقروض ہے اور ایسا مال بھی اس کے پاس ہے کہ جس پر زکوٰۃ واجب ہے اگر وہ مر جائے تو پہلے جس مال میں زکوٰۃ واجب ہے اس کی پوری زکوٰۃ دی جائے اس کے بعد اس کا قرضہ ادا کریں۔

(۱۸۹۱) - جو شخص مقروض ہے اور گندم، جو، خرما یا انگور بھی اس کے پاس ہیں اگر وہ مر جائے اور قبل اس کے کہ ان پر زکوٰۃ واجب ہو وارث اس کا قرض کسی اور مال سے ادا کر دیں تو جس کا حصہ ۴۵ مثقال کم ۲۸۸ من تبریزی ہو تو وہ زکوٰۃ ادا کرے اور اگر زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے اس کا قرض ادا نہ کریں تو اگر ان کا سارا مال قرض کے برابر ہو تو ان چیزوں کی زکوٰۃ دینا واجب نہیں اور اگر میت کا مال قرض سے زیادہ ہو تو اگر قرض اتنا ہے کہ اگر اسے ادا کرنا چاہیں تو گندم، جو، خرما اور انگور کا کچھ حصہ بھی قرض خواہ کو دینا پڑے گا تو جتنا قرض خواہ کو دینا ہے اس پر زکوٰۃ نہیں اور بقیہ ورثاء کا مال ہے تو جس کا حصہ نصاب کے برابر ہو گا اس کو زکوٰۃ دینی پڑے گی۔

(۱۸۹۲) - اگر گندم، جو، خرما اور کشمش کہ جن پر زکوٰۃ واجب ہے کچھ عمدہ جنس کے ہیں اور کچھ خراب کے تو اچھی

شمار کیا جا سکتا ہے۔ یا دونوں میں سے کوئی ایک

(۱۸۷۹) - اگر زمین اور اسباب زراعت اس کی اپنی ملکیت ہوں تو ان کا کرایہ اخراجات میں شمار نہیں کر سکتا اور اسی طرح وہ کام جو اس نے خود انجام دیئے ہیں یا کسی دوسرے شخص نے مزدوری کے بغیر کئے ہیں ان میں سے کوئی چیز بھی حاصل شدہ زراعت سے منہا نہیں کی جا سکتی۔

(۱۸۸۰) - اگر انگور یا کھجور کا درخت خریدے تو اس کی قیمت جزو اخراجات حساب نہیں ہوگی البتہ اگر خرما یا انگور توڑنے سے پہلے خریدے تو جو رقم ان کے لئے ادا کی گئی ہے وہ اخراجات میں داخل ہوگی۔

(۱۸۸۱) - اگر کوئی زمین خریدے اور اس زمین میں گندم یا جَو بوئے تو وہ رقم جو زمین کی قیمت میں ادا کی ہے وہ خرچہ میں داخل نہیں ہوگی البتہ اگر زراعت خریدے تو جو رقم اس کے خریدنے پر خرچ کی ہے وہ اخراجات میں شمار کر سکتا ہے اور حاصل شدہ چیز سے منہا کر سکتا ہے۔ باقی رہی بھوسے کی قیمت جو اسے حاصل ہوئی ہے تو اس کو اس رقم سے منہا کرے جو زراعت کے خریدنے میں ادا کی ہے مثلاً اگر کوئی زراعت پانچ سو روپے میں خریدے اور اس میں سو روپے کی گھاس نکلے تو صرف چار سو روپے اخراجات میں شمار ہوں گے۔

(۱۸۸۲) - جو شخص بیل اور دوسری چیزوں کے بغیر جو کہ زراعت کے لئے ضروری ہوتی ہیں زراعت کر سکتا ہو اور پھر انہیں خریدے تو جو رقم ان پر خرچ کی ہے وہ اخراجات میں شمار نہیں کر سکتا ہے۔

(۱۸۸۳) - جو شخص بیل اور دوسری چیزوں کے بغیر جو کہ زراعت کے لئے ضروری ہیں زراعت نہیں کر سکتا اگر زراعت کی وجہ سے وہ چیزیں بالکل ختم ہو جائیں تو ان کی پوری قیمت اخراجات میں شمار کر سکتا ہے اور اگر ان کی قیمت کا کچھ حصہ کم ہو جائے تو وہ مقدار اخراجات میں شمار کر سکتا ہے البتہ اگر زراعت کے بعد ان کی قیمت میں سے کوئی چیز کم نہ ہوئی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ان کی قیمت میں سے کسی بھی چیز کو اخراجات میں سے شمار نہ کرے۔

(۱۸۸۴) - اگر ایک ہی زمین میں جَو گندم اور چاول و لوبیا جیسی چیز کہ جس پر زکوٰۃ واجب نہیں بوئی جائے تو جو اخراجات جنس کے لئے کئے گئے ہیں صرف اسی کے لئے شمار ہوں گے البتہ اگر دونوں کے لئے خرچ کیا ہے تو دونوں پر تقسیم کئے جائیں مثلاً اگر دونوں کے لئے برابر خرچ ہوا ہے تو آدھے اخراجات زکوٰۃ والی جنس سے منہا کر سکتا ہے۔

(۱۸۸۵) - اگر پہلے سال کے لئے کوئی کام کیا جائے مثلاً کھیتوں کی تپائی اگرچہ وہ آئندہ سالوں کے لئے بھی مفید ہو تو بھی اس کا خرچہ پہلے سال سے منہا کیا جائے گا اور اگر چند سالوں کے لئے عمل کرے تو ان کے درمیان اسے تقسیم کرے۔

نہیں ہوگی۔

(۱۸۷۲) - اگر گندم جو خرما اور انگور کو بارش کے پانی سے بھی سیراب کیا جائے اور ڈول وغیرہ سے بھی استفادہ کیا جائے تو اگر اس طرح ہو کہ لوگ کہیں کہ ڈولوں سے سیرابی زیادہ غالب ہے تو اس کا بیسواں حصہ زکوٰۃ ہوگی اور اگر کہیں کہ نہر اور بارش سے سیرابی زیادہ ہے تو اس کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہوگی بلکہ اگر یہ نہ کہیں کہ بارش اور نہر سے سیرابی غلبہ رکھتی ہے ۔ لیکن بارش و نہر سے زیادہ سیراب کیا گیا ہو بہ نسبت ڈول وغیرہ کے پانی کے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی زکوٰۃ دسواں حصہ نکالی جائے ۔

(۱۸۷۳) - اگر گندم جو خرما اور انگور کو بارش کے پانی سے بھی سیراب کیا جائے اور ڈول وغیرہ سے بھی استفادہ کیا جائے اگر اس طرح ہو کہ کہا جائے کہ اس کو ڈولوں سے سیراب کیا گیا ہے نہ کہ بارش سے تو اس کی زکوٰۃ بیسواں حصہ ہے اور اگر کہیں کہ اسے بارش کے پانی سے سیراب کیا گیا ہے تو اس کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہوگی ۔

(۱۸۷۴) - اگر شک کرے کہ بارش کے پانی سے زیادہ سیراب کیا گیا ہے یا ڈول وغیرہ سے تو بیسواں حصہ زکوٰۃ واجب ہوگی ۔

(۱۸۷۵) - اگر گندم، جو خرما اور انگور نہر اور بارش سے سیراب کئے گئے ہوں اور کنویں وغیرہ کے پانی کی ضرورت باقی نہ ہو لیکن کنویں کے پانی سے بھی سیراب کر لیا جائے اور کنویں کے پانی نے محصولات کی زیادتی میں مدد نہ دی ہو تو ان کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہوگی اور اگر کنویں وغیرہ سے سیراب کیا گیا ہو اور نہر و بارش کے پانی کی ضرورت نہ ہو لیکن اسے نہر و بارش کے پانی سے بھی سیراب کر لیا گیا ہو تو اس کی زکوٰۃ بیسواں حصہ ہے ۔

(۱۸۷۶) - اگر کسی زراعت کو ڈول وغیرہ سے سیراب کریں اور اس زمین میں زراعت کریں جو کہ اس کے پہلو میں ہو کہ وہ اس زمین کی رطوبت سے فائدہ حاصل کرے اور سیراب کرنے کی محتاج نہ ہو تو اس زراعت کی زکوٰۃ جو ڈول کے ذریعہ سیراب کی گئی ہے بیسواں حصہ ہوگی اور وہ زراعت جو اس کے پہلو میں ہے اس کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہوگی۔

(۱۸۷۷) - وہ اخراجات جو گندم، جو، خرما اور انگور کے لئے کئے گئے ہیں یہاں تک کہ اسباب و لباس کی قیمت کی مقدار جو زراعت کی وجہ سے کم ہو گئی ہے وہ در آمد سے منہا کر سکتے ہیں تو اگر انہیں منہا کرنے سے پہلے حاصل شدہ زراعت کی مقدار ۴۵ مثقال کم ۲۸۸ من تبریزی ہو تو بقیہ کی زکوٰۃ ادا کرے ۔

(۱۸۷۸) بوتے وقت بیج کی جو قیمت رہی ہو اسکو بھی اخراجات میں

کے اہل وعیال کھالیں یا مثلاً کسی فقیر کو دے دے تو صرف شدہ مقدار کی زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے۔

(۱۸۶۳)- اگر گندم، جو، خرما اور انگور کی زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد ان کا مالک مرجائے تو بمقدار زکوٰۃ اس کے مال سے ادا کریں اور اگر زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے مرجائے تو جس وارث کا حصہ نصاب کی مقدار ہے تو وہ اپنے حصے کی زکوٰۃ ادا کرے۔ جبکہ نمو وارث کے مالک بننے کے بعد ہوا ہو۔ اسی طرح جب مال نمو کے بعد وارث کی طرف منتقل ہوجائے لیکن زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے [illegible]

(۱۸۶۴)- جو شخص حاکم شرع کی طرف سے زکوٰۃ جمع کرنے پر مامور ہے وہ گندم اور جو کھلیان میں صاف کرنے کے وقت اور خرما و انگور کے خشک ہوجانے کے بعد زکوٰۃ کا مطالبہ کرے اور اگر مالک نہ دے اور جس چیز میں زکوٰۃ واجب ہوتی تھی وہ تلف ہوجائے تو مالک کو اس کا عوض دینا ہوگا۔

(۱۸۶۵)- اگر درخت خرما و انگور یا زراعت گندم و جو پر کسی کے مالک ہونے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوجائے مثلاً کھجوریں اس کے ملک میں زرد یا سرخ ہوجائیں تو اس کو اس کی زکوٰۃ دینا چاہیئے۔

(۱۸۶۶)- اگر گندم جو کھجوریں یا انگور پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد انکی زراعت اور درخت کو بیچے تو بیچنے والے کو زکوٰۃ دینی چاہیئے

(۱۸۶۷)- اگر انسان گندم جو کھجوریں یا انگور خریدے اور اسے معلوم ہو کہ بیچنے والے نے اس کی زکوٰۃ ادا کردی ہے یا اسے شک ہو کہ اس نے زکوٰۃ دی ہے یا نہیں تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں اور اگر اسے علم ہو کہ مالک نے زکوٰۃ نہیں دی تو اگر حاکم شرع اتنی مقدار معاملہ کی اجازت نہ دے جو کہ زکوٰۃ میں دینی تھی تو اتنی مقدار میں معاملہ باطل ہوگا اور حاکم شرع بمقدار زکوٰۃ خریدار سے لے سکتا ہے اور اگر بمقدار زکوٰۃ معاملہ کی اجازت حاکم شرع دے دے تو معاملہ صحیح ہے اور خریدنے والا اس مقدار کی قیمت حاکم شرع کو ادا کرے اور اگر اتنی مقدار کی قیمت بیچنے والے کو دے چکا ہو، تو وہ اس سے واپس لے سکتا ہے۔

(۱۸۶۸)- اگر گندم، جو، خرما اور کشمش کا وزن جب کہ وہ تر ہیں ۴۵ مثقال کم ۲۸۸ من تبریزی ہو اور خشک ہونے کے بعد اس مقدار سے کم ہوجائے تو اس کی زکوٰۃ واجب نہیں۔

(۱۸۶۹)- اگر گندم جو خرما اور کشمش خشک ہونے سے پہلے استعمال کرلیں اگرچہ خشک ہوجانے کے بعد بمقدار نصاب ہوتی تو بھی اس کی زکوٰۃ واجب نہیں البتہ احتیاطاً اس کی زکوٰۃ دے دے تو بہت اچھا ہے۔

(۱۸۷۰)- جو کھجوریں تازہ بتازہ کھائی جاتی ہیں اگر باقی رہ جائیں تو بہت کم ہوجاتی ہیں تو اگر اس کی مقدار خشک ہونے کے بعد ۴۵ مثقال کم ۲۸۸ من تبریزی ہو تو زکوٰۃ واجب ہو۔

(۱۸۷۱)- گندم جو کھجور کشمش کی زکوٰۃ جب ادا کردی جائے اب اگر کئی سال اس کے پاس پڑی رہیں تو ان پر زکوٰۃ

(۱۸۵۵) - گندم اور جَو کی زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی جب انہیں گندم و جَو کہا جا سکے اور کشمش کی زکوٰۃ احتیاطاً اس وقت واجب ہوگی جب کہ وہ غورہ (ناپختہ) ہو اور جب کھجوریں کچھ خشک ہو جائیں کہ انہیں تمر کہا جائے تو ان کی زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے البتہ زکوٰۃ دینے کا وقت وہ ہے جب گندم اور جو خرمن ہو جائیں اور گھاس اس سے جدا کر لیا جائے (یعنی صاف ہو جائے) اور کھجوروں اور کشمش کا وقت وہ ہے جب وہ خشک ہو جائیں۔

(۱۸۵۶) - گندم، جَو، کشمش اور کھجوروں کی زکوٰۃ واجب ہونے کے وقت جو گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے اگر ان کا مالک بالغ ہو تو اسکو ان کی زکوٰۃ دینا چاہئے۔

(۱۸۵۷) - اگر گائے، گوسفند، اونٹ، سونے اور چاندی کا مالک تمام سال دیوانہ رہا ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے البتہ اگر سال کے کچھ دن دیوانہ رہا ہو اور آخر سال میں عقلمند ہو جائے تو اگر دیوانگی کی مدّت اتنی کم ہو کہ لوگ کہیں کہ تمام سال عقلمند رہا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ زکوٰۃ اس پر واجب ہوگی۔

(۱۸۵۸) - اگر گائے، بھیڑ، بکری، اونٹ، سونے اور چاندی کا مالک سال کے کچھ دن مست یا بے ہوش رہا ہو تو زکوٰۃ اس سے ساقط نہیں ہوگی اور یہی حکم ہے اگر گندم، جو، خرما، کشمکش کی زکوٰۃ واجب ہونے کے وقت ان کا مالک مست یا بیہوش ہو۔

(۱۸۵۹) - انسان کے اس غصب شدہ مال پر جس پر وہ تصرف نہ کر سکتا ہو، زکوٰۃ نہیں ہے۔ اسی طرح اگر زراعت غصب کر لی جائے اور جس وقت اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے وہ غاصب کے ہاتھ میں ہو تو جب مالک کی طرف لوٹ آئے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۱۸۶۰) - اگر سونا چاندی یا کوئی اور چیز کہ جس پر زکوٰۃ واجب ہے بطور قرض لے اور ایک سال اس کے پاس رہے تو اس کو اسکی زکوٰۃ دینا چاہئے اور قرض دینے والے پر کوئی چیز واجب نہیں۔

گندم، جو، خرما اور کشمش کی زکوٰۃ

(۱۸۶۱) - گندم، جو، خرما اور کشمش کی زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب یہ چیزیں نصاب کو پہنچ جائیں اور ان کا نصاب ۴۵ مثقال کم ۲۸۸ من تبریزی ہے جو کہ ۲۰۷/۸۴۷ کیلوگرام ہے لیکن چونکہ اہل فن کی نظر مختلف ہے اس لئے اقرب یہ ہے کہ نصاب کی مقدار ۱۹۳،۸۴۹ کیلوگرام ہے۔ ویسے احتیاط یہی ہے کہ زکوٰۃ میں کم مقدار کا لحاظ کیا جائے

(۱۸۶۲) - اگر زکوٰۃ دینے سے پہلے انگور، خرما، جو اور گندم کہ جن پر زکوٰۃ واجب ہے میں سے کچھ خود انسان یا اس

احکامِ زکوٰۃ

(۱۸۵۰)۔ نو چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے۔

۱۔ گندم ۲۔ جَو ۳۔ کھجور ۴۔ کشمش ۵۔ سونا

۶۔ چاندی ۷۔ اونٹ ۸۔ گائے ۹۔ بھیڑ بکری۔

اگر کوئی شخص ان نو چیزوں میں سے کسی ایک کا مالک ہو تو ان شرائط کے ساتھ جو بعد میں بیان ہونگے معین شدہ مقدار مقررشدہ مصارف میں سے کسی ایک مصرف میں صرف کرے۔

(۱۸۵۱)۔ سلت : جو ایک قسم کے دانے ہیں جن میں گندم کی نرمی اور جَو کی خاصیت پائی جاتی ہے ان پر زکوٰۃ واجب نہیں البتہ علس جو گندم کی طرح ہوتی ہے اور صنعا کے لوگوں کی خوراک ہے احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی زکوٰۃ دی جائے۔

زکوٰۃ کے واجب ہونے کے شرائط

(۱۸۵۲)۔ زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوگی جب مال نصاب کی مقدار ہو جو بعد میں بیان کیا جائے گا۔ اور اس مال کا مالک بالغ، عاقل اور آزاد ہو اور اس مال میں تصرف بھی کرسکتا ہو۔

(۱۸۵۳)۔ بعد اس کے کہ انسان بارہ مہینے گائے، بھیڑ، بکری، اونٹ، سونے اور چاندی کا مالک رہا ہو تو ان کی زکوٰۃ ادا کرے۔ البتہ بارہویں مہینے کی ابتداء سے کوئی ایسا تصرف مال میں نہیں کرسکتا کہ جس کی وجہ سے مال ختم ہو جائے اور اگر اس نے ایسا کیا تو اس کا ضامن ہوگا اور اگر بارہویں مہینے میں اس کے اختیار کے بغیر زکوٰۃ کے شرائط میں سے کوئی مفقود ہو جائے تو زکوٰۃ اس پر واجب نہیں۔

(۱۸۵۴)۔ اگر گائے، بھیڑ، بکری، اونٹ، سونے اور چاندی کا مالک دوران سال بالغ ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

میں کوتاہی نہ کی ہو تب بھی وہ ضامن ہے۔

(۱۸۴۵) ۔ اگر حاکم شرع کی اجازت سے خمس دوسرے شہر لے جائے اور وہ تلف ہو جائے تو پھر دوبارہ خمس دینے کی ضرورت نہیں اور یہی حکم ہے اگر کسی ایسے شخص کو دے جو حاکم شرع کی طرف سے خمس لینے میں وکیل ہے اور وہ اس شہر سے دوسرے شہر کی طرف لے جائے۔

(۱۸۴۶) ۔ اگر خمس اس مال سے نہ دے بلکہ کسی دوسری جنس سے حاکم شرع کی اجازت سے ادا کرے تو اس جنس کی واقعی قیمت کا حساب لگائے۔ اب اگر قیمت واقعی سے مہنگا حساب کیا ہے اگرچہ مستحق اس قیمت پر راضی بھی ہو جائے تب بھی جتنی مقدار زیادہ حساب کیا ہے وہ اس کو دینا پڑے گا۔

(۱۸۴۷) اگر کوئی مستحق خمس سے اپنا قرض خمس کے حساب پر وصول کرنا چاہتا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ پہلے خمس مستحق کے ہاتھ میں دیدے پھر اس سے اپنا قرض واپس لے لے۔ البتہ اگر حاکم شرع کی اجازت سے یہ کام انجام پایا ہے تو یہ احتیاط ضروری نہیں۔

(۱۸۴۸) ۔ مستحق خمس لے کر مالک کو نہیں بخش سکتا البتہ اگر کسی کے ذمہ کافی مقدار میں خمس باقی ہے اور وہ فقیر ہو چکا ہو اور اسے مال دار ہونے کی اُمید بھی نہ ہو اور وہ یہ چاہے کہ مستحقین کا مقروض نہ رہے تو اگر مستحق راضی ہو جائے کہ خمس اس سے لے کر اسے بخش دے تو اس میں کوئی اشکال نہیں۔

(۱۸۴۹) ۔ اگر خمس حاکم شرع سے یا اس کے وکیل سے یا کسی سید سے دست گردان کرے (یعنی اس کے ہاتھ میں دے اور وہ قبض کرنے کے بعد بطور قرض اسے واپس کر دے) اور چاہے کہ دوسرے سال اس کو ادا کرے تو اس قرض کو اس سال کے منافع سے ادا نہیں کر سکتا۔ پس اگر مثلاً ایک ہزار روپیہ دست گردان کرایا اور دوسرے سال کے نفع میں اس کے اخراجات سے دو ہزار روپے بچ گئے تو پہلے ان دو ہزار کا خمس ادا کرے اور وہ ہزار روپے جو خمس کے حساب سے قرض دار ہے بقیہ میں سے ادا کرے۔

علی الاعلان گناہ کرتا ہے اگرچہ اسے خمس دینا اعانت گناہ نہ ہو تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے خمس نہ دیا جائے۔

(۱۸۳۶) - اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ میں سید ہوں تو اسے خمس نہیں دیا جا سکتا جب تک کہ دو عادل اس کے سید ہونے کی تصدیق نہ کریں یا لوگوں کے درمیان اس طرح معروف ہو کہ انسان کو یقین یا اطمینان پیدا ہو جائے کہ یہ سید ہے۔

(۱۸۳۷) - جو شخص اپنے شہر میں سید مشہور ہے تو اگرچہ کسی انسان کو اس کے سید ہونے کا یقین نہ ہو تب بھی اسے خمس دے سکتا ہے۔

(۱۸۳۸) - جس کی بیوی سیدانی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ اس کو اپنا خمس نہ دے جب کہ وہ اسے اپنے مصارف میں صرف کرے البتہ اگر اس سیدانی پر دوسرے لوگوں کے اخراجات واجب ہوں اور وہ ان کے اخراجات نہیں دے سکتی تو پھر جائز ہے کہ انسان اس عورت کو خمس دے تاکہ وہ ان پر صرف کرے۔

(۱۸۳۹) - اگر کسی سیدانی کے اخراجات کسی پر واجب ہوں اور وہ اس کی بیوی نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ خمس سے اس کا خوراک پوشاک نہیں دے سکتا البتہ اگر کچھ خمس کی رقم اس سیدانی کی ملکیت کر دے کہ وہ انہیں دوسرے اخراجات میں صرف کرے جو کہ خمس دینے والے پر واجب نہیں ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۸۴۰) - جس فقیر سید کے اخراجات کسی دوسرے شخص پر واجب ہیں اور وہ اس سید کے اخراجات نہیں دے سکتا تو اس سید کو خمس دیا جا سکتا ہے۔

(۱۸۴۱) - احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک سال کے اخراجات سے زیادہ کسی فقیر سید کو خمس نہیں دیا جا سکتا۔

(۱۸۴۲) - اگر کسی کے شہر میں کوئی سید مستحق نہ ہو اور یہ احتمال بھی نہیں رکھتا کہ کوئی یہاں مل جائے گا یا خمس کی رقم کا محفوظ رکھنا مستحق کے ملنے تک ممکن نہ ہو تو وہ خمس کسی دوسرے شہر میں لے جائے اور مستحق تک پہنچائے اور احتیاط یہ ہے کہ خمس کے دوسرے شہر میں لے جانے کے اخراجات خمس میں سے نہ دے اور اگر خمس تلف ہو جائے تو اگر اس کی حفاظت میں اس نے کوتاہی کی ہے تو اس کا عوض دے اور اگر کوتاہی نہیں کی تو پھر اس پر کوئی چیز واجب نہیں۔

(۱۸۴۳) - اگر اس کے شہر میں کوئی مستحق نہیں لیکن احتمال دیتا ہے کہ شاید کوئی مل جائے تو اگرچہ مستحق کے ملنے تک خمس کی حفاظت ممکن ہو تو بھی خمس دوسرے شہر میں لے جا سکتا ہے۔ اب اگر خمس کی حفاظت میں کوتاہی نہیں کی اور وہ تلف ہو گیا تو اس کو کچھ نہیں دینا ہو گا البتہ خمس کے لے جانے کا خرچہ خمس سے نہیں لے سکتا۔

(۱۸۴۴) - اگر اس کو اپنے شہر میں مستحق مل جائے تو بھی خمس دوسرے شہر کی طرف لے جا سکتا ہے اور وہاں کسی مستحق کو دے سکتا ہے البتہ لے جانے کا خرچہ خود ادا کرے اور اگر خمس تلف ہو جائے تو اگرچہ اس کی حفاظت

(۱۸۲۷) - کافر ذمی جو زمین کسی مسلمان سے خریدے اگر کسی دوسرے مسلمان ہی کے ہاتھ بیچ ڈالے اس کو زمین کا خمس دینا پڑیگا اور اگر کافر ذمی مر جائے اور یہ زمین کسی مسلمان کو اس کے ترکہ میں ملے تو اس کا خمس اسی زمین سے یا اسکے اور مال سے ادا کریں ۔

(۱۸۲۸) - اگر کافر ذمی زمین خریدتے وقت شرط کرے کہ اس کا خمس نہیں دے گا یا یہ شرط کرے کہ اس کا خمس بیچنے والا دے گا تو اس کی شرط صحیح نہیں اور اس کا خمس ادا کرنا چاہئے، البتہ اگر یہ شرط کرے کہ بیچنے والا خمس کی مقدار کافر ذمی کی طرف سے خمس لینے والوں کو ادا کرے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ۔

(۱۸۲۹) - اگر مسلمان کوئی زمین خرید و فروخت کے بغیر کافر کی ملک قرار دے اور اس کا عوض لے لے مثلاً اس کے ساتھ مصالحت کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ کافر ذمی اس کا خمس دے ۔

(۱۸۳۰) - اگر کافر ذمی بچہ ہو اور اس کا ولی اس کے لئے زمین خریدے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد زمین کا خمس اس سے لیا جائے ۔

مصرفِ خمس

(۱۸۳۱) خمس دو حصوں میں تقسیم کیا جائے ایک حصہ سہم سادات ہے اس میں احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ مجتہدین جامع الشرائط کی اجازت سے فقیر سید یا یتیم سید یا اس سید کو دیا جائے جو سفر میں بے خرچ ہو جائے اور دوسرا آدھا حصہ سہم امام علیہ السلام ہے جو اس زمانہ میں مجتہد جامع الشرائط کو دیا جائے یا ایسے مصرف میں صرف کیا جائے کہ جس کی اجازت وہ مجتہد دے دے۔ البتہ اگر انسان اس مجتہد کو دینا چاہے کہ جس کی اس کو تقلید نہیں ہے تو اس صورت میں اس کو اجازت دی جاتی ہے کہ جب دینے والے کو علم ہو کہ وہ مجتہد اور جس مجتہد کی وہ تقلید کرتا ہے دونوں سہم امامؑ کو ایک ہی طریقہ پر صرف کرتے ہیں ۔

(۱۸۳۲) جس یتیم سید کو خمس دینا چاہیں اس کا فقیر ہونا شرط ہے البتہ اگر کوئی سید سفر میں تنگ دست اور پریشان ہو تو اس کو خمس دیا جا سکتا ہے، چاہے وہ اپنے وطن میں فقیر نہ بھی ہو۔

(۱۸۳۳) - جو سید عادل نہیں ہے اسے خمس دیا جا سکتا ہے البتہ وہ سید جو اثنا عشری نہیں ہے اسکو خمس نہیں دینا چاہیے

(۱۸۳۴) - وہ سید جو سفر میں بے خرچ ہو گیا ہے اگر اس کا سفر، سفر معصیت ہو تو اس کو خمس نہ دیا جائے ۔

(۱۸۳۵) اگر گناہ کار سید کے لئے خمس دینا معصیت میں تقویت کا سبب بنتا ہو تو اسے خمس نہیں دیا جا سکتا اور جو سید

کہ جن میں جواہر بنا کرتے ہیں تب اس کا خمس نکالنا چاہئیے ۔

(۱۸۲۲) ۔ اگر پانی میں غوطہ لگائے اور کچھ عنبر نکالے کہ جس کی قیمت ۱۸ نخود سونا یا اس سے بیشتر ہے تو اس کا خمس دے اور اگر پانی کی سطح یا کنارے سے اس کے ہاتھ آئے اب اگر اس کی قیمت ۱۸ نخود سونا بھی نہ ہو تو اس کا اگر یہ کاروبار ہے اور صرف اسی کاروبار یا دوسرے منافع کے ذریعہ سے اس کے سال کے خرچ سے کچھ بچ جائے تو اس کا خمس دے ۔

(۱۸۲۳) ۔ جس شخص کا کاروبار غوطہ لگانا یا کانیں نکالنا ہے اگر وہ اس کا خمس ادا کرے اور پھر اس کے سال کے خرچہ سے بھی کچھ بچ جائے تو ضروری نہیں کہ دوبارہ اس کا خمس دے ۔

(۱۸۲۴) ۔ اگر کوئی بچہ کان نکالے یا اس کے پاس مال حلال جو حرام سے ملا ہوا ہے موجود ہو یا کوئی خزانہ اسے مل جائے یا دریا میں غوطہ لگانے سے کوئی موتی نکالے تو اس کا ولی اس کا خمس ادا کرے ۔

۶ ۔ غنیمت

(۱۸۲۵) ۔ اگر مسلمان بحکم امام علیہ السلام کفار سے جنگ کریں تو جو بھی چیز اس جنگ میں ان کے ہاتھ آئے اس کو مال غنیمت کہا جاتا ہے اور جو اخراجات اس غنیمت کے لئے کئے گئے ہیں مثلاً اس کی حفاظت ، حمل و نقل وغیرہ میں جو صرف ہوا ہے اور وہ مقدار جسے امام مناسب سمجھتے ہوئے صرف فرمائیں اور وہ چیزیں جو صرف امام ہی سے مخصوص ہیں ان سب چیزوں کو مال غنیمت سے الگ کر کے بقیہ مال کا خمس نکالنا چاہئیے ۔

وہ زمین جو کافر ذمّی کسی مسلمان سے خریدے

(۱۸۲۶) ۔ اگر کافر ذمی کسی مسلمان سے کوئی زمین خریدے تو اس کا خمس اسی زمین سے ادا کرے اور اگر اس کی قیمت بھی دے دے تو کوئی حرج نہیں البتہ اگر نقدی کے علاوہ کچھ دینا چاہے تو اس میں حاکم شرع کی اجازت ضروری ہے اور اسی طرح اگر مکان دوکان اور اس قسم کی کوئی چیز کسی مسلمان سے خریدے تو اگر زمین کی قیمت الگ کر کے بیچا گیا ہو تو اس زمین کا خمس دے اور اگر گھر اور دوکان کو بیچے اور زمین اس کے ضمن میں منتقل ہو تو اس زمین پر خمس نہیں ہے اور اس خمس دینے میں قصد قربت بھی ضروری نہیں بلکہ حاکم شرع جب یہ خمس لے رہا ہو تو اس کے لئے بھی یہ ضروری نہیں کہ قصد قربت کرے ۔

کے حوالے کر دے۔

۵- وہ جواہرات جو دریا میں غوطہ لگانے سے حاصل ہوں

(۱۸۱۶) - اگر غوطہ لگانے سے موتی، مونگے یا اس قسم کے اور جواہرات دریا سے ملیں جو کہ دریا میں غوطہ لگانے سے ہی حاصل ہوتے ہیں، نکالی ہوئی چیز چاہے اُگنے والی ہو یا معدنی تو اگر باہر نکالنے کے اخراجات کم کرنے کے بعد اس کی قیمت اٹھارہ نخود (چنے کے دانے کے برابر) سونا ہو تو اس کا خمس دیا جائے چاہے ایک ہی دفعہ اسے دریا سے نکالا گیا ہو یا کئی مرتبہ اور جو کچھ دریا سے نکالا ہے وہ ایک جنس سے ہو یا مختلف اجناس سے البتہ اگر چند افراد نکالیں تو جس کے حصے کی قیمت ۱۸ نخود سونا ہے صرف اسی کو خمس دینا پڑے گا۔

(۱۸۱۷) - اگر دریا میں غوطہ لگانے کے بغیر کسی اور ذریعہ سے جواہرات باہر نکالے اور اخراجات کم کرنے کے بعد ان کی قیمت ۱۸ نخود سونے کے برابر ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا خمس دے البتہ اگر دریا کے اوپر سے یا کنارے سے جواہرات پکڑے تو اس صورت میں خمس دینا پڑے گا جب کہ یہ کام اس کا شغل ہو اور صرف اسی کام سے یا دوسری منفعتوں کے ساتھ سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

(۱۸۱۸) مچھلی اور اس قسم کے دوسرے حیوانات جن کو بغیر غوطہ خوری کے دریا سے حاصل کیا جاتا ہے، ان پر صرف اس صورت میں خمس واجب ہوگا جب ان کو کاروبار کے لئے حاصل کیا جائے اور صرف اس کام کے منافع یا دوسرے کسب کے منافع کے ساتھ ملا کر سال بھر کے خرچ سے زیادہ ہو۔

(۱۸۱۹) - اگر بغیر اس ارادے کے کہ وہ دریا سے کوئی چیز نکالے دریا میں غوطہ لگائے اور اتفاقاً کچھ جواہرات اس کے ہاتھ آجائیں تو اگر وہ قصد کرے کہ یہ چیز اس کی ملکیت ہے تو اس کا خمس ادا کرے۔

(۱۸۲۰) - اگر انسان دریا میں غوطہ لگائے اور کوئی جانور باہر نکالے اور اس کے شکم سے کوئی جوہر نکل آئے کہ جس کی قیمت ۱۸ نخود سونا یا اس سے زیادہ ہو تو اگر وہ جانور صدف جیسا ہو جس کے شکم میں عموماً جوہر ہوتا ہے تو اس کا خمس ادا کرے اور اگر اتفاقاً اس جانور نے جوہر نگلا ہو تو احتیاط یہ ہے کہ اس پر خزانے والا حکم جاری کیا جائے۔

(۱۸۲۱) - اگر دجلہ فرات جیسے بڑے بڑے دریاؤں میں غوطہ لگا کر جواہر نکالے اور وہ دریا ایسے ہوں

والے کا مال ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے اطلاع دے اور اگر معلوم ہو جائے کہ اس کی ملکیت نہیں تو ترتیب وار پہلے مالکوں کو اطلاع دے۔ اب اگر معلوم ہو جائے کہ ان میں سے کسی کا ملک نہیں تو اب اگرچہ اس کی قیمت ۱۰۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونے سے کم ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس مال کا خمس ادا کرے۔

۴۔ مال حلال مخلوط بحرام

(۱۸۱۰)۔ اگر حلال مال حرام کے ساتھ اس طرح مل جائے کہ انسان ان میں سے ایک کو دوسرے سے تمیز نہ کر سکے اور مالک مال کو مال حرام اور اس کی مقدار بھی معلوم نہ ہو تو تمام مال کا خمس دے اور خمس دینے کے بعد باقی مال حلال ہو جائے گا۔

(۱۸۱۱)۔ اگر حلال مال حرام سے مل جائے اور انسان کو حرام کی مقدار معلوم ہو لیکن اس کے مالک کو نہ پہچانتا ہو تو اتنی مقدار مالک کی طرف سے بطور صدقہ دے دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ حاکم شرع سے اجازت بھی لے۔

(۱۸۱۲)۔ اگر حلال مال حرام سے مل جائے اور انسان کو حرام کی مقدار معلوم نہ ہو لیکن مالک کو پہچانتا ہو تو ایک دوسرے کو راضی کریں اگر مالک مال راضی نہ ہو تو اگر انسان کو معلوم ہو کہ یہ معین چیز تو اس کی ملکیت ہے لیکن اس سے زیادہ اس کی ملکیت ہے کہ نہیں، اس میں شک ہو، تو جس مقدار کا یقین ہو وہ اسکو دے دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ زیادہ مقدار جس کے متعلق احتمال ہے کہ اس کی ملکیت ہے وہ اسکو دے دے۔

(۱۸۱۳)۔ اگر اس حلال مال کا خمس جو حرام سے ملا ہوا ہے دے دے اور بعد میں اسے معلوم ہو کہ حرام کی مقدار خمس سے زیادہ تھی تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ جتنی مقدار کے متعلق اسے علم ہے کہ یہ خمس سے زیادہ ہے وہ مالک کی طرف سے بطور صدقہ دے دے۔

(۱۸۱۴)۔ اگر مال حلال جو حرام سے ملا ہوا ہے کا خمس دے دے یا وہ مال کہ جس کے مالک کو نہیں پہچانتا مالک کی طرف سے صدقہ دے دے اس کے بعد مالک مل جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے مال کی مقدار اسے دے دے۔

(۱۸۱۵)۔ اگر مال حلال حرام سے مل جائے اور حرام کی مقدار معلوم ہو اور انسان کو یہ علم ہو کہ اس کا مالک ان چند اشخاص میں سے کوئی ایک ہے لیکن اس کا تعین نہ ہو سکے تو قرعہ ڈالے اور جس کے نام پر قرعہ نکلے مال اس

۴۔ گنج (خزانہ)

(۱۸۰۳)۔ خزانہ وہ مال ہے جو زمین، درخت، پہاڑ یا دیوار میں چھپا ہوا ہو اور کوئی اسے پالے اور وہ اس طرح ہو کہ اسے گنج (خزانہ) کہا جا سکے۔

(۱۸۰۴)۔ اگر انسان کسی ایسی زمین میں سے خزانہ حاصل کرے جو کسی کی ملکیت نہیں تو وہ اس کا اپنا مال ہو گا اور اس کا خمس دینا پڑے گا۔

(۱۸۰۵)۔ خزانے کا نصاب احتیاط کی بنا پر ایک سو پانچ مثقال چاندی یا پندرہ مثقال سونا ہے یعنی اگر اس چیز کی قیمت جو خزانہ سے ملی ہے ان اخراجات کے بعد جو اسے حاصل کرنے میں کئے گئے ہیں ۱۰۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونے کے برابر ہو جو کہ ۲۴ تولہ چاندی اور ۴ تولہ سونا بنتا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا خمس دے۔

(۱۸۰۶) اگر کسی ایسی زمین میں جو کہ کسی شخص سے خریدی ہے کوئی خزانہ مل جائے اور اسے یہ معلوم ہو کہ یہ ان لوگوں کا مال نہیں جو مجھ سے پہلے اس کے مالک تھے تو یہ اس کا اپنا ہی ملک ہو گا اور اسے اس کا خمس دینا پڑے گا۔ البتہ اگر یہ احتمال ہو کہ ان میں سے کسی ایک کا ہے تو اس کو اطلاع دے۔ اب اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا مال نہیں تو اس سے پہلے والے مالک کو اطلاع دے اور اسی ترتیب سے تمام ان لوگوں کو مطلع کرے جو اس سے پہلے اس زمین کے مالک تھے اب اگر معلوم ہوا کہ ان میں سے کسی کا ملک نہیں تو اپنا ہی ملک سمجھ کر اس کا خمس ادا کرے۔

(۱۸۰۷)۔ اگر متعدد برتنوں میں سے جو کہ ایک جگہ دفن ہیں کچھ مال ملے کہ جس کی مجموعی قیمت ایک سو پانچ مثقال چاندی یا پندرہ مثقال سونا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا خمس ادا کرے البتہ اگر چند جگہوں سے خزانہ حاصل ہو تو ان میں سے جس کی قیمت اس مقدار کے برابر ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا خمس دے اور جس کی قیمت اس مقدار کو نہ پہنچے اس پر کوئی خمس نہیں۔

(۱۸۰۸)۔ اگر دو آدمیوں کو خزانہ ملے کہ ان میں سے ہر ایک کے حصے کی قیمت ۱۰۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونا ہو تو دونوں کو خمس ادا کرنا چاہئے۔

(۱۸۰۹)۔ اگر کوئی شخص ایک جانور خریدے اور اس کے پیٹ سے کوئی مال ملے تو اگر یہ احتمال ہو کہ یہ بیچنے

۲۔ معدن (کان)

(۱۷۹۵)۔ اگر سونا چاندی پیتل تانبا لوہا مٹی کا تیل، پھٹکری، کوئلے فیروزہ عقیق نمک یا اس قسم کی دوسری چیزوں کی کان سے کوئی چیز اس کے ہاتھ آجائے بشرطیکہ وہ بمقدار نصاب ہو تو اس کا خمس دینا پڑے گا۔

(۱۷۹۶)۔ کان کا نصاب بنابراحتیاط ۱۰.۵ مثقال عادی چاندی یا ۱۵ مثقال عادی سونا ہے یعنی وہ چیز جو کان سے نکالی ہے نکالنے کے اخراجات کم کرنے کے بعد اگر اس کی مقدار ۱۰.۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونا ہو جو ہمارے حساب سے ۴۲ تولہ چاندی سکہ دار یا ۶ تولہ سونا سکہ دار ہے۔ (مترجم) ۔ تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا خمس ادا کیا جائے۔

(۱۷۹۷) جو فائدہ کان سے حاصل کیا گیا ہے اگر اس کی قیمت ۱۰.۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونے کے برابر نہ ہو تو اس پر خمس اس صورت میں واجب ہے جب صرف یہ مال یا دوسرے کاروبار کی منفعت کا مجموعہ اس کے مصارف سال سے بڑھ جائے۔

(۱۷۹۸)۔ گچ چونا، چکنی مٹی اور سرخ مٹی چونکہ ممکن ہے کہ کان کا حکم رکھتی ہو تو اگر احتیاطاً ان کا خمس سال کے اخراجات سے پہلے ادا کرے تو بہت اچھا ہے۔

(۱۷۹۹)۔ جس کو کان سے کوئی چیز حاصل ہوئی ہو اس کا خمس ادا کرے چاہے کان زمین کے اوپر ہو یا نیچے۔ ایسی زمین میں ہو جو کسی کی ملکیت ہے یا جس کا کوئی مالک نہ ہو۔

(۱۸۰۰)۔ اگر انسان کو یہ معلوم نہ ہو کہ جو چیز بھی کان سے نکالی ہے اس کی قیمت ۱۰.۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونے کے برابر ہے یا نہیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وزن کرنے سے یا کسی اور طریقہ سے اس کی قیمت معلوم کرے۔

(۱۸۰۱)۔ اگر چند آدمی کوئی چیز کان سے نکالیں تو وہ اخراجات جو اس کو حاصل کرنے کے لئے ہوئے ہیں۔ انہیں نکالنے کے بعد اگر ہر ایک کا حصہ ۱۰.۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونے کے برابر ہے تو انکو اس کا خمس ادا کرنا چاہئیے۔

(۱۸۰۲) اگر ایسی کان سے کچھ نکالے جو کسی کی ملکیت ہو تو جو کچھ بھی اس کو ملا ہے۔ وہ مالک زمین کا ہے اور چونکہ مالک نے اس کے نکالنے پر کچھ خرچ نہیں کیا لہٰذا تمام اس چیز کا خمس ادا کرے جو کہ کان سے نکلی تھی۔

کا مقروض جان لے اور اس مال میں تصرف شروع کر دے اور اگر اس نے تصرف کیا اور مال تلف ہوگیا تب بھی اسے خمس دینا پڑے گا۔

(۱۷۸۹)۔ جس کو خمس دینا ہے اگر حاکم شرع سے مصالحت کرلے تو پھر پورے مال میں تصرف کرسکتا ہے اور مصالحت کے بعد جو نفع حاصل ہو وہ اس کا اپنا ہوگا۔

(۱۷۹۰) اگر دو آدمی آپس میں شریک ہوں اور ایک اپنے منافع سے خمس نکالتا ہو اور دوسرا نہ نکالے اور سال مابعد میں اس مال کو جسکا خمس نہیں دیا گیا ہے اپنے شریک کے ساتھ کاروبار میں شرکت کیلئے سرمایہ قرار دے تو انہیں سے کوئی بھی اس مال میں تصرف نہیں کرسکتا۔

(۱۷۹۱) اگر کسی چھوٹے بچے کے پاس سرمایہ تھا اور اس سے نفع حاصل ہو تو احتیاط واجب ہے کہ بالغ ہونے پر اس کا خمس ادا کرے

(۱۷۹۲)۔ جس مال کے متعلق یقین ہے کہ اس کا خمس ادا نہیں کیا گیا اس میں تصرف نہیں کیا جاسکتا البتہ جس مال کے متعلق شک ہو کہ اس کا خمس ادا ہوا ہے یا نہیں تو اس میں تصرف کرسکتے ہیں۔

(۱۷۹۳)۔ جس شخص نے ابتداء تکلیف سے خمس ادا نہیں کیا اگر وہ کوئی جائیداد خرید ے اور اس کی قیمت بڑھ جائے تو اگر اس نے اس جائیداد کو اس مقصد کے لئے نہ خریدا ہو کہ اس کی قیمت زیادہ ہو جائے تو اسے بیچ ڈالوں گا مثلاً اس نے کوئی زمین زراعت کے لئے خریدی تھی اگر بیچنے والے کو وہ رقم دی ہے کہ جس کا خمس ادا نہیں کیا

اور اس سے کہا کہ یہ جائداد اس رقم سے خرید رہا ہوں تو اگر حاکم شرع اس کے پانچویں حصہ کی اجازت دے دے تو خریدار اس جائیداد کی قیمت کا پانچواں حصہ ادا کرے اور یہی حکم ہے احتیاط واجب کی بناء پر اس چیز میں بھی جس کے خریدتے وقت یہ ارادہ رکھتا ہو کہ اس کی قیمت اس مال سے ادا کروں گا کہ جس کا خمس ادا نہیں کیا گیا ہے۔

(۱۷۹۴)۔ جس شخص نے ابتداء تکلیف سے خمس ادا نہیں کیا اگر وہ کاروباری نفع سے کوئی ایسی چیز خریدے کہ جس کی اسے ضرورت نہ ہو اور اس کی خرید کے بعد ایک سال گزر جائے تو اس کا خمس ادا کرے اور اگر گھر کا سامان یا کوئی اور چیز خریدے کہ جس کی اسے ضرورت ہے اور اپنی شان کے بھی مطابق خریدا ہو تو اگر اسے معلوم ہے کہ میں نے اس سال کے درمیان خریدا ہے کہ جس میں نفع حاصل ہوا ہے تو اس کے خمس دینے کی ضرورت نہیں اور اگر یہ معلوم نہ کہ دوران سال خریدا ہے یا سال ختم ہونے کے بعد تو احتیاط واجب یہ ہے کہ حاکم شرع کے ساتھ مصالحت کرے۔

وغیرہ کا اگر اثناء سال ان زیورات سے تزئین کا وقت گزر جائے۔

(۱۷۷۹)۔ اگر کسی سال اسے نفع حاصل نہیں ہوا تو اس سال کے اخراجات آنے والے سال کے منافع سے کسر نہیں کر سکتا۔

(۱۷۸۰)۔ اگر ابتداء سال میں کوئی نفع نہیں ہوا اور اصل پونجی سے خرچ کرتا رہا اور سال پورا ہونے سے پہلے نفع حاصل ہوا تو جتنی مقدار سرمایہ سے صرف کی ہے اسکو منافع سے پورا کر سکتا ہے۔

(۱۷۸۱)۔ اگر اصل سرمایہ کا کچھ حصہ تلف ہو جائے اور بقیہ سے نفع کمائے جو کہ سال کے خرچ سے بچ جائے تو جتنی مقدار پونجی سے کم ہوئی ہے وہ نفع سے نہیں لے سکتا، البتہ وہ سرمایہ جو باقی رہ گیا ہے اگر اس سے کوئی کاروبار نہ ہو سکتا ہو جو کہ اس کی پوزیشن کے مطابق ہو یا جو نفع اس سے حاصل ہوتا ہے وہ اس کے سال کے خرچ کے لئے کافی نہیں تو پھر جو کمی سرمایہ میں آئی ہے اسکو منافع سے پورا کر سکتا ہے۔

(۱۷۸۲)۔ اگر سرمائے کے علاوہ کوئی اور چیز تلف ہو جائے تو وہ اس نفع سے وہ چیز نہیں حاصل کر سکتا البتہ اگر اسی سال اس چیز کی ضرورت آپڑے تو پھر دوران سال کاروبار کے منافع سے اس کو حاصل کر سکتا ہے۔

(۱۷۸۳)۔ اگر ابتداء سال میں اپنے اخراجات کے لئے قرض لے اور سال پورا ہونے سے پہلے نفع حاصل کرے تو مقدار قرض اس نفع سے منہا کر سکتا ہے۔

(۱۷۸۴)۔ اگر سال بھر نفع نہ ہوا اور اپنے اخراجات کے لئے قرض لیتا رہا تو آئندہ سالوں کے منافع سے اپنا قرض ادا کر سکتا ہے۔

(۱۷۸۵)۔ اگر مال میں زیادتی کیلئے ایسی جائداد خریدنے کے لئے کہ جس کی ضرورت نہیں قرض لے لے تو کاروبار کے نفع سے اس قرض کو ادا نہیں کر سکتا۔ البتہ جو مال اس نے قرض لیا تھا یا جو چیز اس قرض سے خریدی تھی اگر تلف ہو جائے اور اس بات پر مجبور ہو جائے کہ اپنا قرض ادا کرے تو پھر کاروبار کے نفع سے وہ قرض ادا کر سکتا ہے۔

(۱۷۸۶)۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ مال حلال مخلوط بالحرام (یعنی جو حلال مال حرام سے مل جائے اور ایک دوسرے کی تمیز نہ ہو) کا خمس اس عین مال سے ادا کرے البتہ اس کے علاوہ جتنے خمس ہیں وہ عین مال سے بھی دے سکتا ہے اور اس مال کی قیمت کے برابر رقم بھی ادا کر سکتا ہے۔

(۱۷۸۷)۔ جب تک کسی مال کا خمس ادا نہ کرے اس مال میں تصرف نہیں کر سکتا اگرچہ خمس دینے کا ارادہ بھی رکھتا ہو۔

(۱۷۸۸)۔ جس شخص کو خمس دینا ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ خمس اپنے ذمہ لے لے یعنی اپنے کو خمس لینے والوں

سکتا اور اگر مختلف کسب آمد و خرچ حساب اور صندوق میں مشترک ہیں تو تمام کا آخر سال میں ایک ہی حساب ہوگا۔ اب اگر کوئی منفعت ہوئی تو اس کا خمس دے گا۔

(۱۷۷۱)۔ جو خرچ انسان کسی فائدے کو حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے مثلاً دلالی اور حمالی تو ان کو سالانہ مخارج میں حساب کر سکتا ہے۔

(۱۷۷۲)۔ سال بھر میں منافع کسب سے خوراک، پوشاک، گھریلو سامان، مکان کا خریدنا، شادی کرنا، لڑکی کا جہیز، زیارات اور اس قسم کی چیزوں میں جو مال خرچ ہوتا ہے اگر اس کی شان سے زیادہ نہیں ہیں اور اس نے ان میں فضول خرچی نہیں کی تو ان پر خمس نہیں ہے۔

(۱۷۷۳)۔ جو مال نذر اور کفارہ میں خرچ کرے وہ سال کے مخارج کا جزء شمار ہوگا اور اسی طرح جو مال کسی کو بخشتا ہے یا انعام کے طور پر دیتا ہے بشرطیکہ اس کی شان سے زیادہ نہ ہو تو وہ بھی سال کے اخراجات میں حساب ہوگا۔

(۱۷۷۴)۔ اگر انسان بیٹی کا جہیز ایک دفعہ تیار نہیں کر سکتا اور مجبور ہے کہ ہر سال کچھ جہیز تیار کرے یا ایسے شہر میں ہے کہ جہاں معمولاً ہر سال ایک مقدار لڑکی کا جہیز تیار کرتے ہیں کہ جس کا تیار نہ کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے تو اگر درمیان سال اس سال کے منافع سے جہیز خریدے تو اس پر خمس نہیں ہوگا۔

(۱۷۷۵)۔ جو مال حج اور دوسری زیارات کے سفر پر خرچ کرے اگر وہ مال سواری کی طرح ہو کہ جس کی عین باقی رہ جاتی ہے اور اس کی منفعت سے استفادہ کیا جاتا ہے تو وہ اس سال کے مخارج میں شمار ہوگا کہ جس سال میں سفر کی ابتدا کی ہے۔ اگرچہ اس کا سفر آئندہ سال کے کچھ حصہ تک طوالت پکڑ جائے۔ ہاں اگر وہ مال خوراک کی طرح ہو کہ استعمال کرنے سے ختم ہو جاتا ہے تو اس مقدار کا خمس دے جو بعد والے سال میں واقع ہوا ہے۔

(۱۷۷۶)۔ کسب و تجارت سے مال حاصل کرنے والے کے پاس اگر کوئی دوسرا ایسا مال بھی ہو جس کا خمس واجب نہیں ہوا کرتا، تو وہ شخص اپنے سال بھر کے خرچ کا حساب صرف کسب کے منافع سے کر سکتا ہے۔

(۱۷۷۷)۔ اگر منفعت کسب سے کھانے پینے کی جو چیزیں سال بھر کے لئے خریدی ہیں سال کے آخر میں بچ جائیں تو ان کا خمس دے۔ اب اگر ان کی قیمت دینا چاہے اور اس وقت کی قیمت اس کے خرید کے وقت کی قیمت سے زیادہ ہو جائے تو سال کے آخر کی قیمت کا حساب کرے۔

(۱۷۷۸)۔ اگر کاروباری نفع سے خمس دینے سے پہلے کوئی گھریلو سامان خرید لے تو اگر دوران سال اس سامان سے اس کی احتیاج برطرف ہو جائے اور اسکو بیچ ڈالے تو واجب ہے کہ اس کا خمس دے اور یہی حکم ہے زیورات

مصارف منہا کئے جائیں گے اور باقی ماندہ منفعت سے خمس دینا واجب ہوگا۔

(۱۷۶۵)۔ وہ جنس جو کہ تجارت کے لئے خریدی گئی ہو اگر اس کی قیمت بڑھ جائے لیکن وہ اسے فروخت نہ کرے اور پھر سال کے ختم ہونے سے پہلے قیمت کم ہو جائے تو قیمت کی جو مقدار بڑھ گئی تھی اس کا خمس دینا واجب نہیں۔

(۱۷۶۶)۔ جب کسی ایسی چیز کی قیمت کہ جسے تجارت کے لئے خریدا تھا بڑھ جائے لیکن وہ اسے اس اُمید پر فروخت نہ کرے کہ اور زیادہ مہنگی ہو جائے اور یوں ہی سال کے ختم ہونے تک فروخت نہ کرے اور پھر اس کی قیمت گر جائے تو پھر جو مقدار بڑھ گئی تھی اس کا خمس دینا واجب ہے بلکہ اگر مال کو اتنی ہی مقدار روکے رکھے جو عام تاجر مال کے مہنگے ہونے کے لئے روکے رکھتے ہیں تو پھر بھی اس زیادتی کا خمس دینا واجب ہے۔

(۱۷۶۷)۔ اگر مال تجارت کے علاوہ کوئی مال اس کے پاس تھا کہ جس کا خمس دے چکا ہے یا اس پر خمس ہی نہیں مثلاً کسی نے اسے بخش دیا ہے اب اگر اس کی قیمت بڑھ جائے اگرچہ اس کو فروخت بھی کرے تو جتنی قیمت بڑھ گئی ہے اس پر خمس نہیں ہے البتہ اگر مثلاً کوئی درخت خریدے اور اس پر پھل لگ جائے یا بھیڑ بکری موٹی ہو جائے تو اگر ان کے رکھنے سے اس کا ارادہ یہ تھا کہ ان سے کوئی منفعت حاصل کرے تو زیادتی کا خمس دینا پڑے گا۔

(۱۷۶۸)۔ اگر باغ اس لئے لگائے کہ جب اس کی قیمت بڑھ جائے گی تو اس کو فروخت کر دوں گا تو درختوں کے پھل اور درختوں کے بڑھنے اور باغ کی قیمت کی زیادتی کا خمس دینا پڑے گا البتہ اگر اس کا قصد یہ ہو کہ باغ کے پھل سے خود استفادہ کرے گا تو صرف پھلوں کا خمس دے۔

(۱۷۶۹)۔ اگر بید، چنار اور اس قسم کے درخت لگائے تو اگر اس سال کہ جو ان کے بیچنے کا ہے انہیں فروخت نہ کرے تو بھی ان کا خمس دینا ہوگا البتہ اگر مثلاً ان کی شاخوں سے جو معمولاً ہر سال کاٹی جاتی ہیں کوئی استفادہ کرے اور صرف انہی سے یا اور منافع سے اس کا کسب شدہ مال سال کے مخارج سے بچ جائے تو ہر سال کے آخر میں اس کا خمس دے۔

(۱۷۷۰)۔ جس کے کئی کسب (کاروبار) ہیں یا ایک کاروبار میں چند قسم کے مستقل کسب ہیں مثلاً جائیداد کا کرایہ خرید و فروخت اور زراعت بھی کرتا ہے تو ہر کسب کا سرمایہ آمد و خرچ اور پیسہ رکھنے کا صندوق علیحدہ ہے تو ہر کسب کے منافع کا حساب علیحدہ کرے اور اس کا خمس دے اور اگر اس کسب میں اسے کوئی نقصان پہنچا ہے تو دوسرے کاروبار سے اس کا جبران نہیں کر

کو دے اور اگر حاکم شرع اجازت نہ دے تو اتنی مقدار کا معاملہ باطل ہو گا پس اگر وہ رقم جو کہ بیچنے والے نے اس سے لی ہے باقی ہو تو حاکم شرع اس رقم کا خمس حاصل کرے گا اور اگر وہ رقم تلف ہو گئی ہو تو خمس کے عوض کو حاکم شرع بیچنے والے یا خریدنے والے سے مطالبہ کرے گا۔

(۱۷۵۸)۔ اگر کوئی چیز خریدے اور معاملہ کے بعد اس کی قیمت ایسے روپے سے ادا کرے کہ جس کا خمس ادا نہیں کیا اور خریدتے وقت بھی نیت یہ نہ تھی کہ بغیر خمس نکالی ہوئی رقم سے عوض دوں گا تو جو معاملہ اس نے کیا ہے وہ صحیح ہے مگر چونکہ اس نے بغیر خمس نکالی ہوئی رقم سے قیمت ادا کی ہے تو وہ پانچواں حصہ رقم کا مدیون ہوگا اور وہ رقم جو بیچنے والے کو دی ہے اگر باقی ہے تو حاکم شرع اس کا پانچواں حصہ لے گا اور اگر وہ رقم موجود نہ ہو تو اس کا عوض حاکم شرع بیچنے والے یا خریدنے والے سے لے گا۔

(۱۷۵۹)۔ اگر وہ مال کہ جس کا خمس ادا نہیں کیا گیا ہے خریدے تو اگر حاکم شرع اس معاملہ کے پانچویں حصہ کی اجازت نہ دے تو اتنی مقدار کے مطابق معاملہ باطل ہو گا اور حاکم شرع اس مال کا پانچواں حصہ لے سکتا ہے اور اگر حاکم شرع کو ادا کرے اب اگر مال کی قیمت بیچنے والے کو دے چکا ہو تو واپس لے سکتا ہے۔

(۱۷۶۰)۔ جب ایسا مال کسی کو بخش دیا جائے کہ جس پر خمس واجب ہے تو اس مال کا پانچواں حصہ اس شخص کا ملک نہیں ہوگا۔

(۱۷۶۱)۔ اگر کافر یا کسی ایسے انسان سے کوئی مال ملے جو خمس دینے کا عقیدہ نہیں رکھتے تو ایسے مال کا خمس دینا واجب نہیں۔

(۱۷۶۲)۔ تاجر کاسب اور صنعت گر وغیرہ جب کسب شروع کریں اس وقت سے لے کر ایک سال گزرنے تک ان کے سال کے مخارج کے بعد جو چیز بچ جائے تو اس کا خمس واجب ہے لیکن وہ شخص جس کا کام کاسبی کرنا نہیں اگر اتفاق سے اسے کوئی فائدہ حاصل ہو تو فائدہ حاصل ہونے کے وقت سے جب ایک سال گزر جائے تو اس مقدار کا خمس جو اس کے سال کے مخارج سے بچ جائے دینا واجب ہو گا۔

(۱۷۶۳)۔ جب بھی سال کے دوران کوئی منفعت حاصل ہو تو اس کا خمس دیا جا سکتا ہے البتہ سال ختم ہونے تک تاخیر کر سکتا ہے اور اگر کوئی شخص خمس دینے کے لئے شمسی سال معین کرنا چاہے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

(۱۷۶۴)۔ جب کوئی تاجر یا کاسب خمس نکالنے کے لئے سال معین کرے اگر وہ کوئی منفعت حاصل کرنے کے بعد سال تمام ہونے سے پہلے مر جائے تو پھر اس منفعت سے صرف اس کے مرنے کے وقت تک کے

(١٧٥١) ۔عورت کو جو مہر ملتا ہے اس پر خمس نہیں۔ اسی طرح وہ ارث جو کسی کو پہنچتا ہے ہاں اگر ایسے شخص کا ترکہ ورثہ مل جائے کہ جس سے بہت دور کا رشتہ تھا اور اسے اس رشتہ کی خبر بھی نہ تھی تو پھر احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس ارث کے مال سے سال کے اخراجات کر چکنے کے بعد اگر کوئی چیز بچ جائے تو اس کا خمس ادا کرے۔

(١٧٥٢) ۔اگر کوئی ارث کا مال کسی کے ہاتھ آ جائے کہ جس کے متعلق جانتا ہو کہ جس شخص سے یہ مال ارث میں ملا ہے اس نے اس مال کا خمس ادا نہیں کیا ہے تو پھر اس مال کا خمس دینا ہوگا اسی طرح اگر اس مال میں جو وارث کو ملا ہے، خمس واجب نہ ہو لیکن میراث پانے والا جانتا ہو کہ میت کے ذمہ خمس واجب الادا تھا تو اسکو اسکے مال سے خمس ادا کرنا چاہیے۔

(١٧٥٣) ۔اگر قناعت کی وجہ سے سال کے اخراجات سے کچھ بچ جائے تو اس کا خمس دینا چاہیئے۔

(١٧٥٤) ۔جب کسی کا خرچ دوسرا آدمی دیتا ہو تو خود سے حاصل کردہ تمام مال کا خمس دینا چاہیئے۔ ہاں اگر اس مال سے کچھ حصہ زیارات اور اس قسم کی چیزوں پر خرچ کیا ہو تو جو مال باقی ہے اُس کا خمس دینا ہوگا

(١٧٥٥) ۔جب کسی ملک کو معین افراد مثلاً اپنی اولاد کے لئے وقف کیا ہو۔ اور اولاد اس ملک میں زراعت کرنے یا درخت لگانے سے کچھ مال حاصل کرے تو جب وہ مال ان کے سالانہ خرچ سے زیادہ ہو تو اس کا خمس دینا واجب ہوگا۔

(١٧٥٦) ۔اگر کسی فقیر کو خمس، زکوٰۃ یا دوسرے مستحب صدقات سے کچھ مال ہاتھ آئے اور اس مال سے اس کے سال کے خرچ سے بچ جائے تو اس کا خمس دینا واجب نہیں البتہ جو مال اس نے حاصل کیا ہو اس سے کوئی نفع حاصل ہو تو اس نفع کا خمس واجب ہے مثلاً کسی سید کو جب ایک درخت خمس میں دیا جائے اور اس درخت سے جو میوہ حاصل ہوتا ہے اگر اس درخت کو منفعت اور کاروبار کے لئے رکھا ہو تو سال کا خرچ نکالنے کے بعد جو کچھ بچ جائے اس پر خمس واجب ہوگا۔

(١٧٥٧) ۔اگر ایسے روپے سے کہ جس پر خمس واجب تھا خمس دیئے بغیر کوئی جنس خرید کرے یعنی بیچنے والے سے کہے کہ اس مال کو اس رقم سے خریدوں گا یا خریدتے وقت اس کی نیت یہ ہو کہ اس مال کی قیمت اس پیسے سے دے گا کہ جس کا خمس ادا نہیں کیا تو اگر حاکم شرع اس معاملہ کے پانچویں حصے کی اجازت دے دے تو پھر معاملہ اس مقدار کا بھی صحیح ہوگا اور اس کو چاہیئے کہ جو چیز خرید لایا ہے اس کا پانچواں حصہ حاکم شرع

خمس کے احکام

(۱۷۴۸)۔ خمس سات چیزوں پر واجب ہوتا ہے۔
۱۔ وہ نفع جو کسب (کاروبار) سے حاصل ہو۔
۲۔ معدن (کان)
۳۔ گنج (خزانہ)
۴۔ مال حلال مخلوط بحرام
۵۔ وہ جواہرات جو کہ دریا میں غوطہ لگانے سے ہاتھ آئیں۔
۶۔ جنگ میں مال غنیمت
۷۔ وہ زمین جو کافر ذمی نے مسلمان سے خریدی ہو
ان کے احکام مفصلاً ذکر ہوں گے:

۱۔ منافع کسب

(۱۷۴۹)۔ جب انسان تجارت یا صنعت یا کسی اور کاروبار سے کوئی مال حاصل کرتا ہے اگرچہ کسی میت کی نماز یا روزہ اجرت پر پڑھ کر اس سے کچھ مال حاصل کیا ہو چنانچہ اس مال سے خود اپنے اہل وعیال کے سالانہ اخراجات پر صرف کرنے کے بعد جو چیز بھی بچ جائے اس کا خمس دینا ضروری ہے۔ اس دستور کے مطابق جو بعد میں بیان ہوگا۔

(۱۷۵۰)۔ اگر کسب کے بغیر کوئی مال ہاتھ آجائے مثلاً کوئی مال کسی نے اسے بخش دیا ہو تو ایسے مال پر خمس واجب نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ایسے مال سے سالانہ اخراجات نکال کر کوئی چیز بچ جائے تو اس کا خمس ادا کرے۔

۵۔ وہ عورت جو دن کے کسی حصہ میں خون حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے۔

۶۔ وہ کافر کہ جو رمضان کے کسی دن مسلمان ہو جائے۔

(۱۷۴۷)۔ روزہ دار انسان کے لئے مستحب ہے کہ نماز مغرب اور عشاء افطار سے پہلے پڑھ لے اور اگر کوئی شخص اس کا انتظار کر رہا ہو یا کھانے کے لئے اتنا بے قرار ہو کہ حضور قلب سے نماز ادا نہیں کر سکتا تو اس کے لئے بہتر ہے کہ پہلے افطار کرے لیکن جتنا ممکن ہو نماز کو فضیلت کے وقت میں بجا لائے۔

ہے کہ ان کی قضا کرے اور اگر اصلاً روزہ نہ رکھ سکے تو مستحب ہے کہ ہر دن کے لئے ایک مد طعام یا ۶/۷ ۱۲ نخود چاندی کسی فقیر کو دے۔

۲۔ ہر ماہ کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کو۔

۳۔ تمام ماہ رجب اور ماہ شعبان اور ان دو ماہ میں سے کچھ دن اگرچہ ایک ہی دن کیوں نہ ہو۔

۴۔ عید نوروز کے دن، ذی قعدہ کی پچیسویں[۲۵] اور انتیس[۲۹] اور ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے لے کر نویں تک (یعنی یوم عرفہ تک) لیکن اگر روزے رکھنے کی وجہ سے ضعف پیدا ہو جائے اور عرفہ کی دعائیں کو نہ پڑھ سکے تو پھر اس کے لئے روزہ مکروہ ہے۔ عید غدیر (۱۸۔ ذی الحجہ) محرم کی پہلی اور تیسری، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن، (۱۷۔ ربیع الاوّل) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کے دن، (۲۷۔ رجب المرجب)۔ اور اگر کوئی مستحب روزہ رکھے تو آخر تک تمام کرنا اس پر واجب نہیں بلکہ اگر کوئی مومن بھائی اس کو کھانے کی دعوت دیتا ہے تو مستحب ہے کہ اس کی دعوت قبول کرے اور دن میں افطار کرے۔

وہ مقامات کہ جہاں ان کاموں سے بچنا مستحب ہے جو کہ روزے کو باطل کر دیتے ہیں

(۱۷۴۶)۔ چھ آدمیوں کے لئے اگرچہ وہ روزہ دار نہ بھی ہوں مستحب ہے کہ ان کاموں سے بچیں جو روزہ کو باطل کر دیتے ہیں۔

۱۔ وہ مسافر کہ جس نے سفر کے دوران روزہ کو باطل کرنے والا کام انجام دیا ہو اور ظہر سے پہلے وطن میں یا جہاں دس دن ٹھہرنے کا ارادہ ہے پہنچ گیا ہو۔

۲۔ وہ مسافر کہ جو ظہر کے بعد اپنے وطن یا اس جگہ کہ جہاں دس دن رہنا ہو پہنچ جائے۔

۳۔ وہ بیمار کہ جو ظہر سے پہلے ٹھیک ہو جائے لیکن اس نے روزہ کو باطل کرنے والا کوئی انجام دیا ہو۔

۴۔ وہ مریض جو ظہر کے بعد ٹھیک ہو جائے۔

(۱۴۳۸) - اولاد کے مستحبی روزے اگر والدین یا دادا کی اذیت کے باعث ہوں تو ان کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں بلکہ اگر ان کے لئے روزہ سبب اذیت نہ بھی ہو مگر وہ مستحبی روزہ رکھنے سے منع کریں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ نہ رکھیں۔

(۱۴۳۹) - اگر لڑکا باپ کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ رکھے اور اس کا باپ دن کو روزہ رکھنے سے منع کرے تو افطار کرنا ضروری ہے۔

(۱۴۴۰) - جب کسی کو علم ہو کہ روزہ رکھنا اس کے لئے مضر نہیں اگرچہ ڈاکٹر یہ کہیں کہ اس کے لئے روزہ مضر ہے تو پھر بھی اس کو روزہ رکھنا چاہیئے اور اگر کسی کو یقین یا گمان ہو کہ اس کے لئے روزہ مضر ہے اگرچہ ڈاکٹر کہہ دے کہ اس کے لئے روزہ مضر نہیں تو روزہ نہیں رکھ سکتا اور اگر رکھے تو صحیح نہیں ہوگا مگر یہ کہ قصد قربت سے روزہ رکھے اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ روزے کا نقصان نہیں تھا۔

(۱۴۴۱) - جب کسی کو احتمال ہو کہ روزہ رکھنا اس کے لئے مضر ہے اور اس احتمال سے ڈر پیدا ہو چکا ہو چنانچہ اس کا احتمال عام لوگوں کی نگاہوں میں بجا ہو تو روزہ نہیں رکھنا چاہیئے اور روزہ رکھے تو اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا ہاں مگر یہ کہ قصد قربت سے رکھے اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ روزہ اس کے لئے مضر بھی نہیں تھا۔

(۱۴۴۲) - جب کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ روزہ اس کے لئے مضر نہیں اور اس نے روزہ رکھ لیا لیکن مغرب کے بعد اس کو معلوم ہو گیا کہ روزہ اس کے لئے مضر تھا تو اس روزہ کی قضا بجا لانی ہوگی۔

(۱۴۴۳) - ان مذکورہ روزوں کے علاوہ کچھ اور بھی حرام روزے ہیں جن کی تفصیل بڑی کتابوں میں موجود ہے۔

(۱۴۴۴) - روزہ رکھنا عاشورہ کے دن یا اس دن کہ جس کے متعلق شک ہے کہ عرفہ کا دن ہے یا کہ عید قربان کا مکروہ ہے۔

مستحبی روزے

(۱۴۴۵) - تمام سال میں سوائے ان دنوں کے کہ جن میں روزہ رکھنا حرام ہے یا مکروہ ہے کہ جن کا ذکر ہو چکا ہے روزہ رکھنا مستحب ہے اور بعض دنوں کے متعلق بہت تاکید کی گئی ہے اُن میں سے:

۱ - ہر ماہ کی پہلی اور آخری جمعرات اور ہر ماہ کی دسویں تاریخ کے بعد والا پہلا بدھ وار اور اگر کوئی ان روزوں کو بجا نہ لائے تو مستحب ہے کہ ان کی قضا کرے اور اگر اصلاً روزہ نہ رکھ سکے تو مستحب

(۱۷۲۸) - جب حاکم شرع حکم کردے کہ آج چاند کی پہلی ہے تو جو شخص اس کی تقلید میں نہیں اس کو بھی حاکم کا حکم ماننا ہوگا البتہ جس کو یقین ہو کہ حاکم شرع نے اشتباہ کیا ہے تو وہ حاکم شرع کے حکم پر عمل نہیں کر سکتا۔

(۱۷۲۹) - علم نجوم کے ماہرین کی پیشین گوئی سے چاند کی پہلی ثابت نہیں ہو سکتی لیکن اگر کسی کو ان کے کہنے پر یقین ہو جائے تو اس پر عمل کرنا چاہیئے۔

(۱۷۳۰) - چاند کا اونچا ہونا یا دیر میں غروب ہونا اس کی دلیل نہیں ہو سکتا کہ سابقہ رات کو چاند کی پہلی تاریخ تھی۔

(۱۷۳۱) - جب کوئی شخص ماہ رمضان کی پہلی ثابت نہ ہونے کی وجہ سے روزہ نہ رکھے اگر دو عادل کہہ دیں کہ گزشتہ رات ہم نے چاند دیکھا ہے تو اس کو چاہیئے کہ اس روزہ کو قضا کرے۔

(۱۷۳۲) - جب ایک شہر میں چاند کی پہلی ثابت ہو جائے تو دوسرے شہر والوں کے لئے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے مگر جب وہ دونوں شہر ایک دوسرے سے قریب ہوں یا انسان کو معلوم ہو کہ ان دونوں کا افق ایک ہے۔

(۱۷۳۳) - تاروں سے (ٹیلیگراف) پہلی ثابت نہیں ہوتی مگر جب جس شہر سے دوسرے شہر میں تار آئی ہے وہ ایک دوسرے کے نزدیک یا افق میں برابر ہوں اور انسان کو یہ بھی معلوم ہو کہ تار مجتہد کے حکم کی بناء پر یا عادل دو مردوں کی شہادت پر دی گئی ہے۔

(۱۷۳۴) - جس دن کے متعلق علم نہ ہو کہ رمضان کا آخری دن ہے یا شوال کا پہلا تو اس دن روزہ رکھنا چاہیئے لیکن اگر مغرب سے پہلے معلوم ہو جائے کہ آج شوال کی پہلی تاریخ ہے تو اس کو افطار کرنا ہوگا۔

(۱۷۳۵) - اگر قیدی کو رمضان کا یقین نہ ہو سکے تو اس کو اپنے گمان پر عمل کرنا چاہیئے اور اگر گمان بھی ممکن نہ ہو تو جس مہینہ میں چاہے روزے رکھے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ گیارہ مہینے گزرنے کے بعد دوبارہ ایک ماہ روزہ رکھے۔ ہاں اگر بعد میں رمضان کے متعلق گمان ہو جائے تو اس پر عمل کرنا ہوگا۔

حرام اور مکروہ روزے

(۱۷۳۶) - عید الفطر اور عید قربان میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ اسی طرح اس دن میں کہ جس کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ آخری شعبان ہے یا پہلی رمضان ہے۔ رمضان المبارک کی نیت سے اگر روزے رکھے تو حرام ہے۔

(۱۷۳۷) - اگر عورت کے مستحب روزہ رکھنے سے اس کے شوہر کے حقوق ضائع ہوتے ہوں تو اس کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے بلکہ اگر شوہر مستحب روزہ رکھنے سے منع کرے تو احتیاط واجب کی بناء پر روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔
کے حق پر کوئی اثر بھی نہ پڑے لیکن وہ

کے لئے مضر ہو تو پھر بھی اس پر روزہ واجب نہیں لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر روزے کے لئے ایک مد طعام فقیر کو دے۔ ہاں ان دونوں صورتوں میں روزوں کی قضا بجا لانی ہوگی۔

(۱۷۲۶)۔ جو عورت کسی بچہ کو دودھ پلاتی ہو اور اس کا دودھ کم ہو۔ خواہ وہ بچہ کی ماں ہو یا کہ دائی یا کہ بغیر اجرت کے دودھ پلاتی ہو تو اگر روزہ اس بچے کے لئے جس کو دودھ پلاتی ہے مضر ہے تو اس پر روزہ واجب نہیں ہے لیکن ہر روزہ کے لئے ایک مد طعام یعنی جو، گندم وغیرہ فقیر کو دینا ہوگا اور اگر روزہ خود عورت کے لئے مضر ہو تو پھر بھی اس پر روزہ واجب نہیں لیکن احتیاط واجب کی بناء پر ہر دن کے لئے ایک مد طعام فقیر کو دے گی اور دونوں صورتوں میں ان روزوں کی قضا بعد میں بجا لانی ہوگی البتہ اگر کوئی ایسی عورت مل سکتی ہو جو کہ بچہ کو بغیر اجرت کے دودھ پلاتی رہے یا دودھ پلانے کی اجرت ماں یا باپ یا کسی اجنبی شخص سے اس کو مل سکے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بچہ دوسری عورت کو دے اور خود روزہ رکھے۔

پہلی کا چاند ثابت ہونے کے طریقے

(۱۷۲۷)۔ پہلی کا چاند پانچ طریقوں سے ثابت ہوتا ہے۔

۱۔ انسان خود چاند دیکھے۔

۲۔ ایسے چند اشخاص کہ جن کے کہنے سے انسان کو یقین حاصل ہو جائے یہ کہیں کہ ہم نے خود چاند دیکھا ہے۔ اسی طرح ہر وہ چیز کہ جس کی وجہ سے انسان کو چاند ہونے کا یقین ہو جائے۔

۳۔ دو عادل مرد کہیں کہ ہم نے خود چاند دیکھا ہے لیکن اگر ان میں سے ہر ایک چاند کی صفت دوسرے کے خلاف بیان کرے یا ان کی شہادت خلاف واقع ہو مثلاً یہ کہیں کہ چاند کا اندرونی دائرہ افق کی طرف تھا تو پھر چاند ثابت نہیں ہوگا۔ ہاں بعض خصوصیات کی تشخیص میں ان دونوں میں اختلاف ہو جائے مثلاً ایک عادل کہے کہ چاند اونچا تھا اور دوسرا عادل کہے کہ چاند اونچا نہیں تھا تو بھی ان کے کہنے سے چاند کی پہلی ثابت ہو جائے گی۔

۴۔ شعبان کے تیس۳۰ دن گزر جانے کے بعد چاند کی پہلی ثابت ہو جاتی ہے اور اسی طرح رمضان کے تیس۳۰ دن گزر جانے کے بعد شوال کی پہلی ثابت ہو جائے گی۔

۵۔ حاکم شرع حکم دے کہ آج پہلی ہو گئی ہے (حاکم شرع سے مراد مجتہد جامع الشرائط ہے)

سفر کرے تو وہ جب حد ترخص تک پہنچ جائے یعنی جب شہر کی دیواریں دکھائی نہ دیں اور اذان کی آواز سنائی نہ دے تو اس کو اپنا روزہ توڑنا پڑے گا اور اگر اس حد تک پہنچنے سے پہلے روزہ توڑ دیا تو بنابر احتیاط کفارہ اس پر واجب ہے

(۱۷۱۹) ۔ اگر مسافر ظہر سے پہلے اپنے وطن یا ایسی جگہ پر پہنچ جائے کہ جہاں دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اگر اس وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزہ کو باطل کرتا ہے تو اس کو اس دن کا روزہ رکھنا ہوگا اور اگر ایسا کام کر چکا ہے تو پھر اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ۔

(۱۷۲۰) ۔ اگر مسافر ظہر کے بعد اپنے وطن یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں دس دن ٹھہرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کو اس دن کا روزہ نہیں رکھنا ہوگا ۔

(۱۷۲۱) ۔ مسافر اور وہ شخص جو روزہ رکھنے سے معذور ہو ۔ اس کے لئے ماہ رمضان کے دنوں میں جماع کرنا اور سیر ہو کر کھانا پینا مکروہ ہے ۔

وہ اشخاص جن پر روزہ رکھنا واجب نہیں

(۱۷۲۲) ۔ جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا یا روزہ اس کے لئے مشقت کا باعث ہے تو اس پر روزہ واجب نہیں لیکن دوسری صورت میں (یعنی جب روزہ اس کے لئے باعث مشقت ہو) ہر دن کے لئے ایک مد طعام (جو کہ تقریباً چودہ چھٹانک گندم یا جَو وغیرہ ہے) فقیر کو دینا ہوگا ۔

(۱۷۲۳) ۔ جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا اگر رمضان کے بعد روزہ رکھ سکے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا بجا لائے ۔

(۱۷۲۴) ۔ اگر انسان میں ایسا مرض ہو کہ زیادہ پیاس لگتی ہو اور وہ پیاس کو برداشت نہ کر سکتا ہو ۔ پیاس اس کے لئے باعث مشقت ہو تو اس پر روزہ واجب نہیں ہاں دوسری صورت میں (یعنی جب پیاس اس کے لئے باعث مشقت ہو) تو اس کو ہر روزہ کے لئے ایک مد طعام گندم و جَو وغیرہ فقیر کو دینا ہوگا اور احتیاط واجب یہ ہے کہ مقدار واجب سے زیادہ پانی نہ پیئے اور اگر بعد میں روزے رکھنے پر قادر ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر ان روزوں کی قضا دے ۔

(۱۷۲۵) ۔ وہ عورت کہ جس کے بچے کی پیدائش قریب ہو اور روزہ اس کے حمل کے لئے مضر ہو تو اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں لیکن اس کو ہر روز ایک مد طعام یعنی گندم و جو وغیرہ فقیر کو دینا ہوگا اور اگر روزہ رکھنا خود عورت

(۱۷۱۰)۔ اگر باپ پر رمضان کے علاوہ کوئی اور واجب روزہ مثلاً نذر کا روزہ ہو تو ان کی قضا بھی اس کا بڑا لڑکا بجا لائے۔

مسافر کے روزوں کے احکام

(۱۷۱۱)۔ جس مسافر کو چار رکعتی نمازوں کو سفر میں قصر پڑھنا ہے وہ ان دنوں کا روزہ بھی نہیں رکھ سکتا اور جو مسافر نماز پوری پڑھتا ہو جیسا کہ مثلاً اس کا سفر، سفر معصیت ہو یا اس کا کام سفر کرنا ہو تو اس کو اس سفر میں روزہ رکھنا ہوگا۔

(۱۷۱۲)۔ ماہ رمضان میں سفر کرنے میں کوئی اشکال نہیں۔ ہاں البتہ اگر روزوں سے بھاگنے کے لئے ہو تو پھر سفر کرنا مکروہ ہے۔

(۱۷۱۳)۔ اگر رمضان کے علاوہ کوئی معین روزہ کسی پر واجب ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس دن اسے سفر نہیں کرنا چاہیئے اور اگر سفر میں ہو تو اس کو کسی جگہ دس دن ٹھہرنے کی نیت کر کے اس معین دن کا روزہ رکھنا چاہیئے۔ ہاں اگر اس نے نذر کی ہو کہ فلاں معین دن میں روزہ رکھوں گا تو اس دن مسافرت اختیار کر سکتا ہے۔

(۱۷۱۴)۔ اگر کسی نے نذر کی ہو کہ وہ روزہ رکھے گا لیکن اس نے کوئی خاص دن معین نہ کیا ہو تو پھر وہ ایسے روزوں کو سفر کی حالت میں نہیں رکھ سکتا لیکن اگر وہ نذر کرے کہ فلاں دن کے روزہ کو سفر کی حالت میں بجا لاؤں گا تو پھر اس کو چاہیئے کہ اس دن سفر میں روزہ رکھے اور اگر نذر کی ہو کہ فلاں مخصوص دن سفر میں ہوا یا نہیں، روزہ رکھونگا تو اگرچہ سفر میں بھی ہو تب بھی وہ اس دن روزہ رکھے۔

(۱۷۱۵)۔ مسافر اپنی طلب حاجات کے لئے تین دن مدینہ منورہ میں مستحبی روزے رکھ سکتا ہے۔

(۱۷۱۶)۔ جس شخص کو علم نہ ہو کہ مسافر کا روزہ باطل ہے اور سفر میں روزہ رکھے لیکن دن میں کسی وقت اس کو معلوم ہو جائے کہ اس کا روزہ اس حالت میں باطل ہے تو اس کا روزہ باطل ہوگا اور اگر مغرب تک اس کو معلوم نہ ہو تو اس کا روزہ صحیح ہوگا۔

(۱۷۱۷)۔ اگر کوئی شخص اپنا مسافر ہونا بھول جائے یا یہ بھول جائے کہ مسافر کا روزہ باطل ہوتا ہے اور پھر سفر میں روزہ رکھے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

(۱۷۱۸)۔ اگر روزہ دار ظہر کے بعد سفر اختیار کرے تو اس کو اس دن کا روزہ تمام کرنا ہوگا اور اگر ظہر سے پہلے

بجالانا چاہیئے۔ اسی طرح اگر رمضان میں مرض کے علاوہ کوئی اور عذر پیدا ہو اور رمضان کے بعد عذر ختم ہو گیا ہو اور اگلے رمضان تک مرض کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو جو روزے چھوٹے ہیں ان کی قضا دینا ضروری ہے۔

(۱۷۰۲) - اگر ماہ رمضان میں کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا ہو اور پھر رمضان کے بعد وہ عذر ختم ہو جائے لیکن اس نے آئندہ رمضان تک روزوں کی قضا نہ کی ہو تو اسے ہر روزے کے عوض ایک مُد طعام گندم یا جو وغیرہ فقیر کو دینا ہو گا۔

(۱۷۰۳) - اگر قضا دینے میں کوتاہی کرے یہاں تک کہ وقت تنگ ہو جائے اور تنگی وقت میں کوئی عذر پیش آئے تو ان روزوں کی قضا بجالائے اور ہر ایک روزے کے عوض ایک مُد گندم یا جو وغیرہ کسی فقیر کو بھی دے بلکہ جب روزوں کے قضا کرنے میں کوئی عذر رکھتا ہو اور پختہ ارادہ رکھتا ہو کہ جب بھی عذر دور ہو گا ان کی قضا بجالائے گا لیکن قبل اس کے کہ وہ قضا کرے تنگی وقت میں کوئی عذر پیدا ہو جائے تو ان کی قضا بجالانا ضروری ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر روزے کے عوض ایک مُد کھانا فقیر کو بھی دے۔

(۱۷۰۴) - جب انسان کا مرض چند سال تک طول پکڑ جائے اور پھر مرض دور ہونے کے بعد اگر اگلے رمضان تک قضا بجالانے کا وقت موجود ہو تو صرف آخری رمضان کی قضا کرنا واجب ہے اور پچھلے سالوں کے ہر روزے کے لئے ایک مُد طعام (تقریباً ۱۴ چھٹانک) فقیر کو دے۔

(۱۷۰۵) - جس شخص کو روزوں کے لئے مُد طعام فقیر کو دینا ہے وہ کئی دنوں کا کفارہ ایک فقیر کو دے سکتا ہے۔

(۱۷۰۶) - اگر کوئی شخص رمضان کی قضا کو کئی ایک سال تک بجالانے میں تاخیر کرے تو اسے ان روزوں کی قضا بجالانی ہو گی اور ہر ایک دن کے عوض ایک مد طعام فقیر کو دینا ہو گا۔

(۱۷۰۷) - اگر کوئی شخص رمضان کے روزے عمداً نہ رکھے تو ان کی قضا کرنا ہو گی۔ اس کے علاوہ ہر ایک روزہ کے عوض دو مہینہ روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ایک غلام آزاد کرے۔ پس اگر وہ اگلے رمضان تک قضا نہ کرے تو ہر ایک روزہ کے لئے ایک مد طعام دینا بھی ضروری ہو گا۔

(۱۷۰۸) - اگر کوئی شخص عمداً روزہ نہ رکھے اور پھر وہ دن کو وہ کام بھی کرے جو کہ روزہ کو باطل کر دیتے ہیں مثلاً وہ کئی مرتبہ مجامعت کرے تو ایک کفارہ کافی ہو گا۔

(۱۷۰۹) - باپ کے مرنے کے بعد اس کے بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ باپ کی قضا نماز اور روزہ کو اس تفصیل کے ساتھ بجالائے جو صفحہ ۲۴۹ میں بیان ہو چکی ہے مگر ماں کے قضا روزے بیٹے پر واجب نہیں۔

تو اس صورت میں وہ کم مقدار کہ جس کا وہ احتمال دیتا ہے کہ روزہ نہیں رکھا قضا کر سکتا ہے مثلاً وہ شخص کہ جو رمضان سے پہلے سفر کو گیا تھا لیکن اسے معلوم نہ رہے کہ پانچویں رمضان کو واپس آیا تھا یا چھٹی کو تو وہ صرف پانچ دن روزے رکھے۔ اسی طرح اگر کسی کو یہ علم نہ ہو کہ عذر کس دن پیدا ہوا تھا تو وہ کم مقدار کی قضا کرے۔ مثلاً رمضان کی آخری تاریخوں میں سفر کرے اور رمضان کے بعد لوٹے لیکن اسے معلوم نہ ہو کہ اس نے پچیسویں رمضان کو سفر کیا تھا یا چھبیسویں کو تو وہ کم مقدار کو جو پانچ دن بنتی ہے، کی قضا دے۔

(۱۶۹۵)۔ اگر کسی پر کئی ایک رمضان کے روزے قضا ہوں تو جس روزہ کی قضا چاہے پہلے دے کوئی حرج نہیں۔ ہاں اگر آخری رمضان کی قضا کا وقت تنگ ہو مثلاً آخری رمضان کے پانچ دن کی قضا اس کے ذمہ ہو اور آئندہ رمضان تک صرف پانچ دن رہ گئے ہوں تو پھر آخری رمضان کی قضا دے۔

(۱۶۹۶)۔ اگر کئی ایک رمضان کے روزے قضا ہوں تو اگر وہ روزے میں نیت معین نہ کرے کہ کس رمضان کی قضا کر رہا ہے تو پھر وہ روزے پہلے سال کی قضا محسوب ہوں گے۔

(۱۶۹۷) اگر کسی کو قضا روزہ رکھنا ہو تو اگر اس روزے کی قضا کا وقت تنگ نہ ہو تو وہ ظہر سے پہلے روزہ کو توڑ سکتا ہے۔

(۱۶۹۸)۔ اگر کسی معین روزہ کی قضا دے رہا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ظہر کے بعد اس روزے کو افطار نہ کرے۔

(۱۶۹۹)۔ اگر کسی مریض نے مرض یا حیض اور نفاس کی وجہ سے روزہ نہ رکھا ہو اور رمضان ختم ہونے سے پہلے وہ مر جائے تو اس کے ان روزوں کی قضا دینا واجب نہیں۔

(۱۷۰۰)۔ اگر ماہ رمضان کے روزے کسی مرض کی وجہ سے نہ رکھے ہوں اور اس کا مرض مسلسل دوسرے رمضان تک باقی ہے تو اس پر ان روزوں کی قضا دینا واجب نہیں۔ لیکن اسے ہر روزے کے عوض ایک مد طعام (تقریباً چودہ چھٹانک گندم وجو وغیرہ) فقیر کو دینے چاہئیں لیکن اگر روزے کسی اور عذر کی وجہ سے مثلاً مسافرت کی وجہ سے فوت ہوئے ہوں اور پھر اس کا یہ عذر اگلے رمضان تک باقی رہے تو ان روزوں کی قضا بجا لائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ہر روزے کے عوض ایک مد طعام بھی فقیر کو دے۔

(۱۷۰۱)۔ اگر کسی مرض کی وجہ سے روزے نہ رکھے ہوں اور رمضان کے بعد مرض برطرف ہو جائے لیکن کوئی ایسا عذر پیش آ جائے کہ جس کی وجہ سے اگلے رمضان تک قضا روزے نہ رکھ سکا ہو تو پھر ان روزوں کی قضا

معلوم ہو جائے کہ مغرب نہیں ہوئی تھی تو اس پر قضا واجب نہیں۔ تو اس دن کے روزہ کی قضا واجب ہے

۱۰۔ اگر ٹھنڈک کے لئے یا بغیر کسی وجہ کے کلی کرے اور پانی بغیر اختیار کے اندر چلا جائے ہاں اگر روزہ دار ہونے کو بھول جائے اور پانی پی لے یا وضو کے لئے منہ میں پانی ڈالے اور بغیر اختیار کے پانی اندر چلا جائے تو پھر اس پر قضا واجب نہیں۔

(۱۶۸۶)۔ اگر پانی کے علاوہ کوئی چیز منہ میں رکھے اور بغیر اختیار کے اندر چلی جائے یا ناک میں پانی ڈالے اور بغیر اختیار کے اندر چلا جائے تو پھر اس کی قضا واجب نہیں۔

(۱۶۸۷)۔ زیادہ کلی کرنا روزہ دار کے لئے مکروہ ہے۔ اگر کلی کے بعد لعاب دہن کو نگلنا چاہے تو بہتر یہ ہے کہ پہلے تین مرتبہ آب دھن کو باہر تھوک دے۔

(۱۶۸۸)۔ اگر انسان کو علم ہو کہ کلی کرنے سے بے اختیار یا بھول کر پانی اندر چلا جائے گا تو اسے کلی نہیں کرنا چاہئے۔

(۱۶۸۹)۔ اگر ماہ رمضان میں تحقیق کے بعد یقین کرے کہ صبح نہیں ہوئی اور پھر وہ روزہ کو باطل کرنے والا کوئی کام بجا لائے اور بعد میں معلوم ہو کہ صبح ہو چکی تھی تو اس پر قضا واجب نہیں۔

(۱۶۹۰)۔ اگر انسان کو شک ہو کہ مغرب ہوئی ہے یا نہیں تو وہ شخص افطار نہیں کر سکتا لیکن اگر شک ہو کہ صبح ہوئی ہے یا نہیں تو قبل تحقیق کرنے کے بھی وہ کام کر سکتا ہے جو کہ روزہ کو باطل کر دیتا ہے۔

قضا روزہ کے احکام

(۱۶۹۱)۔ اگر دیوانہ عاقل ہو جائے تو اس پر ماہ رمضان کے ان روزوں کی قضا واجب نہیں کہ جن میں وہ دیوانہ رہا تھا۔

(۱۶۹۲)۔ اگر کافر مسلمان ہو جائے تو اس پر ان دنوں کی قضا واجب نہیں کہ جن میں وہ کافر تھا۔ ہاں اگر مسلمان کافر ہو جائے اور دوبارہ مسلمان ہو جائے تو اس پر ان دنوں کے روزوں کی قضا واجب ہے جن میں کافر رہا ہے۔

(۱۶۹۳)۔ جن دنوں کے روزے مستی کی وجہ سے فوت ہوئے ہوں ان کی قضا واجب ہے اگرچہ وہ چیز کہ جس کی وجہ سے انسان مست ہو گیا تھا علاج کے لئے ہی کیوں نہ استعمال کی ہو بلکہ اگر روزہ کی نیت کی اور پھر مست ہو

اگر روزہ کے درمیان مستی سے باہر آئے تو احتیاط واجب کی بنا پر روزہ کو تمام کرے اور قضا بھی بجالائے اور اگر مستی کی حالت میں ہی روزہ کو تمام کیا ہو تو قضا بجالائے۔

(۱۶۹۴)۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے چند دن روزہ نہ رکھا ہو اور بعد میں شک ہو کہ اس کا عذر کب برطرف ہوا تھا

۲- یہ کہ جب رمضان کی رات میں اس تفصیل کے ساتھ جو مسئلہ نمبر ۱۶۲۷ میں گزر چکی ہے۔ اذان صبح تک تیسری نیند سے بیدار نہ ہو۔

۳- یہ کہ روزہ دار ایسا کام تو نہ بجا لائے جو روزہ کو باطل کرتا ہے مگر روزہ کی نیت نہ کرے یا ریاء کی نیت کی ہو (یعنی لوگوں کو دکھلانے کے غرض سے روزہ رکھا ہو) یا نیت کرے کہ وہ روزہ سے نہیں ہے۔

۴- یہ کہ ماہ رمضان میں غسل جنابت کرنا بھول جائے اور ایک دن یا کئی دن روزے رکھے۔

۵- یہ کہ ماہ رمضان میں بغیر اس چیز کی تحقیق کیے کہ صبح ہو گئی ہے یا نہ کوئی ایسا کام کرتا رہے جو روزہ کو باطل کر دیتا ہے اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ اس وقت صبح ہو چکی تھی اور اگر تحقیق کے بعد اسے گمان ہو جائے کہ صبح ہو گئی ہے اور پھر کوئی ایسا کام بجا لائے کہ جو روزہ کو باطل کر دیتا ہے اور پھر بعد میں معلوم ہو جائے کہ صبح ہو چکی تھی تو اس دن کی قضا اس شخص پر واجب ہے۔ ہاں اگر تحقیق کے بعد گمان یا یقین ہو جائے کہ صبح نہیں اور کوئی چیز کھا لے لیکن بعد میں معلوم ہو جائے کہ صبح ہو چکی تھی تو قضا واجب نہیں بلکہ اگر تحقیق کے بعد شک ہو جائے کہ صبح ہو چکی تھی، تو اس صورت میں بھی قضا واجب نہیں۔

۶- یہ کہ جب کوئی کہہ دے کہ ابھی صبح نہیں ہوئی اور انسان اس کے کہنے پر ایسا کام بجا لائے جو روزہ کو باطل کر دیتا ہے اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ صبح ہو چکی تھی۔

۷- یہ کہ جب کوئی شخص کہہ دے کہ صبح ہو چکی ہے مگر اس کے کہنے پر یقین نہ آئے یا وہ سمجھے کہ وہ مذاق کر رہا ہے اور وہ ایسا کام کرتا ہے جو کہ روزہ کو باطل کر دیتا ہے اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ صبح ہو چکی تھی۔

۸- یہ کہ اگر نابینا یا اس قسم کا کوئی معذور انسان کسی کے کہنے پر افطار کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ اس وقت ابھی مغرب نہیں ہوئی تھی۔

۹- یہ کہ جب مطلع صاف ہو اور اندھیرے کی وجہ سے یقین ہو جائے کہ اس وقت مغرب ہو چکی ہے اور افطار کر لے لیکن بعد میں معلوم ہو جائے کہ اس وقت مغرب نہیں ہوئی تھی۔ ہاں اگر مطلع بادل کی وجہ سے صاف نہ ہو اور گمان ہو جائے کہ مغرب ہو چکی ہے اور وہ افطار کر لے اور بعد میں

(۱۶۷۷) ۔ اگر کوئی روزہ دار اپنی بیوی کو مجامعت پر مجبور کر دے لیکن بیوی حالت جماع میں مجامعت پر راضی ہو جائے تو پھر مرد دو کفارے دے اور عورت ایک کفارہ اور اگر ارادہ اور اختیار کے ساتھ اس عمل کو انجام دے اگرچہ اس کو مجبور کیا گیا ہو تو مرد کو چاہیئے کہ اپنا کفارہ بھی دے اور عورت کا کفارہ بھی ادا کرے ۔

(۱۶۷۸) ۔ اگر روزہ دار ماہ رمضان میں اپنی بیوی کے ساتھ جو سوئی ہوئی ہے جماع کرے تو مرد پر ایک کفارہ واجب ہوتا ہے اور عورت کا روزہ صحیح ہے اور اس پر کفارہ بھی واجب نہیں۔

(۱۶۷۹) ۔ اگر مرد اپنی بیوی کو جماع کے علاوہ کسی اور کام پر مجبور کرے کہ جس سے روزہ باطل ہوتا ہے تو پھر مرد پر عورت کا کفارہ واجب نہیں بلکہ عورت پر بھی کفارہ واجب نہیں۔

(۱۶۸۰) ۔ جو شخص مسافرت یا مرض کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتا اپنی روزہ دار بیوی کو جماع پر مجبور نہیں کر سکتا اور اگر وہ اپنی بیوی کو جماع پر مجبور کرے تو احتیاط اس کا کفارہ دینا پڑے گا ۔

(۱۶۸۱) انسان کو کفارہ ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے لیکن فوراً ادا کرنا بھی واجب نہیں۔

(۱۶۸۲) ۔ اگر انسان پر کفارہ واجب ہو جائے اور کئی سالوں تک ادا نہ کرے تو اس کفارے پر کوئی چیز زیادہ نہیں ہوگی۔

(۱۶۸۳) ۔ جس شخص کو کفارہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اگر اس کو ساٹھ مسکین مل سکتے ہیں تو پھر ہر ایک فقیر کو ایک مد (تقریباً چودہ چھٹانک) سے زیادہ نہیں دے سکتا۔ یا ایک فقیر کو ایک دفعہ سے زیادہ کھانا نہیں کھلا سکتا ۔ ہاں اگر انسان کو اطمینان ہو کہ فقیر کھانا اپنے اہل وعیال کو دے گا یا ان کو کھلائے گا تو پھر ہر ایک فقیر کے اہل وعیال کے لئے اگرچہ بچے بھی کیوں نہ ہوں ایک مد علیحدہ دے سکتا ہے ۔

(۱۶۸۴) ۔ جو شخص ماہ رمضان کی قضا کا روزہ رکھے ہوئے ہو اگر وہ ظہر کے بعد جان بوجھ کر اپنا روزہ باطل کرے تو اس پر دس مسکینوں میں سے ہر ایک کو ایک مد کے حساب سے طعام دینا واجب ہے اور اگر نہیں دے سکتا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے عوض میں تین دن مسلسل روزے رکھے ۔

وہ مقامات کہ جہاں صرف روزے کی قضا واجب ہے

(۱۶۸۵) ۔ چند صورتیں ایسی ہیں کہ جہاں انسان پر صرف روزے کی قضا واجب ہوتی ہے اور کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

۱ ۔ یہ کہ روزہ دار انسان ماہ رمضان میں عمداً قے کرے ۔

(۱۶۶۸) - اگر روزے کی حالت میں ڈکار لے اور کوئی چیز منہ میں آجائے تو اگر اسے عمداً نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور اس روزے کی قضا بجا لانی پڑے گی اور کفارہ بھی واجب ہے اور اگر اس چیز کا کھانا حرام ہے مثلاً ڈکار کے ساتھ خون یا کوئی ایسی چیز آجائے کہ جو غذا کی شکل و صورت سے خارج ہو گئی ہو اور اس کو جان بوجھ کر دوبارہ نگل لے تو پھر اس روزے کی قضا دینی پڑے گی اور احتیاط اسی میں ہے کہ اس پر تینوں کفارے بھی واجب ہیں۔

(۱۶۶۹) - جس شخص نے کسی خاص دن کے روزے کی نذر کی ہو اور پھر اس دن عمداً روزہ باطل کر دے تو وہ ایک غلام آزاد کرے یا دو مہینے مسلسل روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

(۱۶۷۰) - جو شخص وقت کو معلوم کر سکتا ہو لیکن وہ کسی کے کہنے پر کہ مغرب ہو چکی ہے افطار کر لے اور بعد میں معلوم ہو کہ ابھی مغرب نہیں ہوئی تھی تو اس پر قضا اور کفارہ واجب ہے۔

(۱۶۷۱) جس نے عمداً اپنا روزہ باطل کر دیا ہو اگر ظہر کے بعد سفر کرے یا ظہر سے پہلے کفارہ سے بچنے کے لئے سفر کرے تو اس کے روزے کا کفارہ ساقط نہیں ہو گا بلکہ اگر اسے اتفاقاً ظہر سے پہلے مسافرت کرنی پڑ جائے تو بھی احتیاط اسی میں ہے کہ اس پر کفارہ واجب ہے۔

(۱۶۷۲) - اگر کوئی شخص عمداً اپنا روزہ باطل کرے لیکن اس کے بعد میں کوئی عذر مثلاً حیض یا نفاس یا مرض وغیرہ پیش آجائے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہو گا۔

(۱۶۷۳) - اگر کسی کو یقین ہو کہ ماہ رمضان کی پہلی ہے اور عمداً اس دن کے روزہ کو باطل کر دے اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ شعبان کی آخری تاریخ تھی تو اس پر کفارہ واجب نہیں۔

(۱۶۷۴) - اگر انسان کو شک ہو کہ رمضان کا آخری دن ہے یا شوال کی پہلی تاریخ اور پھر عمداً اپنا روزہ باطل کرے اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ شوال کی پہلی تھی تو اس پر کفارہ واجب نہیں۔

(۱۶۷۵) - اگر روزہ دار ماہ رمضان میں اپنی (روزہ دار) بیوی سے جماع کرے چنانچہ اگر اس نے بیوی کو اس کام پر مجبور کیا ہے تو اس پر اپنا اور بیوی دونوں کا کفارہ واجب ہے اور اگر بیوی خود مجامعت پر راضی ہو تو پھر ہر ایک پر ایک کفارہ واجب ہو گا۔

(۱۶۷۶) - اگر کوئی عورت اپنے (روزہ دار) شوہر کو مجامعت یا کسی ایسے کام پر مجبور کرے جس سے روزہ باطل ہوتا ہو تو عورت پر اپنے شوہر کا کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

(۱۶۵۹)۔ جب کفارہ رمضان کے لئے دو مہینے روزے رکھنے شروع کرے تو اسے چاہئے کہ ایسے وقت میں شروع کرے کہ اکتیس ۳۱ دن کے درمیان عید قربان وغیرہ جن میں روزہ رکھنا حرام ہے نہ آئے۔

(۱۶۶۰)۔ جب کوئی شخص پے درپے متصل روزے رکھ رہا ہو اگر بغیر کسی عذر کے ایک دن روزہ نہ رکھے یا اس وقت شروع کرے کہ درمیان میں ایک ایسا دن آجائے کہ جس کا روزہ رکھنا اس پر واجب ہے مثلاً جیسے کسی دن کی نذر کر چکا ہو کہ وہ اس دن روزہ رکھے گا تو پھر ایسے شخص کو دوبارہ ابتداء سے روزے رکھنا پڑیں گے۔

(۱۶۶۱)۔ وہ روزے جو پے درپے رکھنے ہیں اگر ان کے درمیان کوئی عذر پیش آئے مثلاً یہ کہ حیض یا نفاس کا خون آجائے یا ایسا سفر کرنا پڑے کہ جس کے جانے پر مجبور ہو تو جب اس کا عذر دور ہو جائے تو دوبارہ ابتداء سے روزے رکھنا واجب نہیں ہے بلکہ باقی روزے عذر کے دور ہو جانے کے بعد رکھنا شروع کردے۔

(۱۶۶۲)۔ اگر روزے کو حرام چیز کے ساتھ باطل کرے خواہ وہ چیز اصلاً حرام ہو مثلاً شراب یا زنا یا کسی وجہ سے حرام ہو گئی ہو مثلاً اپنی بیوی سے حالت حیض میں مجامعت کرے تو احتیاط یہ ہے کہ تینوں کفارے اس پر واجب ہیں یعنی ایک غلام آزاد کرے، دو مہینہ روزے رکھے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ہر ایک مسکین کو مد کھانا گندم وغیرہ دے (جو چودہ چھٹانک ہوتا ہے) اور اگر تینوں کفارے دینے ممکن نہ ہوں تو پھر ان میں سے جو ممکن ہے اسے انجام دے۔

(۱۶۶۳)۔ اگر روزہ دار خدا اور رسول کی طرف کوئی جھوٹی نسبت دے تو اس پر تینوں کفارے کہ جن کی تفصیل گزشتہ مسئلہ میں گزر چکی ہے واجب نہیں ہوں گے۔

(۱۶۶۴)۔ اگر روزہ دار رمضان کے ایک دن میں کئی جماع کرے تو اس پر ایک کفارہ واجب ہوتا ہے اور اگر جماع حرام ہو تو اس پر تینوں کفارے واجب ہوں گے۔

(۱۶۶۵)۔ اگر روزہ دار رمضان کے دن میں کئی مرتبہ ایسے کام بجا لائے جن سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ چاہے جماع ہی کیوں نہ ہو تو ان کاموں کے لئے ایک ہی کفارہ کافی ہے۔

(۱۶۶۶)۔ اگر روزہ دار بطور حرام جماع کرے اور اس کے بعد اپنی بیوی سے ہمبستری کرے تو تینوں کفارے دینا کافی ہے۔

(۱۶۶۷)۔ اگر روزہ دار اپنے روزے کو حلال چیز سے باطل کرے مثلاً پانی پی لیا اور اس کے بعد ایسا کام بھی کرے جو کہ حرام ہے اور روزے کو بھی باطل کرتا ہے مثلاً حرام کھانا کھائے تو دو مہینے روزہ رکھے یا ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے تو کافی ہے

جس کی وجہ سے منہ سے خون آجائے اور یہ بھی مکروہ ہے کہ انسان اپنی عورت کو منی کے باہر آجانے کے قصد کے بغیر چومے یا ایسا کام کرے جس کی وجہ سے اس کی شہوت حرکت میں آجائے اور اگر یہ کام منی کے باہر آنے کے قصد سے بجالائے اور منی خارج بھی ہوجائے تو اس کا روزہ باطل ہوجائے گا اور تر لکڑی سے مسواک کرنا مکروہ ہے

وہ مقامات کہ جن میں قضا اور کفّارہ دونوں واجب ہوتے ہیں

(۱۶۵۵)۔ اگر رمضان کے روزے میں عمداً قے کرے یا رات کو مجنب ہوجائے اور اس تفصیل کے ساتھ جو مسئلہ نمبر ۱۶۲۷ میں گزر چکی ہے تین مرتبہ بیدار ہو اور پھر سوجائے اور اذان صبح تک بیدار نہ ہو تو صرف اس روزہ کی قضا واجب ہے اور اگر عمداً حقنہ کرے یا سر کو پانی میں ڈبو دے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ کفّارہ بھی ادا کرے اور اگر جان بوجھ کر کوئی اور کام ایسا انجام دے جو روزہ کو باطل کردیتا ہے تو قضا اور کفارہ دونوں اس پر واجب ہیں۔

(۱۶۵۶)۔ اگر مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے کوئی ایسا کام کر بیٹھے جس سے روزہ باطل ہوجاتا ہے اگر وہ مسئلہ معلوم کرسکتا تھا اور نہیں کیا تو احتیاط کی رو سے کفّارہ واجب ہوجائے گا اور اگر مسئلہ کا جاننا اس کے لئے ممکن نہ ہو یا مسئلہ کی طرف بالکل اس کا خیال نہ ہو یا یقین کرلیا ہو کہ یہ چیز روزہ کو باطل نہیں کرتی تو اس پر کفّارہ واجب نہیں۔

روزہ کا کفّارہ

(۱۶۵۷) جس پر رمضان کے روزے کا کفارہ واجب ہے اسے چاہیئے یا دو مہینے متصل اس تفصیل کے ساتھ جو بعد میں بیان ہوگی روزے رکھے یا ساٹھ فقیروں کو اتنا کھانا کھلائے کہ وہ سیر ہوجائیں یا ہر ایک مسکین کو ایک مدّ (تقریباً چودہ چھٹانک) گندم یا جو وغیرہ کھانے کی چیزیں دے دے اور اگر یہ چیزیں اس کے لئے ممکن نہ ہوں تو جتنے مدّ دے سکتا ہے فقیر کو دے دے اور اگر کھانا نہیں دے سکتا تو اسے استغفار کرنا چاہیئے اگرچہ صرف ایک مرتبہ استغفر اللہ کہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ جب بھی کفّارہ دینا اس کے لئے ممکن ہو تو وہ کفّارہ ادا کرے۔

(۱۶۵۸)۔ جس شخص کو دو مہینے متصل کفّارہ رمضان کے روزے رکھنے ہوں اسے چاہیئے کہ اکتیس ۳۱ روزے بالکل ایک دوسرے کے پے در پے رکھے اور اگر باقی روزے پے در پے نہ رکھے تو کوئی اشکال نہیں۔

باہر پھینک دے اور اگر بغیر اختیار کے اندر چلی جائے تو پھر اس کا روزہ صحیح ہے۔

روزے کو باطل کرنے والی چیزوں کے احکام

(۱۶۵۰)۔ اگر انسان عمداً اپنے ارادے اور اختیار سے ایسا کام بجالائے جو روزہ کو باطل کر دیتا ہے تو اس کا روزہ باطل ہو جائیگا چاہے حکم جانتا ہو یا جاہل بہ حکم ہو حتی کہ احتیاط واجب کی بنا پر جاہل قاصر کا بھی یہی حکم ہے۔ ہاں اگر عمداً نہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں۔ لیکن مجنب اگر اس تفصیل سے جو مسئلہ ۱۶۲۷ میں گذر چکی ہے صبح کی اذان تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

(۱۶۵۱)۔ اگر روزہ دار سہواً ایسا کام کرے جو روزہ کو باطل کر دیتا ہے اور پھر اس خیال سے کہ اس کا روزہ باطل ہو چکا ہے عمداً مبطلات روزے میں سے کوئی ایک کام بجالائے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

(۱۶۵۲)۔ اگر کوئی چیز روزہ دار کے حلق میں زبردستی ڈالی جائے یا اس کے سر کو پانی کے نیچے زبردستی ڈبو دیا جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا لیکن اگر کوئی شخص کسی کو مجبور کرے کہ وہ خود اپنے روزے کو باطل کرے مثلاً اس سے کہے کہ یہ غذا کھاؤ ورنہ تمہاری جان یا مال پر ضرر وارد کیا جائے گا اور وہ ضرر سے بچنے کے لئے وہ چیز کھائے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

(۱۶۵۳)۔ روزہ دار کو کسی ایسی جگہ نہیں جانا چاہیئے کہ جس کے متعلق اسے علم ہو کہ اس کے منہ میں کوئی چیز زبردستی ڈالی جائے گی یا کہ اسے مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنے روزے کو باطل کرے۔ ہاں اگر ایسی جگہ جانے کا صرف ارادہ کرے اور بعد میں نہ جائے یا چلا جائے مگر کھانے وغیرہ پر اس کو مجبور نہ کیا جائے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔ ہاں اگر مجبور و ناچار ہو کر کوئی ایسا کام کرے کہ جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور اگر اس کے منہ میں زبردستی کوئی چیز ڈالی گئی تو اس کے روزے کا باطل ہونا محلِ اشکال ہے۔

جو چیزیں روزہ دار کے لئے مکروہ ہیں

(۱۶۵۴)۔ چند چیزیں روزہ دار کے لئے مکروہ ہیں ان میں سے آنکھ میں دوا ڈالنا یا ایسا سرمہ لگانا کہ جس کا ذائقہ یا بو حلق تک پہنچ سکتی ہو، ایسے کام کرنا جو ضعف اور کمزوری کا سبب ہوں مثلاً خون نکالنا اور حمام جانا۔ نسوار لینا جبکہ معلوم نہ ہو کہ حلق تک پہنچے گی اور اگر معلوم ہو تو جائز نہیں۔ ایسے گھاس کو سونگھنا کہ جس میں خوشبو ہو عورت کا پانی میں بیٹھنا۔ خشک چیزوں سے حقنہ کرنا۔ بدن کے لباس کو تر کرنا۔ دانت کا نکلوانا اور ہر وہ کام

۸ ۔ حقنہ کرنا (دستوری)

(۱۶۴۲) ۔ بہنے والی چیز کے ساتھ حقنہ کرنا اگرچہ مجبوری کی وجہ سے مثلاً علاج وغیرہ کے لئے ہی کیوں نہ ہو تو وہ روزہ کو باطل کر دیتا ہے البتہ کسی خشک چیز کا بطور علاج استعمال کرنا روزہ کے لئے اشکال نہیں رکھتا اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ان چیزوں کو اندر داخل کرنا جو نشہ آور کیف کے لئے ہوں مثلاً افیون کا اندر داخل کرنا یا غذا کے لئے کوئی چیز اندر داخل کرنے سے بھی پرہیز ضروری ہے ۔

۹ ۔ قے کرنا

(۱۶۴۳) ۔ اگر روزہ دار عمداً قے کرے تو اگرچہ وہ مرض کی وجہ سے قے کر لینے پر مجبور ہو تب بھی اس کا روزہ باطل ہو جائے گا ۔ البتہ اگر بھول کر قے کرے یا بغیر اختیار کے قے آ جائے تو پھر کوئی اشکال نہیں ۔

(۱۶۴۴) ۔ اگر رات کو کوئی ایسی چیز کھائے کہ اسے علم ہو کہ اس چیز کی وجہ سے دن کو بغیر اختیار کے قے آ جائے گی تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس روزہ کی قضا دے ۔

(۱۶۴۵) ۔ اگر روزہ دار قے کو روک سکتا ہے اور اس کے لئے ضرر اور مشقت کا باعث نہ ہو تو اسے قے کو روکنا چاہئے

(۱۶۴۶) ۔ اگر روزہ دار کے حلق میں مکھی چلی جائے اور حلق کے اندر اتنا نیچے چلی جائے کہ اسے نگل لینے پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے کھایا ہے تو پھر اس کو باہر نکال دینا ضروری نہیں اور اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر اس مقدار تک نیچے نہ جائے تو اسے نکالنا ضروری ہے اگرچہ قے کرنا پڑے اور اس سے اس کا روزہ بھی باطل ہو جائے ۔ چنانچہ اگر نگل لیا تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور احتیاط واجب یہ ہے کہ کفارہ جمع (تینوں کفارے) بھی دے ۔

(۱۶۴۷) ۔ اگر بھول کر کوئی چیز نگل جائے اور اس کے پیٹ میں پہنچنے سے پہلے اسے یاد آ جائے کہ وہ روزہ سے ہے تو اگر اس حد تک نیچے چلی گئی ہو کہ اگر اس کو پیٹ میں داخل کرے تو اسے کھانا نہیں کہا جا سکتا تو پھر اسے باہر نکالنا ضروری نہیں اور اس کا روزہ بھی صحیح ہے ۔

(۱۶۴۸) ۔ اگر کسی کو یقین ہو کہ ڈکار نے سے کوئی چیز باہر آ جائے گی تو اسے جان بوجھ کر ڈکار نہیں لینا چاہئے ۔ ہاں اگر اسے یقین نہ ہو تو پھر اس میں کوئی اشکال نہیں ۔

(۱۶۴۹) ۔ اگر کوئی شخص ڈکار لے اور کوئی چیز بغیر اختیار کے گلے یا منہ تک آ جائے تو اسے چاہئے کہ اس چیز کو

(۱۶۳۴)۔ اگر عورت اذان صبح سے پہلے حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے اور جان بوجھ کر غسل یا اگر اس کا وظیفہ شرعی تیمم ہو اور وہ تیمم نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہو گا۔

(۱۶۳۵)۔ اگر عورت اذان صبح سے پہلے حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے اور غسل کرنے کا وقت باقی نہ ہو۔ چنانچہ وہ واجب روزہ رکھنا چاہتی ہو جس کا وقت ماہ رمضان کی روزوں کی طرح معین ھو، تو تیمم کے ساتھ اس کا روزہ صحیح ہو گا اور صبح کی اذان تک بیدار رہنے کی بھی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر مستحبی روزہ یا واجبی روزہ کہ جس کا وقت معین نہ ہو رکھنا چاہتی ہو (مثلاً کفارہ کا روزہ) تو تیمم کر کے روزہ نہیں رکھ سکتی۔

(۱۶۳۶)۔ اگر عورت اذان صبح کے قریب حیض یا نفاس سے پاک ہو اور غسل اور تیمم دونوں کے لئے وقت باقی نہ ہو یا یہ کہ کوئی عورت صبح کی اذان کے بعد خبردار ہو کہ وہ اذان صبح سے پہلے پاک ہو چکی تھی تو اس کا روزہ صحیح ہو گا۔ ہاں اگر وسعت وقت میں رمضان کا قضا روزہ رکھا ھو ہو تو پھر روزہ کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

(۱۶۳۷)۔ اگر عورت اذان صبح کے بعد حیض یا نفاس سے پاک ہو یا دن میں کسی وقت حیض یا نفاس کا خون دیکھے تو اگرچہ مغرب کے نزدیک ہو تو اس کا روزہ باطل ہو گا۔

(۱۶۳۸)۔ اگر عورت غسل حیض یا نفاس کرنا بھول جائے اور ایک یا کئی دنوں کے بعد اسے یاد آجائے تو جو روزے وہ رکھ چکی ہے وہ صحیح ہیں۔

(۱۶۳۹)۔ اگر عورت اذان صبح سے پہلے حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے لیکن غسل کرنے میں اذان صبح تک کوتاہی کرے اور وقت کی تنگی میں تیمم بھی نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔ ہاں اگر کوتاہی نہ کرے بلکہ منتظر ہو کہ عورتوں والے حمام کھل جائیں اگرچہ وہ اس صورت میں تین مرتبہ سو جائے اور اذان تک غسل نہ کرے۔ اب اگر وہ تیمم کر چکی ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۴۰)۔ استحاضہ والی عورت اگر تمام وہ غسل کرتی رہی ہے کہ جن کی تفصیل احکام استحاضہ کے صفحہ ۸۱ پر دی جا چکی ہے تو پھر اس کے روزے صحیح ہوں گے۔

(۱۶۴۱)۔ جس شخص نے میت کو مس کیا ہو یعنی اپنے بدن کے کسی حصے کو میت کے بدن سے چھوُ لیا ہے تو وہ بغیر غسل میت کے روزہ رکھ سکتا ہے اور اگر روزہ کی حالت میں بھی میت کو مس کرے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہو گا۔

اذان صبح سے پہلے بیدار ہو جائے گا لیکن اس بات سے غافل ہو کہ جاگنے کے بعد غسل کرنا چاہئے اس صورت میں سو جائے اور اذان صبح تک بیدار نہ ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۲۶)۔ جو شخص ماہ رمضان میں مجنب ہوا اور اسے علم یا احتمال ہو کہ اذان صبح سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور جاگنے کے بعد غسل کرنے کا ارادہ نہ ہو یا متردد ہو کہ وہ غسل کرے گا یا نہیں (بلکہ بے پروائی سے) چنانچہ اگر سو جائے اور بیدار نہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہو گا۔

(۱۶۲۷)۔ اگر مجنب ماہ رمضان میں سو جائے پھر بیدار ہوا اور اس کو علم یا احتمال ہو کہ اگر دوبارہ سو جائے تو اذان صبح سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور یہ بھی ارادہ رکھتا ہو کہ اٹھنے کے بعد غسل کرے گا۔ چنانچہ وہ دوبارہ سو جائے اور اذان صبح تک بیدار نہ ہو تو اس کو اس روزہ کی قضا دینی پڑے گی اور اسی طرح ہے اگر دوسری دفعہ نیند سے بیدار ہو لیکن پھر تیسری دفعہ سو جائے تو کفارہ واجب نہیں ہے۔

(۱۶۲۸) جس نیند میں روزہ دار کو احتلام ہو جائے وہ اس کو پہلی نیند شمار نہ کرے بلکہ اگر اس نیند سے بیدار ہو جائے اور دوبارہ سو جائے تو پھر اس کو پہلی نیند شمار کرے۔

(۱۶۲۹)۔ اگر روزہ دار کو دن میں احتلام ہو جائے تو اس پر فوراً غسل کرنا واجب نہیں۔

(۱۶۳۰)۔ اگر رمضان میں اذان صبح کے بعد بیدار ہوا اور اپنے آپ کو محتلم پائے تو اگرچہ اس کو علم ہو کہ یہ احتلام اذان سے پہلے ہوا ہے پھر بھی اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۳۱)۔ جو شخص ماہ رمضان کے قضا روزے رکھ رہا ہو اگر وہ اذان صبح تک جنب کی حالت پر باقی رہے۔ اگرچہ جان بوجھ کر ایسا نہ کرے تب بھی اس کا روزہ باطل ہے۔

(۱۶۳۲)۔ جو شخص ماہ رمضان کے قضا روزے رکھنا چاہتا ہو اگر اذان صبح کے بعد بیدار ہو (جائے) اور اپنے آپ کو محتلم پائے اور یہ بھی علم ہو کہ یہ احتلام اذان صبح سے پہلے ہوا ہے۔ تو اگر اُن قضا روزوں کا وقت تنگ ہو مثلاً پانچ روزے اس کو قضا رکھنے ہوں اور ماہ رمضان کے چاند میں بھی صرف پانچ دن باقی ہوں تو رمضان کے بعد اس روزے کو رکھے اور اگر ان روزوں کا وقت تنگ نہ ہو تو پھر بھی کسی اور دن روزہ رکھے۔ دونوں صورتوں میں اس دن روزہ رکھنا ضروری نہیں۔

(۱۶۳۳)۔ اگر کسی واجب روزہ میں جو رمضان اور اس کی قضا کے علاوہ ہو، اذان صبح تک جنابت پر باقی رہے اگرچہ جان بوجھ کر بھی ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے خواہ اس کے روزے کا وقت معین ہو یا نہ ہو۔

تیمم نہ کرے لیکن یہ کام جان بوجھ کر نہ ہو بلکہ کوئی دوسرا آدمی اس کو غسل یا تیمم نہ کرنے دے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۱۸)۔ جو شخص جنب ہو گیا ہو اور اس کو واجب روزہ کہ جس کا وقت معین ہے مثلاً رمضان کا روزہ رکھنا ہو لیکن جان بوجھ کر غسل میں تاخیر کر دے یہاں تک کہ غسل کا وقت تنگ ہو جائے تو وہ تیمم کر کے روزہ رکھ سکتا ہے اور اس کا روزہ بھی صحیح ہے مگر گنہ گار ہوگا۔

(۱۶۱۹)۔ اگر مجنب ماہ رمضان میں غسل کرنا بھول جائے اور پھر اس کو ایک دن گزرنے کے بعد یاد آئے تو اس کو چاہیئے کہ اس روزہ کی قضا دے اور اگر چند دن گزرنے کے بعد یاد آئے تو اس کو اتنے روزے قضا کرنا ہوں گے کہ جو یقینی طور پر بغیر غسل کے رکھتا رہا ہے مثلاً اگر معلوم نہ ہو کہ تین دن بغیر غسل کے رہا ہے یا چار دن تو تین دن روزوں کی قضا کرنی چاہیئے۔

(۱۶۲۰)۔ اگر کسی شخص کے پاس ماہ رمضان کی رات میں غسل اور تیمم دونوں کے لئے وقت نہ ہو پھر وہ جان بوجھ کر اپنے آپ کو مجنب کرے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔ ہاں اگر تیمم کے لئے وقت ہو اور پھر اپنے آپ کو مجنب کرے تو تیمم کے ساتھ اس کا روزہ صحیح ہوگا مگر گنہ گار ہوگا۔

(۱۶۲۱)۔ اگر گمان کرے کہ غسل کے لئے وقت باقی ہے اور پھر اپنے آپ کو مجنب کرلے لیکن اس کو بعد میں معلوم ہو جائے کہ وقت تنگ تھا تو اب اگر وہ تیمم کرلے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا۔

(۱۶۲۲)۔ جو شخص ماہ رمضان کی رات میں مجنب ہوا ہو اور اس کو علم ہو کہ اگر وہ سو جائے تو صبح تک بیدار نہ ہو سکے گا تو ایسے شخص کو نہیں سونا چاہیئے اور اگر سو جائے اور پھر صبح تک بیدار نہ ہو سکے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس پر کفارہ اور قضا دونوں واجب ہیں۔

(۱۶۲۳)۔ اگر مجنب رمضان کی رات میں سو جائے اور پھر بیدار ہو تو اگر احتمال ہو کہ دوبارہ سو جائے تو غسل کے لئے بیدار ہو جائے گا تو اس صورت میں یہ شخص سو سکتا ہے۔

(۱۶۲۴)۔ جو شخص ماہ رمضان کی رات کو مجنب ہو لیکن اس کو علم یا احتمال ہو کہ اگر وہ سو جائے تو اذان صبح سے پہلے بیدار ہو جائے گا۔ چنانچہ اگر پختہ ارادہ رکھتا ہو کہ جاگنے کے بعد غسل کرے گا اور اس ارادہ سے سو جائے اور اذان صبح تک بیدار نہ ہو سکے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۲۵)۔ جب کوئی شخص ماہ رمضان کی رات میں مجنب ہوا ہو اور اس کو علم ہو یا احتمال ہو کہ اگر وہ سو جائے تو

بہنے والی چیزوں میں ڈبوئے تو کوئی اشکال نہیں۔

(۱۶۱۰)۔ اگر روزہ دار بغیر اختیار کے پانی میں گر جائے اور اس کا تمام سر پانی میں ڈوب جائے یا وہ اپنے روزہ دار ہونے کو بھول جائے اور سر کو پانی میں ڈبوئے تو روزہ باطل نہیں ہوگا۔

(۱۶۱۱)۔ اگر عادتاً پانی میں چھلانگ لگانے سے روزہ دار کا سر پانی میں ڈوب جاتا ہے چنانچہ اس بات کو جانتے ہوئے پانی میں چھلانگ لگا دے اور اس کا سر پانی میں ڈوب جائے تو روزہ باطل ہو جائے گا۔

(۱۶۱۲)۔ جو شخص روزہ کو بھول جائے اور اپنا تمام سر پانی کے نیچے لے جائے یا کوئی شخص زبردستی کسی کے سر کو پانی میں ڈبو دے تو پہلی صورت میں جب بھی اس کو یاد آجائے یا وہ شخص اپنا ہاتھ اس کے سر سے اٹھالے تو فوراً اس کو اپنا سر پانی سے باہر نکال لینا چاہئے اب اگر سر کو فوراً باہر نہیں نکالا تو پھر اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

(۱۶۱۳)۔ اگر روزہ دار اپنا روزہ دار ہونا بھول جائے اور پھر غسل کی نیت سے اپنے تمام سر کو پانی میں ڈبوئے تو اس کا غسل اور روزہ دونوں صحیح ہوں گے۔

(۱۶۱۴)۔ جس شخص کو علم ہو کہ وہ روزہ سے ہے پھر جان بوجھ کر غسل کی نیت سے اپنے تمام سر کو پانی میں ڈبو دے تو اگر اس کا روزہ واجب معین ہے جیسا کہ ماہ رمضان کا روزہ تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ دوبارہ غسل کرے اور روزہ کی بھی قضا دے اور اگر روزہ مستحبی ہو یا واجب غیر معین ہو مثلاً کفارہ وغیرہ کا روزہ تو پھر اس کا غسل صحیح ہوگا لیکن روزہ باطل ہو جائے گا۔

(۱۶۱۵)۔ اگر کسی شخص کو ڈوبنے سے بچانے کے لئے اپنا تمام سر پانی میں ڈبو دے تو اگرچہ اس کو غرق ہونے سے بچانا واجب ہی کیوں نہ ہو پھر بھی اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

۷۔ جنابت

حیض اور نفاس پر اذانِ صبح تک باقی رہنا

(۱۶۱۶)۔ اگر مجنب جان بوجھ کر اذان صبح تک غسل نہ کرے یا اگر اس کا وظیفہ تیمم کرنا تھا لیکن جان بوجھ کر تیمم نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہوگا۔

(۱۶۱۷)۔ اگر ایسے واجب روزوں میں جن کا وقت ماہ رمضان کی روزوں کی طرح معین ہے، اذان صبح تک غسل یا

میں نے رات کو کہی تھی وہ سچ ہے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

۵۔ گرد و غبارِ غلیظ کا حلق تک پہنچانا۔

(۱۶۰۰)۔ غلیظ غبار کو حلق تک پہنچانا روزہ باطل کر دیتا ہے خواہ وہ غبار ایسی چیز کا ہو کہ جس کا کھانا حلال ہے جیسا کہ آٹا یا ایسی چیز کا غبار کہ جس کا کھانا حرام ہے۔

(۱۶۰۱)۔ اگر ہوا کی وجہ سے غبار غلیظ پیدا ہو اور انسان اس کے جاننے کے باوجود اس سے نہ بچے اور وہ حلق تک پہنچ جائے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے۔

(۱۶۰۲)۔ روزہ دار کو چاہئے کہ وہ غلیظ بخارات جو منہ میں پانی میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر سگرٹ یا تمباکو وغیرہ کا دھواں حلق تک نہ پہنچائے۔

(۱۶۰۳)۔ اگر کوئی روزہ دار اپنی حفاظت نہ کرے اور بخارات یا دھواں یا غبار وغیرہ اس کے حلق میں داخل ہو جائے لیکن اس کو یقین ہو کہ وہ حلق تک نہیں پہنچ سکیں گے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا۔

(۱۶۰۴)۔ اگر کوئی شخص اپنے روزہ دار ہونے کو بھول جائے اور پھر اپنی حفاظت نہ کرے یا بغیر اختیار کے غبار وغیرہ اس کے حلق تک پہنچ جائے تو پھر اس کا روزہ باطل نہ ہوگا۔ اور اگر ممکن ہو تو اس کو باہر نکالے۔

۶۔ سر کو پانی میں ڈبونا

(۱۶۰۵)۔ اگر روزہ دار جان بوجھ کر اپنا پورا سر پانی میں ڈبو دے تو اگرچہ اس کا باقی بدن پانی سے باہر رہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس روزہ کی قضا دے۔ ہاں اگر سارا بدن پانی میں ہو لیکن سر کا کچھ حصہ پانی کے باہر ہو تو اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

(۱۶۰۶)۔ اگر آدھا سر پانی میں ایک مرتبہ ڈبو دے اور دوسرا آدھا حصہ دوسری دفعہ پانی میں ڈبو دے تو روزہ باطل نہیں ہوتا۔

(۱۶۰۷)۔ اگر کسی کو شک ہو کہ اس کا پورا سر پانی میں ڈوبا ہے کہ نہیں تو اس کا روزہ صحیح ہوگا۔

(۱۶۰۸)۔ اگر پورا سر پانی میں ڈوب جائے لیکن سر کے کچھ بال اوپر رہ جائیں تو روزہ باطل ہو جائے گا۔

(۱۶۰۹)۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ سر کو گلاب کے پانی میں نہ ڈبوے۔ ہاں اگر دوسرے کسی مضاف پانی یا

بعد اس کو منی خارج ہونے کی عادت بھی نہ ہو تو اس صورت میں اگرچہ اتفاقاً منی باہر نکل آئے تو پھر بھی اس کا روزہ صحیح ہے۔ ہاں اگر وہ ہنسی اور مذاق اس وقت کرتا رہے کہ منی کا نکلنا نزدیک ہو جائے اور وہ اپنے آپ کو منی کے نکلنے سے نہ بچائے اور منی خارج بھی ہو جائے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

۴۔ خدا اور رسولؐ پر جھوٹ بولنا

(۱۵۹۳)۔ اگر روزہ دار کہنے یا لکھنے یا اشارے یا اس قسم کی چیزوں میں خدا یا پیغمبر یا آنحضرتؐ کے حقیقی جانشینوں پر جھوٹ باندھے تو اگرچہ فوراً کہہ دے کہ میں نے جھوٹ بولا تھا یا توبہ کرے پھر بھی اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور باقی انبیاء اور ان کے جانشینوںؑ کے بارے میں بھی اس حکم میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(۱۵۹۴)۔ اگر کوئی روزہ دار کسی خبر کو بیان کرنا چاہے جس کے متعلق اس کو معلوم نہ ہو کہ سچ ہے یا جھوٹ تو پھر اس صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ خبر جس کسی نے اس سے بیان کی ہو یا جس کتاب میں لکھی ہو اس کی طرف سے نقل کرے لیکن اگر وہ اپنی طرف سے اس بات کی خبر دے تو بھی روزہ باطل نہیں ہوگا۔

(۱۵۹۵)۔ اگر روزہ دار کسی بات کو سچ سمجھتے ہوئے خدا یا رسول کی طرف سے نسبت دے کر بیان کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ بات جھوٹی تھی تو اسکا روزہ باطل نہیں ہوگا۔

(۱۵۹۶)۔ اگر علم ہو کہ خدا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جھوٹ کی نسبت دینا روزہ کو باطل کر دیتا ہے اور پھر اس کو کسی چیز کے متعلق علم ہو کہ جھوٹ ہے اور اسی جھوٹ کو ان کی طرف نسبت دے لیکن بعد میں معلوم ہو جائے کہ وہ خبر سچی تھی تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۹۷)۔ اگر روزہ دار دوسرے کی گڑھی ہوئی جھوٹی بات کی نسبت عمداً خدا یا رسولؐ یا ان کے جانشینوں کی طرف دے تو اسکا روزہ باطل ہو جائیگا لیکن اگر اس جھوٹی بات کو گڑھنے والے کی طرف نسبت دے کر بیان کرے تو پھر کوئی اشکال نہیں۔

(۱۵۹۸)۔ جب روزہ دار سے پوچھا جائے کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں کہا تھا اور وہ جواب میں جہاں "ہاں" کہنا تھا عمداً "نہیں" کہہ دے یا جہاں "نہیں" کہنا تھا عمداً "ہاں" کہہ دے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

(۱۵۹۹)۔ اگر خدا یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کوئی سچ بات کہہ دے لیکن بعد میں یہ کہے کہ میں نے یہ جھوٹ کہا تھا یا رات کو ان کی طرف کسی جھوٹ کو نسبت دے لیکن دن میں جب کہ وہ روزہ سے ہو کہہ دے کہ جو بات

(۱۵۸۲)۔ اگر ختنہ کی مقدار سے کم داخل ہو جائے اور منی بھی نہ آئے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا اور جس کا آلۂ تناسل کٹا ہوا ہو اگر ختنہ کی مقدار سے کم بھی اندر داخل کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۱۵۸۳)۔ اگر کسی کو شک ہو کہ ختنہ کی مقدار اندر داخل ہوئی ہے کہ نہیں تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اسی طرح جس کا آلۂ تناسل کٹا ہوا ہو اگر وہ شک کرے کہ دخول ہوا ہے کہ نہیں تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۸۴)۔ اگر کوئی شخص بھول جائے کہ میں روزے سے ہوں اور جماع کرے یا اس کو جماع پر مجبور کیا جائے اس طرح کہ خود اس فعل کے انجام اور ترک پر بے اختیار ہو جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا لیکن جب اس کو یاد آ جائے یا حالت جماع میں اس سے جبر اٹھ جائے تو فوراً اپنے آپ کو جماع کی حالت سے خارج کرے اور اگر چہ خارج نہ کیا تو پھر اس کا روزہ باطل ہے۔

۳ - استمناء

(۱۵۸۵)۔ اگر روزہ دار استمنا کرے یعنی ایسا کام کرے کہ جس سے اس کی منی باہر آ جائے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

(۱۵۸۶)۔ اگر اختیار کے بغیر منی باہر نکل آئے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا۔ ہاں اگر کوئی ایسا کام کرے کہ اپنی عادت کے مطابق اسکے بعد منی اس کے اختیار کے بغیر نکل آئے گی تو اس کا روزہ باطل ہوگا۔

(۱۵۸۷)۔ جب روزہ دار کو علم ہو کہ اگر وہ دن میں سو جائے تو اس کو احتلام ہو جائے گا (یعنی خواب میں منی نکل آئے گی) تو وہ دن میں سو سکتا ہے۔ چنانچہ اگر سو جائے اور منی بھی نکل آئے تو پھر بھی اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۸۸)۔ اگر روزہ دار اس وقت بیدار ہو جائے جبکہ اس سے منی نکل رہی ہے تو اس کے لئے بیدار ہونے کے بعد منی کو روکنا واجب نہیں۔

(۱۵۸۹)۔ روزہ دار کو جب احتلام ہو جائے تو وہ اس کے بعد پیشاب کر سکتا ہے اور اس دستور کے مطابق کہ جس کا ذکر صفحہ ۱۳ پر ہو چکا ہے استبراء کرے۔ ہاں اگر اس کو علم ہو کہ پیشاب یا استبراء کرنے سے پیشاب گاہ میں رکی ہوئی منی باہر نکل آئے گی تو اگر وہ غسل کر چکا ہو تو اسے استبراء نہیں کرنا چاہئے۔

(۱۵۹۰)۔ جب روزہ دار کو احتلام ہو جائے تو اگر اس کو علم ہو کہ پیشاب گاہ میں منی باقی رہ گئی ہے۔ اب اگر وہ غسل سے پہلے پیشاب نہ کرے تو غسل کے بعد منی نکل آئے گی تو احتیاطاً واجب ہے کہ غسل سے پہلے پیشاب کرے۔

(۱۵۹۱)۔ اگر منی نکل آنے کی نیت سے کوئی کام انجام دے تو پھر منی باہر نہ آنے کی صورت میں روزہ باطل نہیں ہوگا۔

(۱۵۹۲)۔ اگر روزہ دار منی باہر نکل آنے کے ارادہ کے بغیر کسی کے ساتھ خوش فعلی یا مذاق کرے اور خوش فعلی یا مذاق کرنے کے

لگائے جاتے ہیں ہاں البتہ ایسے ٹیکے لگانا جو دوا یا فقط عضو کو بےحس کرنے کے لئے ہوتے ہیں تو ان میں کوئی اشکال نہیں۔

(۱۵۷۴)۔ دانتوں کے درمیان پھنسی ہوئی غذا کو اگر روزے دار عمداً نگل جائے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

(۱۵۷۵)۔ جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہے اس پر اذان صبح سے پہلے دانتوں کو خلال (درمیان کو صاف کرنا) کرنا لازمی نہیں۔ ہاں اگر معلوم ہو کہ دانتوں میں رہی ہوئی غذا دن کو پیٹ کے اندر چلی جائے گی اور اس کے باوجود خلال نہ کرے اور کچھ غذا اندر چلی جائے تو اس کا روزہ باطل ہے، بلکہ اگر غذا اندر نہ بھی جائے تو بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اس دن کے روزے کی قضا دے۔

(۱۵۷۶)۔ لعاب دہن کا پانی اگرچہ کھٹاس یا کسی اور چیز کے تصور سے منہ میں جمع ہو جائے اور اسے نگل لیا جائے وہ روزہ کو باطل نہیں کرتا۔

(۱۵۷۷)۔ سر یا سینہ سے جو بلغم آ جائے اگر منہ کی فضا میں نہ پہنچ چکی ہو تو اس کو نگل جانے میں کوئی اشکال نہیں ہاں اگر بلغم منہ کے اندر فضا میں پہنچ چکی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس بلغم کو نہ نگلا جائے۔

(۱۵۷۸)۔ اگر روزہ دار انسان کو اتنی پیاس لگے کہ اسے ڈر ہو کہ اگر اس نے پانی نہ پیا تو مر جائے گا تو وہ اتنا پانی پی سکتا ہے جو اسے مرنے سے نجات دے سکے مگر اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔ لیکن اگر رمضان کا روزہ ہو تو پانی پینے کے بعد باقی وقت جو روزہ میں سے رہ گیا ہے اسے ان چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے جو روزہ کو باطل کر دیتی ہیں۔

(۱۵۷۹)۔ بچے یا پرندہ کے لئے غذا کا چبانا یا غذا کا چکھنا جو عام طور پر حلق تک نہیں پہنچتی اگرچہ اتفاقاً حلق تک پہنچ جائے روزہ کو باطل نہیں کرتا۔ ہاں اگر انسان کو پہلے سے علم ہو کہ غذا حلق تک پہنچ جائے گی اور اندر چلی بھی جائے تو روزہ باطل ہو جاتا ہے اور اس کی قضا بھی دے بلکہ کفارہ بھی دینا واجب ہے۔

(۱۵۸۰)۔ انسان ضعیف و کمزوری کی وجہ سے روزہ کو نہیں توڑ سکتا البتہ کمزوری اگر اتنی زیادہ ہو کہ معمولاً اس کا تحمل ممکن نہیں تو پھر روزہ کے توڑنے میں کوئی اشکال نہیں۔

۲۔ جماع

(۱۵۸۱)۔ جماع روزہ کو باطل کرتا ہے اگرچہ صرف ختنہ والی جگہ کی مقدار اندر داخل کرے اور منی بھی خارج نہ ہو۔

وہ کام نہیں کیا اور ظہر سے پہلے دوبارہ روزہ کی نیت کرلی تو اس کا روزہ صحیح ہوگا۔

وہ چیزیں جو روزہ کو باطل کر دیتی ہیں

(۱۵۶۹)۔ نو چیزیں روزہ کو باطل کر دیتی ہیں۔

۱۔ کھانا پینا ۲۔ جماع کرنا (ہم بستری کرنا)

۳۔ استمنا (یعنی انسان کوئی ایسا کام کرے کہ جس سے اس کی منی نکل آئے)

۴۔ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے حقیقی جانشینوں پر جھوٹ باندھنا۔

۵۔ غبار غلیظ کو حلق تک پہنچانا۔ ۶۔ پورے سر کو پانی میں ڈبونا۔

۷۔ جنابت، حیض یا نفاس پر اذانِ صبح تک باقی رہنا۔

۸۔ کسی بہنے والی چیز سے حقنہ (اینما) کرنا۔ اور ۹۔ قے کرنا۔

ان تمام کے احکام آئندہ مسائل میں بیان ہوں گے۔

۱۔ کھانا اور پینا

(۱۵۷۰)۔ اگر روزہ دار جان بوجھ کر کچھ کھا پی لے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ چاہے کھانے اور پینے کی چیزیں وہ ہوں جو عام عادت کے ماتحت کھائی جاتی ہوں (جیسے روٹی پانی) اور چاہے معمول کے مطابق نہ ہوں (جیسے خاک یا درخت کا نچوڑ وغیرہ) اور چاہے مقدار میں کم ہوں یا زیادہ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص مسواک کو منہ سے نکال کر دوبارہ منہ میں لے جائے اور اس کی تری کو نگل جائے تو اس سے بھی روزہ باطل ہو جائے گا۔ ہاں اگر مسواک کی رطوبت منہ کی تری میں اس طرح گھل جائے کہ اس کو باہر کی تری نہ کہا جا سکے تو روزہ باطل نہیں ہوگا۔

(۱۵۷۱)۔ اگر کھانا کھا رہا ہو اور اس کو معلوم ہو جائے کہ صبح ہو گئی ہے تو چاہئے کہ لقمہ منہ سے نکال دے۔ پس اگر جان بوجھ کر نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا بلکہ اس دستور کے مطابق جس کا ذکر بعد میں آئے گا اس پر کفارہ بھی واجب ہے۔

(۱۵۷۲)۔ اگر روزہ دار کوئی چیز سہواً (بھول کر) کھا پی لے تو روزہ باطل نہیں ہوتا۔

(۱۵۷۳)۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ دار کو ایسے ٹیکوں کے لگوانے سے پرہیز کرنا چاہئے جو غذا کے لئے

(۱۵۶۱) - اگر ماہ رمضان کے علاوہ کسی معین دن کا روزہ انسان پر واجب ہو مثلاً نذر مانی ہو کہ فلاں معین دن روزہ رکھوں گا چنانچہ جان بوجھ کر اذان صبح تک نیّت نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور اگر اسے علم نہ ہو کہ اس دن کا روزہ اس پر واجب ہے یا بھول چکا ہو اور پھر اسے ظہر سے پہلے یاد آجائے تو اگر وہ کوئی ایسا کام نہ کر چکا ہو جو کہ روزہ کو باطل کر دیتا ہے اور روزہ کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے ورنہ باطل۔

(۱۵۶۲) - اگر کسی واجب غیر معین روزے مثلاً روزہ کفارہ کی نیت جان بوجھ کر ظہر تک نہ کرے تو اس میں کوئی اشکال نہیں بلکہ اگر نیت سے پہلے اس دن اس کا ارادہ روزہ نہ رکھنے کا ہو یا متردد ہو کہ اس دن روزہ رکھے یا نہیں اب اگر وہ کوئی ایسا کام نہ کر چکا ہو جو روزہ کو باطل کرتا ہے اور ظہر سے پہلے نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہو گا۔

(۱۵۶۳) - اگر ماہ رمضان میں ظہر سے پہلے کافر مسلمان ہو جائے اور اذان صبح سے اس وقت تک کوئی ایسا کام بھی نہ کر چکا ہو جو روزہ کو باطل کرتا ہے تو وہ روزہ نہیں رکھ سکتا اور اس کی قضا بھی نہیں۔

(۱۵۶۴) - اگر بیمار ماہ رمضان کی ظہر سے پہلے ٹھیک ہو جائے اور اذان صبح سے اس وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزہ کو باطل کرتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ نیت کرے اور اس دن کا روزہ رکھے اور اگر وہ ظہر کے بعد صحت یاب ہو تو پھر اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں۔

(۱۵۶۵) - جس دن کے متعلق انسان کو شک ہو کہ یہ دن آخر شعبان ہے یا اوّل رمضان تو اس دن کا روزہ رکھنا واجب نہیں اور اگر روزہ رکھنا چاہے تو ماہ رمضان کی نیت سے نہیں رکھ سکتا۔ ہاں اگر قضا یا کسی دوسرے روزہ کی نیت کرے اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ وہ دن رمضان کا تھا تو وہ رمضان کا روزہ شمار ہو گا۔

(۱۵۶۶) - جس دن کے متعلق شک ہو کہ شعبان کا آخری دن ہے یا رمضان کا پہلا دن اور اس دن قضا کی نیت سے یا مستحبی روزہ کی نیت سے روزہ رکھ لے اور دن میں کسی وقت معلوم ہو جائے کہ آج اوّل رمضان ہے تو پھر اس کو روزہ رمضان کی نیت کرنی پڑے گی۔

(۱۵۶۷) - اگر کسی خاص معین دن کے واجب روزہ میں (جیسے ماہ رمضان) روزہ کی نیت سے روگردانی کرے تو اس کا روزہ باطل ہو گا۔ ہاں اگر کوئی شخص نیت کرے کہ وہ کوئی کام ایسا بجا لائے کہ جس سے روزہ باطل ہوتا ہے تو اگر اس نے اس کام کو نہیں کیا تو اس کا روزہ باطل نہیں ہو گا۔

(۱۵۶۸) - مستحب یا واجب روزہ میں کہ جس کے لئے کوئی خاص دن مقرر نہیں (مثلاً کفارہ کا روزہ) اگر کوئی قصد کرے کہ وہ ایسا کام بجا لائے کہ جو روزہ کو باطل کرتا ہے یا وہ متردد ہو جائے کہ وہ ایسا کام کرے یا نہیں تو اگر اس نے

(۱۵۵۲) - اگر رمضان کے علاوہ کوئی اور روزہ رکھنا چاہے تو اس روزہ کو معین کرے مثلاً نیت کرے کہ قضا کا روزہ یا نذر کا روزہ رکھتا ہوں لیکن ماہ رمضان میں یہ ضروری نہیں کہ نیت کرے کہ میں رمضان کا روزہ رکھتا ہوں بلکہ اگر اسے معلوم نہ ہو کہ ماہ رمضان ہے یا بھول جائے اور کسی اور روزہ کی نیت کرلے تو وہ روزہ ماہ رمضان کا شمار ہوگا ۔

(۱۵۵۳) - اگر علم ہو کہ رمضان کا مہینہ ہے اور پھر کسی اور روزہ کی نیت کرلے تو پھر وہ روزہ نہ رمضان کا شمار ہوگا اور نہ ہی وہ روزہ کہ جس کا اس نے قصد کیا تھا ۔

(۱۵۵۴) - اگر رمضان کی پہلی تاریخ سمجھ کر کوئی پہلی کی نیت سے روزہ رکھے لیکن بعد میں اسے معلوم ہو جائے کہ دوسری یا تیسری تھی تو اس کا روزہ صحیح ہے ۔

(۱۵۵۵) - اگر اذان صبح سے پہلے نیت کرے اور بے ہوش ہو جائے اور پھر دن کے کسی وقت ہوش میں آجائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس روزہ کو تمام کرے اور اگر تمام نہیں کیا تو اس کی قضا دے ۔

(۱۵۵۶) - اگر صبح کی اذان سے پہلے نیت کرے پھر مست ہو جائے اور اسے دن کے کسی وقت میں ہوش آجائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس روزہ کو تمام کرے اور بعد میں اس کی قضا بھی دے ۔

(۱۵۵۷) - اگر اذان صبح سے پہلے نیت کرلے پھر سو جائے اور مغرب کے بعد بیدار ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے ۔

(۱۵۵۸) - اگر علم نہ ہو یا بھول جائے کہ ماہ رمضان ہے اور ظہر سے پہلے ملتفت ہو جائے تو اگر کوئی ایسا کام نہ کر چکا ہو جو روزہ کو باطل کر دیتا ہے تو نیت کرے اور اس کا روزہ صحیح ہوگا لیکن اگر کوئی ایسا کام کر چکا ہو جو روزہ کو باطل کر دیتا ہے یا یہ کہ ظہر کے بعد اس کو معلوم ہوا ہو کہ ماہ رمضان ہے تو پھر اس کا روزہ تو باطل ہے لیکن پھر بھی وہ مغرب تک کوئی ایسا کام نہ کرے جو روزہ کو باطل کر دیتا ہے اور رمضان کے بعد اس کی قضا بھی دے ۔

(۱۵۵۹) - اگر بچہ اذان صبح سے پیشتر بالغ ہو جائے تو اس دن کا روزہ اس پر واجب ہے اور اگر اذان کے بعد بالغ ہو تو پھر اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ۔

(۱۵۶۰) - اگر کوئی شخص کسی میت کے روزے رکھنے کا اجیر ہو تو اگر وہ مستحبی روزہ رکھنا چاہے تو کوئی اشکال نہیں لیکن وہ شخص جس کے ذمہ قضا روزہ یا کوئی اور واجب روزہ ہو تو وہ شخص مستحبی روزہ نہیں رکھ سکتا ۔ پس اگر بھول کر مستحبی روزہ رکھ لے تو اگر اس کو ظہر سے پہلے یاد آجائے تو اس کا مستحبی روزہ ختم ہو جائے گا اور اپنی نیت کو واجب روزہ کی نیت سے بدل سکتا ہے اور ظہر کے بعد ملتفت ہو تو اس کا مستحبی روزہ باطل ہے اور اگر اسے مغرب کے بعد خبر ہو تو پھر اس کا مستحبی روزہ صحیح ہے اگرچہ اشکال سے خالی نہیں ۔

روزہ کے احکام

روزہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کے فرمان کو بجالانے کے لئے اذان صبح سے لے کر مغرب تک ان چیزوں سے کہ جو روزہ کو توڑتی ہیں اور جن کی تفصیل بعد میں آئے گی پرہیز کرے۔

نیّت

(۱۵۴۷) - روزہ کی نیت کو دل سے گزارنا یا مثلاً کہنا کہ کل روزہ رکھوں گا ضروری نہیں بلکہ وہ اللہ کی فرمانبرداری کے لئے اذان صبح سے لے کر مغرب تک وہ کام نہ کرے کہ جو روزہ کو باطل کر دیتے ہیں تو کافی ہے البتہ اس بات کا یقین پیدا کرنے کے لئے کہ اس نے اس پوری مدت کا روزہ رکھا ہے چاہیئے کہ صبح کی اذان سے پہلے اور کچھ دیر مغرب کے بعد تک وہ چیزیں چھوڑے رکھے جو کہ روزہ کو باطل کر دیتی ہیں۔

(۱۵۴۸) - انسان ماہ رمضان میں ہر رات اس کے آنے والے دن کے روزے کی نیت کر سکتا ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ ماہ مبارک کی پہلی رات کو بھی سارے مہینے کے روزوں کی نیت کرلے۔

(۱۵۴۹)- ماہ رمضان کے روزہ کی نیت کا کوئی معین وقت نہیں ہے اذان صبح تک جب بھی کل کے روزہ کی نیت کرے اس میں اشکال نہیں۔

(۱۵۵۰) - مستحبی روزہ کی نیت کا وقت رات کے شروع ہونے سے لے کر دوسرے دن مغرب ہونے سے پہلے اتنی دیر تک ہے کہ وہ نیت کر سکے تو اگر مغرب سے پہلے نیت کرنے کی مقدار تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو کہ جس سے روزہ باطل ہوتا ہے اور وہ اس وقت مستحبی روزہ کی نیت کرے تو روزہ صحیح ہوگا۔

(۱۵۵۱)- جو شخص اذان صبح سے پہلے روزہ کی نیت کئے بغیر سو جائے اگر ظہر سے پہلے جاگے اور نیت کرلے تو اس کا روزہ صحیح ہے چاہے وہ روزہ واجب ہو یا مستحب۔ ہاں اگر ظہر کے بعد بیدار ہو تو پھر واجبی روزہ کی نیت نہیں کر سکتا۔

(۱۵۴۵) ۔ جب کوئی شخص کسی کی نمازیں اجرت پر پڑھ رہا ہو اور ان کے ختم کرنے سے پہلے مر جائے جبکہ نمازوں کی اجرت لے چکا ہو تو اگر یہ شرط تھی کہ تمام نمازیں خود پڑھے تو جتنی نمازیں باقی رہ گئی ہیں ان کی اجرت اجیر کے مال سے میت کے ولی کو واپس کر دی جائے (مثلاً اگر آدھی نمازیں نہ پڑھی ہوں تو چاہیئے کہ جتنی رقم تھی اس کا آدھا حصہ اجیر کے مال سے میت کے ولی کو دے دیا جائے اور اگر کوئی شرط نہیں لگائی گئی تھی تو اجیر کے وارثوں کو چاہیئے کہ اجیر کے مال سے کوئی اور اجیر بنائیں۔ ہاں اگر اجیر کا کوئی مال نہ ہو تو اجیر کے وارثوں پر کوئی چیز واجب نہیں۔

(۱۵۴۶) ۔ جب کوئی اجیر نمازوں کو تمام کرنے سے پہلے مر جائے اور اس کی اپنی بھی قضا نمازیں ہوں تو پہلے اس مرنے والے اجیر کے مال سے وہ نمازیں اجرت پر پڑھوائی جائیں کہ جن کی وہ اجرت لے چکا تھا اب اگر ان کی اجرت دینے کے بعد کچھ رقم بچ جائے اور اجیر وصیت کر گیا ہو کہ اس کی اپنی قضا نمازیں پڑھوائی جائیں اور اس کے وارث پوری نمازوں کے پڑھوانے کی اجازت بھی دیں تو اس اجیر کی اپنی نمازوں کے لئے کسی کو اجیر بنایا جائے اور اگر وارث نے اجازت نہ دی تو اس مال کے تیسرے حصے کو اس کی نمازوں کے پڑھوانے پر خرچ کیا جائے۔

نماز نہ پڑھوائی جائے۔

(۱۵۳۹)۔ مرد عورت کی طرف سے اور عورت مرد کی طرف سے قضا نماز بجالانے میں اجیر بن سکتی ہے اور ہر ایک بلند آواز میں پڑھنے میں اپنی تکلیف شرعی پر عمل کرے گا۔

(۱۵۴۰)۔ یہ ضروری نہیں کہ میت کی قضا نمازوں کو ترتیب سے پڑھا جائے ہاں اگر یہ معلوم ہو کہ میت اپنی قضا نمازوں کی ترتیب کو جانتا تھا تو پھر واجب یہ ہے کہ اجیر بھی نمازوں کو ترتیب سے بجالائے۔

(۱۵۴۱)۔ اگر اجیر کے ساتھ نمازوں کو کسی خاص کیفیت کے ساتھ پڑھنے کی شرط کر دی جائے تو پھر اجیر کو چاہئے کہ وہ اسی خاص کیفیت سے ہی بجالائے لیکن اگر کوئی شرط نہ لگائی جائے تو پھر ان کے ادا کرنے میں اپنی شرعی تکلیف کا لحاظ رکھے مگر احتیاط مستحب یہ ہے کہ اپنے وظیفہ شرعی اور میت کے وظیفہ شرعی میں سے جو بھی احتیاط کے زیادہ قریب ہو اسی کے مطابق عمل کرے مثلاً اگر میت کا وظیفہ تسبیحات اربعہ کو تین دفعہ پڑھنا تھا اور خود اجیر کا وظیفہ ایک مرتبہ پڑھنا ہے تو پھر اجیر کو چاہئے کہ تین مرتبہ ہی پڑھے۔

(۱۵۴۲)۔ جب اجیر کے لئے نماز میں مستحبات پڑھنے کی مقدار معین نہ کی جائے تو اسے اتنے مستحبات کو بجالانا ضروری ہے جتنے کہ نماز میں بجالانا معمول میں داخل ہیں۔

(۱۵۴۳)۔ اگر میت اپنی قضا نمازوں کی ترتیب کو جانتا تھا تو انسان کو چاہئے کہ جب میت کے لئے کئی اجیر بنائے تو ہر اجیر کے لئے نماز کا وقت معین کرنا لازمی ہے مثلاً اگر ایک کے ذمہ لگایا گیا کہ وہ صبح سے ظہر تک نمازیں پڑھے تو دوسرے کے لئے ظہر سے لے کر رات تک کا وقت معین کیا جائے۔ اسی طرح ہر ایک اجیر کے لئے جو نماز اس نے پہلے پڑھنی ہو وہ معین کی جائے مثلاً ایک سے کہا جائے کہ وہ صبح کی نماز سے ابتداء کرے یا مثلاً ظہر سے یا عصر سے اس طرح ہر اجیر سے کہا جائے کہ جب بھی وہ نماز پڑھے تو ایک دن اور رات کی پڑھ کر چھوڑ دے اور اگر ایک دن کی پوری نماز نہ پڑھے اور ناقص چھوڑ دے تو ایسی نمازوں کو حساب میں شامل نہ کریں اور جب دوبارہ پڑھنا چاہے تو اول سے شروع کرے۔

(۱۵۴۴)۔ اگر کوئی شخص اجیر بنا کہ مثلاً وہ ایک سال میں میت کی نمازیں ختم کرلے گا۔ اب اگر وہ اجیر ایک سال ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو جن نمازوں کے متعلق علم ہو کہ اس نے نہیں پڑھیں انہیں دوبارہ کسی دوسرے کو اجرت دے کر پڑھوایا جائے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ جتنی نمازوں کے متعلق احتمال ہو کہ شاید اس نے نہیں پڑھی ہوں گی ان میں کسی کو اجیر بنایا جائے۔

کی نیت سے بجالائے اور اگر کوئی ایسا کام اس سے نماز میں ہو جائے جس کے لئے نماز یومیہ میں سجدہ سہو ضروری ہے تو پھر احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کے بعد ثواب کی امید پر دو سجدے سہو کے بجالائے۔

اُجرت پر نماز پڑھوانا

(۱۵۳۰) انسان کے مرنے کے بعد اس کی نماز اور باقی عبادات وغیرہ کو جن کو وہ اپنی زندگی میں بجا نہیں لایا تھا کسی کو مزدوری دے کر پڑھوایا جاسکتا ہے اور کوئی شخص مزدوری لئے بغیر بجالائے تو بھی صحیح ہے۔

(۱۵۳۱)۔ بعض مستحب کام جیسے زیارت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دیگر ائمہ علیہم السلام کی زیارات زندہ انسان کی نیابت سے بھی اُجرت لے کر کی جاسکتی ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان کسی مستحب کام کو بجالائے اور اس کا ثواب زندوں یا مردوں کے لئے ہدیہ کرے

(۱۵۳۲) جو شخص کسی کی نمازیں اجرت پر لے تو وہ یا تو خود مجتہد ہو یا صحیح تقلید سے نماز کے مسائل کو جانتا ہو یا کیفیت احتیاط کو جانتا ہو اور احتیاط کرے تو بھی اشکال نہیں۔

(۱۵۳۳)۔ اجیر (مزدور) کو چاہئے کہ نیت کرتے وقت میّت کو معین کرے لیکن اس کے نام کا جاننا ضروری نہیں بلکہ اتنی بھی نیت کافی ہے کہ میں نماز اس شخص کی طرف سے پڑھ رہا ہوں کہ جس کے لئے مجھے اجیر بنایا گیا ہے۔

(۱۵۳۴)۔ اجیر (مزدور) کو چاہئے کہ اپنے آپ کو میّت کی جگہ فرض کرے اور اس کی عبادتوں کی قضا دے اور اگر کوئی عمل بجالائے اور اس کا ثواب میت کے لئے ہدیہ کرے تو یہ کافی نہیں ہوگا۔

(۱۵۳۵)۔ ایسے انسان کو نماز پڑھنے کے لئے اجیر بنایا جائے کہ جس کے متعلق اطمینان ہو کہ وہ نماز پڑھتا ہے اور اگر شک ہو کہ صحیح پڑھتا ہے یا نہیں تو اس کو اجیر بنانے میں کوئی اشکال نہیں۔

(۱۵۳۶)۔ جب کسی شخص کو نماز پڑھنے کے لئے اجیر بنایا گیا اگر معلوم ہو جائے کہ اس نے نمازیں نہیں پڑھیں یا باطل پڑھی ہیں تو ان نمازوں کو دوبارہ پڑھوایا جائے۔

(۱۵۳۷)۔ اگر شک کرے کہ اجیر نے عمل کو ادا کیا ہے یا نہیں اگرچہ وہ خود کہہ رہا ہو کہ میں نے ادا کر لیا ہے تو ایسی نمازوں کو دوبارہ پڑھوایا جائے۔ ہاں اگر کسی کے متعلق یہ شک ہو کہ اس نے نمازیں صحیح پڑھی ہیں یا باطل تو اس صورت میں دوبارہ پڑھوانا ضروری نہیں۔

(۱۵۳۸)۔ جو شخص معذور ہونے کی وجہ سے مثلاً بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو ایسے شخص کو میّت کی طرف سے اجیر نہیں بنایا جاسکتا بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ جو شخص نماز کو تیمم یا جبیرہ کے ساتھ پڑھتا ہے اس سے بھی

(۱۵۱۹) - عید کی نماز میں کوئی خاص سورہ پڑھنا ضروری نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۃ شمس (سورہ ۹۱) اور دوسری رکعت میں سورہ غاشیہ (سورہ ۸۸) پڑھے یا یہ کہ پہلی رکعت میں سورۃ "سبح اسم (سورہ ۸۷) اور دوسری رکعت میں سورہ شمس پڑھے۔

(۱۵۲۰) - عید الفطر میں مستحب ہے کہ عید کی نماز سے پہلے کھجور سے افطار کرے اور عید قربان میں نماز کے بعد قربانی کا تھوڑا سا گوشت کھائے۔

(۱۵۲۱) - مستحب ہے کہ نماز عید سے پہلے غسل کرے اور وہ دعائیں جو نماز سے پہلے اور نماز کے بعد دعا کی کتب میں مذکور ہیں انہیں ثواب کی امید سے پڑھے۔

(۱۵۲۲) - مستحب ہے کہ عید کی نماز میں زمین پر سجدہ کرے اور تکبیر کہتے وقت ہاتھوں کو بلند کرے اور نماز کو بلند آواز سے پڑھے۔

(۱۵۲۳) - عید الفطر کی رات مغرب اور عشاء اور عید الفطر کے دن صبح و ظہر اور عصر کے بعد اور نماز عید کے بعد مستحب ہے کہ ان تکبیرات کو پڑھے۔

"اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ و اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد اللّٰہ اکبر علی ما ھدانا۔"

(۱۵۲۴) مستحب ہے کہ انسان عید قربان میں دس نمازوں کے بعد جس کی پہلی نماز عید کے دن کی نماز ظہر ہے اور آخری نماز بارھویں[۱۲] کی صبح کی نماز ہے ان گزشتہ تکبیرات کے ساتھ یہ بھی کہے۔

"اللّٰہ اکبر علیٰ ما رزقنا من بهیمۃ الانعام والحمد للّٰہ علیٰ ما ابلانا۔"

لیکن اگر عید قربان منیٰ میں ہو تو مستحب ہے کہ یہ تکبیرات پندرہ نمازوں کے بعد پڑھے کہ جن کی پہلی عید کے دن کی ظہر ہے اور آخری تیرھویں[۱۳] ذی الحجہ کی صبح ہے۔

(۱۵۲۵) - عید کی نماز کو چھت کے نیچے پڑھنا مکروہ ہے۔

(۱۵۲۶) - اگر عید کی تکبیرات یا قنوت میں شک کرے تو اگر محل سے نہ گزرا ہو تو کم پر بنا رکھے۔ پھر اگر بعد میں معلوم ہو جائے کہ وہ کہہ چکا تھا تو بھی اس میں کوئی اشکال نہیں۔

(۱۵۲۷) - اگر قرأت، تکبیرات یا قنوت بھول جائے اور بجا نہ لائے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

(۱۵۲۸) - اگر رکوع یا دونوں سجدے یا تکبیرۃ الاحرام بھول جائے تو نماز باطل ہو گی۔

(۱۵۲۹) - اگر عید کی نماز میں ایک سجدہ یا تشہد بھول جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کے بعد ان کو امید ثواب

جاننے کے لئے جھک گیا ہو تو اس شک کی پرواہ نہ کرے۔

(۱۵۱۲) ۔ نماز آیات کا ہر رکوع رکن ہے لہٰذا اگر جان بوجھ کر یا بھول کر کم یا زیادہ ہو جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

عیدالفطر اور عید قربان کی نماز

(۱۵۱۳) ۔ نماز عیدالفطر اور عید قربان امام علیہ السلام کے زمانہ ظہور میں جماعت کے ساتھ واجب ہے لیکن اس زمانہ میں جب کہ امام علیہ السلام پردہ غیبت میں ہیں مستحب ہے اور اسے بر جائے مطلوب جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے (تحریر الوسیلہ)

(۱۵۱۴) ۔ نماز عیدالفطر اور عید قربان کا وقت آفتاب نکلنے سے لے کر ظہر تک ہے۔

(۱۵۱۵) ۔ مستحب ہے کہ عید قربان کی نماز سورج بلند ہونے کے بعد پڑھی جائے لیکن عیدالفطر میں مستحب یہ ہے کہ سورج بلند ہونے کے بعد پہلے افطار کرے اور زکوٰۃ فطرہ ادا کرے اور اس کے بعد نماز عید بجا لائے۔

(۱۵۱۶) عیدالفطر اور عید قربان کی نماز دو رکعت ہے۔ پہلی رکعت میں الحمد اور سورہ پڑھنے کے بعد پانچ دفعہ تکبیر کہے اور ہر ایک تکبیر کے بعد ایک قنوت پڑھے اور پانچواں قنوت پڑھنے کے بعد ایک اور تکبیر کہے اور رکوع میں چلا جائے پھر اس کے بعد دو سجدے بجا لائے۔ پھر کھڑا ہو جائے اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں کہے۔ اس میں بھی ہر ایک تکبیر کے بعد قنوت پڑھے پھر پانچویں تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے اور اس کے بعد تشہد اور سلام بجا لائے۔

(۱۵۱۷) ۔ نماز عید کے ہر قنوت میں جو بھی دعا پڑھے کافی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اس دعا کو ثواب کی امید سے پڑھا جائے۔

"اَللّٰھُمَّ اَھْلَ الْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَۃِ وَاَھْلَ الْجُوْدِ وَالْجَبَرُوْتِ وَاَھْلَ الْعَفْوِ وَالرَّحْمَۃِ وَاَھْلَ التَّقْوٰی وَالْمَغْفِرَۃِ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ ھٰذَا الْیَوْمِ الَّذِیْ جَعَلْتَہٗ لِلْمُسْلِمِیْنَ عِیْدًا وَلِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ذُخْرًا وَشَرَفًا وَکَرَامَۃً وَمَزِیْدًا اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تُدْخِلَنِیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ اَدْخَلْتَ فِیْہِ مُحَمَّدًا وَّآلَ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تُخْرِجَنِیْ مِنْ کُلِّ سُوْٓءٍ اَخْرَجْتَ مِنْہُ مُحَمَّدًا وَّآلَ مُحَمَّدٍ صَلَوٰتُکَ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ مَا سَئَلَکَ بِہٖ عِبَادُکَ الصَّالِحُوْنَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِمَّا اسْتَعَاذَ مِنْہُ عِبَادُکَ الْمُخْلَصُوْنَ۔

(۱۵۱۸) ۔ مستحب ہے کہ نماز عیدالفطر و قربان کی قرأت بلند آواز سے پڑھے۔

پھر تشہد پڑھ کر سلام بجالائے۔

(۱۵۰۵)۔ نماز آیات میں یہ بھی جائز ہے کہ انسان نیت کر لینے کے بعد تکبیر اور الحمد پڑھ لے اور اس کے بعد کسی ایک سورہ کی آیات کو پانچ حصوں میں تقسیم کرے اور ایک آیہ یا اس سے زیادہ پڑھ کر رکوع میں چلا جائے اور رکوع سے اٹھ کر الحمد پڑھے بغیر اسی سورہ کا دوسرا حصہ پڑھ لے اور پھر رکوع میں چلا جائے۔ اس طرح پانچویں رکوع سے پہلے سورہ ختم کرے (مثلاً سورہ قل ھو اللہ احد کے جز ہونے کی نیت سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے اور رکوع میں چلا جائے پھر کھڑے ہو کر صرف قل ھو اللہ احد کہے اور رکوع میں چلا جائے اور پھر کھڑے ہو کر صرف اللہ الصمد کہے اور رکوع میں جائے۔ پھر کھڑے ہو کر صرف لم یلد و لم یولد کہے اور رکوع میں چلا جائے۔ پھر کھڑے ہو کر ولم یکن لہ کفواً احد کہے اور رکوع میں چلا جائے۔ پھر رکوع سے اٹھ کر دو سجدے بجالانے کے بعد کھڑے ہو کر دوسری رکعت کو پہلی رکعت کی طرح بجالائے اور دوسرے سجدہ سے اٹھنے کے بعد تشہد پڑھ کر سلام بجالائے۔

(۱۵۰۶)۔ اگر نماز آیات کی ایک رکعت میں ہر الحمد کے بعد ایک پورہ سورہ پڑھتا رہے لیکن دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورہ کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

(۱۵۰۷)۔ جو چیزیں نماز یومیہ میں واجب اور مستحب ہیں نماز آیات میں بھی واجب اور مستحب ہوں گی البتہ نماز آیات میں مستحب ہے کہ اذان اور اقامت کی جگہ تین مرتبہ ثواب کی امید سے "الصلوٰۃ" کہے۔

(۱۵۰۸)۔ مستحب ہے کہ پانچویں اور دسویں رکوع کے بعد "سمع اللہ لمن حمدہٗ" کہے۔ اسی طرح ہر رکوع میں جانے سے پہلے اور اٹھنے کے بعد تکبیر کہے لیکن پانچویں اور دسویں رکوع کے بعد تکبیر کہنا مستحب نہیں۔

(۱۵۰۹)۔ مستحب ہے کہ دوسرے، چوتھے، چھٹے، آٹھویں اور دسویں رکوع سے پہلے قنوت بھی پڑھے اور اگر صرف ایک قنوت دسویں رکوع سے پہلے پڑھ لے تو کافی ہے۔

(۱۵۱۰)۔ اگر نماز آیات میں شک کرے کہ کتنی رکعت پڑھی ہے اور اس کی فکر کسی ایک طرف نہ جاسکے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۵۱۱)۔ اگر شک کرے کہ پہلی رکعت کے آخری رکوع میں ہے یا دوسری رکعت کے پہلے رکوع میں اور اس کی فکر کسی ایک طرف نہ جاسکے تو اس کی نماز باطل ہے۔ ہاں اگر شک کرے کہ چار رکوع کئے ہیں یا پانچ اور ابھی تک سجدہ کی طرف نہ جھکا ہو تو پھر جس رکوع کے متعلق شک ہے اسے دوبارہ بجا لائے اور اگر سجدہ میں

وہ لوگ یہ کہیں کہ چاند یا سورج گہن فلاں وقت پر لگے گا اور فلاں مدت تک رہے گا اور انسان کو ان کے کہنے پر اطمینان بھی ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ان کی بات پر عمل کرے (مثلاً اگر یہ کہیں کہ سورج گرہن فلاں وقت میں ختم ہونا شروع ہو جائے گا تو احتیاطاً نماز اس وقت سے پہلے بجالانا چاہئے)

(۱۴۹۹) - اگر کسی کو علم ہو جائے کہ نماز آیات جو کہ وہ پڑھ چکا ہے وہ باطل تھی تو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے اور اگر وقت گزر چکا ہے تو اس کی قضا ضروری ہے۔

(۱۵۰۰) - اگر کسی پنجگانہ نماز کے وقت نماز آیات واجب ہو جائے تو اگر دونوں کے لئے وقت ہو تو پھر جسے چاہے پہلے بجالائے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اگر ان میں سے کسی ایک کا وقت تنگ ہو تو پہلے اس کو بجالائے۔ ہاں اگر دونوں کا وقت تنگ ہو تو پہلے نماز پنجگانہ بجالائے۔

(۱۵۰۱) - اگر نماز یومیہ کے درمیان معلوم ہو جائے کہ نماز آیات کا وقت تنگ ہے تو اگر نماز یومیہ کا وقت بھی تنگ ہو تو اسی کو تمام کرے اور اس کے بعد نماز آیات پڑھے اور اگر نماز یومیہ کا وقت تنگ نہ ہو تو اس کو توڑ دے اور پہلے نماز آیات پڑھے اس کے بعد نماز یومیہ کو بجالائے۔

(۱۵۰۲) - اگر نماز آیات کے درمیان معلوم ہو جائے کہ نماز یومیہ کا وقت تنگ ہے تو نماز آیات کو چھوڑ دے اور نماز یومیہ بجالائے اور نماز یومیہ کو ختم کرنے کے بعد قبل از یں کہ وہ کوئی ایسا کام کرے جو نماز کو باطل کرتا ہے بقیہ آیات کو جہاں سے چھوڑا تھا وہیں سے پڑھے۔

(۱۵۰۳) - جب عورت حیض یا نفاس کی حالت میں ہو اور چاند گرہن یا سورج گرہن لگ جائے اور گرہن چھوٹنے تک حالت حیض اور نفاس میں باقی رہے تو نہ نماز آیات اس پر واجب ہے نہ اس کی قضا۔

نماز آیات بجالانے کا طریقہ

(۱۵۰۴) - نماز آیات دو رکعت ہوتی ہے اور ہر ایک رکعت میں پانچ رکوع ہوتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ انسان نیت کر لینے کے بعد تکبیر کہے۔ اس کے بعد الحمد اور ایک سورہ تمام پڑھ لے اور اس کے بعد رکوع میں چلا جائے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کھڑا ہو جائے اور دوبارہ ایک بار الحمد اور سورہ پڑھ کر پھر رکوع میں چلا جائے اور اس طرح پانچ دفعہ الحمد اور سورہ پڑھ کر رکوع میں چلا جائے اور پانچویں دفعہ رکوع کر کے جب سر اٹھائے تو سجدہ میں جائے اور پھر کھڑا ہو کر پہلی رکعت کی طرح ایک رکعت اور بجالائے

وہ ان میں سے کس چیز کے لیے ہے۔

(۱۴۹۱)۔ جن چیزوں کے لئے نماز آیات واجب ہوتی ہے وہ جس جس شہر میں واقع ہوں گی صرف اسی شہر کے لوگوں پر نماز آیات پڑھنی واجب ہوگی، دوسری جگہ کے رہنے والوں پر نماز واجب نہیں۔ ہاں اگر دونوں جگہیں اتنی قریب ہیں کہ دونوں ایک شہر شمار ہوتی ہیں۔ تو بھی نماز آیات دونوں جگہ کے رہنے والوں پر واجب ہوگی۔

(۱۴۹۲)۔ جب سورج یا چاند گرہن شروع ہو جائے تو انسان کو اسی وقت نماز آیات پڑھنا چاہئے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کو ادا کرنے میں دیر نہ کرے کہ سورج یا چاند گرہن ختم ہونا شروع ہو جائے۔

(۱۴۹۳)۔ اگر نماز آیات کو پڑھنے میں اتنی دیر کرے کہ سورج یا چاند گرہن ختم ہونا شروع ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ادا اور قضا دونوں کی نیت نہ کرے ہاں اگر سورج یا چاند گرہن ختم ہو چکا ہو تو پھر نماز قضا کی نیت سے بجالائے۔

(۱۴۹۴)۔ اگر سورج یا چاند گرہن رہنے کی مدت ایک رکعت سے زیادہ ہو مگر انسان اس وقت نماز پڑھنا شروع کرے کہ سورج یا چاند گرہن صرف ایک رکعت کی مقدار باقی رہ گیا ہو تو نماز آیات ادا کرنے کی نیت سے پڑھے بلکہ اگر گرہن کی مدت صرف ایک رکعت کی مقدار ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز آیات کو پڑھے اور یہ نماز ادا ہوگی۔

(۱۴۹۵)۔ جب زلزلہ یا بجلی کی کڑک وغیرہ ہو تو انسان کے لئے فوراً نماز آیات کا پڑھنا واجب ہے اور اگر نہ پڑھے تو وہ گنہگار ہے اور آخر عمر تک اس پر واجب ہے اور جب بھی اس کو بجا لائے وہ ادا ہوگی۔

(۱۴۹۶)۔ اگر سورج یا چاند گرہن کے ختم ہونے کے بعد معلوم ہو کہ سارے سورج یا چاند کو گہن لگا تھا تو پھر نماز آیات کی قضا ادا کرنا واجب ہے کہ دونوں صورتوں میں معلوم ہو جائے کہ کچھ مقدار گہن لگا تھا تو اس کی قضا واجب نہیں۔

(۱۴۹۷)۔ اگر ایک گروہ خبر دے کہ چاند یا سورج کو گہن لگا ہے اور اسے ان کے کہنے پر یقین نہ آئے اور نماز آیات نہ پڑھے لیکن بعد میں معلوم ہو جائے کہ انہوں نے سچ کہا ہے تو پھر اس نماز کا پڑھنا تب واجب ہو گا جبکہ پورے چاند یا سورج کو گہن لگا ہو اور اگر دو آدمی جن کا عادل ہونا معلوم نہ ہو، خبر دیں کہ گہن لگ چکا ہے اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ وہ عادل تھے تو نماز آیات کا پڑھنا ضروری ہے بلکہ اگر معلوم ہو جائے کہ تھوڑا سا گہن لگ چکا تھا تو بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز آیات بجالائے۔

(۱۴۹۸)۔ اگر کوئی انسان ان لوگوں کے کہنے پر جو قواعد علمی کی بنا پر چاند یا سورج گرہن کے وقت کا علم رکھتے ہیں، اطمینان حاصل کرے کہ گہن لگ چکا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز آیات پڑھے۔ اسی طرح اگر

وہ چیزیں جو نماز جماعت میں مکروہ ہیں

(۱۴۸۵) - اگر جماعت کی صفوں میں جگہ ہو تو پھر علیحدہ کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

(۱۴۸۶) - ماموم کے لئے مکروہ ہے کہ نماز کے اذکار اس طرح پڑھے کہ امام انہیں سن لے۔

(۱۴۸۷) وہ مسافر جو کہ نماز ظہر، عصر اور عشاء کو دو رکعت پڑھتا ہے اس کے لئے مکروہ ہے کہ ان نمازوں میں وہ ایسے امام کی اقتداء کرے جو کہ مسافر نہ ہو اور جو شخص مسافر نہیں تو اس کے لئے ان نمازوں میں مسافر کی اقتداء کرنا بھی مکروہ ہے۔

نماز آیات

(۱۴۸۸) نماز آیات کہ جس کی کیفیت کا ذکر بعد میں ہو گا چار چیزوں کی وجہ سے واجب ہوتی ہے

۱- سورج گرہن } اگرچہ ان دونوں کی تھوڑی سی مقدار کو گہن لگا ہو اور کسی کے لئے خوف کا باعث
۲- چاند گرہن } بھی نہ ہو۔

۳- زلزلہ اگرچہ اس سے کسی کو خوف لاحق نہ ہو

۴- بجلی کی کڑک و گرج ۔ سرخ اور سیاہ آندھی اور اس قسم کی چیزیں کہ جن سے عام لوگ خوف زدہ ہو جائیں اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر وحشتناک زمینی حادثات جیسے زمین کا پھٹ جانا اور دھنس جانا جس سے تمام لوگ خوف زدہ ہو جائیں، ان سب کے لئے نماز آیات پڑھی جائے۔

(۱۴۸۹) - جن چیزوں کے لئے نماز آیات واجب ہوتی ہے اگر وہ ایک سے زیادہ وقوع پذیر ہوں تو انسان کو چاہئے کہ ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ نماز آیات پڑھے۔ مثلاً سورج گرہن بھی ہو اور زلزلہ بھی آئے تو دو نماز آیات واجب ہوں گی۔

(۱۴۹۰) - جس شخص پر کئی ایک نماز آیات واجب ہوں تو اگر وہ سب ایک ہی چیز کی وجہ سے واجب ہوں مثلاً تین مرتبہ چاند گرہن لگا ہے اور ان کے لئے نماز نہیں پڑھی تو پھر ان کو قضا کرتے وقت یہ ضروری نہیں کہ معین کرے کہ یہ نماز کس تاریخ کے چاند گرہن کی ہے اور یہی حکم ہے اگر چند نمازیں بجلی کی کڑک و گرج اور سرخ و سیاہ آندھی وغیرہ کے لئے واجب ہو گئی ہوں۔ ہاں اگر سورج گرہن اور چاند گرہن اور زلزلہ میں سے دو کے لئے نماز واجب ہوئی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نیت کے وقت یہ معین کرے کہ جو نماز آیات پڑھ رہا ہے

جائے اور اگر سر نہ اٹھائے تو بھی اسکی نماز صحیح ہے

(۱۴۷۶) - اگر امام بھول کر ایسی رکعت میں قنوت پڑھنا شروع کر دے کہ جس میں قنوت نہیں ہوتا یا ایسی رکعت میں بھول کر تشہد پڑھے کہ جس میں تشہد نہیں ہوتا تو ماموم کو قنوت اور تشہد نہیں پڑھنا چاہئے لیکن امام سے پہلے رکوع میں بھی نہیں جا سکتا اور امام کے کھڑے ہونے سے پہلے کھڑا بھی نہیں ہو سکتا بلکہ اس کو صبر کرنا چاہئے تاکہ امام کا قنوت اور تشہد تمام ہو جائے اور پھر اس کے ساتھ یہ باقی نماز بجا لائے۔

وہ چیزیں جو نماز جماعت میں مستحب ہیں

(۱۴۷۷) - اگر ماموم صرف ایک مرد ہو تو اس کے لئے امام کی دائیں طرف کھڑا ہونا مستحب ہے اور اگر عورت ہو تو مستحب ہے کہ امام کے دائیں طرف اس طرح کھڑی ہو کہ عورت کے سجدہ کی جگہ امام کے گھٹنوں یا قدموں کے برابر ہو اور اگر ایک مرد اور ایک عورت ہو یا ایک مرد اور چند عورتیں ہوں تو مستحب یہ ہے کہ مرد امام کی دائیں جانب اور باقی عورتیں امام کے پیچھے کھڑی ہوں اور اگر کئی مرد یا کئی عورتیں ہوں تو پھر مستحب یہ ہے کہ امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور اگر کئی مرد اور کئی عورتیں ہوں تو مستحب ہے کہ مرد امام کے پیچھے اور عورتیں مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں۔

(۱۴۷۸) - اگر امام اور ماموم دونوں عورت ہوں تو احتیاط یہ ہے کہ امام کچھ آگے کھڑی ہو۔

(۱۴۷۹) - مستحب ہے کہ امام صف کے درمیان میں ہو اور اہل علم و تقوی اور پرہیزگار لوگ پہلی صف میں کھڑے ہوں۔

(۱۴۸۰) - نماز جماعت کی صفوں کا منظم کرنا مستحب ہے اور ایک صف کے لوگوں میں فاصلہ بھی نہیں ہونا چاہئے (یعنی کاندھے سے کاندھا ملا ہو۔)

(۱۴۸۱) - مستحب ہے کہ قد قامت الصلوٰۃ کہنے کے بعد ماموین کھڑے ہو جائیں۔

(۱۴۸۲) - امام جماعت کے لئے مستحب ہے کہ نمازیوں میں سے سب سے ضعیف ترین کا لحاظ کرے اور اتنی جلدی نہ کرے کہ ضعیف لوگ اس سے نہ مل سکیں اور مستحب ہے کہ قنوت اور رکوع اور سجدوں کو طول نہ دے مگر یہ کہ امام کو علم ہو کہ تمام مقتدی ان چیزوں کے طول دینے پر مائل ہیں۔

(۱۴۸۳) - امام جماعت کے لئے مستحب ہے کہ الحمد اور سورہ اور باقی اذکار کو اتنا بلند آواز سے پڑھے کہ دوسرے نمازی سن سکیں لیکن عام عادت سے زیادہ بلند آواز نہ کرے۔

(۱۴۸۴) - اگر امام کو رکوع میں معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص ابھی پہنچا ہے اور وہ اقتداء کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ رکوع کو ہمیشہ کی عادت سے دگنا کر دے اور پھر کھڑا ہو جائے اگرچہ اسے معلوم ہو جائے کہ کوئی دوسرا شخص بھی اقتداء کے لئے آ پہنچا ہے۔

(۱۴۶۸)۔ اگر کوئی شخص بھول کر امام سے پہلے رکوع سے سر اٹھائے جبکہ امام ابھی رکوع میں ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ دوبارہ رکوع میں چلا جائے اور امام کے ساتھ رکوع سے سر اٹھائے اور اس صورت میں رکوع کا زیادہ ہو جانا اگرچہ وہ رکن ہے نماز کو باطل نہیں کرتا۔ ہاں اگر وہ رکوع کی طرف لوٹے اور حالت رکوع میں پہنچنے سے پہلے امام رکوع سے سر اٹھا لے تو پھر اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۴۶۹)۔ اگر کوئی شخص سہواً اپنا سر اٹھا لے اور یہ دیکھے کہ امام ابھی سجدہ میں ہے تو اس کو بھی چاہیئے کہ دوبارہ سجدہ کی طرف لوٹ جائے اگر ایسا اتفاق دونوں سجدوں میں ہو جائے تو دو سجدوں میں زیادتی کی وجہ سے جو کہ رکن ہیں نماز باطل نہیں ہوگی۔

(۱۴۷۰)۔ جس شخص نے بھول کر امام سے پہلے سجدہ سے سر اٹھایا اور پھر دوبارہ سجدہ میں گیا لیکن ابھی حالت سجدہ میں نہ پہنچا تھا کہ امام نے سر اٹھا لیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہوگی ہاں اگر ایسا اتفاق دونوں سجدوں میں ہو جائے تو پھر اس کی نماز باطل ہوگی۔

(۱۴۷۱)۔ اگر بھول کر رکوع یا سجدہ سے سر اٹھائے اور بھول کر یا اس خیال سے کہ وہ امام کو نہیں پا سکے گا۔ رکوع اور سجدہ میں نہ جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۷۲)۔ اگر سجدہ سے سر اٹھائے اور یہ دیکھے کہ امام ابھی سجدہ میں ہے چنانچہ وہ اس خیال سے کہ امام کا پہلا سجدہ ہے امام کے ساتھ سجدہ کرنے کی نیت سے سجدہ میں چلا جائے اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ امام کا دوسرا سجدہ تھا تو احتیاط یہ ہے کہ اس نماز کو تمام کرے اور دوبارہ بھی بجا لائے اور اگر ماموم اس خیال سے کہ امام کا دوسرا سجدہ ہے سجدہ میں چلا جائے بعد میں معلوم ہو کہ یہ امام کا پہلا سجدہ تھا تو احتیاط یہ ہے کہ نماز کو فرادیٰ کی نیت سے تمام کرے۔ اگرچہ وہ امام کی متابعت کرکے سجدہ میں جا کر نماز کو تمام کر سکتا ہے۔

(۱۴۷۳)۔ اگر بھول کر امام سے پہلے رکوع میں چلا جائے تو اگر واپس لوٹنے کی صورت میں امام کی کچھ قرأت پا لے گا تو اگر وہ رکوع سے سر اٹھائے اور امام کے ساتھ دوبارہ رکوع میں جائے تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔

(۱۴۷۴)۔ اگر بھول کر امام سے پہلے رکوع میں جائے اور حالت یہ ہو کہ اگر وہ واپس لوٹ آئے تو امام کی قرأت میں سے کچھ نہ پا سکے گا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ سر اٹھائے اور امام کے ساتھ نماز کو تمام کرے اور اس کی نماز صحیح ہوگی اور اگر امام کے رکوع میں پہنچنے تک سر نہ اٹھایا ہو تو بھی اس کی نماز صحیح ہوگی۔

(۱۴۷۵)۔ اگر امام سے پہلے سجدہ میں چلا جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ سر اٹھائے اور امام کے ساتھ سجدہ میں

شخص اس طرح نیت کرے کہ میں امام حاضر کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۵۸)۔ ماموم کے لئے ضروری ہے کہ وہ جماعت میں الحمد اور سورہ کے علاوہ باقی تمام اذکار خود پڑھے ہاں اگر امام کی تیسری یا چوتھی رکعت ماموم کی پہلی یا دوسری رکعت ہو تو پھر ماموم کو الحمد اور سورہ بھی پڑھنی پڑیگی۔

(۱۴۵۹)۔ اگر ماموم صبح، مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعت میں امام کی قرأت کی آواز سن رہا ہو تو اگرچہ وہ کلمات کو علیحدہ علیحدہ سمجھ نہ رہا ہو تو اسے الحمد اور سورہ نہیں پڑھنا چاہیئے اور اگر امام کی آواز کو نہیں سن رہا تو پھر مستحب یہ ہے کہ الحمد اور سورہ کو آہستہ آہستہ پڑھتا رہے اور اگر سہواً بلند آواز سے پڑھے تو کوئی اشکال نہیں۔

(۱۴۶۰)۔ اگر ماموم امام کے بعض کلمات کو سن سکے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ الحمد اور سورہ نہ پڑھے۔

(۱۴۶۱)۔ اگر ماموم سہواً الحمد اور سورہ پڑھتا رہے یا یہ خیال کرکے کہ جو آواز سن رہا ہے وہ امام کی آواز نہیں اور الحمد اور سورہ پڑھتا رہے اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ وہ امام ہی کی آواز تھی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۶۲)۔ اگر شک کرے کہ امام کی آواز سن رہا ہے یا نہیں یا یہ شک کرے کہ جو آواز سنائی دے رہی ہے امام کی ہے یا کسی دوسرے شخص کی تو اس صورت میں الحمد اور سورہ پڑھ سکتا ہے۔

(۱۴۶۳)۔ ماموم کو چاہیئے کہ نماز ظہر اور عصر کی پہلی اور دوسری رکعت میں الحمد اور سورہ نہ پڑھے اور مستحب ہے کہ اس کی جگہ صرف ذکر پڑھتا رہے۔

(۱۴۶۴)۔ ماموم کو امام سے پہلے تکبیرۃ الاحرام نہیں کہنا چاہیئے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک امام پوری تکبیر تمام نہ کرلے ماموم تکبیرۃ الاحرام نہ کہے۔

(۱۴۶۵)۔ اگر ماموم امام سے پہلے جان بوجھ کر سلام کہہ دے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۶۶)۔ اگر ماموم تکبیرۃ الاحرام اور سلام کے علاوہ کوئی چیز امام سے پہلے کہہ دے تو اس میں کوئی اشکال نہیں لیکن اگر ان چیزوں کو سُنے یا اس کو پتہ ہو کہ امام کب پڑھے گا تو پھر احتیاط مستحب یہ ہے کہ امام سے پہلے نہ کہے۔

(۱۴۶۷)۔ ماموم کو چاہیئے کہ ان چیزوں کے علاوہ کہ جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں نماز کے دوسرے کام بھی (مثلاً رکوع وسجود) امام کے ساتھ یا تھوڑا سا اس کے بعد بجا لائے اور اگر کوئی شخص یہ کام امام سے پہلے یا بہت مدت بعد بجا لائے تو وہ گنہگار ہے لیکن اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر امام (قرأت کی حالت میں رکوع میں چلا جائے تو اس کی نماز باطل ہوگی اور اسی طرح) اگر دو رکن پے در پے امام سے پہلے یا بعد بجا لائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کو تمام کرنے کے بعد دوبارہ پڑھے۔ اگرچہ دور نہیں کہ اس کی نماز صحیح ہو اور فرادیٰ ہو جائے۔

(۱۴۴۹)۔ جو شخص امام سے ایک رکعت پیچھے ہے تو جب امام آخری تشہد پڑھ رہا ہو تو وہ کھڑے ہو کر اپنی باقی نماز کو تمام کر سکتا ہے یا یہ کہ وہ ہاتھوں کی انگلیوں اور پیروں کے سینے کو زمین پر اور اپنے گھٹنوں کو بلند کئے رکھے اور منتظر رہے کہ جب امام سلام کہے تو یہ کھڑا ہو جائے۔

پیش نماز کے شرائط

(۱۴۵۰)۔ امام جماعت کو بالغ، عاقل، شیعہ اثنا عشری، عادل، حلال زادہ ہونا چاہیے اور یہ کہ نماز صحیح پڑھتا ہو اور اگر ماموم مرد ہو تو امام کو بھی مرد ہونا چاہیے اور اگر وہ ممیز بچہ جو اچھائی اور برائی کو سمجھتا ہے دوسرے ممیز بچہ کی اقتداء کرلے تو کوئی حرج نہیں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ عورت کا امام بھی مرد ہو۔

اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر امام جماعت مرد ہونا چاہیے ممیز بچہ کی اقتداء کرنا اگرچہ ماموم بھی ممیز بچے ہوں اشکال رکھتا ہے۔

(۱۴۵۱)۔ جس امام کو عادل سمجھتا تھا اب شک کرے کہ وہ اپنی عدالت پر باقی ہے یا نہیں تو اس امام کی اقتداء کر سکتا ہے۔

(۱۴۵۲)۔ جو شخص نماز کھڑے ہو کر پڑھتا ہے وہ اس شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا جو کہ بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھ رہا ہو اور وہ شخص جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے وہ لیٹ کر نماز پڑھنے والے شخص کی اقتداء نہیں کر سکتا۔

(۱۴۵۳)۔ جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے وہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی اقتداء کر سکتا ہے مگر احتیاط واجب یہ ہے کہ جو شخص لیٹ کر نماز پڑھتا ہے وہ لیٹ کر یا بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی اقتداء نہ کرے۔

(۱۴۵۴)۔ اگر امام جماعت کسی عذر کی وجہ سے تیمم یا جبیرہ والے وضو کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو تو اس کی اقتداء جائز ہے ہاں اگر امام کسی عذر کی وجہ سے نجس لباس میں نماز پڑھ رہا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی اقتداء نہ کرے۔

(۱۴۵۵)۔ اگر امام میں ایسی مرض ہو کہ جس کی وجہ سے وہ پیشاب یا پاخانہ کو روک نہ سکتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس امام کی اقتداء نہ کرے اسی طرح وہ عورت جو مستحاضہ نہیں، مستحاضہ عورت کی اقتداء نہیں کر سکتی۔

(۱۴۵۶)۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ جس کو جذام یا برص کا مرض ہو وہ امام جماعت نہیں ہو سکتا۔

جماعت کے احکام

(۱۴۵۷)۔ جب ماموم نیت کر رہا ہو تو وہ امام کو معین کرے لیکن اس کا نام جاننا ضروری نہیں پس اگر کوئی

اور اگر پڑھ بھی لے تو نماز صحیح ہو گی۔

(۱۴۴۰)۔ اگر امام کی تیسری یا چوتھی رکعت میں اقتدا کرے تو اسے الحمد اور سورہ خود پڑھنا ہو گی اور اگر سورہ پڑھنے کے لئے وقت نہ ہو تو صرف الحمد پڑھے اور اپنے آپ کو رکوع یا سجدے میں امام تک پہنچائے۔ ہاں اگر سجدے میں امام سے جا ملے تو بہتر یہ ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

(۱۴۴۱)۔ جس شخص کو اطمینان ہو کہ اگر وہ سورہ شروع کرے یا سورہ کو تمام کرے تو وہ امام سے رکوع میں مل جائے گا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ سورہ کو شروع کرے اور اگر شروع کر چکا ہے تو تمام کرے۔

(۱۴۴۲)۔ جس شخص کو یقین تھا کہ اگر سورہ پڑھ لے تو امام سے رکوع میں مل جائے گا اگر اس نے سورہ شروع کر لیا اور رکوع میں امام سے نہ مل سکا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۴۳)۔ جب امام قیام میں ہو اور ماموم کو معلوم نہ ہو کہ کونسی رکعت میں امام ہے تو وہ اقتدا کر سکتا ہے لیکن ماموم کو چاہئے کہ الحمد اور سورہ قصد قربت سے پڑھ لے اگر بعد میں معلوم ہو جائے کہ امام کی پہلی یا دوسری رکعت تھی تو پھر بھی اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۴۴)۔ اگر الحمد و سورہ کو اس خیال سے نہ پڑھے کہ یہ امام کی پہلی اور دوسری رکعت ہے لیکن رکوع کے بعد معلوم ہو کہ یہ امام کی تیسری یا چوتھی رکعت تھی تو اس کی یہ نماز صحیح ہے۔ ہاں اگر اسے رکوع سے پہلے یہ معلوم ہو جائے تو وہ الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر وقت نہ ہو تو صرف الحمد پڑھ کر رکوع یا سجدہ میں امام کے ساتھ مل جائے۔

(۱۴۴۵)۔ اگر کوئی شخص اس خیال سے کہ امام تیسری یا چوتھی رکعت میں ہے الحمد اور سورہ پڑھنا شروع کر دے لیکن رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد معلوم ہو کہ یہ امام کی پہلی یا دوسری رکعت تھی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۴۶)۔ جب کوئی شخص نماز مستحبی پڑھ رہا ہو اور جماعت کھڑی ہو جائے تو اگر اسے یہ اطمینان نہ ہو کہ وہ نماز تمام کر کے جماعت سے مل جائے گا تو اسے چاہئے کہ مستحبی نماز کو چھوڑ دے اور جماعت کے ساتھ نماز میں مشغول ہو جائے بلکہ اگر اسے یہ اطمینان نہ ہو کہ وہ پہلی رکعت میں جماعت کو پالے گا تو بھی مستحب ہے کہ اس دستور پر عمل کرے۔

(۱۴۴۷)۔ اگر کوئی شخص تین یا چار رکعتی نماز میں مشغول ہو کہ جماعت کھڑی ہو جائے تو اگر وہ تیسری رکعت سے رکوع میں نہ گیا ہو اور یہ اطمینان بھی نہ ہو کہ اگر نماز کو ختم کرے تو جماعت سے مل سکے گا تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ اس نماز کو مستحبی نماز میں بدل کر دو رکعت تمام کرے اور جماعت میں شریک ہو جائے۔

(۱۴۴۸)۔ اگر امام کی نماز تمام ہو چکی ہو اور ماموم تشہد یا پہلے سلام میں مشغول ہو تو فرادی کی نیت ضروری نہیں۔

اشکال نہیں اسی طرح اگر جس شخص کا اتصال اگلے آدمی کی وجہ سے امام سے ہو تو ان کے درمیان بھی اس قدر فاصلہ ہو جائے تو نماز میں اشکال نہیں البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگلے ماموم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور پچھلے ماموم کے سجدہ کرنے کی جگہ کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو۔

(۱۴۳۳)۔ اگر ماموم کا اتصال امام سے ایسے شخص کی وساطت سے ہو جو کہ اس کے بائیں یا دائیں طرف کھڑا ہے اور آگے سے امام سے متصل نہ ہو تو اس صورت میں اگرچہ دو قدم کے مقدار کا فاصلہ ہو تب بھی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۳۴)۔ اگر نماز میں امام اور ماموم اور اس شخص کے درمیان جس کی وساطت سے امام سے متصل ہے ایک بڑے قدم سے زیادہ فاصلہ ہو جائے تو اس کی نماز فرادیٰ اور صحیح ہے۔

(۱۴۳۵)۔ اگر تمام اگلی صف والوں کی نماز ختم ہو جائے یا سب کے سب فرادیٰ کی نیت کرلیں تو اگر فاصلہ ایک بڑے قدم کے اندازہ سے کم ہو تو پچھلی صف والوں کی نماز جماعت سے صحیح ہے اور اگر فاصلہ ایک بڑے قدم سے زیادہ ہو تو نماز فرادیٰ ہو جائے گی اور صحیح بھی ہوگی۔

(۱۴۳۶)۔ اگر کوئی شخص دوسری رکعت میں اقتدا کرے تو اسے قنوت اور تشہد امام کے ساتھ پڑھتے جانا چاہئے اور احتیاط یہ ہے کہ تشہد پڑھتے وقت ہاتھوں کی انگلیوں اور پیروں کے سینے کو زمین پر رکھ دے اور گھٹنوں کو بلند رکھے اور تشہد کے بعد امام کے ساتھ اٹھ کھڑا ہو اور اٹھ کر الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر سورہ کا وقت نہ ہو تو صرف الحمد پڑھ کر اپنے آپ کو رکوع یا سجود میں امام کے ساتھ پہنچا دے یا فرادیٰ کی نیت کرے اور اس کی نماز صحیح ہے اور اگر سجدہ میں امام سے مل جائے تو بہتر یہ ہے کہ نماز کو احتیاطاً دوبارہ پڑھے۔

(۱۴۳۷)۔ اگر چار رکعت والی نمازوں کی دوسری رکعت میں امام کی اقتدا کرے تو چاہئے کہ اپنی دوسری رکعت میں جو کہ امام کی تیسری رکعت ہوگی دونوں سجدے کرنے کے بعد بیٹھ جائے اور بمقدار واجب تشہد پڑھے پھر کھڑا ہو جائے اور اگر تین مرتبہ تسبیحات پڑھنے کے لئے وقت نہ ہو تو صرف ایک مرتبہ پڑھ کر رکوع یا سجدے میں امام کے ساتھ جا ملے۔

(۱۴۳۸)۔ اگر امام تیسری یا چوتھی رکعت میں ہو اور ماموم کو یہ علم ہو کہ اگر اقتدا کرلی اور سورہ الحمد پڑھی تو رکوع میں امام سے نہیں مل سکتا تو اس صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ صبر کرے تاکہ امام رکوع میں جائے اور یہ اس کی اقتدا کرلے۔

(۱۴۳۹)۔ جس شخص کو معلوم ہو کہ اگر وہ سورہ پڑھے تو رکوع میں امام سے نہیں مل سکے گا تو وہ سورہ نہ پڑھے

چکا ہو مگر امام کو رکوع میں نہ پا سکے تو اس کی نماز بطور فرادیٰ صحیح ہو گی اور اس نماز کو تمام کرے۔

(۱۴۲۵)۔ جب امام رکوع میں ہو اور کوئی اقتدا کرے اور رکوع کی حد تک جھک جائے لیکن اس کو شک ہو کہ امام کو رکوع کی حالت میں پایا ہے یا نہیں تو اس کی نماز صحیح تو ہے مگر ہو گی فرادیٰ۔

(۱۴۲۶)۔ اگر امام کے رکوع میں اس کی اقتدا کرے اور ابھی وہ رکوع کی مقدار نہ جھکا ہو کہ امام رکوع سے سر اٹھائے تو یہ شخص فرادیٰ کی نیت کر سکتا ہے یا پھر صبر کرے یہاں تک کہ امام دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو اور یہ اس کو اپنی پہلی رکعت شمار کرے ہاں اگر امام کے دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہونے میں اتنا طول ہو جائے کہ اس شخص کے متعلق یہ نہ کہا جا سکے کہ جماعت پڑھ رہا ہے تو اسے چاہئے کہ فرادیٰ کی نیت کرلے۔

(۱۴۲۷)۔ اگر نماز کے شروع میں یا الحمد اور سورہ کے درمیان اقتدا کرے اور اس کے رکوع میں جانے سے پیشتر امام رکوع سے سر اٹھائے تو پھر اس کی نماز بطور جماعت صحیح ہو گی اور اُسے چاہئے رکوع کر کے امام سے جا ملے۔

(۱۴۲۸)۔ اگر کوئی شخص اس وقت پہنچے جب کہ امام نماز کا آخری تشہد پڑھنے میں مصروف ہے اور یہ چاہتا ہے کہ جماعت کا ثواب اسے مل جائے تو نیت اور تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد بیٹھ جائے اور امام کے ساتھ تشہد بھی پڑھ سکتا ہے لیکن سلام نہ کہے اور یہاں تک انتظار کرے کہ امام سلام کہہ لے اور اس کے بعد کھڑا ہو جائے اور بغیر دوسری تکبیر اور نیت کے الحمد اور سورہ پڑھے اور اس کو پہلی رکعت شمار کرے

(۱۴۲۹)۔ ماموم کو امام سے آگے کھڑا نہیں ہونا چاہئے اور اگر امام کے برابر کھڑا ہو تو کوئی حرج نہیں اگرچہ اس کا قد امام سے لمبا ہو اور رکوع اور سجود میں اس کا سر امام سے آگے ہو جائے۔

(۱۴۳۰)۔ نماز جماعت میں امام اور ماموم کے درمیان کوئی پردہ یا اس قسم کی کوئی چیز کہ جس سے امام کی پشت دکھائی نہ دیتی ہو فاصلہ نہیں ہونا چاہئے اور اسی طرح اس شخص اور دوسرے شخص کے درمیان کہ جس کی وجہ سے یہ امام سے متصل ہو کسی ایسی چیز کا فاصلہ نہیں ہونا چاہئے۔ ہاں اگر امام اور ماموم عورت ہوں تو ان کے درمیان یا اس عورت اور مرد کے درمیان کہ جو عورت اسی مرد کی وجہ سے امام سے متصل ہوتی ہے پردہ وغیرہ ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

(۱۴۳۱)۔ اگر نماز جماعت شروع ہو جانے کے بعد امام اور ماموم کے درمیان یا ماموم اور اس شخص کے درمیان جس کی وجہ سے ماموم امام سے متصل ہے کوئی پردہ وغیرہ کہ جس سے اس کی پشت نظر نہ آئے فاصلہ ہو جائے تو نماز فرادیٰ ہو جائے گی اور صحیح بھی ہے۔

(۱۴۳۲)۔ اگر ماموم کے سجدہ کرنے کی جگہ اور امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کے درمیان دو قدم کا فاصلہ ہو تو کوئی

(۱۴۱۵)۔ امام کی تکبیر کے بعد اگر پہلی صف والے نماز اور تکبیر کہنے کے لئے آمادہ ہو چکے ہوں تو پھر بعد کی صفوں والے لوگ تکبیر کہہ سکتے ہیں لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ صبر کریں یہاں تک کہ پہلی صف والوں کی تکبیر ختم ہو جائے۔

(۱۴۱۶)۔ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اگلی صفوں میں سے کسی ایک صف والوں کی نماز باطل ہے تو بعد کی صف والے اقتداء نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر معلوم نہ ہو کہ اگلی صف والوں کی نماز صحیح ہے کہ نہیں تو اقتداء کر سکتے ہیں۔

(۱۴۱۷)۔ اگر معلوم ہو جائے کہ امام کی نماز باطل ہے مثلاً معلوم ہو جائے کہ امام کا وضو نہیں ہے اگرچہ خود امام اس بات کی طرف ملتفت نہ ہو تو واقف کار اس کی اقتداء نہیں کر سکتا۔

(۱۴۱۸)۔ اگر ماموم کو نماز کے بعد معلوم ہو جائے کہ امام عادل نہیں تھا یا کافر تھا یا اس کی نماز کسی وجہ سے باطل تھی (مثلاً بغیر وضو کے نماز پڑھی ہے) تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۱۹)۔ اگر نماز کے درمیان شک ہو جائے کہ اس نے اقتداء کی ہے کہ نہیں تو اگر وہ یہ شک ایسی حالت میں کرے کہ جہاں ماموم کے ساتھ مخصوص ہے (مثلاً امام کی الحمد و سورہ کو سن رہا ہے) تو نماز جماعت کے ساتھ تمام کرے اور اگر ایسی حالت میں شک کرے کہ جب وہ ایسے کام میں مشغول ہو جو کہ امام اور ماموم دونوں کو کرنا ہوتا ہے (مثلاً رکوع یا سجدہ میں ہو) تو پھر چاہیئے کہ نماز کو فرادیٰ کی نیت سے تمام کرے۔

(۱۴۲۰)۔ انسان نماز جماعت کے درمیان فرادیٰ کی نیت کر سکتا ہے۔

(۱۴۲۱)۔ اگر ماموم کسی عذر کی وجہ سے امام کی الحمد اور سورہ پڑھنے کے بعد فرادیٰ کی نیت کرے تو پھر اس پر الحمد اور سورہ پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ ہاں اگر امام کی الحمد اور سورہ ختم ہونے سے پہلے فرادیٰ کی نیت کرے تو پھر اسے وہ باقی مقدار جو کہ امام نے ابھی تک نہیں پڑھی پڑھنا پڑے گی۔

(۱۴۲۲)۔ اگر نماز جماعت کے درمیان علیحدگی کی نیت کرے تو احتیاط یہ ہے کہ دوبارہ جماعت کی نیت نہیں کر سکتا اسی طرح اگر تردد میں ہو کہ علیحدگی کی نیت کرے یا نہیں اور پھر اس کے بعد اس کا ارادہ مصمم ہو جائے کہ نماز جماعت کے ساتھ ختم کروں گا تو اس کی نماز خالی از اشکال نہیں ہے۔

(۱۴۲۳)۔ اگر شک کرے کہ اس نے علیحدگی کی نیت کی ہے یا نہیں تو وہ اس پر بنا رکھے کہ اس نے علیحدگی کی نیت نہیں کی۔

(۱۴۲۴)۔ جب امام رکوع میں ہو اور کوئی شخص اقتداء کرکے امام کو رکوع میں جا ملے اگرچہ امام ذکر رکوع تمام کر چکا ہو تو بھی اس کی نماز بطور جماعت صحیح ہو گی اور اس کی ایک رکعت شمار ہو جائے گی اور اگر رکوع کی حد تک جھک

(۱۴۰۷) ۔ اگر کسی کو معلوم نہ ہو کہ امام جو نماز پڑھ رہا ہے وہ یومیہ نمازوں میں سے کوئی واجب نماز ہے یا مستحبی نماز؟ تو پھر اس کی اقتداء نہیں کی جا سکتی۔

(۱۴۰۸) ۔ اگر امام محراب میں ہو اور اس کے پیچھے کوئی شخص نماز نہ پڑھ رہا ہو تو وہ لوگ جو محراب کے دائیں یا بائیں کھڑے ہیں اور محراب کی دیوار کی وجہ سے امام کو نہیں دیکھ سکتے وہ امام کی اقتداء نہیں کر سکتے بلکہ اگر کوئی شخص امام کے پیچھے کھڑا بھی ہو تو ان لوگوں کا اقتداء کرنا جو امام کے دونوں طرف کھڑے ہیں اور دیوارِ محراب کی وجہ سے امام کو نہیں دیکھ سکتے اشکال رکھتا ہے۔

(۱۴۰۹) ۔ اگر صفِ اوّل کی لمبائی کی وجہ سے امام کو وہ لوگ نہ دیکھ سکیں جو دائیں بائیں کھڑے ہیں تو وہ اقتداء کر سکتے ہیں اور اگر کسی دوسری صف کی لمبائی کی وجہ سے وہ لوگ جو اس صف کے دونوں طرف کھڑے ہیں اپنی اگلی صفوں کو نہیں دیکھ سکتے تو وہ بھی اقتداء کر سکتے ہیں۔

(۱۴۱۰) ۔ اگر نماز جماعت کی صفیں مسجد کے دروازے تک پہنچ جائیں تو جو شخص مسجد کے دروازہ میں اگلی صف کے پیچھے کھڑا ہے اس کی نماز صحیح ہے اور اسی طرح ان لوگوں کی نمازیں بھی صحیح ہیں جو اس شخص کے پیچھے کھڑے ہوں لیکن ان لوگوں کی نماز جو اس کے دائیں بائیں کھڑے ہیں اور اپنے سے اگلی صف کو نہیں دیکھ رہے اشکال رکھتی ہے۔

(۱۴۱۱) ۔ جو شخص ستون کے پیچھے کھڑا ہے اگر وہ دائیں یا بائیں طرف سے امام تک مقتدیوں کی وساطت سے متصل نہ ہو تو وہ اقتداء نہیں کر سکتا بلکہ اگر دونوں طرف سے تو متصل ہو مگر آگے کی طرف سے متصل نہ ہو اور ان میں سے کوئی بھی اپنے اگلے والی صف کے کسی آدمی کو نہ دیکھ سکتا ہو تو اس کی جماعت میں اشکال ہے۔

(۱۴۱۲) ۔ امام کے ٹھہرنے کی جگہ ماموم کے ٹھہرنے کی جگہ سے بلند نہیں ہونی چاہیے ہاں اگر امام کی جگہ بہت کم بلند ہو تو اس میں اشکال نہیں اور اسی طرح اگر زمین میں ڈھلوان ہو اور امام بلندی کی طرف کھڑا ہو تو اس صورت میں جبکہ ڈھلان زیادہ نہ ہو اور اس زمین کو مسطح کہا جا سکتا ہو تو کوئی مانع نہیں۔

(۱۴۱۳) ۔ اگر ماموم کی جگہ امام کی جگہ سے بلند ہو تو اس صورت میں جب کہ بلندی زمانہ قدیم کی متعارف مقدار میں ہو مثلاً یہ کہ امام مسجد کے صحن میں ہو اور ماموم مسجد کے کوٹھے پر کھڑا ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں۔ ہاں اگر اس زمانہ کی کئی منزلوں والی عمارت کی طرح ہو تو جماعت میں اشکال ہے۔

(۱۴۱۴) ۔ اگر ان لوگوں کے درمیان میں جو ایک صف میں کھڑے ہیں کسی ممیز بچہ کا (یعنی جو اچھائی اور برائی کو سمجھتا ہو) فاصلہ ہو جائے جبکہ یہ معلوم نہ ہو کہ اس بچے کی نماز باطل ہے تو اقتداء کر سکتے ہیں۔

(۱۳۹۸) - لاپرواہی کی وجہ سے نماز جماعت میں حاضر نہ ہونا جائز نہیں اور مناسب نہیں کہ انسان بغیر عذر کے نماز جماعت ترک کرے۔

(۱۳۹۹) - مستحب ہے کہ انسان انتظار کرے اور نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا اس نماز سے جو بغیر جماعت کے اول وقت میں پڑھی جائے بہتر ہے اسی طرح نماز کو جماعت کے ساتھ مختصر طور پر پڑھنا بہتر ہے اس نماز سے جو بغیر جماعت کے طوالت سے پڑھی جائے۔

(۱۴۰۰) - جب نماز شروع ہو جائے تو اس شخص کے لئے مستحب ہے جو تنہا نماز ادا کر چکا ہے کہ دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھے اور اگر بعد میں معلوم ہو جائے کہ پہلی نماز باطل تھی تو دوسری نماز کافی ہے۔

(۱۴۰۱) - اگر امام یا ماموم جس نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھ چکے ہیں دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہیں تو جب دوسری جماعت اور اس کے اشخاص پہلی جماعت اور اس کے اشخاص کے غیر ہوں تو کوئی اشکال نہیں۔

(۱۴۰۲) - جس شخص کو نماز میں وسواس ہوتا ہو اور صرف اس وقت اس کو وسواس نہ ہوتا ہو جب نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے تو اسے نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔

(۱۴۰۳) - اگر باپ یا ماں اپنی اولاد کو حکم دے کہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کریں تو پھر ان کے لئے احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز جماعت سے پڑھیں لیکن استحباب کی نیت کریں۔

(۱۴۰۴) - احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز عید فطر اور قربان کو زمانہ غیبت امام علیہ السلام میں رجائے مطلوبیت کی نیت سے باجماعت پڑھیں (تحریر الوسیلہ) اور مستحب نمازوں کو جماعت کے ساتھ نہیں پڑھا جا سکتا سوائے نماز استسقاء کے کہ جو طلب بارش کے لئے پڑھتے ہیں۔

(۱۴۰۵) - جب امام نماز پنجگانہ میں سے کسی نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھ رہا ہو تو اس کے ساتھ نماز پنجگانہ میں سے کوئی بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے مگر جب امام یومیہ نمازوں میں سے کسی نماز کو احتیاط کی نیت سے دوبارہ پڑھ رہا ہو تو فقط اس صورت میں جب کہ ماموم کی احتیاط اور امام کی احتیاط ایک ہو تو اقتداء کر سکتا ہے۔

(۱۴۰۶) - اگر امام جماعت اپنی نماز یومیہ کی قضا پڑھ رہا ہو تو پھر اس کے ساتھ اقتداء کی جا سکتی ہے لیکن اگر امام احتیاط کی نیت سے قضا پڑھ رہا ہو یا کسی دوسرے انسان کی قضا نمازیں پڑھ رہا ہو اگرچہ بلا معاوضہ ہو تو پھر اس کے ساتھ اقتداء کرنے میں اشکال ہے مگر اس صورت میں جبکہ انسان کو یہ معلوم ہو کہ جس کے لئے امام قضا پڑھ رہا ہے اس کی نماز فوت ہو گئی تھی تو پھر اس امام کی اقتداء میں اشکال نہیں۔

بجا لایا ہے یا نہیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی قضا دے۔

(۱۳۹۰)۔ اگر یہ معلوم نہ ہو کہ بڑا بیٹا کون سا ہے تو باپ کی قضا نمازیں اور روزے کسی پر بھی واجب نہیں البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کی نمازیں اور روزے وہ بیٹے آپس میں تقسیم کرلیں یا ان کو بجالانے کے لئے قرعہ اندازی کریں۔

(۱۳۹۱)۔ اگر میت نے وصیت کی ہو کہ اس کی نماز اور روزوں کے لئے کسی کو اجیر بنائیں اب اگر اجیر نماز اور روزے صحیح طور پر بجالائے تو بڑے بیٹے پر کوئی چیز بھی واجب نہیں رہیگی۔

(۱۳۹۲)۔ اگر بڑا بیٹا چاہے کہ اپنے باپ کی نماز قضا ادا کرے تو اپنی تکلیف کے مطابق عمل کرے مثلاً قضا نمازوں کو کھڑے ہو کر پڑھے گا۔

(۱۳۹۳)۔ جس شخص کے ذمہ اپنی نماز و روزے واجب ہوں اب اگر باپ کی نماز اور روزے بھی اس پر واجب ہو جائیں تو جس کو بھی پہلے بجالائے وہ صحیح ہے۔

(۱۳۹۴)۔ اگر بڑا بیٹا باپ کی موت کے بعد نابالغ یا دیوانہ ہو تو جب بالغ یا عقلمند ہو جائے وہ باپ کی نماز اور روزے کی قضا دے اور اگر بالغ یا عاقل ہونے سے پہلے مرجائے تو دوسرے بیٹے پر کوئی چیز واجب نہیں۔

(۱۳۹۵)۔ اگر بڑا بیٹا باپ کی نماز اور روزے قضا دینے سے پہلے مرجائے تو دوسرے بیٹے پر کوئی چیز واجب نہیں۔

نماز باجماعت

(۱۳۹۶)۔ واجب نمازوں کو جماعت کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے خصوصاً نماز یومیہ کو جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔ صبح مغرب اور عشا کی نمازوں کو خصوصاً مسجد کے ہمسایے اور اس کے لئے جو مسجد کی اذان کی آواز سنتا ہے زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

(۱۳۹۷)۔ ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ اگر ایک آدمی امام جماعت سے اقتدا کرے تو ہر ایک رکعت نماز کا ثواب ایک سو پچاس نمازوں کے برابر ہے اور اگر اقتدا کرنیوالے دو آدمی ہوں تو ہر ایک رکعت کا ثواب چھ سو نمازوں کے برابر ہے اسی طرح مقتدی جتنے زیادہ ہوتے جائیں گے ثواب میں اضافہ ہوتا جائیگا یہاں تک کہ دس آدمی ہو جائیں اور جب دس آدمیوں سے بڑھ جائیں تو اگر تمام آسمان کاغذ ہو جائیں اور تمام دریا سیاہی بن جائیں اور تمام درخت قلم اور تمام جن و انس لکھنے والے ہوں، تو ایک رکعت کا ثواب نہیں لکھ سکتے۔

سکتا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ قضا نماز کو پہلے بجالائے۔

(۱۳۸۲)۔ جس شخص کو معلوم ہے کہ ایک چار رکعتی نماز نہیں پڑھی لیکن یہ نہیں جانتا ہے کہ وہ ظہر ہے یا عصر ہے یا عشاء۔ اگر اس نیت سے ایک چار رکعتی نماز پڑھ لے کہ جو میں نے نہیں پڑھی تھی اس کی قضا دے رہا ہوں تو کافی ہے۔

(۱۳۸۳)۔ اگر گزشتہ دنوں کی کچھ قضا نمازیں اس کے ذمہ ہیں اور ایک یا ایک سے زیادہ اس دن کی قضا بھی ہے تو اگر تمام کے قضا کرنے کا وقت اس کے پاس نہیں یا وہ نہیں چاہتا کہ تمام اس دن پڑھے تو مستحب ہے کہ اس دن کی قضا کو ادا سے پہلے پڑھ لے البتہ اگر قضا نمازوں کی ترتیب اسے معلوم ہے تو پہلے گزشتہ نمازوں کو پڑھے اور اس نماز کو بھی دوبارہ پڑھے جو پڑھی جا چکی ہے اور اگر اسے معلوم نہیں تو پھر اس مسئلہ میں اشکال ہے اور احتیاط یہ ہے کہ سابق نمازوں کو پڑھنے کے بعد اسے دوبارہ پڑھے۔

(۱۳۸۴)۔ جب تک انسان زندہ ہے تو اگرچہ وہ اپنی نمازوں کی قضا سے عاجز بھی کیوں نہ ہو دوسرا شخص اس کی نمازوں کی قضا نہیں دے سکتا۔

(۱۳۸۵)۔ نماز قضا جماعت کے ساتھ بھی پڑھی جا سکتی ہے چاہے پیش نماز کی نماز ادا ہو یا قضا۔ یہ ضروری نہیں کہ دونوں کی ایک ہی نماز ہو مثلاً اگر صبح کی قضا نماز پیش نماز کی ظہر یا عصر کے ساتھ پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۳۸۶)۔ مستحب ہے کہ ممیز بچے کو جو اچھائی اور برائی کی سمجھ رکھتا ہے نماز پڑھنے اور باقی عبادات کے بجالانے کا عادی بنایا جائے بلکہ مستحب ہے کہ اسے قضا نمازوں کے لئے بھی تیار کریں۔

باپ کی وہ قضا نماز جو بڑے بیٹے پر واجب ہے

(۱۳۸۷)۔ اگر باپ اپنی نمازیں اور روزے نہیں بجالایا تو اگر نافرمانی کے عنوان سے ترک نہ کیا ہو اور ان کی قضا بھی کر سکتا تھا تو بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ اس کی موت کے بعد بجالائے یا اس کے لئے کسی کو اجیر بنائے بلکہ اگر نافرمانی کے طور پر بھی ترک کیا ہو تو بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اسی طرح عمل کرے اور جو روزہ سفر کی وجہ سے نہیں رکھا اگر اس کی قضا نہیں کر سکتا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بڑا بیٹا اس کی قضا دے یا اس کی قضا کے لئے کسی کو اجیر بنائے۔

(۱۳۸۸)۔ اگر بڑے بیٹے کو شک ہے کہ اس کے باپ کے ذمہ قضا نمازیں اور روزے تھے یا نہیں تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں۔

(۱۳۸۹)۔ اگر بڑے بیٹے کو معلوم ہے کہ اس کے باپ کے ذمہ قضا نمازیں تھیں لیکن یہ شک ہو کہ اس نے ان کو

(۱۲۷۱)۔ اگر انسان کو یہ احتمال ہے کہ اس کی کچھ نمازیں قضا ہیں یا جو نمازیں وہ پڑھ چکا ہے صحیح نہیں تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کی قضا دے۔

(۱۲۷۲)۔ پنجگانہ نمازوں کی قضا ترتیب سے دینی چاہئے مثلاً ایک شخص نے ایک دن نماز عصر اور دوسرے دن نماز ظہر نہیں پڑھی تو وہ پہلے نماز عصر اور اس کے بعد نماز ظہر پڑھے۔

(۱۲۷۳)۔ اگر پنجگانہ نماز کے علاوہ مثلاً نماز آیات کی قضا دینا چاہے یا مثلاً چاہتا ہے کہ ایک نماز پنجگانہ اور کچھ نمازیں پنجگانہ کے علاوہ پڑھے تو ضروری نہیں کہ انہیں ترتیب وار بجالائے۔

(۱۲۷۴)۔ جس شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ جو نمازیں مجھ سے قضا ہوئی ہیں ان میں سے کون سی پہلے تھی تو ضروری نہیں کہ اس طرح پڑھے کہ جس سے ترتیب حاصل ہو جائے بلکہ جس کسی کو چاہے مقدم کرسکتا ہے۔

(۱۲۷۵)۔ جس شخص سے کچھ نمازیں قضا ہوئیں اور وہ جانتا ہے کہ ان میں سے کون سی پہلے قضا ہوئی تو (بہتر یہ ہے کہ) ان کی قضا ترتیب سے دے اور جو سب سے پہلے قضا ہوئی اس کی قضا پہلے دے اس کے بعد دوسری اور اسی طرح۔

(۱۲۷۶)۔ اگر میت کی نمازوں کی قضا دینا چاہیں اور یہ معلوم ہو کہ میت کو ترتیب کا علم تھا تو (بہتر یہ ہے کہ) قضا اس طرح بجا لائیں کہ ترتیب حاصل ہو جائے۔

(۱۲۷۷)۔ اگر اس میت کے لئے کہ جس کا تذکرہ گزشتہ مسئلہ میں ہو چکا ہے کئی آدمی اجیر کئے جائیں جو کہ اس کی نماز کی قضا دیں تو (بہتر ہے کہ) ان کے لئے ترتیب کے ساتھ وقت معین کریں تاکہ وہ عمل میں بیک وقت شروع نہ ہو جائیں۔

(۱۲۷۸)۔ اگر جانتے ہوں کہ میت کو ترتیب کا پتہ نہیں تھا یا نہیں جانتے کہ اسے معلوم تھا یا نہیں تو ضروری نہیں کہ قضا میں ترتیب رکھی جائے۔

(۱۲۷۹)۔ گزشتہ مسئلہ میں اگر چند آدمی میت کی نماز قضا کے لئے اجیر بنائے جائیں تو ضروری نہیں کہ وقت کا تعین کریں بلکہ سب کے سب بیک وقت شروع کرسکتے ہیں۔

(۱۲۸۰)۔ جس شخص سے کئی نمازیں قضا ہوئی ہیں لیکن ان کی تعداد کو نہیں جانتا مثلاً نہیں جانتا کہ چار تھیں یا پانچ تو اگر کم والی مقدار پڑھ لے تو کافی ہے اور اگر ان کی تعداد تو جانتا تھا لیکن بھول گیا ہے اب بھی اگر کم مقدار پڑھ لے تو کافی ہے۔

(۱۲۸۱)۔ جس شخص نے اسی دن یا اس سے پہلے دنوں کی قضا دینی ہے تو وہ قضا نماز سے پہلے ادا نماز پڑھ

(۱۳۶۲)۔ جو شخص نماز مسافر کے بعض خصوصیات کو نہ جانتا ہو مثلاً نہیں جانتا کہ جو شخص چار فرسخ تک جائے اور اسی دن یا رات پلٹ آئے تو اسے نماز قصر پڑھنی چاہیے اب اگر چار رکعتی نماز کی نیت سے نماز شروع کی اور تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے اسے مسئلہ معلوم ہوگیا تو نماز دو رکعت پر ختم کردے اور اگر رکوع کے اندر ملتفت ہوا تو اس کی نماز باطل ہے۔ اب اگر ایک رکعت کا وقت بھی باقی ہو تو نماز قصر ادا کرے۔

(۱۳۶۳)۔ جس مسافر کو نماز پوری پڑھنا تھی اگر مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے دو رکعت کی نیت سے مشغول نماز ہوا اور دوران نماز مسئلہ معلوم ہوگیا تو نماز چار رکعت پر ختم کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز تمام ہونے کے بعد دوبارہ اس نماز کو چار رکعت پڑھے۔

(۱۳۶۴)۔ جس مسافر نے نماز نہ پڑھی ہو اگر وقت ختم ہونے سے پہلے اپنے وطن پہنچ جائے یا ایسی جگہ پہنچے کہ جہاں دس دن رہنا چاہتا ہے تو وہ پوری نماز پڑھے اور جو شخص مسافر نہیں اگر اس نے اول وقت میں نماز نہیں پڑھی اور سفر کیا تو سفر میں نماز قصر پڑھے۔

(۱۳۶۵)۔ اگر اس مسافر سے کہ جس کو نماز قصر پڑھنی تھی نماز ظہر، عصر یا عشاء قضا ہو جائے تو اسے دو رکعت قضا کرے اگرچہ گھر میں ہی اس کی قضا دے رہا ہو اور اگر اس شخص سے جو مسافر نہیں ان تین نمازوں میں سے کوئی ایک قضا ہو جائے تو وہ چار رکعت قضا دے اگرچہ سفر میں ہی قضا کیوں نہ دے رہا ہو۔

(۱۳۶۶)۔ مسافر کے لئے مستحب ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد تیس مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھے اور نماز ظہر، عصر و عشاء کے بعد تو بہت تاکید کی گئی ہے بلکہ بہتر ہے کہ ان تین نمازوں کے بعد ساٹھ مرتبہ پڑھے۔

نمازِ قضا

(۱۳۶۷)۔ جس شخص نے اپنی واجب نماز وقت کے اندر نہیں پڑھی تو وہ اس کی قضا دے اگرچہ تمام وقت وہ نیند کی حالت میں رہا ہو یا مست ہو جانے کی وجہ سے نماز نہیں پڑھ سکا البتہ وہ پنجگانہ نمازیں جو عورت نے حالت حیض یا نفاس میں نہیں پڑھیں ان کی قضا نہیں ہے۔

(۱۳۶۸)۔ اگر وقت نماز کے بعد اسے معلوم ہو جائے کہ جو نماز میں نے پڑھی تھی وہ باطل ہے تو وہ اس کی قضا دے۔

(۱۳۶۹)۔ جس پر قضا نماز ہے تو وہ اس کے پڑھنے میں کوتاہی نہ کرے لیکن یہ واجب نہیں کہ فوراً بجا لائے۔

(۱۳۷۰)۔ جس شخص کی نمازیں قضا ہیں وہ مستحب نمازیں پڑھ سکتا ہے۔

(۱۳۵۴) - جس شخص کو معلوم ہے کہ وہ مسافر ہے اور اسے نماز قصر پڑھنی چاہیئے اگر ان چار مقامات کے علاوہ کہ جو گزشتہ مسئلہ میں بیان کئے گئے ہیں کسی جگہ جان بوجھ کر نماز پوری پڑھے تو نماز باطل ہے اور اگر یہ بھی بھول گیا تھا کہ مسافر کو نماز قصر پڑھنی چاہیئے اور پوری پڑھ لے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر وقت گزر بھی چکا ہو نماز کو قضا کرے۔

(۱۳۵۵) - جو شخص جانتا ہے کہ وہ مسافر ہے لہٰذا اس کو نماز قصر پڑھنی چاہیئے۔ اور ملتفت ہوئے بغیر عادت کے مطابق پوری نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔ اور وہ اگر حکم مسافر یا اپنے مسافر ہونے کو بھول گیا ہے اب اگر وقت موجود ہے تو نماز دوبارہ پڑھے بلکہ وقت بھی گزر چکا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی قضا دے۔

(۱۳۵۶) - جس مسافر کو یہ معلوم نہیں کہ اسے نماز قصر پڑھنی چاہیئے اگر وہ نماز پوری پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۳۵۷) - جو مسافر جانتا ہے کہ اسے نماز قصر پڑھنی چاہیئے اگر اس کے بعض خصوصیات کو نہیں جانتا مثلاً نہیں جانتا کہ آٹھ فرسخی سفر میں نماز قصر پڑھنی چاہیئے تو اگر وہ نماز پوری پڑھے اب وقت اگر باقی ہے تو نماز قصر پڑھے اور اگر وقت گزر چکا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز قصر بجا لائے۔

(۱۳۵۸) - وہ مسافر جو جانتا ہے کہ سفر میں نماز قصر پڑھنی چاہیئے اگر اس گمان سے پوری نماز پڑھے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ سے کم ہے تو جب اسے معلوم ہو جائے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ تھا تو جو نماز پوری پڑھ چکا ہے اسے قصر بجا لائے اور اگر وقت گزر بھی چکا ہو تو قصر کی حالت میں اسکی قضا کرے۔

(۱۳۵۹) - اگر اپنے مسافر ہونے کو بھول جائے اور نماز پوری پڑھ لے تو اگر وقت کے اندر اس کو یاد آجائے تو نماز قصر پڑھے اور اگر وقت کے بعد یاد آئے تو نماز کی قضا بجا لائے۔

(۱۳۶۰) - جس شخص کو نماز پوری پڑھنا تھی اگر وہ قصر بجا لائے تو جو بھی صورت ہو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۳۶۱) - اگر چار رکعتی نماز شروع کرے اور اثنائے نماز میں اسے یاد آئے کہ وہ مسافر ہے یا ملتفت ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے تو اگر تیسری رکعت کے رکوع میں نہیں پہنچا تو نماز کو دو رکعت پر ختم کردے اور اگر تیسری رکعت کے رکوع میں پہنچ گیا ہے تو اس کی نماز باطل ہے اب اگر ایک رکعت پڑھنے کا وقت باقی ہے تو نماز قصر پڑھے۔

ہے تو جاتے وقت نمازیں قصر پڑھے اور جب وہاں دس دن رہنے کا ارادہ کریں تو نمازیں پوری پڑھے۔

(۱۳۴۸) جس مسافر کا ارادہ ہو کہ کسی جگہ دس دن تک قیام کرے تو اگر چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد چاہے کہ ایسی جگہ جائے جو چار فرسخ سے کم ہو تو اگر مردد ہو کہ وہ اپنے پہلے محل کی طرف پلٹ جائے یا نہیں یا بالکل پلٹ جانے سے غافل ہو یا یہ چاہتا ہے کہ پلٹ جائے لیکن مردد ہے کہ دس دن یہاں رہے گا یا نہیں یا وہاں دس دن رہنے اور وہاں سے سفر کرنے سے غافل ہو تو جب جا رہا ہے تو اس وقت سے لے کر لوٹنے تک اور لوٹنے کے بعد اپنی نمازیں پوری پڑھے۔

(۱۳۴۹) - اگر اس خیال سے کہ اس کے دوست کسی جگہ دس دن رہنا چاہتے ہیں یہ قصد کرے کہ میں بھی یہاں دس دن رہوں گا اور ایک چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہو کہ اس کے دوستوں نے تو رہنے کا قصد نہیں کیا اب اگرچہ یہ بھی وہاں رہنے سے صرف نظر کرے تو جب تک وہاں ہے نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۵۰) - اگر مسافر آٹھ فرسخ تک پہنچنے کے بعد تیس دن تک کسی جگہ رک جائے اور ان تیس دنوں میں جانے اور رہنے کے درمیان مردد رہے تو اب تیس دن گزر جانے کے بعد اگرچہ تھوڑا سا وقت ہی وہاں رہے تو نماز پوری پڑھے البتہ اگر آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے باقی راستہ طے کرنے میں مردد ہو جائے تو جس وقت سے مردد ہوا ہے نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۵۱) - جو مسافر نو دن یا اس سے کم کسی جگہ رہنا چاہتا ہے تو اگر نو دن یا اس سے کم اس جگہ رہنے کے بعد چاہے کہ اور نو دن یا اس سے کم وہیں رہے اور اسی طرح تیس دن ہو جائیں تو اکتیسویں دن نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۵۲) - جو شخص تیس دن تک مردد رہا تو اب وہ اس صورت میں نماز پوری پڑھے گا۔ اگر تیس دن ایک ہی جگہ رہا ہو لیکن اگر کچھ دن کسی جگہ اور کچھ دن کسی اور جگہ رہا ہے تو وہ تیس دن کے بعد بھی نماز قصر پڑھے۔

متفرق مسائل

(۱۳۵۳) - مسافر کو اختیار ہے کہ مسجد الحرام، مسجد نبویؐ اور مسجد کوفہ میں نماز پوری پڑھے۔ البتہ اگر ان مساجد کی اس جگہ پر نماز پڑھنا چاہے کہ جو پہلے تو مساجد کی جز نہیں تھیں لیکن بعد میں ان مساجد کے ساتھ ان کا اضافہ ہو گیا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز قصر پڑھے۔ حرم اور رواق حضرت سید الشہداء علیہ السلام میں بلکہ اس مسجد میں بھی جو متصل حرم ہے مسافر پوری نماز پڑھ سکتا ہے۔

بدل لے یا مردد ہو جائے کہ یہاں رہوں یا کسی اور جگہ تو نماز قصر پڑھے اور اگر ایک چار رکعتی نماز پڑھ لینے کے بعد ارادہ بدلے تو جب تک وہاں مقیم ہے نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۴۰)۔ جس مسافر نے کسی جگہ دس دن رہنے کا قصد کیا ہو وہ اگر روزہ رکھ لے اور زوال کے بعد وہاں رہنے سے صرف نظر کرے تو اگر ایک چار رکعتی نماز وہاں پڑھ چکا ہے تو اس کا یہ روزہ صحیح ہے اور جب تک وہاں رہے اپنی نمازیں پوری پڑھے اور اگر وہاں ایک چار رکعتی نماز نہیں پڑھ چکا تو اس کا یہ روزہ تو صحیح ہے البتہ نمازیں قصر پڑھے اور اس کے بعد کے روزے بھی نہ رکھے۔

(۱۳۴۱)۔ جس مسافر نے یہ قصد کیا ہو کہ فلاں جگہ دس دن رہنا ہے اگر وہاں رہنے سے صرف نظر کرے اور شک کرے کہ رہنے کے قصد کو توڑنے سے پہلے ایک چار رکعتی نماز پڑھ چکا ہوں یا نہیں تو وہ اپنی نمازیں قصر کریں۔

(۱۳۴۲)۔ اگر مسافر اس نیت سے کہ نماز قصر پڑھے گا نماز میں مشغول ہوا اور دوران نماز یہ پختہ ارادہ کرلے کہ دس دن یا اس سے زیادہ رہنا ہے تو یہ نماز پوری چار رکعتیں پڑھے۔

(۱۳۴۳)۔ جس مسافر نے کسی جگہ دس دن رہنے کا قصد کیا ہے اگر چار رکعتی نماز کے دوران اپنا قصد بدل لے تو اگر تیسری رکعت میں مشغول نہیں ہوا تو نماز کو دو رکعت پر ختم کر دے اور باقی نمازیں قصر پڑھے اور اگر تیسری رکعت میں مشغول ہو گیا تھا تو اس کی نماز باطل ہے اور جب تک وہاں رہے نماز قصر پڑھے اگرچہ تیسری رکعت کے رکوع میں داخل ہو چکا ہو۔

(۱۳۴۴)۔ جس مسافر نے کسی جگہ دس دن رہنے کا قصد کیا ہو اگر دس دن سے زیادہ وہاں رہ جائے تو جب تک وہاں سے سفر نہ کرے نماز پوری پڑھتا رہے اور ضروری نہیں کہ دوبارہ دس دن رہنے کا قصد کرے۔

(۱۳۴۵)۔ جس مسافر نے کسی جگہ دس دن رہنے کا قصد کیا ہو تو وہ واجب روزہ رکھے اور مستحبی روزہ بھی رکھ سکتا ہے اور نماز جمعہ نوافل ظہر و عصر و عشاء بھی پڑھ سکتا ہے۔

(۱۳۴۶)۔ جس مسافر نے کسی جگہ دس دن رہنے کا قصد کیا ہے اگر چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد چاہے کہ کسی ایسی جگہ جائے جو وہاں سے چار فرسخ سے کم ہے اور وہاں سے جائے قیام کی طرف پلٹ آئے تو نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۴۷)۔ جس مسافر نے کسی جگہ دس دن رہنے کا قصد کیا ہے اگر چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد چاہے کہ کسی ایسی جگہ جائے جو آٹھ فرسخ سے کم ہے اور وہاں دس دن رہے تو جاتے ہوئے اور اس جگہ کہ جہاں جا کر دس دن رہنا ہے نمازیں پوری پڑھے البتہ اگر وہ جگہ کہ جہاں جانا چاہتا ہے آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ

پہنچ جائے جو کبھی اس کا وطن غیر اصلی رہا ہو اور اب وہاں رہنے کا قصد نہیں رکھتا تو وہاں نماز قصر پڑھے۔ اگرچہ ابھی تک کوئی اور وطن بھی اختیار نہ کر چکا ہو۔

(۱۳۳۲)۔ جو مسافر ارادہ رکھتا ہے کہ دس دن پے در پے فلاں جگہ رہنا ہے یا اسے معلوم ہے کہ بے اختیار یہاں دس دن رہنا پڑے گا تو وہاں نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۳۳)۔ جو شخص کسی جگہ دس دن رہنے کا قصد رکھتا ہے تو ضروری نہیں کہ پہلی رات اور گیارھویں رات بھی وہاں گزارنے کا قصد کرے پس اگر وہ قصد کرے کہ پہلے دن کی اذان صبح سے لے کر گیارھویں دن کے غروب تک یہاں رہے گا تو وہ پوری نماز پڑھے اور اس طرح مثلاً اس کا قصد یہ ہو کہ پہلے دن کی ظہر سے لے کر گیارھویں دن کی ظہر تک رہے گا تو نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۳۴)۔ جو مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہے تو وہ اس صورت میں نماز پوری پڑھے گا اگر وہ قصد رکھتا ہے کہ دس دن ایک ہی جگہ رہے گا تو اگر مثلاً وہ قصد رکھتا ہے کہ دس دن نجف اور کوفہ یا تہران جو کہ بڑے شہروں میں حساب ہوتا ہے اور اس کا حکم خاص ہیں گزرے تو اس کی نماز قصر ہے۔

(۱۳۳۵)۔ جو مسافر دس دن کہیں رہنا چاہتا ہے اگر ابتداء سے یہ ارادہ رکھتا تھا کہ ان دس دنوں میں اس جگہ کے اطراف میں بھی جاؤں گا تو جس جگہ جانا چاہتا ہے اگر وہ حد ترخص سے دور نہیں تو تمام دس دن نماز پوری پڑھے اور اگر حد ترخص سے دور ہو تو تمام دس دنوں میں نماز قصر پڑھے البتہ اگر ایک دو گھنٹوں کے لئے جا کر پلٹ آئے تو تمام دس دنوں میں نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۳۶)۔ جو مسافر پختہ ارادہ نہیں رکھتا کہ دس دن کسی جگہ رہے مثلاً اس کا ارادہ ہے کہ اگر اس کا دوست آگیا یا اچھا مکان مل گیا تو دس دن یہاں رہوں گا تو نماز قصر پڑھے۔

(۱۳۳۷)۔ جو شخص پختہ ارادہ رکھتا ہے کہ دس دن کسی جگہ رہے گا اگرچہ احتمال دیتا ہے کہ وہاں رہنے سے کوئی مانع پیدا ہو جائے گا۔ اب اگر لوگ اس کے احتمال کی پرواہ نہ کرتے ہوں تو نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۳۸)۔ اگر مسافر کو معلوم ہے کہ مثلاً مہینہ ختم ہوتے میں دس یا اس سے زیادہ دن رہتے ہیں اور قصد کرے کہ مہینہ کے ختم ہونے تک یہاں رہوں گا تو نماز پوری پڑھے البتہ اگر یہ نہیں جانتا کہ مہینہ کے اختتام تک کتنے دن رہتے ہیں اور قصد کرے کہ آخر ماہ تک یہاں رہوں گا تو نماز قصر پڑھے اگرچہ (واقع میں) قصد کرنے کے وقت سے لے کر آخر ماہ تک دس دن یا اس سے زیادہ وقت ہو۔

(۱۳۳۹)۔ اگر مسافر کا ارادہ ہو کہ کسی جگہ دس دن رہے گا اب اگر چار رکعتی نماز پڑھنے سے پہلے وہاں رہنے کا ارادہ

اذان کی آواز نہ سن سکیں۔

(۱۳۲۳)۔ اگر ایسی جگہ نماز پڑھنا چاہتا ہے جہاں شک رکھتا ہے کہ حد ترخص تک پہنچا ہے یا نہیں یعنی ایسی جگہ تک کہ جہاں سے اذان کی آواز نہ سن سکے اور دیوار نظر نہ آئے تو نماز پوری پڑھے اور اگر سفر سے پلٹتے وقت شک کرے کہ حد ترخص تک پہنچ گیا ہے یا نہیں تو نماز قصر پڑھے چونکہ انسان کے لئے بعض مقامات پر اشکال پیدا ہوجاتا ہے مثال کے طور پر فرض مسئلہ میں نکلنے کے وقت نماز ظہر کو تمام ادا کرے اور واپس لوٹنے کے وقت اسی جگہ نماز عصر قصر انجام دے تو اسکو یا وہاں نماز نہ پڑھنی چاہئے اور اس صورت میں کہ اپنی حرکت کو جاری رکھے جب علم حاصل کرے کہ حد ترخص تک پہنچا ہے نماز کو قصر انجام لائے اور واپس آنے کے وقت جب اپنے گھر پہنچے تو نماز کو تمام پڑھے یا اس سے پہلے ہی تمام اور قصر انجام لائے یا تو وہاں نماز پڑھے یا قصر اور تمام دونوں پڑھے

(۱۳۲۴)۔ جو مسافر دوران سفر اپنے وطن سے عبور کرے پس جب ایسی جگہ پہنچ جائے کہ وطن کی وہاں سے دیوار دیکھے اور اذان کی آواز سن لے تو نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۲۵)۔ جو مسافر اپنے سفر کے دوران وطن میں پہنچ گیا ہے تو جب تک وطن میں ہے نماز پوری پڑھے البتہ اگر چاہے کہ وہاں سے آٹھ فرسخ تک جائے یا چار فرسخ جائے اور آئے تو جب ایسی جگہ پہنچ کر وطن کی دیوار نہ دیکھ سکے اور اذان کی آواز نہ سنائی دے تو نماز قصر پڑھے۔

(۱۳۲۶)۔ جس جگہ کو انسان اپنے قیام اور زندگی گزارنے کے لئے انتخاب کرے وہ اس کا وطن ہے چاہے وہ وہاں پیدا ہوا ہو اور اس کے ماں باپ کا وطن ہو یا یہ کہ اس نے خود زندگی گزارنے کے لئے اسے پسند کیا ہو۔

(۱۳۲۷)۔ اگر کسی ایسی جگہ ایک مدت تک رہنے کا قصد رکھتا ہے جو کہ اس کا وطن اصلی نہیں اور اس کے بعد دوسری جگہ جانا چاہتا ہے تو وہ جگہ اس کا وطن شمار نہیں ہوگی۔

(۱۳۲۸)۔ جب تک انسان کسی جگہ ہمیشہ رہنے کا قصد نہ کرے جو کہ اس کا اصلی وطن نہیں تو وہ جگہ اس کا وطن شمار نہیں ہوگی مگر یہ کہ رہنے کے قصد کے بغیر اتنا رہے کہ لوگ کہیں کہ یہ اس کا وطن ہے۔

(۱۳۲۹)۔ جو شخص دو جگہ زندگی بسر کر رہا ہے مثلاً چھ ماہ ایک شہر میں اور چھ ماہ دوسرے شہر میں تو دونوں اس کے وطن ہیں اور اسی طرح اگر دو سے زیادہ مقامات کو زندگی گزارنے کے لئے اختیار کر چکا ہے تو بنا بر احتیاط واجب تیسری جگہ اور اس سے زیادہ پر نماز کو تمام اور قصر انجام دے۔

(۱۳۳۰)۔ وطن اصلی اور وہ وطن جو غیر اصلی ہے کہ جس کا ذکر ہو چکا ہے اگر ان کے علاوہ کسی جگہ قصداً اقامہ (دس دن رہنا) نہ کرے تو اس کی نماز قصر ہے چاہے اس کا ملک ہو یا نہ ہو چاہے چھ ماہ وہاں رہ چکا ہو یا نہیں۔

(۱۳۳۱) اگر کسی ایسی جگہ پہنچ جائے جو کبھی اس کا وطن اصلی رہا ہو اور عملاً اب وہاں نہیں رہتا بلکہ اس سے صرف نظر کر چکا ہے یا کسی ایسی جگہ پر

اور گنبد بھی نظر نہ آئیں یا دیواریں بالکل نہ دکھائی دیں بلکہ اتنی مقدار دور گیا ہے کہ دیواریں پورے طور پر نظر نہیں آئیں تو کافی ہے اور وہ شخص جس نے کسی جگہ دس دن کے رہنے کا قصد کیا ہے اگر آٹھ فرسخ کی نیت سے وہاں سے خارج ہو جائے جبتک حد ترخص تک نہیں پہنچے احتیاط واجب کے بنا پر نماز کو تمام اور قصر بھی انجام دے اور بڑے شہروں مثل تہران میں حد ترخص وہ محلہ ہے جس میں رہتا ہو۔

(۱۳۱۵) - جو شخص سفر پر جا رہا ہے اگر ایسی جگہ پہنچ جائے کہ اذان سنائی نہ دے لیکن شہر کی دیواریں نظر آتی ہوں یا دیواریں نظر نہ آتی ہوں لیکن اذان سنائی دیتی ہو اب اگر ایسی جگہ نماز پڑھنا چاہتا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز قصر اور پوری دونوں پڑھے۔

(۱۳۱۶) - جو مسافر وطن کو پلٹ رہا ہو جب وطن کی دیوار دیکھ لے اور اذان کی آواز سن لے تو نماز پوری پڑھے البتہ وہ مسافر جو کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہے جب اس کی دیوار دیکھے اور اذان کی آواز سن لے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز میں تاخیر کرے یہاں تک کہ اس جگہ پہنچ جائے یا نماز قصر اور پوری دونوں پڑھے۔

(۱۳۱۷) - اگر شہر بلند جگہ پر ہے کہ دور سے نظر آتا ہے یا اتنا نیچے ہے کہ اگر انسان تھوڑا سا دور ہو جائے تو اس کی دیوار نہیں دیکھ سکتا جو شخص ایسے شہر سے سفر کرنا چاہتا ہے تو جب اتنا دور نکل جائے کہ اگر یہ شہر ہموار زمین میں ہوتا تو اس کی دیوار وہاں نظر نہ آتی تو نماز قصر پڑھے اور اسی طرح اگر گھروں کی پستی و بلندی معمول سے زیادہ ہے تو معمول کا اندازہ لگایا جائے۔

(۱۳۱۸) - اگر ایسی جگہ سے سفر کرے کہ جہاں گھر اور دیوار نہیں تو وہاں سے جب ایسی جگہ پہنچ جائے کہ اگر مسافرت والی جگہ دیوار ہوتی تو اس جگہ سے نظر نہ آتی تو نماز قصر پڑھے۔

(۱۳۱۹) - اگر اتنا دور ہو گیا ہے کہ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ جو آواز سن رہا ہے یہ اذان کی آواز ہے یا کسی اور چیز کی تو نماز قصر پڑھے البتہ اگر وہ سمجھ رہا ہو کہ اذان کہی جا رہی ہے لیکن اس کے کلمات میں تشخیص نہیں کر سکتا تو نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۲۰) - اگر اتنا دور ہو جائے کہ گھروں کی اذان تو نہیں سن سکتا البتہ شہر کی اذان جو بلند جگہ پر کہی جاتی ہے سن رہا ہے تو نماز قصر نہ پڑھے۔

(۱۳۲۱) اگر ایسی جگہ پہنچ جائے کہ شہر کی اذان جو معمولاً بلند جگہ پر دی جاتی ہے وہ تو نہیں سن رہا لیکن وہ اذان جو بہت بلند جگہ دی جاتی ہے اسے سن رہا ہے تو نماز قصر پڑھے۔

(۱۳۲۲) - اگر اس کی آنکھ کان یا اذان کی آواز معمول کے مطابق نہ ہوں تو ایسی جگہ سے نماز قصر پڑھے کہ جہاں سے متوسط قسم کے آدمی کی آنکھیں گھروں کی دیواروں کو نہ دیکھ سکیں اور متوسط لوگوں کے کان معمول کے مطابق

(۱۳۰۶)۔ جس شخص کا شغل حملہ داری ہے اور وہ حاجیوں کو راہِ دُور سے مکہ لے جاتا ہے اگر وہ سارا سال یا سال کا زیادہ حصہ سفر میں رہے تو نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۰۷)۔ جس شخص کا سال کے کچھ دن شغل سفر ہوتا ہے مثلاً وہ ڈرائیور جو صرف گرمیوں یا سردیوں میں اپنی موٹر کرایہ پر دیتا ہے تو جس سفر میں وہ اپنے کام میں مشغول ہے نماز پوری پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ قصر اور تمام دونوں پڑھے۔

(۱۳۰۸)۔ ڈرائیور اور پھیری لگانے والا جو شہر سے دو تین فرسخ تک جاتا آتا رہتا ہے اگر اتفاقاً آٹھ فرسخ تک سفر کرے تو نماز قصر پڑھے۔

(۱۳۰۹)۔ جس کا شغل سفر ہے اگر دس دن یا اس سے زیادہ اپنے وطن میں رہ جائے چاہے ابتداء سے دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو یا بغیر ارادہ کے رہ جائے تو پہلا سفر جو دس دن کے بعد کرے اس میں نماز قصر پڑھے۔

(۱۳۱۰)۔ جس شخص کا شغل سفر ہو اگر وطن کے علاوہ کسی جگہ دس دن رہ جائے تو پہلا سفر جو دس دن کے بعد کرے نماز قصر پڑھے چاہے پہلے سے دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو یا نہیں۔

(۱۳۱۱)۔ جس کا شغل سفر ہو اگر شک کرے کہ اپنے وطن میں یا کسی دوسری جگہ دس دن رہا ہوں یا نہیں تو نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۱۲)۔ جو مختلف شہروں کی سیاحی کرتا ہے اور اس نے اپنے لئے کوئی وطن نہیں بنایا وہ نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۱۳)۔ جس کا شغل سفر نہیں اگر مثلاً شہر یا دیہات میں اس کی جنس پڑی ہے کہ جسے لانے کے لئے پے در پے سفر کرتا ہے تو وہ نماز قصر پڑھے۔

(۱۳۱۴)۔ جو شخص اپنے وطن سے روگردانی کر چکا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنے لئے کوئی اور وطن اختیار کرے اگر اس کا شغل سفر نہیں تو سفر میں نماز قصر پڑھے۔

آٹھویں شرط

یہ کہ حد ترخص تک پہنچ جائے یعنی اپنے وطن سے

اتنا دور ہو جائے کہ شہر کی دیوار نظر نہ آئے اور اذان کی آواز نہ سُنے البتہ ہوا، گرد و غبار یا اس قسم کی کوئی چیز نہ ہو جو دیوار کے دیکھنے اور اذان کے سننے سے باز رکھتی ہو اور یہ ضروری نہیں کہ اتنا دور ہو جائے کہ مناسے

کے لیۓ شکار کے لیۓ جائے تو نماز قصر ہوگی اور اگر تجارت اور مال کو زیادہ کرنے کے لیے جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز قصر بھی پڑھے اور پوری بھی البتہ روزہ نہ رکھے۔

(۱۲۹۹)۔ جو شخص سفر معصیت پر گیا تھا اگر واپسی پر توبہ کرے تو نماز قصر پڑھے اور اگر توبہ نہیں کی تو پھر قصر پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ قصر اور تمام دونوں پڑھے۔

(۱۳۰۰)۔ جس کا سفر معصیت ہے اگر راستے میں گناہ کا ارادہ چھوڑ دے تو اگر بقیہ راستہ آٹھ فرسخ یا چار فرسخ ہے اور یہ وہاں جاکر لوٹنا چاہتا ہے تو نماز قصر پڑھے۔

(۱۳۰۱)۔ جس نے گناہ کے لیۓ سفر نہیں کیا اب اگر راستہ میں ارادہ کرے کہ باقی راستہ گناہ کے لیۓ جائے تو نماز پوری پڑھے البتہ جتنی نمازیں قصر پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہیں۔

چھٹی شرط

یہ کہ انسان بادیہ نشین نہ ہو جو کہ صحراؤں میں گردش کرتے رہتے ہیں اور جہاں کہیں انہیں پانی اور خوراک ان کے لیۓ اور ان کے متعلقین کے لیۓ مل جائے وہیں رہ جاتے ہیں اور چند دن کے بعد دوسری جگہ چلے جاتے ہیں تو ایسے بادیہ نشین اپنے سفروں میں نماز پوری پڑھیں گے۔

(۱۳۰۲)۔ اگر کوئی بادیہ نشین منزل اور اپنے حیوانات کے لیے چراگاہ تلاش کرنے کے لیۓ سفر کرے تو اگر اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز قصر اور تمام دونوں پڑھے۔

(۱۳۰۳)۔ اگر صحرانشین زیارت حج یا تجارت وغیرہ کے لیۓ سفر کرے تو نماز قصر پڑھے گا۔

ساتویں شرط

یہ کہ اس کا شغل سفر نہ ہو تو اس بناء پر شتربان، ڈرائیور، چوکیدار، کشتی بان اور اس قسم کے لوگ اگرچہ اپنے گھر کا سامان لانے کے لیۓ سفر کریں تو پہلے سفر کے علاوہ نماز پوری پڑھیں لیکن پہلے سفر میں چاہے لمبا ہی کیوں نہ ہو ان کی نماز قصر ہے۔

(۱۳۰۴)۔ جس کا شغل سفر ہے اگر کسی اور کام کے لیۓ مثلاً حج وزیارت کے لیۓ سفر کرے تو نماز قصر پڑھے البتہ اگر ڈرائیور اپنی بس کرایہ پر دے اور ضمناً خود بھی زیارت کرے تو نماز پوری پڑھے گا۔

(۱۳۰۵)۔ حملدار یعنی وہ شخص جو فقط حج کے موسم میں مسافرت کا شغل اختیار کرتا ہے (اور حاجیوں کے کام انجام دیتا ہے اور ٹھیکہ لیتا ہے) وہ نماز کو قصر کرے۔

(۱۲۹۱) - جو شخص چاہتا ہے کہ آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرے یا دس دن کسی جگہ قیام کرے اور اسی طرح وہ شخص جو مردد ہے کہ اپنے وطن سے گزرے گا یا دس دن کسی جگہ رہے گا اب اگر کہیں دس دن رہنے یا اپنے وطن سے گزرنے کا ارادہ چھوڑ دے تب بھی نماز پوری پڑھے البتہ اگر بقیہ راستہ آٹھ فرسخ ہے یا چار فرسخ لیکن وہ چاہتا ہے کہ جائے اور پلٹ آئے تو نماز قصر پڑھے۔

پانچویں شرط

یہ کہ کسی حرام کام کے لئے سفر نہ کرے اور اگر کسی فعل حرام کے لئے مثلاً چوری کرنے کے لئے سفر کرے تو نماز پوری پڑھے اور یہی حکم ہے اگر وہ سفر کرنا حرام ہو مثلاً یہ کہ اس کے لئے مضر ہو یا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر یا بیٹا ماں باپ کے روکنے کے باوجود سفر کرے جبکہ وہ سفر ان پر واجب ہو البتہ اگر مثلاً حج واجب کا سفر ہے تو نماز قصر پڑھے۔

(۱۲۹۲) - جو سفر ماں باپ کی تکلیف کا باعث ہو تو وہ حرام ہے اور انسان کو اس سفر نماز پوری پڑھنا پڑے گی۔ اور روزہ بھی رکھنا ہوگا۔

(۱۲۹۳) - جس کا سفر حرام نہیں اور حرام کام کے لئے بھی سفر نہیں کر رہا تو اگرچہ سفر میں کوئی گناہ کرے مثلاً غیبت کرے یا شراب پیئے تو نماز قصر پڑھے گا۔

(۱۲۹۴) - اگر خاص طور پر کسی واجب کام کو ترک کرنے کے لئے سفر کرے تو اس کی نماز پوری ہے پس اگر کوئی شخص مقروض ہے اور قرضہ ادا کر سکتا ہے اور قرض خواہ بھی مطالبہ کر رہا ہو تو اگر سفر میں قرض نہیں دے سکتا بلکہ فقط قرض ادا کرنے سے فرار کیلئے یا کسی اور واجب کو ترک کرنے کیلئے سفر کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر نماز کو تمام اور قصر میں بجالائے اور اگر خصوصی طور پر ترک واجب کے لئے سفر نہ ہو تو نماز قصر پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ قصر بھی کرے اور پوری بھی پڑھے۔

(۱۲۹۵) - اگر اس کا سفر کرنا حرام نہ ہو لیکن سواری کا جانور یا کوئی اور سواری جس پر سوار ہے غصبی ہو تو نماز قصر پڑھے البتہ اگر غصبی زمین پر سفر کر رہا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز قصر بھی پڑھے اور پوری بھی۔

(۱۲۹۶) - جو شخص کسی ظالم کے ساتھ سفر کر رہا ہے اگر مجبور نہیں اور اس کا سفر ظالم کی اعانت ہو تو نماز پوری پڑھے اور اگر مجبور ہے یا مثلاً کسی مظلوم کو نجات دلانے کے لئے اس کے ساتھ سفر کر رہا ہو تو نماز قصر پڑھے۔

(۱۲۹۷) - اگر سیر و تفریح کے لئے سفر کرے تو حرام نہیں اور نماز بھی قصر پڑھے۔

(۱۲۹۸) - اگر لہو و لعب اور خوش وقتی کے لئے شکار کو جائے تو نماز پوری پڑھے اور اگر اپنی روزی مہیا کرنے

احکام مزارعہ

(۲۲۲۵) مزارعہ اسے کہتے ہیں کہ مالک زمین یا وہ شخص جس کے اختیار میں زمین ہے زراعت کرنے والے سے اس طرح معاملہ کرے کہ زمین اس کے اختیار میں دیدے تاکہ وہ زراعت کرے اور زمین سے حاصل شدہ جنس میں سے کچھ مالک کو دے۔

(۲۲۲۶) مزارعہ کی چند شرائط ہیں :۔

۱۔ یہ کہ مالکِ زمین زراعت کرنے والے سے کہے کہ میں زمین تیرے سپرد کرتا ہوں اور زراعت کرنے والا کہے میں قبول کرتا ہوں یا بات کئے بغیر مالک زمین زراعت کرنے والے کی سپردگی میں دیدے اور وہ اسے اپنی تحویل میں لے لے۔

۲۔ مالکِ زمین اور زراعت کرنے والا دونوں بالغ و عاقل ہوں اور قصد و اختیار سے عقد مزارعہ کو انجام دیں اور حاکمِ شرع نے انہیں اپنے اموال میں تصرف کرنے سے نہ روکا ہوا ہو بلکہ اگر بالغ ہوتے وقت وہ سفیہ ہوں تو اگرچہ حاکمِ شرع نے انہیں تصرف کرنے سے نہ روکا ہو۔ تب بھی وہ عقد مزارعہ نہیں انجام دے سکتا اور یہ حکم تمام معاملات میں جاری ہے۔

۳۔ زمین سے تمام حاصل شدہ جنس ایک شخص سے مخصوص نہ کر دی جائے۔

۴۔ ہر ایک کا حصّہ مشاعًا ہو مثلاً حاصل شدہ جنس کا آدھا یا تیسرا حصّہ وغیرہ اور وہ معین ہو۔ پس اگر یوں قرار دیں کہ زمین کے ایک ٹکڑے کے محصولات ایک کے ہیں اور دوسرے کے دوسرے کے ہیں تو صحیح نہیں ہے اور اسی طرح اگر مالک کہے کہ اس زمین میں زراعت کرو اور جتنا چاہو مجھے دے دینا تو صحیح نہیں ہے۔

۵۔ جتنی مدت زمین زراعت کرنے والے کے اختیار میں رہنی ہے۔ وہ معین ہو اور مدت اتنی ہو کہ محصولات زمین کا اس مدت میں حصول ممکن ہو اور زمین قابلِ زراعت ہو اور اگر زراعت اس میں ممکن نہ ہو لیکن ممکن ہے کہ کوئی ایسا کام کریں کہ جس سے زراعت ممکن ہو جائے تو عقد مزارعہ صحیح ہے۔

۶۔ اگر ایسی جگہ ہے کہ جہاں مثلاً صرف ایک قسم کی زراعت ہوتی ہے تو اگرچہ اس کا نام بھی نہ لیں تو بھی وہ زراعت

معین ہوگی اور اگر چند قسم کی زراعت ہوتی ہے تو جو زراعت انجام دینا چاہتا ہے۔ اس کو معین کریں مگر یہ کہ ان کا کوئی معمول ہو کہ جس کے مطابق عمل کرتے ہوں۔

۷۔ مالک زمین کو معین کرے پس جس کے پاس زمین کے چند ٹکڑے ہیں اور وہ آپس میں تفاوت رکھتے ہیں۔ پس اگر زراعت کرنے والے سے کہے کہ ان میں سے کسی ایک میں زراعت کرو اور اس کو معین نہ کرے تو عقد مزارعہ باطل ہے۔

۸۔ ہر ایک کو جو جو خرچ کرنا ہے وہ معین کیا جائے۔ البتہ اگر ہر ایک کو جو خرچ کرنا ہے وہ معلوم ہو پھر معین کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۲۲۲۷) اگر مالک زراعت کرنے والے سے قرارداد کرے کہ محصولات کی اتنی مقدار تو میری اور بقیہ ہم آپس میں تقسیم کرلیں گے تو اگر یہ معلوم ہو کہ اتنی مقدار کے بعد کچھ باقی رہے گا۔ تو مزارعہ صحیح ہے۔

(۲۲۲۸) اگر مزارعہ کی مدت ختم ہو جائے اور ابھی تک محصولات ہاتھ نہ آئیں تو اگر مالک راضی ہو جائے کہ کرایہ کے ساتھ یا بغیر کرایہ کے زراعت زمین میں باقی رہ جائے اور زراعت کرنے والا بھی راضی ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر مالک راضی نہ ہوتا ہو تو وہ زراعت کرنے والے کو زراعت کے کاٹنے پر آمادہ کر سکتا ہے اور اگر کاٹنے سے زراعت کرنے والے کو کوئی ضرر پہنچتا ہو تو ضروری نہیں اس کو اس کا عوض دے البتہ اگر زراعت کرنیوالا راضی ہو کہ مالک کو کوئی چیز دیدے تو بھی مالک کو مجبور نہیں کر سکتا کہ زراعت زمین میں باقی رہ جائے۔

(۲۲۲۹) اگر کسی آفت کی وجہ سے زمین میں زراعت کرنا ممکن نہ ہو مثلاً پانی زمین سے منقطع ہو گیا ہو تو اگر کچھ حصہ زراعت کا حاصل ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ چارہ وغیرہ جو جانوروں کو کھلا سکتے ہیں تو قرارداد کے مطابق یہ دونوں کا مال ہے اور بقیہ میں مزارعہ باطل ہے اور اگر زارع زراعت نہ کرے تو اگر زمین اس کے تصرف میں ہو اور مالک کا زمین میں کسی قسم کا تصرف نہیں تو اس مدت کا کرایہ مالک کو بقدار معمول ادا کرے۔

(۲۲۳۰) اگر مالک اور زارع صیغہ پڑھ لیں تو ایک دوسرے کی رضامندی کے بغیر مزارعہ کو فسخ نہیں کر سکتے اور یہی حکم ہے اگر مالک مزارعہ کے ارادہ سے زمین کسی کے سپرد کردے اور لینے والا بھی اس قصد وارادہ سے لے البتہ اگر عقد کے ضمن میں شرط کریں کہ ہر ایک یا کسی ایک کو فسخ کرنے کا حق ہوگا تو وہ قرارداد کے مطابق اسے فسخ کر سکتے ہیں۔

(۲۲۳۱) اگر مزارعہ کی قرارداد کے بعد مالک یا زارع مرجائے تو عقد مزارعہ فسخ نہیں ہوگا اور ان کے وارث

اِن کی جگہ ہوں گے البتہ اگر زارع مر جائے اور شرط یہ بھی کہ زارع خود زراعت انجام دے تو عقد مزارعہ فسخ ہوجائیگا۔ اور اگر زراعت ظاہر ہو چکی ہو تو اس کا حصہ اس کے وارثوں کو دیا جائے گا اور دوسرے حقوق بھی جو زارع رکھتا تھا وہ بھی اس کے ورثاء بطور ارث لے جائیں گے لیکن وہ مالک کو مجبور نہیں کرسکتے کہ زراعت زمین میں باقی رہ جائے

(۲۲۳۲ اگر زراعت کرنے کے بعد معلوم ہو جائے کہ معاملہ مزارعہ باطل تھا اور اگر بیج زراعت کرنے والے کا تھا تو محصول بھی اسی کی ہوگی اور اس کو چاہیئے کہ زمین کا کرایہ اور وہ اخراجات جو مالک نے کئے تھے اور بیل یا کسی اور حیوان کا کرایہ جو اس کا تھا اور زراعت میں کام کیا تھا مالک کو دیدے مگر یہ کہ مزارعہ کا باطل ہونا اس جہت سے ہو کہ انہوں نے قرارداد کی تھی کہ تمام محصول زارع کا ہوگا۔ اس فرض میں لازم نہیں ہے کہ زارع کوئی بھی چیز مالک کو دیدے۔

(۲۲۳۳) اگر بیج زارع کا ملک تھا اور زراعت کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ عقد مزارعہ باطل تھا تو اگر مالک اور زارع راضی ہو جائیں کہ اجرت کے ساتھ یا بغیر اجرت کے زراعت زمین میں باقی رہ جائے تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر مالک راضی نہ ہو تو زراعت پکنے سے پہلے زارع کو مجبور کرسکتا ہے کہ زراعت کاٹ لے اور زارع اگرچہ راضی ہو کہ مالک کو کچھ دیدے تو بھی اسے مجبور نہیں کرسکتا کہ زراعت زمین میں باقی رہ جائے اور اسی طرح مالک، زارع کو مجبور نہیں کرسکتا کہ کرایہ دیدے اور زراعت زمین میں باقی رہ جائے۔

(۲۲۳۴) اگر محصولات کے جمع کرنے اور مدت مزارعہ ختم ہونے کے بعد زراعت کی جڑیں زمین میں رہ جائیں اور اگلے سال محصولات حاصل ہوں تو اگر مالک اور زارع زراعت سے صرفِ نظر کر چکے ہوں تو اس کا حکم مباحات کا ہے اور اگر قرارداد کی ہو کہ تمام محصول اور جڑ مشترک ہوگا تو ان کو آپس میں تقسیم کرنا چاہیئے اور اگر ان کی قرارداد فقط سال رواں کے محصول کے لئے تھی تو دوسرے سال کا محصول صاحب بیج کا ہوگا۔

مساقات (آبیاری) کے احکام

(۲۲۳۵) اگر انسان کسی کے ساتھ اس طرح معاملہ کرے کہ پھل دار درخت کہ جن کے پھل کا یہ مالک ہے یا پھلوں کا اختیار اس کے ہاتھ میں ہے۔ مدت معین تک کسی شخص کے سپرد کر دے کہ وہ ان کی تربیت کرے انہیں پانی دے اور جتنی مقدار طے کریں اتنا پھل وہ لے لے اور اس معاملہ کو مساقات کہتے ہیں۔

(۲۲۳۶) معاملہ مساقات ان درختوں میں صحیح نہیں ہے جو بید، چنار کی طرح پھل نہ دیتے ہوں البتہ مہندی کا درخت کہ جس کے پتوں سے یا وہ درخت کہ جس کے پھولوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اس میں کوئی اشکال نہیں۔

(۲۲۳۷) معاملہ مساقات میں یہ ضروری نہیں کہ صیغہ پڑھا جائے بلکہ اگر درختوں کا مالک مساقات کے ارادہ سے درخت اسکے سپرد کر دے اور جو شخص کام کرتا ہے وہ اسی ارادہ سے اپنی تحویل میں لے لے تو معاملہ صحیح ہے

(۲۲۳۸) مالک اور جو شخص درختوں کی تربیت اپنے ذمہ لے رہا ہے دونوں بالغ و عاقل ہوں اور انہیں کسی نے مجبور نہ کیا ہو اور حاکم شرع نے انہیں اپنے مال میں تصرف کرنے سے روکا بھی نہ ہو بلکہ اگر بالغ ہونے کے وقت وہ سفیہ ہوں تو اگرچہ حاکم شرع نے انہیں تصرف سے منع نہ کیا ہو تب بھی ان کا معاملہ صحیح نہیں ہے۔

(۲۲۳۹) مدت مساقات معلوم ہونی چاہیئے اور اگر اس کی ابتداء معین کرلیں اور اس کی انتہا اس وقت کو قرار دیں کہ جب اس سال کے پھل توڑ لئے جاتے ہیں تو بھی صحیح ہے۔

(۲۲۴۰) ہر ایک کا حصہ مشاعی (نبتی) طور پر مثلاً محصولات کا نصف یا تیسرا حصہ یا اس طرح کا کوئی حصہ ہونا چاہیئے اور اگر یہ قرارداد کرلیں کہ مثلاً سو من مالک کا مال ہے اور بقیہ کام کرنے والے کا ملک ہوگا تو معاملہ باطل ہے۔

(۲۲۴۱) معاملہ مساقات کی قرار داد پھل کے ظاہر ہونے سے پہلے ہونی چاہیئے اور اگر پھل ظاہر ہونے کے بعد اور پک جانے سے پہلے قرارداد کرلیں تو اگر کوئی ایسا کام جو درختوں کی تربیت کے لئے ضروری ہے باقی ہو مثلاً سیراب کرنا تو معاملہ صحیح ہے ورنہ محل اشکال ہے۔ اگرچہ میوہ چننے اور اس کی حفاظت کرنے کی ضرورت ابھی باقی ہو۔

(۲۲۴۲) خربوزہ، کھیرا اور اس قسم کے پودوں میں معاملہ مساقات صحیح نہیں ہے۔

(۲۲۴۳) وہ درخت جو بارش کے پانی یا زمین کی تری سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اسے سیراب کرنے کی ضرورت

نہیں اگر دوسرے کاموں کا مثلاً گوڈنے اور کھاد دینے کا محتاج ہو تو اس میں معاملۂ مساقات صحیح ہے۔ البتہ اگر یہ کام اُن کے زیادہ ہونے یا پھلوں کے اچھے ہونے میں اثر انداز نہ ہوتے ہوں تو پھر معاملۂ مساقات اشکال رکھتا ہے۔

(۲۲۴۴) وہ افراد جنہوں نے معاملۂ مساقات کیا ہے وہ ایک دوسرے کی رضامندی کے ساتھ معاملے کو فسخ کر سکتے ہیں اور اسی طرح اگر صیغہ مساقات کے ضمن میں شرط کریں کہ دونوں یا ان میں سے ایک معاملہ کو فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے تو قرارداد کے مطابق معاملہ کے فسخ کرنے میں کوئی اشکال نہیں بلکہ اگر معاملہ میں کوئی شرط قرار دیں اور اس پر عمل نہ ہوا ہو تو جس کے نفع کے لئے شرط کی گئی تھی وہ معاملہ کو فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۲۴۵) اگر مالک مر جائے تو معاملہ مساقات فسخ نہیں ہوگا اور اس کے وارث اس کی جگہ پر رہیں گے۔

(۲۲۴۶) اگر وہ شخص مر جائے کہ درختوں کی تربیت جس کے سپرد کی گئی تھی تو اگر عقد میں یہ شرط نہیں تھی کہ وہ خود ان کی تربیت کرے تو اس کے وارث اس کی جگہ لے لیں گے اور اگر اس کے وارث اس عمل کو انجام نہ دیں اور کوئی اجیر بھی نہ بنائیں تو حاکم شرع میت کے مال سے کسی کو اجیر بنائے گا اور محصولات میت کے وارثوں اور مالک کے درمیان تقسیم کرے گا اور اگر شرط کی ہو کہ وہ خود درختوں کی تربیت کرے گا تو اگر یہ طے ہوا تھا کہ وہ کسی دوسرے کے سپرد نہیں کرے گا تو اس کے مرنے سے معاملہ فسخ ہو جائے گا اور اگر یہ طے نہیں ہوا تھا تو مالک عقد کو فسخ بھی کر سکتا ہے یا رضامند ہو جائے کہ اس کے وارث یا جسے وہ اجیر بنائیں وہ درختوں کی تربیت کرے۔

(۲۲۴۷) اگر شرط کرے کہ تمام محصولات مالک کے ہوں گے تو مساقات باطل ہے اور پھل مالک کی ملکیت رہیں گے اور کام کرنے والا مزدوری کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر مساقات کسی اور وجہ سے باطل ہو تو مالک کو چاہیئے کہ سیراب کرنے اور دوسرے کاموں کی مزدوری معمول کے برابر درختوں کی تربیت کرنے والے کو ادا کرے۔

(۲۲۴۸) اگر زمین کسی کے سپرد کرے کہ وہ اس میں درخت لگائے اور جو کچھ نفع ہوگا وہ دونوں کا ہے تو معاملہ باطل ہے۔ پس اگر درخت مالک زمین کے تھے تو تربیت کے بعد اس کی ملک رہیں گے اور اسے تربیت کرنے والے کو مزدوری دینی پڑے گی اور اگر تربیت کرنے والے کی ملکیت تھے تو تربیت کے بعد اسی کی ملک رہیں گے اور وہ انہیں وہاں سے اکھاڑ سکتا ہے البتہ اکھاڑنے کی وجہ سے جو گڑھے پڑ گئے ہیں انہیں پُر کرے اور جس دن سے درخت لگائے گئے تھے اسی دن سے کرایہ مالک زمین کو ادا کرے اور مالک بھی اسے مجبور کر سکتا ہے۔

وہ درخت اکھاڑ کر لے جائے اور اگر درخت اکھاڑنے کی وجہ سے کوئی عیب ان میں پیدا ہو جائے تو مالک درخت کو تفاوت قیمت بھی ادا کرے اور اسے مجبور نہیں کر سکتا کہ کرایہ کے ساتھ یا بغیر کرایہ کے درخت زمین میں رہنے دے۔

وُہ اشخاص جو اپنے مال میں خود تصرف نہیں کر سکتے

(۲۲۴۹) جو بچہ بالغ نہیں ہوا وہ شرعاً اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتا اور بالغ ہونے کی علامت تین میں سے ایک ہے۔

۱۔ شرمگاہ کے اُوپر اور ناف کے نیچے سخت بالوں کا اُگ آنا۔

۲۔ منی کا باہر آنا۔

۳۔ پندرہ سال قمری مرد کے لئے اور نو سال قمری عورت کے پورے ہو جانا۔

(۲۲۵۰) چہرہ اور لبوں کے نیچے اور سینہ یا بغلوں کے نیچے سخت بالوں کا اُگنا اور آواز کا بھاری ہونا اور ان جیسے دوسرے امور بلوغت کی نشانی نہیں ہیں مگر یہ کہ انسان ان چیزوں کی وجہ سے بالغ ہونے کا یقین کرے۔

(۲۲۵۱) دیوانہ اور بے وقوف یعنی وہ شخص جو اپنا مال فضول کاموں میں صَرف کرتا ہے اگر وہ بالغ ہوتے وقت بیوقوف ہو یا حاکم شرع اس کو اپنے اموال میں تصرف کرنے سے روک دے تو وہ اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتا۔

(۲۲۵۲) جو شخص کبھی عقلمند اور کبھی دیوانہ ہوتا ہے جو تصرف دیوانگی کے عالم میں اپنے مال میں کرے وہ صحیح نہیں۔

(۲۲۵۳) انسان اس بیماری میں کہ جس میں وہ مر جائے اپنے مال میں جتنا تصرف اپنے اور اپنے اہل و عیال اور مہمانوں اور دوسرے کاموں میں کرنا چاہیئے بشرطیکہ اسے فضول خرچی نہ سمجھا جاتا ہو کر سکتا ہے اور اسی طرح اگر اپنا مال کسی کو بخش دے یا سستی قیمت پر بیچ دے یا کرایہ پر دے تو صحیح ہے۔

احکامِ وکالت

وکالت یہ ہے کہ انسان جس کام میں خود دخل رکھتا ہے۔ کسی اور کے سپرد کر دے تاکہ وہ اس کام کو اس کی طرف سے انجام دے مثلاً کسی کو وکیل کرے کہ وہ اس کے لئے مکان خریدے یا کسی عورت سے اس کا نکاح کر دے پس وہ شخص جو سفیہ ہے جو کہ اپنا مال فضول کاموں میں صرف کرتا ہے اگر حاکمِ شرع اس کو تصرف سے منع کر دے یا بالغ ہونے وقت وہ سفیہ ہو تو وہ اپنا مال بیچنے کے لئے کسی کو اپنا وکیل نہیں کر سکتا۔

(۲۲۵۴) وکالت میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں۔ پس اگر ایک شخص کسی کو یہ سمجھا دے کہ اس نے اسے وکیل کیا ہے اور وہ اسے سمجھائے کہ میں نے قبول کر لیا ہے مثلاً اپنا مال کسی کو دے دے کہ وہ اس کے لئے بیچے اور وہ مال لے لے تو وکالت صحیح ہے۔

(۲۲۵۵) اگر انسان کسی ایسے شخص کو جو دوسرے شہر میں رہتا ہے وکیل کرے اور اس کے لئے وکالت نامہ بھیج دے اور وہ قبول کر لے تو اگرچہ وکالت نامہ کچھ مدت کے بعد پہنچے تب بھی وکالت صحیح ہے۔

(۲۲۵۶) وکیل کرنے والا اور وکیل ہونے والا بالغ و عاقل ہوں اور ارادہ و اختیار سے اقدام کریں اور ممیز بچہ بھی اگر صرف صیغہ پڑھنے میں وکیل ہو اور صیغہ تمام شرائط کے ساتھ پڑھ دے تو اس کا پڑھا ہوا صحیح ہے۔

(۲۲۵۷) جس کام کو انسان خود نہیں انجام دے سکتا یا شرعاً اسے انجام نہیں دینا چاہیئے اس کام میں کسی کا وکیل بھی نہیں بن سکتا۔ مثلاً جو شخص احرامِ حج میں ہے تو چونکہ وہ اپنے لئے صیغہ نکاح نہیں پڑھ سکتا لہٰذا دوسرے کی طرف سے بھی وکیل نہیں ہو سکتا۔

(۲۲۵۸) اگر کوئی انسان کسی کو اپنے تمام کاموں کے لئے وکیل قرار دے تو وکالت صحیح ہے۔ البتہ اگر کسی ایک کام کے لئے وکیل کرے اور اس کام کو معین نہ کرے تو وکالت صحیح نہیں۔

(۲۲۵۹) اگر انسان وکیل کو معزول کر دے تو بعد اس کے کہ اسے اطلاع مل جائے وہ اس کام کو انجام نہیں دے سکتا ہاں اگر اطلاع پانے سے پہلے اس کام کو انجام دے چکا ہو تو صحیح ہے۔

(۲۲۶۰) وکیل وکالت سے دستبردار ہو سکتا ہے اور اگر وکیل کرنے والا غائب بھی ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۲۶۱) وکیل کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جس کام کی انجام دہی کے لئے اسے وکیل کیا گیا ہے وہ کسی اور کے سپرد کرے البتہ اگر مؤکل نے اسے اجازت دی ہو کہ وکیل بنا سکتا ہے تو جس طرح وہ اسے دستور دے اس کے مطابق عمل کرے پس اگر اس نے کہا ہو کہ میری طرف سے وکیل بنانا تو اسی کی طرف سے وکیل بنائے اور کسی کو اپنی طرف سے وکیل نہیں بنا سکتا۔

(۲۲۶۲) اگر کوئی شخص اپنے مؤکل کی اجازت سے مؤکل کی طرف سے کسی کو وکیل بنائے تو اس وکیل کو معزول نہیں کر سکتا اور اگر پہلا وکیل مر جائے یا مؤکل اسے معزول کر دے تو دوسری وکالت باطل نہیں ہوگی۔

(۲۲۶۳) اگر کوئی شخص اپنے مؤکل کی اجازت سے اپنی طرف سے وکیل قرار دے تو اس وکیل کو یہ خود معزول کر سکتا ہے اور اگر پہلا وکیل مر جائے یا معزول ہو جائے تو دوسری وکالت باطل ہو جائے گی۔

(۲۲۶۴) اگر چند افراد کو کسی کام کے انجام دینے کے لئے وکیل کریں اور انہیں اجازت دے کہ ان میں سے ہر شخص تنہا کام کر سکتا ہے تو ان میں سے ہر شخص اس کام کو انجام دے سکے گا۔ اب اگر کوئی ان میں سے مر جائے تو دوسروں کی وکالت باطل نہیں ہوگی البتہ اگر اس نے یہ نہ کہا ہو کہ مل کر یا علیحدہ علیحدہ وکیل ہو اور اس کی باتوں سے بھی معلوم نہ ہو کہ یہ علیحدہ علیحدہ انجام دے سکتے ہیں یا اس نے کہا ہو کہ مل کر انجام دیں تو وہ تنہا اقدام نہیں کر سکتے اور اگر ان میں سے کوئی ایک مر جائے تو باقیوں کی وکالت باطل ہو جائے گی جبکہ وہ مل کر کام کرنے پر وکیل ہوئے تھے۔

(۲۲۶۵) اگر وکیل یا مؤکل مر جائے یا ہمیشہ کے لئے دیوانہ ہو جائے تو وکالت باطل ہو جاتی ہے اور اگر کبھی کبھی دیوانہ یا بے ہوش ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ جو معاملہ وہ انجام دے اس پر ترتیب اثر نہ دی جائے اور اگر وہ چیز کہ جس کے انجام دینے کے لئے وکیل کیا گیا تھا ضائع ہو جائے مثلاً جس بھیڑ کو فروخت کرنے کے لئے وکیل کیا تھا وہ مر جائے تو وکالت باطل ہو جائے گی۔

(۲۲۶۶) جب انسان کسی شخص کو کسی کام کے لئے وکیل کرے اور اس کے لئے کچھ مال قرار دے تو جب وہ کام بجا لا چکے تو اسے وہ مقررشدہ مال دینا پڑے گا۔

(۲۲۶۷) اگر وکیل اس مال کی حفاظت میں کہ جس کے لئے وکیل بنایا گیا تھا کوتاہی نہ کرے اور اس میں ان تصرفات کے علاوہ جن کی اجازت مالک کی طرف سے تھی، کوئی اور تصرف نہ کرے اور اتفاقاً وہ مال ضائع ہو جائے تو پھر اس کا معاوضہ دینا ضروری نہیں۔

(۲۲۶۸) اگر وکیل مال کی حفاظت میں کوتاہی کرے یا کر ان تصرفات کے علاوہ جن کی اجازت مالک کی طرف سے

نفی کوئی اور تصرف کرے اور پھر وہ مال تلف ہو جائے تو وکیل اس مال کا ضامن ہوگا مثلاً وہ لباس کہ جو اس کو فروخت کے لئے دیا تھا وہ اسے پہن لے اور وہ لباس تلف ہو جائے تو اسے اس کا عوض دینا ہوگا۔

(۲۲۶۹) اگر وکیل ان تصرفات کے علاوہ کہ جن کا مجاز تھا کوئی اور تصرف کرے مثلاً وہ لباس جو اس کو بیچنے کے لئے دیا گیا تھا وہ پہن لے اور پھر وہ تصرف بھی کرے کہ جس کی اجازت مالک نے دی ہے تو یہ تصرف صحیح ہوگا۔

○

قرض کے احکام

قرض دینا ایک مستحب کام ہے کہ جس کی قرآنی آیات اور احادیث میں بہت تاکید کی گئی ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو قرض دے اس کا مال زیادہ اور ملائکہ اس پر رحمت بھیجیں گے اور اگر مقروض سے نرمی برتے تو بغیر حساب کے بہت تیزی سے پُل صراط پر سے گزرے گا اور جب کوئی مسلمان بھائی قرض طلب کرے اور وہ نہ دے تو جنّت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

(۲۲۷۰) قرض کے لئے صیغہ پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ کوئی چیز قرض کی نیت سے کسی کو دے اور وہ بھی اسی نیت سے لے تو صحیح ہے لیکن قرض کی مقدار کا ملاً معین ہونی چاہیئے۔

(۲۲۷۱) اگر قرض کی ادائیگی کے لئے کوئی خاص وقت معین کیا گیا ہو تو اس وقت سے پہلے قرض دینے والے کے لئے قرضہ کی واپسی کو قبول کرنا ضروری نہیں اور اگر وقت کا تعین صرف مقروض کے تعاون کے لئے ہو اور وہ وقت معین سے پہلے واپس دیدے تو اسے قبول کرنا ضروری ہے۔

(۲۲۷۲) اگر قرض کے صیغے میں قرض کی واپسی کے لئے کوئی مدت معین کی گئی ہو تو قرض خواہ اس مدت سے پہلے مقروض سے مطالبہ نہیں کر سکتا البتہ اگر مدت معین نہ کی گئی ہو تو پھر قرض خواہ جس وقت چاہے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

(۲۲۷۳) اگر قرض خواہ اپنے قرض کا مطالبہ کرے اور مقروض ادا کرنے پر قادر ہو تو فوراً ادا کر دینا چاہیئے اور اگر اس میں تاخیر کرے تو گنہگار ہوگا۔

(۲۲۷۴) اگر مقروض کے پاس سوائے اس مکان کے کہ جس میں وہ رہ رہا ہے اور سوائے گھر کے سامان کے کہ جس کی اسے ضرورت ہے اور کوئی چیز موجود نہ ہو تو پھر قرض خواہ اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا بلکہ اسے صبر کرنا چاہیئے یہاں تک کہ وہ قرض ادا کرنے پر قادر ہو جائے۔

(۲۲۷۵) جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرض ادا نہ کر سکتا ہو۔ اگر وہ کاسب ہے تو اسے قرضہ کی ادائیگی کے لئے کسب کرنا ہوگا اور جو کاسب نہیں مگر کسب کر سکتا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ کسب کرے اور اپنا قرض ادا کرے۔

(۲۲۷۶) جس شخص کو اس کا قرض خواہ نہ ملے اور اسے ملنے کی اُمید بھی نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ حاکم شرع کی اجازت

سے وہ قرض کسی فقیر کو دیدے اس میں یہ شرط نہیں کہ فقیر سید نہ ہو۔

(۲۲۷۷) جب میت کا مال اس کے واجب کفن دفن اور قرض کی ادائیگی سے زیادہ نہ ہو تو وہ مال انہی چیزوں میں صرف ہوگا اور اس کے وارثوں کو کچھ نہیں ملے گا۔

(۲۲۷۸) جب انسان کسی سے سونا یا چاندی کی رقم قرض لے اور اس کے بعد سونے یا چاندی کی قیمت کم یا چند برابر ہو جائے تو جو مقدار اس نے لی تھی اسی مقدار کا واپس کرنا کافی ہے۔ ہاں اگر دونوں کسی اور مقدار پر راضی ہو جائیں تو اس میں اشکال نہیں۔

(۲۲۷۹) جس نے کسی مال کو بطور قرضہ حاصل کیا ہے۔ اگر وہ مال بعینہٖ موجود ہو اور قرض خواہ اس مال کا مطالبہ کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ مقروض اسی مال کو بعینہٖ واپس کر دے۔

(۲۲۸۰) جب کوئی شخص اس شرط پر قرض دے کہ وہ اس سے زیادہ مقدار لے گا مثلاً ایک من گندم کے دینے کے وقت شرط کرے کہ ایک من پانچ سیر دے یا مرغی کے دس انڈے دے کر گیارہ انڈے لینے کی شرط کرے تو یہ سود اور حرام ہے بلکہ اگر قرض دینے میں شرط کرے کہ مقروض اس کا کوئی کام انجام دے یا جو جنس لی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور چیز بھی اس کے ساتھ دے مثلاً شرط کرے کہ ایک روپیہ دوں گا اور ایک روپیہ اور ایک ماچس لوں گا تو یہ سود اور حرام ہے بلکہ اگر یہ شرط کرے کہ جو جنس اس نے دی ہے اسے ایک خاص کیفیت سے واپس کر دے مثلاً سونا قرض دیا ہو اور اس کے ساتھ یہ شرط کرے کہ اس کا زیور بنا کر واپس کرنا تو پھر بھی یہ سود اور حرام ہے۔ ہاں اگر قرض دینے کے وقت اس کے ساتھ کوئی شرط نہ کرے لیکن مقروض کچھ مقدار زیادہ واپس کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ مستحب بھی ہے۔

(۲۲۸۱) سود دینا سود لینے کی طرح حرام ہے جس شخص نے سود والا قرض لیا ہو وہ اس کا مالک نہیں ہوتا اور اس میں تصرف نہیں کر سکتا ہاں اگر اس طرح ہو کہ اگر ان کے درمیان سود کی قرارداد بھی نہ ہوتی تب بھی مالک اس بات پر راضی تھا کہ قرض لینے والا اس میں تصرف کرے تو پھر صحیح ہے۔

(۲۲۸۲) اگر گندم وغیرہ کو سود پر قرض لے اور اس سے زراعت کرے تو پھر جو فصل ہاتھ آئے وہ قرض دینے والا کا ملک ہے۔

(۲۲۸۳) اگر کوئی شخص لباس خریدے لیکن بعد میں اس کی قیمت ان پیسوں سے دیگا جو سود پر دیے تھے، یا حلال پیسے سے جو کہ سود سے ملا ہوا ہے ادا کرے تو اگر لباس کے خریدنے کے وقت اس کی نیت یہ تھی کہ اسی پیسے سے دوں گا تو

اس لباس کے پہننے اور اس میں نماز پڑھنے میں اشکال ہے اور اسی طرح اگر اس کے پاس سود کا پیسہ ہو یا حلال مال جو حرام سے ملا ہوا ہے موجود ہو اور بیچنے والے سے کہہ دے کہ میں یہ لباس اسی پیسے سے لوں گا تو اس لباس کا پہننا حرام اور اگر اسے معلوم ہو کہ اس لباس کا پہننا حرام ہے تو اس میں نماز پڑھنا بھی باطل ہے۔

(۲۲۸۴) اگر کچھ روپیہ انسان کسی کو دے کہ وہ دوسرے شہر میں اس سے کم واپس لے گا تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اس کو صرف برات کہتے ہیں۔

(۲۲۸۵) جب کچھ مقدار روپیہ کسی کو دے کہ چند دن کے بعد وہ کسی دوسرے شہر میں اس سے زیادہ واپس لے گا مثلاً نوسو نوے روپے اس شرط پر دے کہ دس دن کے بعد دوسرے شہر میں ایک ہزار روپیہ لوں گا۔ تو یہ سود اور حرام ہے۔ ہاں اگر زیادہ لینے والا اس زیادہ مقدار کے مقابل میں کوئی جنس دے یا کوئی کام بجا لائے تو اس میں اشکال نہیں۔

حوالہ (ڈرافٹ) دینے کے احکام

(۲۲۸۶) جب انسان اپنے طلب گار کو حوالہ دے کہ اپنا قرض فلاں شخص سے لے لو اور طلبگار قبول کرلے تو جب یہ حوالہ درست ہو جائے تو پھر وہ انسان کہ جس کی طرف حوالہ کیا گیا ہے، مقروض ہوگا۔ اس کے بعد طلب گار کو یہ حق نہیں کہ اپنا مطالبہ پہلے شخص سے کرے۔

(۲۲۸۷) مقروض، قرض خواہ اور قرض کا حوالہ جس کے نام پر دیا گیا ہے وہ بالغ و عاقل ہوں اور انہیں کسی نے مجبور بھی نہ کیا ہو اور بے وقوف بھی نہ ہوں یعنی اپنے مال کو فضول کاموں میں صرف نہ کرتے ہوں۔ البتہ اگر بالغ ہونے کے بعد بیوقوف ہو گئے ہوں تو جب تک حاکم شرع انہیں ان کے اموال میں تصرف کرنے سے منع نہ کرے تو ان کا معاملہ کوئی اشکال نہیں رکھتا اور اگر حاکم شرع کسی شخص کو تجارت وغیرہ میں نقصان آجانے کی وجہ سے اس کے اموال میں تصرف کرنے سے منع کردے تو اس کو کوئی حوالہ نہیں دیا جاسکتا کہ وہ اپنا قرض کسی سے جاکر وصول کرے اور وہ خود بھی کسی کو حوالہ نہیں دے سکتا۔ البتہ اگر کسی کے نام پر حوالہ دے جو کہ اس کا مقروض نہیں تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۲۸۸) اگر کسی ایسے شخص کے نام پر حوالہ دے جو کہ اس کا مقروض ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ قبول کرے البتہ ایسے شخص کے نام پر حوالہ دینا جو کہ مقروض نہیں۔ اس صورت میں صحیح ہے کہ جب وہ قبول کرلے اور اسی طرح اگر انسان کسی ایسے شخص کو جس کے کسی جنس کا انسان قرضدار ہے دوسری جنس کا حوالہ دینا چاہے مثلاً اگر انسان نے

جو قرض لئے ہوں اسکو گندم کا حوالہ دے تو جب تک وہ قبول نہ کرے حوالہ صحیح نہیں ہو گا

(۲۲۸۹) جس وقت انسان حوالہ دے رہا ہے۔ اس وقت وہ اس کا مقروض ہو۔ پس اگر کسی شخص سے قرض لینا چاہتا ہے تو جب تک اس سے قرض نہ لے لے اسے اس طرح حوالہ نہیں دے سکتا کہ جو قرض مَیں بعد میں تم سے لوں گا وہ فلاں شخص سے لے لو۔

(۲۲۹۰) حوالہ دینے اور لینے والا مقدار حوالہ اور جنس حوالہ کو جانتے ہوں۔ پس اگر مثلاً دس من گندم اور دس روپے کسی کا مقروض ہے اور اس کو کہے کہ اپنے ہر دو قرضوں میں سے کوئی ایک فلاں شخص سے جا کر لے لو اور معین نہ کرے تو حوالہ درست نہیں ہو گا۔

(۲۲۹۱) اگر قرض واقع کے لحاظ سے تو معین ہو لیکن مقروض اور قرض خواہ حوالہ دیتے وقت اس کی مقدار یا جنس کو نہ جانتے ہوں تو حوالہ صحیح ہے۔ مثلاً اگر کسی کا قرض رجسٹر میں درج ہے اور وہ رجسٹر دیکھنے سے پہلے حوالہ دیدے اور پھر اسے دیکھ کر قرض خواہ کو کہے کہ تمہارا قرض اتنا ہے تو حوالہ صحیح ہے۔

(۲۲۹۲) قرض خواہ کو یہ حق ہے کہ حوالہ قبول نہ کرے اگرچہ جس کے نام پر حوالہ دیا گیا ہے۔ وہ فقیر نہ ہو اور حوالہ ادا کرنے میں کوتاہی بھی نہ کرے۔

(۲۲۹۳) اگر ایسے شخص کے نام حوالہ دے کہ جو مقروض نہیں ہے۔ اب اگر وہ حوالہ قبول کر لے تو حوالہ ادا کرنے سے پہلے مقدار حوالہ کو حوالہ دینے والے سے لے سکتا اور اگر قرض خواہ اپنے قرض سے کم مقدار پر صلح کر لے تو جس نے حوالہ قبول کیا ہے وہ صرف اسی مقدار کا حوالہ دینے والے سے مطالبہ کر سکتا ہے۔

(۲۲۹۴) جب حوالہ صحیح ہو جائے تو اس کے بعد حوالہ دینے والا اور وہ شخص جس کی طرف حوالہ دیا گیا ہے۔ اس حوالہ کو ختم نہیں کر سکتے اور جب وہ شخص کہ جس کے نام پر حوالہ دیا گیا ہے۔ حوالہ کے وقت فقیر نہ ہو یعنی قرض میں جو چیزیں مستثنیٰ ہیں۔ ان کے علاوہ اس کے پاس مال ہو کہ جس سے حوالہ ادا کر سکے تو اگرچہ بعد میں فقیر ہو جائے تو بھی قرض خواہ حوالہ کو ختم نہیں کر سکتا اور یہی حکم ہے۔ اگر حوالہ کے وقت فقیر ہو اور قرض خواہ کو اس کے فقیر ہونے کا علم بھی ہو۔ البتہ اگر اسے معلوم نہ ہو کہ فقیر ہے اور بعد میں معلوم ہو جائے تو اگرچہ اس وقت مال دار ہو چکا ہو۔ تب بھی قرض خواہ حوالہ کو فسخ کر کے اپنا قرض حوالہ دینے والے سے لے سکتا ہے۔

(۲۲۹۵) اگر مقروض قرض خواہ اور وہ کہ جس کے نام پر حوالہ دیا گیا ہے یا ان میں سے کوئی ایک حوالہ فسخ کرنے کا حق لے لے تو مقررہ دستور کے مطابق وہ حوالے کو فسخ کر سکتے ہیں۔

(۲۲۹۶) اگر حوالہ دینے والا اپنا قرض خود ادا کرے تو اگر جس کے نام پر حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کی خواہش سے ایسا کرے تو وہ بری الذمہ ہو جائیگا اور وہ دی ہوئی چیز کو لے سکتا ہے اور اگر اس کی خواہش کے بغیر دیا ہے اور اس کی نیت یہ تھی کہ اس کا عوض نہیں لونگا تو جو چیز دے چکا ہے اس کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

رہن کے احکام

(۲۲۹۷) رہن یہ ہے کہ مقروض اپنے مال کی کچھ مقدار قرض خواہ کے پاس رکھ دے کہ اگر اس کا قرض ادا نہ کرے تو قرض خواہ اس سے اپنا قرض وصول کر سکے۔

(۲۲۹۸) رہن میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ جب رہن کی نیت سے اپنا مال قرض خواہ کو دیدے اور قرض خواہ بھی اسی نیت سے لے لے تو رہن صحیح ہے۔

(۲۲۹۹) رہن دینے والا اور رہن رکھنے والا دونوں کو بالغ و عاقل ہونا چاہیئے اور مجبور بھی نہ ہوں اور رہن رکھنے والا بالغ ہوتے وقت بے وقوف بھی نہ ہو یعنی اپنے مال کو فضول کاموں میں صرف نہ کرتا ہو بلکہ اگر تجارت میں نقصان ہو جانے کی وجہ سے یا یہ کہ بالغ ہونے کے بعد وہ بے وقوف ہو گیا ہو اور حاکم شرع نے اسے اپنے اموال میں تصرف کرنے سے روک دیا ہو تو وہ اپنے مال کو گروی نہیں رکھ سکتا۔

(۲۳۰۰) انسان اس مال کو گروی رکھ سکتا ہے کہ جس میں شرعاً وہ تصرف کر سکتا ہو اور اگر کسی دوسرے شخص کا مال گروی رکھ دے تو اس صورت میں صحیح ہو گا جبکہ مالک مال کہے کہ میں گروی رکھنے پر راضی ہوں۔

(۲۳۰۱) جس چیز کو گروی رکھ رہا ہے۔ اس کی خرید و فروخت صحیح ہونی چاہیئے۔ پس اگر شراب یا اس قسم کی کوئی چیز گروی رکھے تو صحیح نہیں۔

(۲۳۰۲) گروی شدہ چیز سے جو فائدہ حاصل ہو وہ گروی رکھنے والے کا ہے۔

(۲۳۰۳) قرض خواہ اور مقروض گروی شدہ مال کو ایک دوسرے کی اجازت کے بغیر کسی کی ملکیت میں نہیں دے سکتے مثلاً کسی کو بخشنا یا بیچنا چاہیں لیکن اگر ان میں سے ایک بخش دے یا بیچ ڈالے اور اس کے بعد دوسرا کہے کہ میں راضی ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

(۲۳۰۴) اگر قرض خواہ گروی شدہ چیز کو مقروض کی اجازت سے بیچ دے تو اس کی قیمت اصل مال کی طرح گروی ہو گی۔

(۲۳۰۵) جس وقت کہ اس کو قرض ادا کرنا چاہیئے تھا اور قرض خواہ مطالبہ بھی کرے لیکن وہ ادا نہ کرے تو قرض خواہ کو یہ

اختیار ہے کہ وہ گروی شدہ مال بیچ کر اپنا قرض وصول کرے اور بقایا مقروض کو واپس کردے البتہ اگر حاکم شرع تک دسترس ہو تو بیچنے کے لئے حاکم شرع سے اجازت لے۔

(۲۳۰۶) اگر مقروض علاوہ اس مکان کے کہ جس میں رہتا ہے اور علاوہ ان چیزوں کے جو گھر کے لئے ضروری ہیں کوئی چیز نہ رکھتا ہو تو قرض خواہ اپنے قرض کا اس سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔ البتہ اگر وہ مال جسے گروی رکھا ہے وہ مکان اور گھر کا سامان ہو تو قرض خواہ اسے بیچ کر اپنا قرض وصول کرسکتا ہے۔

ضامن بننے کے احکام

(۲۳۰۷)۔ اگر انسان کسی کا ضامن ہونا چاہے کہ اس کا قرض ادا کرے گا تو اس کا ضامن ہونا اس صورت میں صحیح ہے جبکہ وہ کسی زبان میں اگرچہ عربی زبان نہ ہو قرضخواہ سے کہے کہ میں ضامن ہوں کہ تیرا قرض ادا کروں گا اور قرضخواہ بھی اپنی رضامندی کا اظہار کرے لیکن مقروض کا راضی ہونا شرط نہیں۔

(۲۳۰۸)۔ ضامن اور قرض خواہ کو بالغ و عاقل ہونا چاہئے اور کسی نے انہیں مجبور نہ کیا ہو اور بالغ ہوتے وقت سفیہ بھی نہ ہوں کہ اپنے مال کو فضول کاموں میں خرچ کرتے ہوں البتہ اگر بالغ ہونے کے بعد سفیہ ہو جائیں اور حاکم شرع انہیں تصرف کرنے سے نہ روکے تو کوئی اشکال نہیں اور جس شخص کو تجارت میں نقصان ہو جانے کی وجہ سے حاکم شرع اپنے اموال میں تصرف کرنے سے روک دے تو جو قرض اس نے لیا ہے اس کا کوئی شخص ضامن نہیں ہو سکتا۔

(۲۳۰۹)۔ جب اپنے ضامن ہونے کی کوئی شرط قرار دے مثلاً کہے کہ اگر مقروض نے تیرا قرض نہ دیا تو میں دوں گا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے ضامن ہونے پر کوئی اثر مرتب نہ کریں۔

(۲۳۱۰)۔ جس کا کوئی ضامن بن رہا ہے وہ پہلے مقروض ہو۔ پس اگر کوئی شخص کسی سے قرض لینا چاہتا ہو جب تک قرض نہ لے لے تو کوئی دوسرا اس کا ضامن نہیں ہو سکتا۔

(۲۳۱۱)۔ انسان اس صورت میں ضامن ہو سکتا ہے جب قرض خواہ مقروض اور قرضہ کی جنس معین ہو۔ پس اگر دو آدمیوں کا کسی پر قرض ہو اور انسان کہدے کہ میں ضامن ہوں کہ ان دو میں سے ایک کا قرض ادا کروں گا تو چونکہ اس نے معین نہیں کیا کہ کس کے قرض کو ادا کرے گا لہذا اس کا ضامن ہونا باطل ہے اور اسی طرح اگر کسی کا دو اشخاص پر قرض ہو اور انسان قرض خواہ سے کہدے کہ میں ضامن ہوں کہ ان دو میں سے ایک کا قرض تم کو ادا کروں گا تو چونکہ اس نے معین نہیں کیا کہ کس کا قرض ادا کرے گا لہذا اس کا ضامن ہونا باطل ہے اور اسی طرح اگر کوئی کسی دوسرے سے مثلاً دس من گندم اور دس روپے کا قرض خواہ ہو اور انسان کہدے کہ میں آپ کے دو قرضوں میں سے ایک کا ضامن ہوں اور معین نہ کرے کہ گندم کا ضامن ہے یا رقم کا تو ضمانت صحیح نہیں ہو گی۔

(۲۳۱۲)۔ اگر قرض خواہ اپنا قرضہ ضامن کو بخش دے تو ضامن مقروض سے کوئی چیز نہیں لے سکتا اور اگر اس میں سے کچھ بخش دے تو اتنی مقدار کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

(۲۳۱۳)۔ اگر انسان ضامن ہو کہ فلاں کا قرض ادا کروں گا تو وہ اپنے ضامن ہونے سے نہیں پھر سکتا۔

(۲۳۱۴)۔ ضامن اور قرض خواہ یہ شرط کر سکتے ہیں کہ جس وقت چاہیں گے ضامن کی ضمانت کو فسخ کر دیں گے۔

(۲۳۱۵)۔ جبکہ کوئی شخص ضامن ہونے کے وقت قرض خواہ کا قرضہ ادا کر سکتا ہو بعد میں اگرچہ فقیر ہو جائے تو قرض خواہ اس کی ضمانت کو فسخ کر کے اپنے پہلے مقروض سے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور یہی حکم ہے اگر ضامن ہوتے وقت اس کا قرض ادا نہ کر سکتا تھا لیکن قرض خواہ یہ جاننے کے باوجود اس کے ضامن ہونے پر راضی ہو گیا ہو۔

(۲۳۱۶)۔ اگر ضامن ہوتے وقت قرض ادا نہ کر سکتا ہو لیکن قرض خواہ کو اس وقت علم نہ ہو اور اس کے بعد ملتفت ہو تو وہ اس کی ضمانت کو فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۳۱۷)۔ اگر کوئی شخص مقروض کی اجازت کے بغیر ضامن ہو کہ وہ اس کا قرضہ ادا کرے گا تو وہ مقروض سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

(۲۳۱۸)۔ اگر کوئی شخص مقروض کی اجازت سے ضامن بنے کہ وہ اس کا قرضہ ادا کرے گا تو جتنی مقدار کا ضامن ہوا ہے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے البتہ اگر اس جنس کے بدلے کہ جس کا وہ مقروض تھا کوئی اور جنس دے دے تو جو کچھ اس نے دیا ہے اس کا مطالبہ نہیں کر سکتا مثلاً وہ دس من گندم کا مقروض تھا اور ضامن دس من چاول دے دے تو وہ مقروض سے چاولوں کا مطالبہ نہیں کر سکتا البتہ اگر وہ خود راضی ہو جائے کہ ضامن چاول دے تو پھر چاول کے مطالبے میں کوئی اشکال نہیں۔

کفالت کے احکام

(۲۳۱۹)۔ کفالت کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص ضامن بنے کہ جب قرض خواہ مقروض کو چاہے گا تو ضامن اسے اس کے سامنے پیش کرے گا اور یہی حکم ہے اگر کسی کا کسی کے ذمہ کوئی حق ہے یا کسی حق کا وہ دعویٰ کرتا ہے جبکہ وہ دعویٰ قابل قبول ہو تو اگر کوئی شخص ضامن ہوا ہے کہ جس وقت صاحب حق یا مدعی حق، مدعی علیہ کو چاہے گا تو یہ اس کو اس کے سامنے پیش کرے گا تو اس کام کو کفالت اور جو شخص اس طرح ضامن ہو اس کو کفیل کہتے ہیں۔

(۲۳۲۰)۔ کفالت اس صورت میں صحیح ہے جبکہ کفیل کسی لفظ کے ساتھ چاہے وہ عربی کا نہ ہو قرض خواہ سے کہے کہ میں ضامن ہوں کہ جب تو اپنے مقروض کو چاہے گا اس کا ہاتھ تیرے ہاتھ میں دوں گا اور قرض خواہ بھی اس

کو قبول کرے۔

(۲۲۲۱)۔ کفیل کو بالغ و عاقل ہونا چاہئے اور اس کو کفالت پر کسی نے مجبور بھی نہ کیا ہو اور جس کا کفیل ہوا ہے اس کو حاضر بھی کر سکتا ہو۔

(۲۲۲۲)۔ سات چیزوں میں سے کوئی ایک کفالت کو ختم کر سکتی ہے:

۱۔ کفیل مقروض کو قرض خواہ کے قبضہ میں دے دے۔

۲۔ قرض خواہ کا قرضہ ادا ہو جائے۔

۳۔ قرض خواہ اپنے قرض سے دست بردار ہو جائے۔

۴۔ مقروض مر جائے۔

۵۔ قرض خواہ کفیل کو کفالت سے آزاد کر دے۔

۶۔ کفیل مر جائے۔

۷۔ صاحب حق حوالہ یا کسی اور ذریعہ سے اپنا حق دوسرے کے سپرد کر دے

(۲۲۲۳)۔ اگر کوئی شخص زبردستی مقروض کو قرض خواہ کے ہاتھ سے چھڑا دے تو اگر قرض خواہ اس تک دسترس نہیں رکھتا تو جس نے مقروض کو چھڑایا تھا وہ اسے قرضخواہ کے قبضہ میں دے دے (یعنی وہ خود بخود کفیل بن جائے گا)۔

ودیعت (امانت) کے احکام

(۲۳۲۴)۔ اگر کوئی شخص اپنا مال کسی کو دے دے اور کہے کہ یہ تمہارے پاس امانت ہو اور وہ بھی قبول کرلے یا کوئی بات کئے بغیر مالک اس کو سمجھا دے کہ یہ مال حفاظت کے لئے اسے دے رہا ہے اور وہ بھی حفاظت کی نیت سے لے لے تو اسے احکام ودیعت وامانت پر عمل کرنا ہوگا۔ جو بعد میں بیان کئے جائیں گے۔

(۲۳۲۵)۔ امانت دار اور جو شخص امانت دے رہا ہے دونوں کو بالغ و عاقل ہونا چاہیے پس اگر کوئی شخص اپنا مال کسی بچہ یا دیوانہ کے پاس بطور امانت رکھے یا دیوانہ اور بچہ کسی کے پاس اپنا مال بطور امانت رکھیں تو صحیح نہیں ہے۔

(۲۳۲۶)۔ اگر کسی بچے یا دیوانے سے کوئی چیز بطور امانت قبول کرے تو وہ اس کے مالک کو واپس کردے اور اگر وہ مال بچے یا دیوانے کا ہے تو اس کے ولی تک پہنچادے اور اگر مال تلف ہوجائے تو اس کا عوض ادا کرے البتہ اگر اس نیت سے بچہ سے لے کہ کہیں مال تلف نہ ہوجائے تو اگر اس کی حفاظت میں کوتاہی نہ کی ہو تو اس کا ضامن نہیں ہوگا۔

(۲۳۲۷)۔ جو شخص امانت کی حفاظت نہیں کرسکتا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ امانت قبول نہ کرے لیکن اگر مالک اس کی حفاظت میں اس سے زیادہ عاجز ہو اور کوئی ایسا شخص بھی نہیں جو اس سے بہتر اس کی حفاظت کرسکے تو پھر مذکورہ احتیاط واجب نہیں۔

(۲۳۲۸)۔ اگر انسان مالک کو سمجھا دے کہ میں اس مال کی حفاظت کے لئے حاضر نہیں تو اگر وہ مال وہیں رکھ کے چلا جائے اور یہ شخص بھی اس مال کو نہ اٹھائے اور وہ تلف ہوجائے تو جس نے امانت قبول نہیں کی وہ اس کا ضامن نہیں لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس کی حفاظت کرے۔

(۲۳۲۹)۔ جو شخص کسی کے پاس کوئی امانت رکھتا ہے تو جب چاہے وہ واپس لے سکتا ہے اور جو شخص امانت کو قبول کرتا ہے تو جب چاہے مالک کو واپس کرسکتا ہے۔

(۲۳۳۰)۔ جب کوئی شخص امانت کی حفاظت سے روگردانی کرے اور ودیعت کو فسخ کر دے تو جتنا جلدی ہو سکے مال، مالک، اس کے وکیل یا ولی تک پہنچائے یا انہیں اطلاع دے کہ میں حفاظت کے لئے حاضر نہیں اور اگر کسی عذر کے بغیر مال ان کے سپرد نہ کرے اور انہیں اطلاع بھی نہ دے اور وہ تلف ہو جائے تو اس کا معاوضہ دینا پڑے گا۔

(۲۳۳۱)۔ جو شخص امانت قبول کرے تو اگر اس کے لئے کوئی مناسب جگہ نہیں ہے تو مہیا کرے اور اس طرح اس کی حفاظت کرے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے امانت میں خیانت یا اس کی حفاظت میں کوتاہی کی ہے اور اگر کسی ایسی جگہ اسے رکھے جو اس کے لئے مناسب نہیں تھی اور وہ تلف ہو جائے تو اس کا معاوضہ دینا پڑے گا۔

(۲۳۳۲)۔ جو شخص امانت کو قبول کرتا ہے اگر اس کی حفاظت میں کوتاہی اور زیادتی بھی نہ کرے اور اتفاقاً وہ تلف ہو جائے تو اس کا ضامن نہیں ہوگا البتہ اگر اپنی مرضی سے ایسی جگہ رکھ دے کہ جس کے متعلق گمان ہے کہ ظالم کو علم ہو جائے گا اور وہ اسے لے جائے گا اب اگر اس صورت میں وہ تلف ہو جائے تو اس کا معاوضہ مالک کو ادا کرے مگر یہ کہ اس سے زیادہ محفوظ جگہ اس کے پاس نہ ہو اور نہ مال مالک تک پہنچا سکتا ہو اور نہ کسی ایسے شخص تک کہ جو اس کی بہتر حفاظت کر سکتا تھا تو پھر اس صورت میں ضامن نہیں ہوگا۔

(۲۳۳۳)۔ اگر مالک، مال کی حفاظت کے لئے کوئی جگہ معین کر دے اور امانت قبول کرنے والے کو کہہ دے کہ مال کو اس جگہ محفوظ رکھنا اور اگرچہ تمہیں احتمال ہو کہ یہ تلف ہو جائے گا تو بھی کسی دوسری جگہ نہ لے جانا تو اگر امانت رکھنے والے کو یہ احتمال ہو کہ یہاں مال تلف ہو جائے گا اور اسے علم ہو کہ چونکہ مالک کے نزدیک یہ جگہ حفاظت کے لئے بہتر تھی لہٰذا اس نے کہا تھا کہ یہاں سے باہر نہ لے جانا تو پھر وہ اس کو دوسری جگہ لے جا سکتا ہے۔ اب اگر اس جگہ لے جائے اور وہ تلف ہو جائے تو وہ ضامن نہیں ہوگا لیکن اگر اسے معلوم نہ ہو کہ مالک نے یہ کیوں کہا تھا کہ دوسری جگہ نہ لے جانا تو اگر دوسری جگہ لے گیا اور مال تلف ہو گیا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا معاوضہ ادا کرے۔

(۲۳۳۴)۔ اگر مالک اپنے مال کی حفاظت کے لئے کوئی جگہ معین کرے لیکن اس نے امانت قبول کرنے والے سے نہ کہا ہو کہ اسے کسی دوسری جگہ نہ لے جانا تو اگر امانت دار کو یہ احتمال ہو کہ یہ مال یہاں تلف ہو جائے گا تو وہ مال کو اس جگہ لے جائے جو زیادہ محفوظ ہو۔ اب اگر مال وہاں تلف ہو جائے تو ضامن نہیں ہوگا اور اگر مالک کو بھی اس جگہ مال کے تلف ہونے کا احتمال ہو تو اس صورت میں جس نے امانت کو قبول کیا ہے تو اس پر وہاں سے مال منتقل کرنا لازم نہیں ہے۔

(۲۳۳۵)۔ اگر مالک دیوانہ ہو جائے تو جس شخص نے اس کی امانت قبول کی ہے وہ فوراً اس کے ولی کو واپس کر دے یا ولی کو بتائے

اور اگر عذر شرعی کے بغیر ولی کو واپس نہ کرے اور اسے خبر دینے میں کوتاہی کرے اور مال تلف ہو جائے تو اس کا معاوضہ ادا کرے۔

(۲۲۳۶)۔ اگر مالک مرجائے تو امانت دار کو چاہیئے کہ مال اس کے وارث کو دے دے یا وارث کو خبر دے اور اگر وارث کو نہ دیا اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی کی اور مال تلف ہو گیا تو ضامن ہوگا البتہ اگر یہ معلوم کرنے کے لئے کہ جو شخص کہتا ہے کہ میں میت کا وارث ہوں سچ کہتا ہے یا نہیں یا میت کا اس کے علاوہ کوئی اور وارث ہے یا نہیں مال نہ دے اور اطلاع دینے میں بھی کوتاہی کرے اور مال تلف ہو جائے تو ضامن نہیں ہوگا۔

(۲۲۳۷)۔ اگر مالک مرجائے اور اس کے چند وارث ہوں تو جس شخص نے امانت قبول کی تھی وہ سب ورثاء کو جمع کرکے امانت واپس کردے یا کسی ایسے شخص کو دے دے کہ جسے ان سب نے مال کی وصولی سپرد کی ہو۔ پس اگر باقی ورثاء کی اجازت کے بغیر سارا مال ایک وارث کو دے دے تو باقیوں کے حصہ کا ضامن ہوگا۔

(۲۲۳۸)۔ اگر امانت قبول کرنے والا دیوانہ ہو جائے یا مرجائے تو اس کے وارث یا ولی کو چاہیئے کہ جتنا جلدی ہو سکے مالک کو اطلاع دے یا مال اس تک پہنچا دے۔

(۲۲۳۹)۔ اگر امانت دار اپنے میں موت کی علامات محسوس کرے۔ اب اگر ممکن ہو تو امانت مالک یا اس کے وکیل کو پہنچادے اور اگر ممکن نہ ہو تو حاکم شرع کو دے دے اور اگر حاکم شرع تک دسترس نہیں رکھتا تو اگر اس کا وارث امین ہے اور اس امانت کی اطلاع بھی رکھتا ہے تو یہ ضروری نہیں کہ وصیّت کرے۔ ورنہ وصیت کرے اور گواہ بنائے اور وصی و گواہ کو مالک کا نام، مال کی جنس اور اس کے خصوصیات اور اس کی جگہ بتلائے۔

(۲۲۴۰)۔ اگر امانت دار اپنے میں موت کی علامات دیکھے لیکن اس وظیفہ کے مطابق عمل نہ کرے جو گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے۔ اب اگر وہ امانت تلف ہو جائے تو اس کا معاوضہ دینا پڑے گا۔ اگرچہ اس نے اس کی حفاظت میں کوئی کوتاہی نہ کی ہو اور اس کی بیماری بھی رفع ہو گئی ہو یا ایک مدّت کے بعد پشیمان ہو جائے اور وصیّت بھی کردے۔

عاریتاً دینے کے احکام

(۲۲۴۱)۔ عاریہ یہ ہے کہ انسان اپنا مال کسی کو دیدے اور وہ اس سے فائدہ اٹھائے اور اس کے معاوضہ میں کوئی چیز بھی اس سے نہ لے۔

(۲۲۴۲)۔ یہ ضروری نہیں کہ عاریہ میں کوئی صیغہ پڑھا جائے اور اگر مثلاً لباس عاریہ کے قصد سے کسی کو دیدے اور وہ اس قصد سے لے لے تو عاریہ صحیح ہے۔

(۲۲۴۳)۔ کسی غصبی چیز کا عاریتہً دینا یا کسی ایسی چیز کا جو انسان کی ملکیت تو ہے لیکن اس کی منفعت کسی کے سپرد کر رکھی ہے مثلاً وہ چیز کرایہ پر دی ہوئی ہے اس صورت میں صحیح ہے جبکہ غصبی چیز کا مالک یا جو شخص کرایہ دار ہے وہ کہہ دے کہ میں عاریہ دینے پر راضی ہوں۔

(۲۲۴۴)۔ جس چیز کا نفع کسی کی ملکیت ہے مثلاً وہ چیز کرایہ پر لی ہوئی ہے تو اس کو عاریتہً دے سکتا ہے البتہ اگر کرایہ میں شرط کی گئی تھی کہ صرف وہ خود ہی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے تو پھر وہ کسی کو عاریتہً نہیں دے سکتا۔

(۲۲۴۵) اگر دیوانہ یا بچہ اپنا مال عاریتہً دیدے تو صحیح نہیں ہے البتہ اگر بچہ کا ولی مصلحت کی بنا پر عاریہ دیدے اور اسی طرح بچہ ولی کی اجازت سے عاریہ دیدے تو اس میں اشکال نہیں ہے۔

(۲۲۴۶)۔ اگر عاریتہً لی ہوئی چیز کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرے اور اس سے فائدہ اٹھانے میں بھی زیادتی نہ کرے اور اتفاقاً وہ چیز تلف ہو جائے تو ضامن نہیں ہے البتہ اگر یہ شرط کی گئی تھی کہ اگر تلف ہو گئی تو عاریتہً لینے والا اس کا ضامن ہے یا جو چیز عاریتاً لی ہے وہ سونا یا چاندی تھی تو اس کا معاوضہ دینا پڑے گا۔

(۲۲۴۷)۔ اگر سونا یا چاندی عاریتہً لے اور شرط کرے کہ اگر تلف ہو گئی تو ضامن نہیں ہوگا۔ اب اگر تلف ہو جائے تو ضامن نہیں۔

(۲۲۴۸)۔ اگر عاریتہً دینے والا مر جائے تو عاریتہً لینے والے کو چاہئے کہ وہ چیز اس کے ورثا کو دیدے۔

(۲۲۴۹)۔ اگر عاریتہً دینے والا ایسا ہو جائے کہ شرعاً اپنے مال میں تصرف نہ کر سکتا ہو مثلاً دیوانہ ہو جائے تو عاریتہً لینے والے کو چاہئے کہ وہ مال اس کے ولی کو دیدے۔

(۲۳۵۰) - جس نے کوئی چیز عاریۃً دی ہے جب چاہے اسے واپس لے سکتا ہے اور جس نے عاریۃً لی ہے وہ بھی جب چاہے واپس کر سکتا ہے۔

(۲۳۵۱) - اگر سونے اور چاندی کے برتن کمرے کی زینت کے لئے عاریۃً دیدے تو کوئی اشکال نہیں البتہ اگر کسی حرام فائدہ کے لئے دے تو باطل ہے۔

(۲۳۵۲) - گوسفند اس لئے عاریۃً دینا کہ اس کے دودھ اور ریشم سے فائدہ حاصل کیا جائے اور نر جانور اس لئے دینا کہ وہ مادہ سے جفتی کرے صحیح ہے۔

(۲۳۵۳) - وہ چیز جو عاریۃً لی ہے اگر مالک یا اس کے وکیل یا ولی کو دیدے اور اس کے بعد وہ چیز تلف ہو جائے تو عاریۃً لینے والا ضامن نہیں ہوگا اور اس صورت کے علاوہ ضامن ہوگا اگرچہ مثلاً اسے وہاں لے جائے کہ جہاں مالک عموماً اسے لے جاتا تھا مثلاً گھوڑا اصطبل میں باندھ دے کہ جو مالک نے اس کے لئے بنایا ہے۔

(۲۳۵۴) - اگر نجس چیز کھانے پینے کے استعمال کے لئے عاریۃً دے تو اس کا نجس ہونا عاریۃً لینے والے کو بتائے۔

(۲۳۵۵) - جو چیز عاریتاً لی ہے وہ مالک کی اجازت کے بغیر کرایہ پر یا عاریۃً نہیں دے سکتا۔

(۲۳۵۶) - اگر عاریۃً لی ہوئی چیز مالک کی اجازت سے کسی اور کو عاریۃً دیدے تو اگر جس نے پہلے عاریۃً لی تھی وہ مر جائے یا دیوانہ ہو جائے تو دوسرا عاریہ باطل نہیں ہوگا۔

(۲۳۵۷) - اگر معلوم ہو جائے کہ عاریۃً لی ہوئی چیز غصبی ہے تو وہ مالک کو واپس دیدے اور عاریۃً دینے والے کو واپس نہیں دے سکتا۔

(۲۳۵۸) - جس مال کے متعلق معلوم ہے کہ یہ غصبی ہے اگر وہ عاریۃً لے اور اس سے فائدہ اٹھائے اور اس کے قبضہ میں وہ تلف ہو جائے تو مالک مال کو اختیار ہے کہ اپنے مال کا معاوضہ اس سے یا غصب کرنے والے سے طلب کرے اور اسی طرح ان فوائد کا مطالبہ بھی عاریتاً لینے والے سے کر سکتا ہے کہ جن کو اس نے حاصل کیا ہے اور اگر غاصب سے لینا چاہے تو اس میں اشکال ہے اور اگر مال کا معاوضہ فوائد سمیت عاریۃً لینے والے سے طلب کرے تو جو چیز وہ مالک کو دے رہا ہے اس کا عاریۃً دینے والے سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔

(۲۳۵۹) - اگر اسے معلوم نہ ہو کہ جو مال اس نے عاریۃً لیا ہے وہ غصبی ہے اور وہ مال اس کے ہاتھ میں تلف بھی ہو جائے تو اگر مالک مال اس کا معاوضہ اس سے لے لے تو یہ بھی جو کچھ مالک کو دے چکا ہے اس کا مطالبہ عاریۃً دینے والے سے کر سکتا ہے۔ البتہ اگر عاریۃً لی ہوئی چیز سونا یا چاندی ہے یا عاریۃً دینے والے نے اس سے شرط کی ہو

کہ اگر وہ چیز تلف ہوگئی تو اس کا معاوضہ دینا پڑے گا تو پھر جو چیز مالک کو دے اس کا مطالبہ عاریۃً دینے والے سے نہیں کر سکتا۔

نکاح (شادی بیاہ) کے احکام

عقد ازدواج کے ساتھ عورت مرد پر حلال ہو جاتی ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ عقد دائم ۲۔ عقد غیر دائم

عقد دائم وہ ہے کہ جس میں نکاح کی مدت معین نہیں ہوتی اور جس عورت کا اس قسم کا عقد ہوا ہو اسے دائمہ کہتے ہیں۔

عقد غیر دائم وہ ہے کہ جس میں نکاح کی مدت معین ہوتی ہے مثلاً عورت کے ساتھ ایک گھنٹہ، ایک دن، ایک مہینہ، ایک سال یا اس سے زیادہ مدت کے لئے عقد کیا جائے اور جس عورت سے اس قسم کا عقد ہوا ہو اسے متعہ اور صیغہ کا نام دیتے ہیں۔

عقد کے احکام

(۲۳۶۰)۔ نکاح دائمی ہو یا غیر دائمی اس میں صیغہ پڑھنا ضروری ہے اور صرف عورت مرد کا راضی ہو جانا کافی نہیں اور صیغہ عقد عورت و مرد خود پڑھیں یا کسی دوسرے شخص کو وکیل کریں جو اس کی طرف سے صیغہ پڑھے۔

(۲۳۶۱)۔ جب تک عورت و مرد کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ ان کے وکیل نے صیغہ پڑھ لیا ہے تو اس وقت تک وہ ایک دوسرے کی طرف محرمانہ نگاہ نہیں کر سکتے اور یہ گمان کافی نہیں کہ وکیل نے صیغہ پڑھ لیا ہے البتہ اگر وکیل کہہ دے کہ میں نے صیغہ پڑھ لیا ہے تو کافی ہے۔

(۲۳۶۲)۔ وکیل کے لئے مرد ہونا ضروری نہیں بلکہ عورت بھی صیغۂ عقد پڑھنے میں دوسرے کی وکیل ہو سکتی ہے۔

(۲۳۶۳)۔ اگر عورت کسی کو وکیل کرے کہ مثلاً دس دن کے لئے اس کا نکاح (متعہ) کسی مرد سے کر دے اور دس روز کی ابتدا معین نہ کرے تو اگر عورت کے کلام سے یہ معلوم ہو کہ اس نے وکیل کو پورا اختیار دے دیا ہے تو وکیل کو اختیا

ہے کہ جس وقت وہ چاہے اس عورت کو اس مرد کے نکاح میں دس دن کے لئے دے دے اور اگر معلوم ہو کہ عورت نے معین دن یا وقت کا قصد کیا تھا تو پھر عقد اس کے مطابق کیا جائے۔

(۲۳۶۴) ایک ہی شخص دائمی اور غیر دائمی عقد کا صیغہ پڑھنے کے لئے دونوں طرف سے وکیل ہو سکتا ہے اور اسی طرح کوئی شخص عورت کی طرف سے وکیل ہو کر اس کا نکاح اپنے ساتھ دائمی یا غیر دائمی پڑھ سکتا ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ دو آدمی عقد پڑھیں۔

نکاح دائمی پڑھنے کا طریقہ

(۲۳۶۵)۔ اگر عقد دائمی کا صیغہ خود عورت و مرد پڑھیں اور پہلے عورت کہے " زوجتک نفسی علی الصداق المعلوم"۔ یعنی میں نے اپنے کو تیری بیوی قرار دیا مہر معین پر ــــ اور اس کے بعد فوراً بغیر فصل کے مرد کہے " قبلت التزویج "۔ یعنی اس ازدواج کو میں نے قبول کیا تو عقد صحیح ہے اور اگر کسی اور کو وکیل کریں کہ جوان کی طرف سے صیغہ پڑھے تو اگر مثلاً مرد کا نام احمد اور عورت کا فاطمہ ہے اور عورت کا وکیل کہے " زوجت موکلتی فاطمۃ موکلک احمد علی الصداق المعلوم "۔ پس بلا فصل مرد کا وکیل کہے۔" قبلت لموکلی احمد علی الصداق المعلوم " تو بھی عقد صحیح ہے۔

نکاح متعہ پڑھنے کا طریقہ

(۲۳۶۶)۔ اگر خود عورت و مرد عقد متعہ کا صیغہ پڑھنا چاہیں تو بعد اس کے کہ مدت اور مہر معین کرلیں۔ اگر عورت کہے " زوجت نفسی فی المدۃ المعلومۃ علی المھر المعلوم "۔ اور اس کے بعد مرد بلا فصل کہے " قبلت " تو صحیح ہے اور اگر کسی دوسرے شخص کو وکیل کریں اور پہلے عورت کا وکیل کہے " متعت موکلتی موکلک فی المدۃ المعلومۃ علی المھر المعلوم " پھر مرد کا وکیل فوراً بغیر کسی فاصلہ کے کہے " قبلت لموکلی ھکذا "۔ تو صحیح ہے۔

عقد کے شرائط

(۲۳۶۷) عقد نکاح کے چند شرائط ہیں:

۱۔ احتیاط واجب ہے کہ صحیح عربی زبان میں پڑھا جائے اور اگر عورت و مرد صحیح عربی زبان میں نہ پڑھ سکتے ہوں تو جس لفظ کے ساتھ صیغہ پڑھ دیں صحیح ہے اور یہ ضروری نہیں کہ کسی کو وکیل بنائیں البتہ ایسا لفظ کہیں کہ جو زوجت اور

قبلت کا معنی ادا کرے ۔

۲۔ یہ کہ مرد و عورت اور ان کا وکیل صیغہ پڑھتے وقت قصد انشاء رکھتے ہوں یعنی اگر خود مرد اور عورت صیغہ پڑھیں تو عورت "زوجتک نفسی" کہنے میں یہ قصد رکھتی ہو کہ اپنے کو اس کی بیوی قرار دے رہی ہے اور مرد قبلت التزویج کہنے میں اس کی بیوی ہونے کو قبول کر رہا ہو اور اگر مرد و عورت کا وکیل صیغہ پڑھ رہے ہوں تو وہ زوجت اور قبلت کہنے میں یہ قصد رکھتے ہوں کہ جس مرد و عورت نے انہیں وکیل کیا ہے وہ بیوی و شوہر ہو جائیں۔

۳۔ صیغہ پڑھنے والا عقلمند ہو اور احتیاط واجب یہ ہے کہ بالغ بھی ہو خواہ اپنے لئے پڑھ رہا ہو یا کسی کی طرف سے وکیل ہو لیکن اگر ممیز نابالغ قصد انشاء کے ساتھ صیغہ عقد کو کسی اور کیلئے وکالتاً یا فضولتاً جاری کرے اور موکل اجازت دے یا ممیز اپنے لئے ولی کے حکم یا اجازت سے عقد کرے یا بالغ ہونے کے بعد اس عقد کو جو بالغ ہونے سے پہلے جاری ہوا تھا قبول کرے تو ان تمام صورتوں میں عقد صحیح ہو گا۔

۴۔ اگر بیوی شوہر کے وکیل یا ولی صیغہ پڑھ رہے ہوں تو عقد میں بیوی شوہر کو معین کریں مثلاً ان کا نام لیں یا ان کی طرف اشارہ کریں۔ پس جس شخص کی چند لڑکیاں ہوں، اگر وہ کسی مرد سے کہے کہ "زوجتک احدی بناتی" یعنی میں نے اپنی ایک بیٹی کو تیری بیوی قرار دیا اور وہ "قبلت" ۔ یعنی میں نے قبول کیا کہہ دے تو چونکہ عقد کے وقت لڑکی معین نہیں تھی، لہذا عقد باطل ہے ۔

۵۔ عورت مرد عقد پر راضی ہوں البتہ اگر عورت ظاہراً ناپسندیدگی سے اجازت دے لیکن یہ معلوم ہو کہ وہ دل سے راضی ہے تو عقد صحیح ہے ۔

(۲۳۶۸)۔ اگر عقد میں ایک حرف بھی غلط پڑھا گیا جو معنی کو بدل دے تو عقد باطل ہے ۔

(۲۳۶۹)۔ جو شخص عربی زبان کے قواعد نہیں جانتا اگر اس کی قرأت صحیح ہو اور عقد کے ہر ہر کلمے کا علیحدہ علیحدہ معنی جانتا ہو اور ہر لفظ سے اس کا معنی کا قصد بھی کرے تو وہ عقد پڑھ سکتا ہے ۔

(۲۳۷۰)۔ اگر کسی عورت کا کسی مرد سے ان کی اجازت کے بغیر نکاح پڑھ دیں اور اس کے بعد عورت اور مرد کہہ دیں کہ ہم اس عقد پر راضی ہیں تو عقد صحیح ہے ۔

(۲۳۷۱)۔ اگر عورت و مرد دونوں یا ان میں سے کسی ایک کو نکاح پر مجبور کریں اور عقد پڑھے جانے کے بعد وہ کہے کہ میں اس عقد پر راضی ہوں تو عقد صحیح ہے ۔

(۲۳۷۲)۔ باپ اور دادا نابالغ بچے اور اس دیوانہ کا کہ جو دیوانگی کی حالت میں بالغ ہوا۔ اسی طرح اگر دیوانگی اور بعد اس کے کہ بچہ بالغ اور دیوانہ عقلمند ہو جائے اگر وہ نکاح ان کے لئے کوئی مفسدہ نہ رکھتا ہو تو وہ اس کو فسخ نہیں کر سکتے اور اگر اس میں کوئی مفسدہ ہو تو پھر وہ اسے فسخ کر سکتے ہیں ۔

(۲۲۷۳) - جو لڑکی حدِ بلوغ کو پہنچ گئی ہے اور رشیدہ بھی ہے یعنی اپنی مصلحت کی تشخیص کر سکتی ہے۔ اگر وہ شادی کرنا چاہے ہے اب اگر وہ باکرہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ اپنے باپ یا دادا سے اجازت حاصل کرے اور ماں و بھائی کی اجازت ضروری نہیں۔

(۲۲۷۴) - اگر باپ اور دادا غائب ہوں اور صورت حال یہ ہو کہ ان سے اجازت نہ لی جا سکتی ہو اور لڑکی کو شادی کرنے کی ضرورت بھی ہو تو پھر باپ دادا کی اجازت ضروری نہیں اسی طرح اگر شادی کسی ایسے شخص سے ہوئی ہو جو شرعاً اور عرفاً اس کا کفو (لائق و برابر) ہو اور اسی طرح اگر لڑکی باکرہ نہ ہو بشرطیکہ اس کی بکارت شوہر کرنے کی وجہ سے زائل ہوئی ہو تو اس کیلئے باپ دادا کی اجازت ضروری نہیں۔

(۲۲۷۵) - اگر باپ یا دادا اپنے نابالغ لڑکے کی کسی عورت سے شادی کر دیں تو بالغ ہونے کے بعد اس لڑکے کو بیوی کا خرچہ دینا پڑے گا۔

(۲۲۷۶) - اگر باپ یا دادا نے اپنے نابالغ لڑکے کی کسی عورت سے شادی کی ہو تو اگر عقد کے وقت لڑکے کا مال تھا تو وہ عورت کے حق مہر کا مقروض ہے اور اگر عقد کے وقت اس کے پاس کوئی مال نہ ہو تو باپ یا دادا کو اس کی عورت کا حق مہر دینا پڑے گا۔

وہ عیوب کہ جن کی وجہ سے نکاح فسخ کیا جا سکتا ہے

(۲۲۷۷) - اگر مرد کو عقد کے بعد معلوم ہو جائے کہ عورت میں ان سات عیوب میں سے کوئی ایک عیب ہے تو وہ نکاح فسخ کر سکتا ہے۔

۱۔ دیوانگی ۲۔ جذام (کوڑھ) ۳۔ برص (سفید داغ) ۴۔ نابینا ہونا

۵۔ اس طرح شل ہونا کہ جو معلوم ہو۔

۶۔ یہ کہ اس کا افضاء ہو جائے (پیشاب وحیض کا راستہ یا حیض و پاخانہ کا راستہ ایک ہو جائے) البتہ اگر حیض اور پاخانہ کا راستہ ایک ہو جائے تو عقد کو فسخ کرنا مشکل ہے اور احتیاط کرنی چاہیئے۔

۷۔ یہ کہ گوشت ہڈی یا غدود (گلٹی) اس کی شرمگاہ میں ہو جو جماع کرنے سے مانع ہو۔

(۲۲۷۸) اگر عورت کو عقد کے بعد معلوم ہو کہ اس کا شوہر عقد سے پہلے پاگل تھا یا عقد کے بعد پاگل ہوا ہے یا عقد سے پہلے آلہ تناسل نہیں رکھتا تھا یا عقد سے پہلے عنین تھا اور دخول و ہمبستری نہیں کر سکتا یا عقد کے بعد ہمبستری کرنے سے پہلے ہی عنین ہو جائے یا اس کے خصیتیں عقد سے پہلے نکال دئے گئے ہوں تو وہ عقد کو فسخ کر سکتی ہے۔

(۲۳۷۹) - اگر مرد یا عورت عیوب میں سے کسی عیب کی وجہ سے جوکہ گزشتہ دو مسائل میں بیان کئے گئے ہیں عقد کو فسخ کردیں تو وہ طلاق کے بغیر ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے۔

(۲۳۸۰) - اگر اس وجہ سے کہ مرد عنین ہے اور وطی وہم بستری نہیں کرسکتا عورت عقد کو فسخ کردے تو بھی مرد کو آدھا حق مہر دینا پڑے گا البتہ اگر کسی اور عیب کی وجہ سے جوکہ بیان ہو چکے ہیں۔ مرد یا عورت عقد کو فسخ کردیں تو اگر مرد نے عورت سے ہم بستری نہیں کی تو کوئی چیز اس پر نہیں اور اگر ہمبستری کر چکا ہے تو تمام حق مہر ادا کرے۔

بعض وہ عورتیں کہ جن سے شادی کرنا حرام ہے

(۲۳۸۱) ان عورتوں سے شادی کرنا جو مثل ماں، بہن اور خوشدامن کے انسان کی محرم ہیں، حرام ہے۔

(۲۳۸۲) - اگر کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے تو اگرچہ اس سے ہم بستری نہ کی ہو تو اس عورت کی ماں نانی اور دادی اور جتنا اوپر چلی جائیں اس مرد کی محرم ہو جائیں گی۔

(۲۳۸۳) - اگر کوئی کسی عورت سے عقد کرلے اور اس سے ہم بستری بھی ہو جائے تو اس کی بیٹی نواسی اور پوتی اور جتنا نیچے چلی جائیں چاہے وہ عقد کے وقت موجود ہوں یا بعد میں پیدا ہوں وہ اس مرد کی محرم ہیں۔

(۲۳۸۴) - اگر کسی عورت سے عقد کرلے چاہے اس سے ہم بستری بھی نہ کرے جب تک وہ اس کے نکاح میں ہے تو اس کی لڑکی سے شادی نہیں کرسکتا (یعنی اگر ہم بستری کرنے سے پہلے اسے طلاق دیدے تو پھر اس لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے اور اگر ہم بستری کرلی ہے تو پھر کبھی بھی اس سے نکاح نہیں ہو سکے گا۔

(۲۳۸۵) - باپ کی پھوپھی اور خالہ اور دادا کی پھوپھی اور خالہ اور ماں کی پھوپھی و خالہ اور نانی کی پھوپھی اور خالہ جتنا بھی اوپر کی طرف چلی جائیں انسان کی محرم ہیں۔

(۲۳۸٦) - شوہر کا باپ دادا اور جتنا اوپر چلے جائیں اور اس کا بیٹا نواسہ اور پوتا اور جتنے نیچے چلے جائیں چاہے عقد کے وقت موجود ہوں یا اس کے بعد پیدا ہوں یہ بیوی کے محرم ہیں۔

(۲۳۸۷) - اگر کسی عورت سے نکاح کرے چاہے عقد دائمی ہو یا متعہ جب تک وہ عورت اس کے نکاح میں ہے اس کی بہن سے شادی نہیں کرسکتا۔

(۲۳۸۸) - اگر اپنی بیوی کو اس طریقہ سے جوکہ کتاب طلاق میں بیان کیا جائے گا طلاق رجعی دیدے تو اس کی عدت کے زمانہ میں اس کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا بلکہ اگر طلاق بائن کی عدت کا زمانہ ہے تو بھی احتیاط مستحب

یہ ہے کہ اس کی بہن سے شادی کرنے سے اپنے آپ کو روکے رکھے۔

(۲۳۸۹)۔ اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر بیوی کی بھانجی اور بھتیجی سے نکاح نہیں کر سکتا البتہ اگر اس کی اجازت کے بغیر عقد کرے اور بعد میں وہ کہہ دے کہ میں اس عقد پر راضی ہوں تو پھر کوئی اشکال نہیں۔

(۲۳۹۰)۔ اگر بیوی کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے شوہر نے اس کی بھتیجی یا بھانجی سے عقد کر لیا ہے اور وہ کوئی بات نہ کرے تو اگر بعد میں اجازت نہ دے تو ان کا عقد باطل ہے بلکہ اگر اس کے خاموش رہنے سے معلوم ہو کہ وہ باطنی طور پر راضی ہے تو بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا شوہر اس کی بھتیجی سے الگ ہو جائے مگر یہ کہ وہ اجازت دے دے۔

(۲۳۹۱)۔ اگر کوئی شخص اپنی خالہ یا پھوپھی کی لڑکی سے نکاح کرنے سے پہلے اس کی ماں سے زنا کرے تو پھر ان سے شادی نہیں کر سکتا۔

(۲۳۹۲)۔ اگر اپنی پھوپھی یا خالہ کی لڑکی سے نکاح کرے اور ہم بستری سے پہلے اس کی ماں سے زنا کرے تو اس کے نکاح میں کوئی اشکال نہیں۔

(۲۳۹۳)۔ اگر پھوپھی اور خالہ کے علاوہ کسی عورت سے زنا کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی لڑکی سے شادی نہ کرے البتہ اگر کسی عورت سے شادی کرے اور اس سے ہم بستری بھی ہو جائے اور اس کے بعد اس کی ماں سے زنا کرے تو وہ عورت اس پر حرام نہیں ہوتی اور یہی حکم ہے اگر ہم بستری سے پہلے اس کی ماں سے زنا کرے البتہ اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس عورت کو طلاق دیدے۔

(۲۳۹۴)۔ مسلمان عورت کافر کے عقد میں نہیں آسکتی اور مسلمان مرد بھی کافر عورتوں سے عقد دائمی نہیں کر سکتا۔ البتہ یہود و نصاریٰ جیسی اہل کتاب عورتوں سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۳۹۵)۔ جو عورت طلاق رجعی کے عدت کے زمانہ میں ہے اگر کوئی اس سے زنا کرے تو وہ عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے اور اگر اس عورت سے زنا کرے جو عدت متعہ یا عدت طلاق بائن یا عدت وفات میں ہے تو اس کے بعد اس سے نکاح کر سکتا ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان سے نکاح نہ کرے۔ طلاق رجعی طلاق بائن عدت متعہ اور عدت وفات احکام طلاق میں بیان کی جائیں گی۔

(۲۳۹۶)۔ اگر بے شوہر عورت سے زنا کرے جو کہ عدت کے ایام نہیں گزار رہی تو اس کے بعد اس سے نکاح کر سکتا ہے البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اتنا وقت صبر کرے کہ وہ عورت حیض دیکھ لے اور اس کے بعد اس سے

شادی کرے اور یہی حکم ہے اگر اس کے علاوہ کوئی اور اس سے عقد کرنا چاہے۔

(۲۳۹۷)۔ اگر کسی عورت سے عقد کرے جو کہ کسی کی عدت میں ہو۔ اب اگر دونوں کو یا ان میں سے کسی کو یہ معلوم ہے کہ عورت کی عدت پوری نہیں ہوئی اور یہ بھی جانتے ہوں کہ عدت کے دنوں میں عورت سے عقد کرنا حرام ہے تو وہ عورت اس پر حرام ہو جائے گی اگرچہ مرد نے عقد کے بعد اس سے ہمبستری نہ کی ہو۔

(۲۳۹۸)۔ اگر کسی عورت سے عقد کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ عدت میں تھی۔ اگر ان میں سے کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ عورت عدت میں ہے اور یہ بھی انہیں معلوم نہیں تھا کہ عدت میں عورت سے عقد کرنا حرام ہے تو اگر مرد نے اس سے ہمبستری کرلی ہے تو وہ عورت اس پر حرام ہے۔

(۲۳۹۹)۔ اگر کسی کو معلوم ہے کہ یہ عورت شوہر دار ہے اور اس کے باوجود اس سے شادی کرلے تو اس سے الگ ہو جائے اور اس کے بعد بھی اس سے عقد نہیں کر سکتا۔

(۲۴۰۰)۔ اگر شوہر دار عورت زنا کرائے تو بھی وہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوتی۔ اب اگر وہ توبہ نہ کرے اور اپنے عمل پر باقی رہے تو بہتر یہ ہے کہ شوہر اسے طلاق دیدے البتہ اس کا حق مہر ادا کرے۔

(۲۴۰۱) جس عورت کو طلاق ہو چکی ہو اور وہ عورت جس نے متعہ کیا تھا اور اس کے شوہر نے اسے مدت متعہ بخش دی تھی یا اس کی مدت پوری ہو چکی تھی اگر وہ ایک مدت کے بعد نیا شوہر کرلے اور پھر اسے شک ہو جائے کہ دوسرے شوہر کے عقد کے وقت پہلے شوہر کی عدت پوری ہو گئی تھی یا نہیں تو وہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

(۲۴۰۲)۔ جس لڑکے نے لواطت کرائی ہے اس کی ماں بہن اور بیٹی لواطت کرنے والے پر حرام ہے اگرچہ لواطت کرنے اور کرانے والا بالغ نہ ہو البتہ اگر اسے گمان ہو کہ دخول ہوا تھا یا شک کرے کہ دخول ہوا تھا یا نہیں تو اس پر حرام نہیں ہوں گی۔

(۲۴۰۳)۔ اگر کسی کی ماں بہن یا بیٹی کے ساتھ نکاح کرے اور شادی کے بعد اس شخص کے ساتھ لواطت کرے تو وہ اس پر حرام نہیں ہوں گی۔

(۲۴۰۴)۔ اگر کوئی شخص حالت احرام میں جو کہ افعال حج میں سے ایک ہے کسی عورت سے عقد کرے تو اس کا عقد باطل ہے۔ اب اگر اسے معلوم تھا کہ حالت احرام میں کسی عورت سے نکاح کرنا حرام ہے تو پھر دوبارہ اس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا۔

(۲۴۰۵)۔ وہ عورت جو حالت احرام میں ہے اگر ایسے شخص سے نکاح کرے جو کہ حالت احرام میں نہیں تو اس کا

عقد باطل ہے اور اگر عورت کو معلوم تھا کہ حالت احرام میں نکاح کرنا حرام ہے تو واجب یہ ہے کہ اس کے بعد اس مرد سے شادی نہ کرے۔

(۲۴۰۶)۔ اگر کوئی مرد طواف نساء جو کہ افعال حج میں سے ایک ہے نہ بجالائے تو اس کی بیوی جو کہ احرام باندھنے کی وجہ سے اس پر حرام ہوگئی تھی اس کے لئے حلال نہیں ہوگی اور اسی طرح اگر عورت طواف نساء نہ کرے تو اس کا شوہر اس پر حلال نہیں ہوگا البتہ اگر بعد میں طواف نساء بجالائیں تو ایک دوسرے پر حلال ہوجائیں گے۔

(۲۴۰۷)۔ اگر کوئی شخص نابالغ لڑکی سے نکاح کرے اور نو سال کی عمر تمام ہونے سے پہلے اس سے ہمبستری کرلے اور دخول کرلے تو اگر اس لڑکی کا افضاء ہوجائے تو پھر کسی وقت بھی اس سے ہمبستری نہیں کرسکتا۔

(۲۴۰۸)۔ جس عورت کو تین طلاقیں ہوجائیں تو وہ اپنے شوہر پر حرام ہوجاتی ہے البتہ ان شرائط کے ساتھ جو کتاب طلاق میں بیان کی جائیں گی اگر کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلے تو پہلا شوہر دوبارہ اس سے عقد کرسکتا ہے۔

عقد دائم کے احکام

(۲۴۰۹)۔ جس عورت کا نکاح دائمی ہوجائے اس کو شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہیں جانا چاہئے اور اسے شوہر کی ہر لذت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہئے اور کسی عذر شرعی کے علاوہ شوہر کو ہمبستری سے نہ روکے۔ پس اگر ان چیزوں میں شوہر کی اطاعت کرے تو غذا و لباس و مکان اور دوسرے لوازمات کا مہیا کرنا جو کتب فقہ میں مذکور ہیں شوہر پر واجب ہے اور اگر یہ چیزیں مہیا نہ کرے چاہے قدرت رکھتا ہو یا نہیں تو وہ بیوی کا مقروض ہے۔

(۲۴۱۰)۔ اگر عورت ان کاموں میں جو گزشتہ مسئلہ میں بیان ہوچکے ہیں شوہر کی اطاعت نہ کرے تو گنہ گار ہوگی اور غذا لباس مکان اور ایک بستر پر سونے کا عورت حق نہیں رکھتی البتہ عورت کا حق مہر ختم نہیں ہوگا (یعنی وہ شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے)۔

(۲۴۱۱)۔ مرد کو کوئی حق نہیں کہ وہ عورت کو گھر کی خدمت کے لئے مجبور کرے۔

(۲۴۱۲)۔ عورت کا سفر خرچ اگر وطن میں رہنے کے خرچ سے زیادہ ہے تو شوہر پر لازم نہیں البتہ اگر شوہر چاہتا ہو کہ عورت کو سفر پر لے جائے تو اس کا خرچ ادا کرے۔

(۲۴۱۳)۔ جو عورت شوہر کی اطاعت کرتی ہے اگر خرچ کا مطالبہ کرے اور شوہر نہ دے تو وہ ہر دن کے خرچ

کی مقدار شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے لے سکتی ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اگر وہ مجبور ہے کہ اپنی معاش خود تلاش کرے تو جس وقت تہیۂ معاش میں مشغول ہے شوہر کی اطاعت اس پر واجب نہیں۔

(۲۴۱۴)۔ مرد دائمی عقد والی عورت کو اس طرح نہیں چھوڑ سکتا کہ نہ وہ شوہر دار عورت کی طرح ہو اور نہ بے شوہر کی طرح لیکن یہ واجب نہیں کہ چار راتوں میں سے ایک رات اس کے پاس رہے۔

(۲۴۱۵) شوہر نکاح دائمی والی بیوی سے چار مہینہ سے زیادہ ہم بستری ترک نہیں کر سکتا۔

(۲۴۱۶)۔ اگر عقد دائمی میں حق مہر معین نہ کریں تو عقد صحیح ہے۔ اب اگر شوہر بیوی سے جماع کرے تو اس کی رشتہ دار عورتوں کے مطابق اس کو حق مہر ادا کرے جو کہ اس عورت جیسی ہوں۔

(۲۴۱۷)۔ اگر عقد دائمی پڑھتے وقت حق مہر ادا کرنے کی مدت معین نہ کی ہو تو پھر عورت حق مہر لینے سے پہلے شوہر کو ہم بستری سے روک سکتی ہے۔ چاہے شوہر حق مہر ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو یا نہیں۔ البتہ اگر حق مہر لینے سے پہلے ہم بستری پر راضی ہو جائے اور شوہر اس کے ساتھ ہم بستری کر لے تو اب بغیر کسی عذر شرعی کے شوہر کو ہمبستری سے منع نہیں کر سکتی۔

متعہ یا صیغہ

(۲۴۱۸)۔ کسی عورت سے متعہ کرنا اگرچہ لذت حاصل کرنے کے لئے نہ ہو تو بھی صحیح ہے۔

(۲۴۱۹)۔ شوہر چار مہینے سے زیادہ متعہ والی عورت سے ہم بستری ترک نہیں کر سکتا۔

(۲۴۲۰)۔ جس عورت سے متعہ ہو رہا ہے اگر وہ عقد میں شرط کرے کہ شوہر اس سے ہمبستری نہیں کرے گا تو عقد اور شرط دونوں صحیح ہیں اور شوہر صرف دوسری لذات حاصل کر سکتا ہے البتہ اگر بعد میں عورت ہم بستری پر راضی ہو جائے تو شوہر اس سے جماع کر سکتا ہے۔

(۲۴۲۱)۔ متعہ والی عورت اگرچہ حاملہ ہو جائے خرچ کا حق نہیں رکھتی۔

(۲۴۲۲)۔ متعہ والی عورت (چار راتوں میں سے ایک رات) ایک بستر پر سونے اور شوہر سے ارث پانے اور شوہر بھی اس کا وارث بننے کا حق نہیں رکھتا۔

(۲۴۲۳)۔ متعہ والی عورت کو اگرچہ علم نہ ہو کہ وہ اخراجات اور اکٹھا سونے کا حق نہیں رکھتی تب بھی اس کا عقد صحیح ہے اور نہ جاننے کی وجہ سے بھی شوہر پر کوئی حق نہیں رکھتی۔

(۲۴۲۴) ۔اگر کوئی عورت کسی مرد کو وکیل کرے کہ مدت اور مبلغ معین پر وہ خود اپنے ساتھ اس کا متعہ پڑھ لے تو اگر مرد عقد دائمی پڑھ لے یا مدت و مبلغ معین کئے بغیر صیغہ پڑھ لے جب عورت کو اس کا علم ہو جائے تو اگر وہ کہہ دے کہ میں راضی ہوں تو عقد صحیح ورنہ باطل ہے۔

(۲۴۲۵) ۔ باپ اور دادا محرم بننے کے لئے ایک دو گھنٹے کے لئے اپنے نابالغ بیٹے سے کسی عورت کا متعہ پڑھ سکتے ہیں اور اسی طرح محرم بننے کے لئے اپنی نابالغ لڑکی کا متعہ کسی شخص سے کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ عقد لڑکی کے لئے نقصان دہ نہ ہو۔

(۲۴۲۶) ۔ اگر باپ یا دادا محرم بننے کے لئے اپنی ایسی بچی کا متعہ کسی شخص سے پڑھ لیں جو کسی دوسری جگہ رہتی ہے اور اسے معلوم نہیں کہ وہ زندہ ہے یا مر چکی ہے تو بحسب ظاہر محرمیت حاصل ہو جائے گی البتہ اگر بعد میں معلوم ہو جائے کہ عقد کے وقت وہ لڑکی زندہ نہیں تھی تو عقد باطل ہے اور جو لوگ عقد کی وجہ سے ظاہراً محرم ہو چکے تھے اب نامحرم ہو جائیں گے۔

(۲۴۲۷) ۔ اگر مرد متعہ کی مدت عورت کو بخش دے تو اگر اس سے ہم بستری کر چکا ہے تو جو کچھ اس کیلئے (حق مہر) معین کیا تھا وہ اس کو دیدے اور اگر ہم بستری نہیں کر چکا تو پھر اس کا آدھا دینا پڑے گا۔

(۲۴۲۸) ۔ جس عورت نے کسی سے متعہ کیا تھا اور ابھی تک اس کی عدت میں ہے تو وہ شخص اس سے نکاح دائمی کر سکتا ہے۔

نگاہ کرنے کے احکام

(۲۴۲۹)۔ مرد کا نامحرم عورت کے بدن پر نظر کرنا چاہے لذت کی نیت سے ہو یا بغیر اس کے، حرام ہے۔ اور اس کے چہرہ اور ہاتھوں کی طرف نظر کرنا اگر لذت کی نیت سے ہو تو حرام ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ بغیر قصد لذت کے بھی نہ دیکھے اور اسی طرح عورت کیلئے بجز ہاتھ و چہرہ نامحرم مرد کے بدن کو دیکھنا حرام ہے اور نابالغ لڑکی کے چہرے، بال اور بدن کی طرف اگر قصد لذت سے نہ ہو اور یہ ڈر بھی نہ ہو کہ دیکھنے کی وجہ سے کسی حرام میں مبتلا ہو گا تو دیکھنے میں کوئی اشکال نہیں البتہ بناء بر احتیاط جو اعضاء مان اور شکم کی طرح ہیں کہ جنہیں معمولاً چھپایا جاتا ہے ان کی طرف نگاہ نہ کرے۔

(۲۴۳۰) اگر انسان بغیر قصد لذت کافر عورتوں کے بدن کے اس حصے پر کہ جسے وہ معمولاً نہیں چھپاتی ہیں، نگاہ کرے تو اگر حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہیں ہو تو کوئی اشکال نہیں رکھتا۔

(۲۴۳۱)۔ عورت کو چاہئے کہ وہ اپنا بدن اور بال نامحرم مرد سے چھپائے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اپنا بدن اور بال ایسے لڑکے سے بھی چھپائے جو اگرچہ بالغ نہیں ہوا لیکن اچھی بری چیز کی تمیز رکھتا ہے اور اس کی عمر اس حد تک پہنچی ہوئی ہے کہ شہوانی نگاہیں اس پر پڑ سکتی ہیں۔

(۲۴۳۲)۔ دوسرے کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا حرام ہے اگرچہ شیشہ، آئینہ اور صاف پانی وغیرہ کے واسطے سے ہی کیوں نہ ہو اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ممیز بچہ کی شرمگاہ کی طرف بھی نہ دیکھیں البتہ بیوی شوہر ایک دوسرے کے تمام بدن کو دیکھ سکتے ہیں۔

(۲۴۳۳)۔ وہ مرد و عورت جو کہ ایک دوسرے کے محرم ہیں اگر قصد لذت نہ رکھتے ہوں تو شرمگاہ کے علاوہ ایک دوسرے کے پورے جسم کو دیکھ سکتے ہیں۔

(۲۴۳۴)۔ مرد قصد لذت سے دوسرے مرد کے جسم کو نہ دیکھے اور عورت کے لئے بھی لذت کی نیت سے دوسری عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے۔

(۲۴۳۵)۔ کسی نامحرم عورت کا فوٹو لینا مرد کیلئے حرام نہیں البتہ اگر فوٹو لینے کے لئے مجبور ہو کہ کوئی اور فعل حرام

انجام دے مثلاً ہاتھ اس کے بدن پر رکھے تو پھر اس کا فوٹو نہ لے اور اگر نامحرم عورت کو پہچانتا ہے تو اگر وہ عورت بے پردہ نہ ہو تو اس کا فوٹو نہ دیکھے۔

(۲۴۳۶)۔ اگر مجبوری کی حالت میں عورت کسی عورت کو یا شوہر کے علاوہ کسی اور مرد کو حقنہ کرے یا اس کی شرمگاہ کو دھوئے تو کوئی چیز اسے اپنے ہاتھ پر لپیٹ لینی چاہئے تاکہ اس کا ہاتھ مرد کی شرمگاہ تک نہ پہنچے اور یہی حکم ہے اگر مرد کسی دوسرے مرد یا اپنی بیوی کے علاوہ کسی عورت کا حقنہ کرے یا اس کی شرمگاہ کو دھوئے۔

(۲۴۳۷)۔ اگر مرد نامحرم عورت کے علاج کرنے کیلئے مجبور ہو کہ اس کو دیکھے اور اس کے بدن کو ہاتھ لگائے تو کوئی اشکال نہیں، البتہ اگر صرف دیکھنے سے علاج کرسکتا ہے تو ہاتھ نہ لگائے اور اگر صرف ہاتھ لگانے سے علاج کرسکے تو اس کی طرف نہ دیکھے۔

(۲۴۳۸)۔ اگر انسان کسی کا علاج کرنے کیلئے مجبور ہو کہ اس کی شرمگاہ کو دیکھے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے مدمقابل آئینہ رکھ کر اس کی طرف نگاہ کرے اور اگر خود شرمگاہ کو دیکھنے سے کوئی چارہ کار نہ ہو تو پھر اس کی طرف دیکھنے میں کوئی اشکال نہیں۔

نکاح کے متفرق مسائل

(۲۴۳۹)۔ جو بیوی نہ ہونے کی وجہ سے حرام میں مبتلا ہو رہا ہے تو اس کیلئے شادی کرنا واجب ہے۔

(۲۴۴۰)۔ اگر شوہر عقد میں شرط کرے کہ عورت باکرہ ہونی چاہئے اگر عقد کے بعد معلوم ہو کہ وہ باکرہ نہیں ہے تو وہ عقد کو فسخ کرسکتا ہے۔

(۲۴۴۱)۔ اگر نامحرم عورت و مرد مقام خلوت میں بیٹھے ہوں کہ جہاں کوئی اور شخص موجود نہ ہو اور نہ آسکتا ہو تو اگر انہیں ڈر ہے کہ وہ حرام میں مبتلا ہو جائیں گے تو وہ وہاں سے چلے جائیں۔

(۲۴۴۲)۔ اگر مرد عقد میں حق مہر معین کرے لیکن اس کی نیت ہو کہ حق مہر ادا نہیں کرے گا تو عقد صحیح ہے لیکن اسے حق مہر دینا پڑے گا۔

(۲۴۴۳)۔ جو مسلمان خدا یا رسولؐ کا منکر ہو جائے یا ضروریات دین یعنی وہ حکم جس کو مسلمان جزو دین اسلام سمجھتے ہیں مثلاً نماز یا روزے کے واجب ہونے کا منکر ہو جائے تو اگر اس حکم کے انکار کی برگشت انکار خدا یا رسول کی طرف ہو تو وہ شخص مرتد ہے۔

(۲۴۴۴) ۔ اگر عورت قبل اس کے کہ اس کا شوہر اس سے ہمبستری کرے مرتد ہو جائے جیسا کہ گزشتہ مسئلہ میں بیان کیا جا چکا ہے تو اس کا عقد باطل ہو جائے گا اور یہی حکم ہے اگر ہمبستری کے بعد مرتد ہو جائے جبکہ وہ یائسہ ہو یعنی اگر سیدانی ہے تو ساٹھ سال اور اگر سیدانی نہیں تو پچاس سال اس کی عمر کے پورے ہو گئے ہوں البتہ اگر یائسہ نہیں تو اس دستور کے مطابق کہ جو احکام طلاق میں بیان کیا جائے گا عدت گزارے پس اگر عدت کے درمیان دوبارہ مسلمان ہو جائے تو عقد باقی رہے گا اور اگر آخر عدت تک مرتد رہے تو عقد باطل ہے ۔

(۲۴۴۵) ۔ جس شخص کے انعقاد نطفہ کے وقت اس کا باپ یا ماں مسلمان ہو تو اگر وہ بلوغ کے بعد اظہار اسلام کرے اور پھر مرتد ہو جائے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی اور اتنی مقدار جو احکام طلاق میں بیان کیا جائے گا عدت وفات گزارے ۔

(۲۴۴۶) ۔ وہ شخص کہ جس کی پیدائش کے وقت اس کے ماں باپ غیر مسلمان تھے اور وہ مسلمان ہو گیا ہے اگر وہ اپنی بیوی سے ہمبستری کرنے سے پہلے مرتد ہو جائے تو اس کا عقد باطل ہے اور اگر ہمبستری کے بعد مرتد ہو جائے تو اگر اس کی بیوی اس سن میں ہے جبکہ عورتیں حیض دیکھتی ہیں تو وہ اتنی مقدار جو کہ احکام طلاق میں بیان ہو گی عدت گزارے ۔ اب اگر عدت گزارنے سے پہلے اس کا شوہر مسلمان ہو جائے تو اس کا عقد باقی ورنہ باطل ہے ۔

(۲۴۴۷) ۔ اگر عقد نکاح میں عورت مرد سے شرط کرے کہ وہ اسے شہر سے باہر نہ لے جائیگا اور مرد بھی قبول کرے تو وہ اسے شہر سے باہر نہیں لے جا سکتا ۔

(۲۴۴۸) ۔ اگر کسی کی بیوی کی دوسرے شوہر سے لڑکی ہو تو وہ اس لڑکی کا نکاح اپنے اس لڑکے سے کر سکتا ہے جو اس کی دوسری بیوی سے ہے اور اسی طرح اگر کسی لڑکی کا اپنے لڑکے سے نکاح کرے تو اس لڑکی کی ماں سے خود شادی کر سکتا ہے ۔

(۲۴۴۹) ۔ اگر کوئی عورت زنا سے حاملہ ہو جائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ حمل کو وہ سقط کرا دے ۔

(۲۴۵۰) ۔ اگر کوئی شخص ایسی عورت سے زنا کرے جو کہ نہ شوہر دار ہے اور نہ کسی کی عدت میں ہے تو اگر بعد میں اس سے نکاح کرے اور کوئی بچہ ان سے پیدا ہو تو اگر انہیں معلوم نہ ہو کہ نطفہ حلال سے پیدا ہوا ہے یا حرام سے تو وہ بچہ حلال زادہ سمجھا جائے گا ۔

(۲۴۵۱) ۔ اگر مرد کو یہ معلوم نہ ہو کہ عورت عدت میں ہے اور وہ اس سے شادی کرے تو اگر عورت کو بھی معلوم نہ ہو اور بچہ ان سے پیدا ہو جائے تو وہ حلال زادہ ہوگا اور شرعاً دونوں کا بیٹا ہے لیکن اگر عورت کو معلوم تھا تو وہ بچہ

شرعاً صرف باپ کا ہوگا اور دونوں صورتوں میں ان کا عقد باطل اور وہ ایک دوسرے پر حرام ہو جائیں گے۔

(۲۴۵۲)۔ اگر عورت کہے کہ میں یاسیہ ہوں تو اس کی بات قبول نہیں کرنی چاہئے۔ البتہ اگر وہ کہے کہ میں بے شوہر ہوں تو یہاں اس کی بات قبول کی جائے گی۔

(۲۴۵۳)۔ بعد اس کے کہ کسی عورت سے شادی کرے اگر کوئی شخص کہے کہ یہ عورت شوہر دار ہے اور عورت کہے کہ میں شوہر دار نہیں ہوں تو اگر اس کا شوہر دار ہونا شرعاً ثابت نہ ہو تو عورت کی بات قابل قبول ہوگی۔

(۲۴۵۴)۔ اگر کسی مسلمان آزاد اور عقلمند عورت کی ایک بیٹی ہو تو جب تک لڑکی کی عمر نو سال نہیں ہوتی باپ اس لڑکی کو ماں سے جدا نہیں کر سکتا۔

(۲۴۵۵)۔ مستحب ہے کہ جب لڑکی بالغ ہو جائے تو اس کی شادی میں جلدی کی جائے۔ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مرد کی سعادتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی لڑکی اس کے گھر میں حیض نہ دیکھے۔

(۲۴۵۶)۔ اگر عورت حق مہر میں مرد کے ساتھ یوں مصالحت کرے کہ وہ دوسری بیوی نہیں کرے گا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نہ عورت مہر لے اور نہ شوہر دوسری بیوی کرے۔

(۲۴۵۷)۔ حرامزادہ اگر شادی کرے اور بچہ پیدا ہو جائے تو وہ بچہ حلال زادہ ہوگا۔

(۲۴۵۸)۔ اگر مرد روزہ ماہ رمضان میں یا حالت حیض میں اپنی بیوی سے ہم بستری کرے تو گنہگار ہوگا لیکن اگر بچہ پیدا ہو جائے تو وہ حلال زادہ ہے۔

(۲۴۵۹)۔ جس عورت کو یہ یقین ہو جائے کہ اس کا شوہر سفر میں مر گیا ہے اگر وہ عدت وفات کے بعد جو کہ احکام طلاق میں بیان کی جائے گی شوہر کرے اور اس کا پہلا شوہر سفر سے واپس آجائے تو اسے دوسرے شوہر سے الگ ہو جانا چاہئے اور وہ پہلے شوہر کیلئے حلال ہے البتہ اگر دوسرا شخص اس سے ہمبستری کر چکا ہو تو عورت کو عدت گزارنا پڑے گی اور دوسرے شوہر کو چاہئے کہ اس جیسی عورتوں والا حق مہر اسے ادا کرے البتہ عدت کا خرچ اس پر نہیں ہے۔

دُودھ پلانے کے احکام

(۲۴۶۰)۔ اگر عورت کسی بچے کو ان شرائط کے ساتھ جو مسئلہ نمبر ۲۴۷۰ میں بیان کئے جائیں گے دودھ پلائے تو وہ بچہ حسب ذیل عورتوں کا محرم ہو جائے گا۔

۱۔ خود دودھ پلانے والی عورت کا کہ جسے رضاعی ماں کہتے ہیں۔

۲۔ اس عورت کے شوہر کا کہ جس کا دودھ تھا کہ جسے رضاعی باپ کہتے ہیں۔

۳۔ دودھ پلانے والی عورت کے ماں باپ جتنے اوپر چلے جائیں اگرچہ وہ اس عورت کے رضاعی ماں باپ ہوں۔

۴۔ وہ بچے جو اس عورت سے پیدا ہو چکے ہوں یا پیدا ہوں گے

۵۔ اس عورت کی اولاد کی اولاد جتنا نیچے چلی جائے چاہے اس کی اولاد سے وہ اولاد پیدا ہو چکی ہو، یا اس کی اولاد نے ان بچوں کو دودھ پلایا ہو۔

۶۔ اس عورت کے بہن بھائی اگرچہ رضاعی ہوں یعنی دودھ پینے کی وجہ سے اس عورت کے بہن بھائی بنے ہوں۔

۷۔ اس عورت کا چچا اور پھوپھی اگرچہ رضاعی ہوں۔

۸۔ اس عورت کے ماموں اور خالہ اگرچہ رضاعی ہوں

۹۔ اس عورت کے شوہر کے ماں باپ جبکہ دودھ اس شوہر کا ہو جتنا اوپر چلے جائیں

۱۰۔ اس عورت کے شوہر کی اولاد جبکہ دودھ اس مرد کا ہو، جتنے نیچے چلے جائیں اگرچہ اس کی رضاعی اولاد ہوں۔

۱۱۔ اس شوہر کے بہن بھائی کہ جس کا دودھ ہے۔ اگرچہ وہ بھائی بہن رضاعی ہی ہوں۔

۱۲۔ چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ اس شوہر کا کہ جس کا دودھ ہے جتنے اوپر چلے جائیں چاہے رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔ اسی طرح کچھ اور لوگ کہ جن کا ذکر بعد کے مسائل میں آئے دودھ پلانے کی وجہ سے محرم ہو جاتے ہیں۔

(۲۴۶۱)۔ اگر کوئی عورت کسی بچہ کو ان شرائط کے تحت جو مسئلہ نمبر ۲۴۷۰ میں بیان کئے جائیں گے، دودھ پلائے تو اس بچے کا باپ ان لڑکیوں کے ساتھ جو اس عورت سے پیدا ہو چکی ہیں، شادی نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اس عورت کے اس شوہر کی لڑکیوں سے بھی نکاح نہیں کر سکتا کہ جس کا دودھ تھا بلکہ احتیاط واجب یہ

ہے کہ اس کی رضاعی بیٹیوں کے ساتھ بھی نکاح نہ کرے البتہ اس عورت کی رضاعی بیٹیوں سے نکاح کرسکتا ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ نہ ان لڑکیوں سے نکاح کرے اور نہ ان کی طرف ایسی نگاہ کرے کہ جو انسان اپنی محرم عورتوں کی طرف کرسکتا ہے۔

(۲۴۶۲)۔ اگر کوئی عورت کسی بچے کو ان شرائط کے ساتھ جو مسئلہ نمبر ۲۴۴۷ میں بیان کئے جائیں گے دودھ پلائے تو اس عورت کا وہ شوہر جو دودھ کا مالک ہے اس بچے کی بہنوں کا محرم نہیں ہوگا۔ البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان سے شادی نہ کرے اور اسی طرح شوہر کے رشتہ دار اس بچہ کے بہن بھائیوں کے محرم نہیں ہونگے۔

(۲۴۶۳)۔ اگر کوئی عورت کسی بچہ کو دودھ پلائے تو وہ اس بچے کے بھائیوں کی محرم نہیں ہوگی اور اسی طرح اس عورت کے رشتہ دار اس بچے کے بہن بھائیوں کے محرم نہیں ہوں گے کہ جس نے اس کا دودھ پیا ہے۔

(۲۴۶۴)۔ اگر انسان ایسی عورت سے نکاح کرے جس نے کسی بچی کو پورا دودھ پلایا ہے اور اس عورت سے ہم بستری بھی کرلے تو پھر اس لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا۔

(۲۴۶۵)۔ اگر انسان کسی لڑکی سے شادی کرے تو پھر وہ اس عورت سے نکاح نہیں کرسکتا جس نے اس لڑکی کو پورا دودھ پلایا ہو۔

(۲۴۶۶)۔ انسان ایسی لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا کہ جسے اس کی ماں یا دادی نے پورا دودھ پلایا ہو۔ اسی طرح اگر اس کے باپ کی بیوی نے اس کے باپ کا دودھ کسی لڑکی کو پلایا ہو تو اس لڑکی سے بھی نکاح نہیں ہوسکتا۔ اگر کسی شیرخوار لڑکی سے عقد کرے اور اس کے بعد اس کی ماں دادی یا اس کے باپ کی بیوی نے اس کے باپ کا دودھ اس لڑکی کو پلادیا تو عقد باطل ہوجائے گا۔

(۲۴۶۷)۔ انسان اس لڑکی سے شادی نہیں کرسکتا کہ جسے اس کی بہن یا اس کی بھاوج نے اس کے بھائی کا پورا دودھ پلایا ہو۔ اسی طرح حکم ہے اگر اس کی بھانجی، بھتیجی یا بہن کی نواسی، پوتی یا بھائی کی نواسی، پوتی اس لڑکی کو دودھ پلائے۔

(۲۴۶۸)۔ اگر کوئی عورت اپنی بیٹی کے بچے کو دودھ پلائے تو اس کی بیٹی اپنے شوہر پر حرام ہوجائے گی اور یہی حکم ہے اگر اس بچے کو دودھ پلائے جو اس کی لڑکی کے شوہر کی دوسری بیوی سے ہے۔ البتہ اگر اپنے بیٹے کے بچے کو دودھ پلائے تو اس کے بیٹے کی بیوی جو کہ اس شیرخوار بچے کی ماں ہے اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔

(۲۴۶۹)۔ اگر کسی لڑکی کے باپ کی بیوی اس لڑکی کے شوہر کے بچے کو دودھ پلائے جبکہ اس لڑکی کے باپ کا ہو تو وہ لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہوجائیگی۔ چاہے وہ بچہ اسی لڑکی سے ہو یا اس کے شوہر کی دوسری بیوی سے۔

دودھ پلانے کے شرائط جو کہ محرم بننے کا سبب ہیں

(۲۴۷۰) وہ دودھ پلائی جو محرم ہونے کی علت ہے اس کے ۸ شرائط ہیں:

۱۔ بچہ زندہ عورت کا دودھ پیئے۔ پس اگر مردہ عورت کے پستان سے دودھ پیئے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

۲۔ اس عورت کا دودھ حرام سے نہ ہو۔ پس اگر حرام سے پیدا شدہ بچے کا دودھ کسی دوسرے بچے کو پلائے تو اس دودھ کے ذریعے وہ بچہ کسی کا محرم نہیں ہوگا۔

۳۔ بچہ دودھ پستان سے پیئے۔ پس اگر دودھ بچے کے حلق میں ڈالا جائے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

۴۔ دودھ خالص ہو اور وہ کسی چیز سے ملا ہوا نہ ہو۔

۵۔ دودھ ایک ہی شوہر کا ہو۔ پس اگر دودھ دینے والی عورت کو طلاق ہو جائے اور وہ دوسرا شوہر کرے اور حاملہ ہو جائے اور بچہ جننے تک پہلے شوہر کا دودھ باقی رہ جائے اور مثلاً آٹھ دفعہ بچہ جننے سے پہلے، پہلے شوہر کا دودھ اور سات دفعہ بچہ جننے کے بعد دوسرے شوہر کا دودھ کسی بچہ کو پلائے تو وہ بچہ کسی کا محرم نہیں ہوگا۔

۶۔ بچہ بیماری کی وجہ سے دودھ قے نہ کردے اور اگر قے کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ جو لوگ دودھ پینے کی وجہ سے اس بچے کے محرم بنتے ہیں وہ اس سے شادی نہ کریں اور اس کی طرف نگاہِ محرمانہ سے بھی نہ دیکھیں۔

۷۔ پندرہ مرتبہ یا شب و روز جیسا کہ بعد کے مسئلہ میں بیان کیا جائے گا دودھ سیر ہو کر پیئے یا اسے اتنا دودھ پلایا جائے کہ لوگ کہیں کہ اس دودھ سے اس کی ہڈی محکم ہوئی ہے اور اس کے بدن میں گوشت پیدا ہوا ہے بلکہ اگر دس مرتبہ اسے دودھ پلائیں۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ اشخاص جو دودھ پینے کی وجہ سے اس کے محرم ہو جاتے ہیں اس سے شادی نہ کریں اور نظرِ محرمانہ بھی اس پر نہ ڈالیں۔

۸۔ بچے کی عمر پورے دو سال نہ ہوئی ہو اور اگر پورے دو سال ہونے کے بعد اسے دودھ پلایا جائے تو وہ کسی کا محرم نہیں ہوگا بلکہ اگر مثلاً دو سال پورے ہونے سے پہلے چودہ مرتبہ اور اس کے بعد ایک مرتبہ دودھ پی لے تو بھی کسی کا محرم نہیں ہوگا۔ البتہ اگر دودھ دینے والی عورت کو بچہ جنے دو سال سے زیادہ عرصہ گزر

گیا ہو اور ابھی تک اس کا دودھ باقی ہو اور وہ کسی بچے کو دودھ پلا دے تو وہ بچہ بیان شدہ اشخاص کا محرم ہو جائے گا۔

(۲۴۷۱)۔ دودھ پینے والا بچہ شب روز میں غذا یا کسی اور عورت کا دودھ نہ پیئے البتہ اگر اتنی تھوڑی غذا کھائے کہ لوگ نہ کہیں کہ اس نے درمیان میں غذا کھائی ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اسی طرح چاہئے کہ پندرہ مرتبہ ایک ہی عورت کا دودھ پیئے اور پندرہ مرتبہ کے درمیان کسی اور عورت کا دودھ نہ پیئے اور ہر دفعہ بغیر فصل کے دودھ پیئے۔ البتہ اگر دودھ پیتے ہوئے سانس لے لے یا اتنا تھوڑا سا صبر کرلے کہ جب سے اس نے پستان منہ میں لیا ہے سیر ہونے تک ایک ہی دفعہ شمار ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۴۷۲)۔ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا دودھ ایک بچے کو پلائے اور اس کے بعد دوسرا شوہر کرلے اور اس شوہر کا دودھ بھی کسی دوسرے بچے کو پلائے تو وہ دونوں بچے آپس میں محرم نہیں ہونگے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ نہ ایک دوسرے سے شادی کریں اور نہ ایک دوسرے پر نگاہ محرمانہ ڈالیں۔

(۲۴۷۳)۔ اگر ایک عورت ایک ہی شوہر کا دودھ چند بچوں کو پلائے تو وہ سب آپس میں اور رضاعی ماں باپ کے لئے محرم ہوں گے۔

(۲۴۷۴)۔ اگر ایک شخص کی چند بیویاں ہیں اور ان میں سے ہر ایک ان شرائط کے ساتھ جو بیان کی گئی ہیں ایک ایک بچے کو دودھ پلائے تو وہ تمام بچے آپس میں اور اس مرد اور ان تمام عورتوں کے محرم ہو جائیں گے۔

(۲۴۷۵)۔ اگر کسی شخص کی دودھ پلانے والی دو بیویاں ہوں اور ان میں سے ایک کسی بچے کو مثلاً آٹھ مرتبہ اور دوسری سات مرتبہ پلا دے تو وہ بچہ کسی کا محرم نہیں ہوگا۔

(۲۴۷۶)۔ اگر کوئی عورت ایک شوہر کے دودھ سے ایک لڑکے اور ایک لڑکی کو پورا دودھ پلائے تو اس لڑکی کے بہن بھائی اور اس لڑکے کے بہن بھائی آپس میں محرم نہیں بنیں گے۔

(۲۴۷۷)۔ انسان اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر ان عورتوں سے نکاح نہیں کرسکتا جو دودھ پینے کی وجہ سے اس کی بیوی کی بھانجیاں یا بھتیجیاں بن چکی ہیں اور اسی طرح اگر کسی لڑکے سے لواطت کرے تو اس لڑکے کی رضاعی بیٹی، بہن اور دادی سے نکاح نہیں کرسکتا۔

(۲۴۷۸)۔ جس عورت نے کسی انسان کے بھائی کو دودھ پلایا ہو تو وہ اس کی محرم نہیں ہوگی اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس سے شادی نہ کرے۔

(۲۴۷۹) ۔ انسان دو بہنوں سے اگرچہ وہ رضاعی بہنیں ہوں شادی نہیں کرسکتا اور اگر دو عورتوں سے نکاح کرے اور اسے بعد میں معلوم ہو کہ وہ آپس میں بہنیں ہیں تو اگر ان کا نکاح ایک ہی وقت میں ہوا ہے تو دونوں کا نکاح باطل ہے اور اگر ایک وقت میں نہیں ہوا تو جس کا نکاح پہلے ہوچکا وہ صحیح اور دوسری کا باطل ہے۔

(۲۴۸۰) ۔ اگر عورت اپنے شوہر کا دودھ ان لوگوں کو پلائے جن کا بیان ابھی بعد میں ہوگا تو اس کا شوہر اس کیلئے حرام نہیں ہوتا اگرچہ بہتر یہ ہے کہ احتیاط کریں۔

۱۔ عورت کے اپنے بہن بھائی۔
۲۔ اس کے چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ۔
۳۔ اس کے چچا اور ماموں کی اولاد
۴۔ اس کا بھتیجا۔
۵۔ اس کے شوہر کا بھائی یا بہن
۶۔ عورت کا اپنا بھانجا یا شوہر کا بھانجا
۷۔ اس کے شوہر کا چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ
۸۔ شوہر کی دوسری بیوی کی اولاد کی اولاد

(۲۴۸۱) ۔ جو کسی کی پھوپھی یا خالہ کی لڑکی کو دودھ پلائے تو وہ اس کی محرم نہیں ہوگی البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس سے شادی نہ کرے۔

(۲۴۸۲) ۔ جس شخص کی دو بیویاں ہیں اگر ان میں سے ایک دوسری کے چچا کے بیٹے کو دودھ پلا دے تو جس عورت کے چچا کے بیٹے نے دودھ پیا ہے وہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔

دودھ پلانے کے آداب

(۲۴۸۳) ۔ بچے کو دودھ پلانے کیلئے اس کی اپنی ماں سب سے بہتر ہے اور بہتر یہ ہے کہ ماں دودھ پلانے کیلئے اپنے شوہر سے کوئی مزدوری نہ لے اور اچھی بات ہے کہ شوہر مزدوری دے۔ اگر ماں چاہے کہ دایا سے زیادہ مزدوری لے تو شوہر اس سے بچہ لے کر دایا کے سپرد کرسکتا ہے۔

(۲۴۸۴) ۔ مستحب یہ ہے کہ جو دایا بچہ کی تربیت کیلئے انتخاب کی جائے وہ اثنا عشری صاحب عقل و عفت اور خوبصورت ہو اور مکروہ ہے کہ کم عقل، غیر اثنا عشری، بدصورت، بد خلق یا حرام زادی ہو اور یہ بھی مکروہ ہے کہ ایسی دایا انتخاب کی جائے کہ جس کا بچہ زنا سے پیدا ہوا ہو۔

دُودھ پلانے کے متفرق مسائل

(۲۴۸۵)۔ مستحب ہے کہ عورتوں کو اس بات سے منع کیا جائے کہ وہ ہر بچے کو دودھ پلائیں کیونکہ ممکن ہے کہ وہ بھول جائیں کہ کن کن بچوں کو دودھ پلا چکی ہیں اور بعد میں دو ایسے افراد جو ایک دوسرے کے محرم ہیں آپس میں شادی کرلیں۔

(۲۴۸۶)۔ جو لوگ دودھ پینے کی وجہ سے رشتہ دار ہو جاتے ہیں۔ مستحب ہے کہ ایک دوسرے کا احترام کریں البتہ نہ وہ ایک دوسرے کے وارث بنیں گے اور نہ ہی انہیں وہ حقوق میسر ہوں گے جو کسی انسان کے رشتہ داروں کو ہوتے ہیں۔

(۲۴۸۷)۔ اگر ممکن ہو تو مستحب ہے کہ بچے کو پورے دو سال دودھ پلایا جائے۔

(۲۴۸۸)۔ اگر دودھ پلانے کی وجہ سے شوہر کا حق ضائع نہ ہوتا ہو تو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کے بچے کو دودھ پلا سکتی ہے البتہ یہ جائز نہیں کہ ایسے بچے کو دودھ پلائے کہ جس کی وجہ سے اپنے شوہر پر حرام ہو جائے۔ مثلاً اگر شوہر کسی شیر خوار لڑکی سے نکاح کرے تو عورت اس لڑکی کو دودھ نہ پلائے کیونکہ اگر اس لڑکی کو دودھ پلائے تو وہ اپنے شوہر کی بیوی کی ماں اور اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی۔

(۲۴۸۹)۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ اس کے بھائی کی بیوی اس کی محرم بن جائے تو کسی شیر خوار بچی کے ساتھ مثلاً دو دن متعہ کرے اور ان دو دنوں میں ان شرائط کے ساتھ جو مسئلہ نمبر ۲۴۷۰ میں بیان ہو چکے ہیں۔ اس کے بھائی کی بیوی اس لڑکی کو دودھ پلا دے۔

(۲۴۹۰)۔ اگر مرد کسی عورت کے متعلق نکاح کرنے سے پہلے کہے کہ دودھ پینے کی وجہ سے یہ عورت مجھ پر حرام ہے مثلاً کہے کہ اس نے اس کی ماں کا دودھ پیا ہے تو اگر اس کی تصدیق ممکن ہے تو اس عورت سے شادی نہیں کر سکتا اور اگر عقد کے بعد کہے اور عورت بھی اس کی بات کو قبول کرے تو عقد باطل ہے۔ پس اگر مرد اس عورت کے ساتھ ہم بستری نہیں کر چکا یا ہم بستری کر چکا ہے لیکن ہم بستری کرتے وقت عورت کو معلوم تھا کہ یہ اس مرد پر حرام ہے تو اس کا حق مہر دینا نہیں پڑے گا اور اگر ہم بستری کے بعد اسے معلوم ہو کہ وہ اس مرد پر حرام ہے تو اس جیسی عورتوں کی شان کے مطابق اسے حق مہر ادا کرے۔

(۲۴۹۱)۔ اگر عورت عقد سے پہلے کہے کہ دودھ پینے کی وجہ سے میں اس مرد پر حرام ہوں تو اگر اس بات کی تصدیق ممکن ہو تو اس مرد سے شادی نہیں کر سکتی اور اگر عقد کے بعد کہے تو وہی صورت ہے کہ جب مرد عقد کے بعد کہے کہ

یہ عورت اس پر حرام ہے اور اس کا حکم گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے۔

(۲۴۹۲)۔ وہ دودھ پلائی جو محرم ہونے کی علت ہے دو چیزوں سے ثابت ہوتی ہے۔

۱۔ اتنے لوگوں کا خبر دینا کہ جن کے کہنے سے انسان کو یقین پیدا ہو جائے۔

۲۔ دو عادل مرد یا چار عادل عورتیں گواہی دیں البتہ وہ دودھ پلانے کے شرائط بھی بیان کریں مثلاً کہیں کہ ہم نے دیکھا ہے کہ فلاں بچے نے چوبیس گھنٹے فلاں عورت کے پستان سے دودھ پیا ہے اور درمیان میں کوئی اور چیز بھی نہیں کھائی پی۔ اسی طرح باقی شرائط جو مسئلہ نمبر ۲۴۸۰ میں بیان ہو چکی ہیں کی تشریح کریں۔ البتہ اگر معلوم ہے کہ یہ شرائط کو جانتے ہیں اور عقیدے میں ایک دوسرے کے مخالف بھی نہیں اور مرد و عورت کے ساتھ بھی ان مسائل میں عقیدةً مخالف نہیں تو پھر ضروری نہیں کہ وہ شرائط تفصیل سے بیان کریں۔

(۲۴۹۳)۔ اگر شک کریں کہ بچے نے اتنا دودھ پیا ہے جو محرم ہونے کی علت ہے یا نہیں یا انہیں گمان ہو کہ بچے نے اتنی مقدار میں دودھ پی لیا ہے تو وہ بچہ کسی کا محرم نہیں ہو گا البتہ بہتر یہ ہے کہ احتیاط کریں۔

طلاق کے احکام

(۲۴۹۴)۔ جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دے رہا ہے وہ عقل مند اور احتیاط واجب یہ ہے کہ بالغ ہو اور اپنے اختیار سے طلاق دے اور اگر اسے مجبور کیا گیا ہو کہ اپنی بیوی کو طلاق دے تو وہ طلاق باطل ہے اور اسی طرح چاہئے کہ وہ طلاق کا قصد رکھتا ہو۔ پس اگر صیغۂ طلاق مزاحاً کہہ دے تو طلاق صحیح نہیں۔

(۲۴۹۵)۔ عورت بوقتِ طلاق خونِ حیض و نفاس سے پاک ہو اور اس کے شوہر نے اس کی پاکیزگی کے زمانے یا حالت نفاس یا حیض میں جو اس پاکیزگی کے زمانے سے پہلے تھا اس سے ہمبستری نہ کی ہو اور ان دو شرائط کی تفصیل آئندہ مسائل میں بیان کی جائے گی۔

(۲۴۹۶)۔ عورت کو حیض یا نفاس میں طلاق دینا تین صورتوں میں صحیح ہے۔

۱۔ یہ کہ اس کے شوہر نے نکاح کے بعد اس سے ہمبستری نہ کی ہو۔

۲۔ وہ حاملہ ہو اور اگر اس کا حاملہ ہونا معلوم نہ ہو اور شوہر نے اسے حالت حیض میں طلاق دی ہو اور اس کے بعد اسے معلوم ہو کہ وہ حاملہ تھی تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

۳۔ یہ کہ غائب ہونے کی وجہ سے یا تحقیق کرنے میں مشقت ہونے کی وجہ سے مرد یہ معلوم نہ کر سکتا ہو یا اس کے لئے یہ جاننا مشکل ہو کہ عورت حیض سے پاک تھی

(۲۴۹۷)۔ اگر عورت کو خونِ حیض سے پاک سمجھتے ہوئے طلاق دیدے اور بعد میں معلوم ہو کہ طلاق دیتے وقت وہ حالت حیض میں تھی تو اس کی طلاق باطل ہے اور اگر اسے حالت حیض میں سمجھتے ہوئے طلاق دیدے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ پاک تھی تو طلاق صحیح ہے۔

(۲۴۹۸)۔ جس شخص کو معلوم ہے کہ اس کی بیوی حالت حیض یا نفاس میں ہے۔ اگر وہ غائب ہو جائے مثلاً سفر کر لے اور اسے طلاق دینا چاہے تو اتنی مدت تک صبر کرے کہ جس میں عموماً حیض یا نفاس سے پاک ہو جاتی ہیں۔

(۲۴۹۹)۔ جو شخص غائب ہے اگر وہ اپنی عورت کو طلاق دینا چاہے تو اگر وہ معلوم کر سکتا ہے کہ اس کی بیوی حالت حیض یا نفاس میں ہے یا نہیں اگرچہ یہ اطلاع عورت کے حیض کی عادت کی بنا پر ہو اور علامات کی وجہ سے جو کہ شریعت میں معین ہیں تو وہ اتنی مدت تک صبر کرے کہ جس میں عموماً عورتیں حیض یا نفاس سے پاک ہو جاتی ہیں۔

(۲۵۰۰)۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ہمبستری کرے جو کہ خون حیض و نفاس سے پاک ہے اور اسے طلاق دینا چاہے تو اتنی مدت صبر کرے کہ وہ عورت دوبارہ حیض دیکھنے کے بعد پاک ہو جائے۔ البتہ وہ عورت جس کی عمر پورے نو سال نہیں ہوئی یا وہ حاملہ ہے اگر ہمبستری کے بعد اسے طلاق دیدے تو کوئی اشکال نہیں اور یہی حکم ہے اگر وہ یائسہ ہو یعنی اگر وہ سیدانی ہے تو اس کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ اور اگر سیدانی نہیں تو پچاس سال سے زیادہ ہو۔

(۲۵۰۱)۔ اگر ایسی عورت سے ہمبستری کرے جو حیض و نفاس سے پاک ہے اور اسی پاکیزگی کے وقت اسے طلاق دیدے تو اگر بعد میں اسے معلوم ہو جائے کہ بوقت طلاق وہ حاملہ تھی تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۵۰۲)۔ اگر ایسی عورت سے ہمبستری کرے جو کہ حیض و نفاس سے پاک ہے اور سفر کرے تو اگر سفر میں اسے طلاق دینا چاہے تو اتنی مدت صبر کرے کہ جتنے دنوں میں وہ عورت عموماً پاک رہنے کے بعد خون دیکھ کے دوبارہ پاک ہو جاتی ہے۔

(۲۵۰۳)۔ اگر مرد اپنی ایسی بیوی کو طلاق دینا چاہے جو بیماری کی وجہ سے حیض نہیں دیکھتی تو جب سے اس نے اس عورت سے ہمبستری کی ہے تین ماہ تک اس سے ہمبستری کرنے سے اپنے آپ کو روکے رکھے اور اس کے بعد اس کو طلاق دیدے۔

(۲۵۰۴)۔ طلاق صحیح عربی صیغے کے ساتھ پڑھی جائے اور دو عادل مرد اسے سنیں اور اگر خود شوہر صیغۂ طلاق جاری کرے اور اس کی بیوی کا نام مثلاً فاطمہ ہو تو یوں کہے:

"زوجتی فاطمۃ طالق" ـــ یعنی میری بیوی فاطمہ آزاد ہے۔ اور اگر کسی دوسرے کو وکیل کرے تو وہ وکیل کہے "زوجۃ موکلی فاطمۃ طالق"۔

(۲۵۰۵)۔ جس عورت کا متعہ ہو جائے مثلاً ایک مہینہ یا ایک سال کے لئے اس سے کوئی عقد (متعہ) کرے تو اس کے لئے کوئی طلاق نہیں اور اس کی آزادی اس میں ہے کہ اس کی مدت پوری ہو جائے یا مرد اسے مدت بخش دے اور اس طرح کہے کہ میں نے مدت تجھے بخشی۔ گواہ بنانا اور عورت کا حیض سے پاک ہونا ضروری نہیں۔

طلاق کی عدّت

(۲۵۰۶)۔ وہ عورت جس کی عمر نو سال نہیں ہوئی یا جو عورت یائسہ ہو چکی ہے تو اس کی کوئی عدّت نہیں اگرچہ مرد نے اس سے ہمبستری کی ہو تو وہ طلاق کے بعد فوراً ہی کسی سے شادی کر سکتی ہے۔

(۲۵۰۷)۔ جس کی عمر نو سال ہوگئی ہو اور وہ یائسہ بھی نہ ہو اگر اس کا شوہر اس سے ہمبستری کرے اور اسے طلاق دیدے تو طلاق کے بعد اسے عدت گزارنی ہوگی یعنی بعد اس کے کہ اسے پاکیزگی کے دنوں میں طلاق دے اتنی مدت صبر کرے کہ دو مرتبہ خون حیض دیکھنے کے بعد پاک ہو جائے اور جس وقت بھی تیسری دفعہ خون حیض شروع ہو جائے تو اس کی عدت پوری ہو جائے گی اور دوسرا شوہر کر سکتی ہے۔ البتہ اگر ہمبستری کرنے سے پہلے اسے طلاق دیدے تو اس کے لئے کوئی عدت نہیں یعنی طلاق کے فوراً بعد وہ شوہر کر سکتی ہے۔

(۲۵۰۸)۔ جس عورت کو حیض نہیں آتا لیکن وہ ایسی عورتوں کے سن میں ہے کہ جنہیں حیض آتا ہے تو اگر اس کا شوہر اس سے ہمبستری کرنے کے بعد طلاق دیدے تو اسے چاہئے کہ طلاق کے بعد تین مہینے عدت گزارے۔

(۲۵۰۹)۔ جس عورت کی عدت تین ماہ ہے اگر اسے ابتدائے ماہ میں طلاق ہو جائے تو وہ تین مہینے قمری یعنی جب سے چاند نظر آیا ہے اس وقت سے لے کر تین ماہ تک عدت گزارے اور اگر مہینے کے درمیان میں اسے طلاق ہوئی ہے تو بقیہ مہینہ اور اس کے بعد دو ماہ اور اسی طرح جتنے دن پہلے ماہ کے کم تھے اتنے چوتھے مہینے سے عدت گزارے یہاں تک کہ تین ماہ پورے ہو جائیں مثلاً اگر بیسویں کے دن غروب کے وقت اسے طلاق ہوئی اور وہ ماہ انتیس دن کا تھا تو اس ماہ کے نو دن اور اس کے بعد دو ماہ اور بیس دن چوتھے مہینے کے عدت گزارے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ چوتھے ماہ کے اکیس دن عدت گزارے تاکہ جتنے دن اس سے پہلے ماہ کے گزارے ہیں ان کے ساتھ تیس دن ہو جائیں۔

(۲۵۱۰)۔ اگر حاملہ عورت کو طلاق دیدی تو اس کی عدت بچے کے پیدا ہونے یا سقط ہو جانے تک ہے۔ اس بنا پر اگر طلاق دینے کے مثلاً ایک گھنٹہ بعد بچہ پیدا ہو جائے تو اس کی عدت پوری ہو جائے گی۔

(۲۵۱۱)۔ جس عورت کی عمر نو سال پوری ہو جائے اور وہ یائسہ بھی نہ ہو اور اس کا مثلاً ایک ماہ یا ایک سال کے لئے متعہ ہو جائے تو اگر اس کا شوہر اس سے ہم بستری کرے اور اس کی مدت پوری ہو جائے یا شوہر اسے مدت بخش دے تو اگر اسے حیض آتا ہے تو دو حیض کی مقدار اور اگر حیض نہیں آتا تو پینتالیس دن تک وہ شوہر نہ کرے۔

(۲۵۱۲)۔ عدت طلاق کی ابتدا اس وقت سے ہے کہ جب سے صیغہ طلاق پورا ہو جائے چاہے عورت کو معلوم ہو جائے کہ اسے طلاق ہوگئی ہے یا نہیں۔ اب اگر عدت تمام ہونے کے بعد اسے معلوم ہو کہ اس کو طلاق دیدی گئی ہے تو ضروری نہیں کہ دوبارہ عدت گزارے۔

اس عورت کی عدّت کہ جس کا شوہر مر گیا ہو

(۲۵۱۳)۔ جس عورت کا شوہر مر جائے اگر وہ حاملہ نہیں تو وہ چار مہینے اور دس دن عدت گزارے یعنی کسی سے شادی نہ کرے اگرچہ وہ یائسہ اور متعہ والی ہو یا اس سے اس کے شوہر نے ہمبستری نہ کی ہو اور اگر حاملہ ہے تو بچہ جننے تک عدت گزارے۔ البتہ اگر چار ماہ دس دن گزرنے سے پہلے اس کا بچہ پیدا ہو جائے تو اپنے شوہر کے مرنے سے چار مہینے دس دن تک صبر کرے اور اس عدت کو عدت وفات کہتے ہیں۔

(۲۵۱۴)۔ جو عورت عدتِ وفات میں ہو اس کے لئے رنگ برنگے کپڑے پہننا اور سرمہ لگانا حرام ہے اور اسی طرح دوسرے ایسے کام کرنا جو زینت میں شمار ہوتے ہیں وہ بھی حرام ہیں۔

(۲۵۱۵)۔ اگر عورت کو یقین ہے کہ اس کا شوہر مر گیا ہے اور عدت پورا ہونے کے بعد وہ شوہر کرے اب اگر معلوم ہو جائے کہ اس کا شوہر بعد میں مرا تھا تو وہ دوسرے شوہر سے الگ ہو جائے اور اگر وہ حاملہ ہو تو اتنی مقدار جو عدتِ طلاق میں بیان کی جائے گی دوسرے شوہر کیلئے عدتِ طلاق اور پھر پہلے شوہر کیلئے عدتِ وفات گزارے اور اگر حاملہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے لئے عدتِ وفات اور پھر دوسرے شوہر کے لئے عدتِ طلاق گزارے۔

(۲۵۱۶)۔ عدت وفات کی ابتداء اس وقت سے شروع ہوتی ہے جبکہ عورت کو اطلاع ملے کہ اس کا شوہر مر گیا ہے۔

(۲۵۱۷)۔ اگر عورت کہے کہ میری عدت پوری ہو گئی ہے تو دو شرائط سے اس کی بات مقبول ہو گی۔

۱۔ یہ کہ وہ جائے تہمت نہ ہو۔

۲۔ یہ کہ طلاق یا اس کے شوہر کے مرنے سے اتنا عرصہ گزر گیا ہو کہ اس مدت میں عدت کا تمام ہونا ممکن ہو۔

طلاقِ بائن اور طلاقِ رجعی

(۲۵۱۸)۔ طلاق بائن یہ ہے کہ طلاق کے بعد مرد یہ حق نہیں رکھتا کہ اپنی بیوی کی طرف رجوع کرے یعنی بغیر عقد کے اسے اپنی بیوی بنالے اور اس کی پانچ قسمیں ہیں:۔

۱۔ اس عورت کی طلاق کہ جس کی عمر کے نو سال پورے نہ ہوں۔

۲۔ اس عورت کی طلاق جو یائسہ ہوگئی ہو یعنی اگر سیدانی ہے تو ساٹھ سال سے زیادہ اور اگر غیر سیدہ ہو تو پچاس سال سے زیادہ اس کی عمر ہو گئی ہو۔

۳۔ اس عورت کی طلاق کہ جس کے شوہر نے عقد کے بعد اس سے ہمبستری نہ کی ہو۔

۴۔ اس عورت کی تیسری طلاق کہ جسے تین دفعہ طلاق دی گئی ہو۔

۵۔ طلاق خلع اور مبارات اور ان کے احکام بعد میں بیان کئے جائیں گے اور ان کے علاوہ طلاق رجعی ہے کہ جس میں طلاق کے بعد جب تک عورت عدت میں ہے مرد اس کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

(۲۵۱۹)۔ جو شخص اپنی بیوی کو رجعی طلاق دے تو اس کیلئے حرام ہے کہ وہ اسے اس گھر سے نکال دے کہ طلاق کے وقت جس گھر میں وہ موجود تھی البتہ بعض ایسے موارد ہیں جو مفصل کتب میں بیان کئے گئے ہیں کہ جہاں اسے نکالنا کوئی اشکال نہیں رکھتا اور یہ بھی حرام ہے کہ عورت ضروری کاموں کے علاوہ اس گھر سے خود باہر نکلے۔

رجوع کرنے کے احکام

(۲۵۲۰)۔ طلاق رجعی میں مرد دو طرح سے اپنی بیوی کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

۱۔ ایسی بات کرے کہ جس کے معنی یہ ہوں کہ وہ دوبارہ اسے اپنی بیوی قرار دے رہا ہے

۲۔ کوئی ایسا کام کرے کہ جس سے لوگ یہ سمجھیں کہ اس نے رجوع کر لیا ہے۔

(۲۵۲۱)۔ رجوع کرنے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ مرد کسی کو گواہ بنائے یا عورت کو خبر دے بلکہ اگر بغیر اس کے کہ کسی کو معلوم ہو وہ کہے کہ میں نے اپنی بیوی کی طرف رجوع کیا ہے تو صحیح ہے۔

(۲۵۲۲)۔ جس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی ہے اگر اس سے کچھ مال لے اور اس سے مصالحت کرے کہ اب اس کی طرف رجوع نہیں کرے گا تو رجوع کرنے کا حق ختم ہو جاتا ہے۔

(۲۵۲۳)۔ اگر کسی عورت کو دو مرتبہ طلاق دے اور اس سے رجوع کرے یا دو مرتبہ طلاق دے اور ہر طلاق کے بعد اس سے عقد کرے تو تیسری طلاق کے بعد وہ عورت اس پر حرام ہو جائے گی البتہ اگر تیسری طلاق کے بعد وہ عورت کوئی اور شوہر کرلے تو چار شروط کے ساتھ پہلے شوہر کے لئے وہ حلال ہو جائے گی یعنی وہ دوبارہ اس سے عقد کر سکے گا۔

۱۔ یہ کہ دوسرے شوہر سے اس کا عقد دائمی ہو اور اگر مثلاً ایک ماہ یا ایک سال کے لئے متعہ کرے تو اس

سے جدا ہونے کے بعد پہلا شوہر اس سے عقد نہیں کر سکتا۔

۲۔ یہ کہ دوسرا شوہر بالغ ہو اور اس کے ساتھ ہم بستری اور دخول کرے اور بنا بر احتیاط واجب معتبر یہ ہے کہ انزال بھی کرے۔

۳۔ یہ کہ دوسرا شوہر اس کو طلاق دے یا مر جائے۔

۴۔ یہ کہ دوسرے شوہر کی عدت طلاق یا عدت وفات پوری ہو جائے۔

طلاقِ خلع

(۲۵۲۴)۔ اس عورت کی طلاق کہ جو اپنے شوہر کی طرف مائل نہ ہو اور حق مہر یا کوئی اور مال اس کو بخشتی ہو کہ وہ اسے طلاق دیدے اسے طلاق خلع کہتے ہیں۔

(۲۵۲۵)۔ اگر شوہر صیغہ طلاق پڑھنا چاہتا ہو تو اگر اس کی بیوی کا نام مثلاً فاطمہ ہے اس کے بعد کہ وہ اپنی مہر شوہر کو بخش دے بدون فاصلہ شوہر کہے گا "زَوجَتِی فَاطِمَۃَ خَالَعتُہَا عَلٰی مَا بَذَلَت ھِیَ طَالِقٌ" ۔ یعنی اپنی بیوی فاطمہ کو میں نے طلاق خلع دی ہے وہ آزاد ہے۔

(۲۵۲۶)۔ اگر عورت کسی شخص کو وکیل کرے کہ وہ اس کا حق مہر اس کے شوہر کو بخش دے اور شوہر اس شخص کو وکیل کرے کہ وہ اس کی بیوی کو طلاق دیدے تو اگر شوہر کا نام محمد ہے اور عورت کا نام فاطمہ ہے تو وکیل صیغہ طلاق اس طرح پڑھے:

عَن مُوَکِّلَتِی فَاطِمَۃَ بَذَلتُ مَہرَھَا لِمُوَکِّلِی مُحمد لِیَخلَعُہَا علیہ ۔ پھر بغیر کسی فاصلہ کے کہے ۔ زَوجَۃُ مُوَکِّلِی خَالَعتُہَا عَلٰی مَا بَذَلَت ھِیَ طَالِق ۔ اور اگر عورت کسی کو وکیل کرے کہ حق مہر کے علاوہ کوئی اور چیز اس کے شوہر کو بخش دے تاکہ وہ اسے طلاق دیدے تو وکیل کلمہ "مہرھا" کی جگہ اس چیز کا نام لے مثلاً اگر سو روپے دیے ہوں تو کہے: بذلت مأۃ روبیۃ

طلاقِ مُبارات

(۲۵۲۷)۔ اگر بیوی و شوہر ایک دوسرے کو نہ چاہتے ہوں اور بیوی شوہر کو کچھ مال دیدے تاکہ وہ اسے طلاق دے تو اس طلاق کو مبارات کہتے ہیں۔

(۲۵۲۸)۔ اگر شوہر صیغہ مبارات پڑھنا چاہے تو اگر عورت کا نام فاطمہ ہے تو اسے کہنا چاہئے:

بَارَأتُ زَوجَتِی فَاطِمَۃَ عَلٰی مَہرِھَا فَہِیَ طَالِق ۔ یعنی میں نے اپنی بیوی فاطمہ سے مبارات کی ہے اس کے مہر کے مقابلہ میں پس وہ آزاد ہے ۔ اور اگر کسی دوسرے کو وکیل بنائے تو وکیل کو کہنا چاہئے:۔ بارأت زوجہ موکلی

فاطمۃ علیٰ مہرھا فہی طالق ـــ اور دونوں صورتوں میں " علیٰ مہرھا " کی جگہ بمہرھا کہہ دے تو بھی کوئی اشکال نہیں ۔

(۲۵۲۹) ۔ خلع و مبارات کا صیغہ عربی صحیح میں پڑھا جائے البتہ اگر عورت اپنا مال شوہر کو بخشنے کے لئے مثلاً اردو زبان میں کہہ دے کہ طلاق کے لئے فلاں مال میں نے تجھے بخش دیا ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ۔

(۲۵۳۰) ۔ اگر عورت طلاق خلع یا مبارات کی عدت کے دوران اپنی بخشش سے پھر جائے تو شوہر بھی رجوع کر سکتا ہے اور بغیر عقد کے دوبارہ اسے اپنی بیوی قرار دے سکتا ہے ۔

(۲۵۳۱) ۔ جو مال شوہر طلاق مبارات کے لئے لیتا ہے وہ حق مہر سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے البتہ اگر طلاق خلع میں زیادہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ۔

طلاق کے متفرّق مسائل

(۲۵۳۲) ۔ اگر کسی نامحرم عورت سے اس گمان میں ہم بستری کرے کہ وہ اس کی بیوی ہے خواہ عورت کو معلوم ہو کہ یہ اس کا شوہر نہیں یا اسے بھی یہی گمان ہو کہ یہ اس کا ہی شوہر ہے تو اسے عدت گزارنی پڑے گی ۔

(۲۵۳۳) ۔ اگر کسی عورت سے یہ جانتے ہوئے کہ اس کی بیوی نہیں زنا کرے تو اگر وہ عورت نہ جانتی ہو کہ یہ شخص میرا شوہر نہیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ عورت عدت گزارے ۔

(۲۵۳۴) ۔ اگر کوئی شخص کسی عورت کو دھوکا دے کہ وہ اپنے شوہر سے طلاق لے کر اس کی بیوی ہو جائے تو طلاق اور عقد تو اس عورت کا صحیح ہے البتہ ان دونوں نے گناہ عظیم کیا ہے ۔

(۲۵۳۵) ۔ جب عورت ضمن عقد شوہر سے یہ شرط کرے کہ اگر شوہر سفر پر گیا یا مثلاً چھ مہینے اس نے اس کو خرچ نہ دیا تو اسے طلاق کا اختیار ہو گا تو یہ شرط باطل ہے البتہ اگر شرط کرے کہ اگر مرد سفر پر گیا یا مثلاً چھ مہینے اسے خرچہ نہ دیا تو وہ شوہر کی طرف سے اپنے آپ کو طلاق دینے میں وکیل ہو گی تو اگر شوہر کے سفر کرنے کے بعد یا چھ ماہ خرچ نہ دینے کے بعد وہ اپنے آپ کو طلاق دیدے تو صحیح ہے ۔

(۲۵۳۶) ۔ جس عورت کا شوہر گم ہو جائے اگر وہ دوسرا شوہر کرنا چاہے تو مجتہد عادل کے پاس جائے اور اس کے حکم کے مطابق عمل کرے ۔

(۲۵۳۷) ۔ اگر مصلحت ہو تو دیوانے کا باپ دادا اس کی بیوی کو طلاق دے سکتے ہیں ۔

(۲۵۳۸) ۔ اگر باپ یا دادا اپنے بچے کا کسی عورت سے متعہ کر دیں تو اگرچہ بچے کے بلوغ کا کچھ زمانہ متعہ کی مدت

کی جزء ہو مثلاً چودہ سال کے لڑکے کا کسی عورت سے دو سال کے لئے متعہ کر دیں تو اگر بچہ کے لئے اس میں کوئی مصلحت ہو تو وہ اس عورت کو مدت متعہ بخش سکتے ہیں البتہ نکاح دائمی میں نابالغ بچے کی بیوی کو باپ اور دادا طلاق نہیں دے سکتے

(۲۵۳۹) - اگر ان علامات کی بناء پر جو کہ شریعت نے معین کی ہیں کوئی شخص دو افراد کو عادل سمجھتا ہو اور ان کے سامنے اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو دوسرا شخص جو انہیں عادل نہیں سمجھتا اس کیلئے احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ اس عورت سے اپنا یا کسی دوسرے کا عقد نہ کرے۔

(۲۵۴۰) - اگر کوئی شخص بغیر اس کے کہ اس کی بیوی کو معلوم ہو اسے طلاق دیدے اور اسے بیوی ہونے کے زمانہ کی طرح خرچ بھی دیتا رہے اور مثلاً ایک سال کے بعد کہے کہ میں نے ایک سال پہلے تجھے طلاق دیدی تھی اور شرعی طور پر بھی ثابت کردے تو وہ چیزیں جو اس زمانہ میں اس کیلئے مہیا کی تھیں لیکن وہ انہیں صرف نہیں کر سکی تھی واپس لے سکتا ہے البتہ وہ چیزیں کہ جو وہ صرف کر چکی ہے ان کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

غصب کے احکام

غصب یہ ہے کہ انسان بطور ظلم کسی کے مال یا حق پر اپنا تسلط جمالے اور غصب گناہان کبیرہ میں سے ایک ہے کہ اگر کوئی اسے انجام دے تو قیامت کے دن وہ سخت عذاب میں مبتلا ہوگا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی کی ایک بالشت زمین غصب کرے تو قیامت کے دن اس مقدار زمین کے سات طبقے بطور طوق اس کی گردن میں ڈال دیئے جائیں گے۔

(۲۵۴۱)۔ اگر کوئی شخص مسجد، مدرسہ، پل اور اس قسم کی چیزوں سے جو کہ عام لوگوں کے لئے بنائی گئی ہیں لوگوں کو استفادہ نہ کرنے دے تو اس نے ان کا حق غصب کیا ہے اور یہی حکم ہے اگر کوئی شخص مسجد میں کوئی جگہ اپنے لئے قرار دے اور دوسرے کسی شخص کو وہاں سے استفادہ نہ کرنے دے۔

(۲۵۴۲)۔ جو شخص کوئی چیز اپنے قرض خواہ کے پاس گروی رکھ دیتا ہے تو وہ چیز اس کے ہی پاس رہنی چاہیے تاکہ اگر اس کا قرضہ ادا نہ کرے تو وہ اپنا قرض اس چیز سے وصول کر سکے پس اگر قرضہ ادا کرنے سے پہلے اس سے وہ چیز چھین لے تو اس نے اس کا حق غصب کیا ہے۔

(۲۵۴۳)۔ جو مال کسی کے پاس گروی رکھا گیا ہو اگر کوئی شخص اسے غصب کرلے تو مالک اور قرض خواہ غصب شدہ چیز کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ اب اگر وہ چیز اس سے لے لیں تو پھر بھی وہ گروی رہے گی اور اگر وہ چیز تلف ہوگئی ہو اور اس کا معاوضہ لیں تو وہ معاوضہ بھی اس چیز کی طرح گروی رہے گا۔

(۲۵۴۴)۔ اگر انسان کوئی چیز غصب کرے تو وہ اس کے مالک کو واپس کرے اور اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو اس کا بدل دینا پڑے گا۔

(۲۵۴۵)۔ اگر غصب شدہ چیز سے کوئی نفع حاصل ہو مثلاً اگر غصب شدہ گوسفند سے بچہ پیدا ہو جائے تو وہ مالک کا ملک ہوگا اور اسی طرح اگر کسی نے مکان غصب کیا ہے تو اگرچہ اس میں اس نے رہائش نہ کی ہو تب بھی اس کا کرایہ دینا پڑے گا۔

(۲۵۴۶)۔ اگر کسی بچے یا دیوانے سے کوئی چیز غصب کرلے تو وہ چیز اس کے ولی کو واپس کرے اور اگر تلف

ہو گئی ہے تو اس کا عوض دے۔

(۲۵۴۷)۔ جب دو آدمی مل کر کوئی چیز غصب کریں تو اگرچہ ہر ایک تنہا اس کو غصب کر سکتا تھا تو بھی ہر ایک اسی مقدار کا جس پر وہ مسلط ہے ضامن ہو گا۔

(۲۵۴۸)۔ اگر غصب شدہ چیز کسی اور چیز سے ملا دے مثلاً غصب کی ہوئی گندم جَو سے ملا دے تو اگر اس کا جدا کرنا ممکن ہو خواہ باعث زحمت ہی کیوں نہ ہو تو وہ اسے الگ کرے اور مالک کو واپس کر دے۔

(۲۵۴۹)۔ اگر کوئی سونے چاندی کے برتن یا کوئی اور چیز کہ جس کا گھر میں رکھنا جائز ہے غصب کرے اور اسے توڑ دے تو اسے چاہئے کہ وہ چیز اس کی بنوائی کی اجرت کے ساتھ مالک کو واپس کرے اور اگر بنوانے کی مزدوری بنی ہوئی اور نہ بنی ہوئی کے تفاوت سے کم ہو تو قیمت کا تفاوت بھی ادا کرے اور اگر مزدوری ادا نہ کرنے کی وجہ سے کہے کہ میں پہلے کی طرح بنوا دیتا ہوں تو مالک مجبور نہیں کہ اسے قبول کرے اور اسی طرح مالک اسے مجبور نہیں کر سکتا کہ اس کو پہلے کی طرح بنوا دے۔

(۲۵۵۰)۔ جس چیز کو اس نے غصب کیا ہے، اگر اس طرح بدل دے کہ پہلے سے وہ بہتر ہو جائے مثلاً جس سونے کو اس نے غصب کیا تھا اسے گوشوارہ بنا دے تو اگر مالک کہے کہ مال اسی شکل میں واپس کر دو تو اس کو دیدے اور جو تکلیف اس نے اٹھائی ہے اس کی مزدوری نہیں لے سکتا بلکہ مالک کی اجازت کے بغیر حق نہیں رکھتا کہ اس کو پہلی شکل میں کر دے اور اگر اس کی اجازت کے بغیر اس چیز کو پہلی شکل میں لے آئے تو اس کے بنوانے کی مزدوری بھی مالک کو ادا کر دے اور اگر بنوانے کی مزدوری بنے ہوئے اور نہ بنے ہوئے کے تفاوت سے کم ہو تو تفاوت قیمت بھی ادا کرے۔

(۲۵۵۱)۔ اگر غصب شدہ چیز کو اس طرح بدل دے کہ وہ پہلے سے بہتر ہو جائے اور مالک کہے کہ اس کو اس کی پہلی صورت میں کر کے لاؤ تو واجب ہے کہ اس کو صورت اولیٰ میں بدل کر لے آئے اور اگر اس کی قیمت تغیر کی وجہ سے کم ہو جائے تو قیمت کا تفاوت بھی مالک کو ادا کرے پس وہ سونا کہ جس کو اس نے غصب کیا تھا اگر اس کا گوشوارہ بنا لے اور مالک کہے کہ اس کو پہلی صورت میں لے آؤ تو اگر پگھلانے کی وجہ سے اس کی قیمت گوشوارہ بننے سے پہلے کی نسبت کم ہو جائے تو تفاوت قیمت ادا کرے۔

(۲۵۵۲)۔ اگر غصب کی ہوئی زمین میں زراعت کرے یا درخت لگائے تو زراعت درخت اور اس کا پھل اس کا اپنا ہو گا۔ اب اگر مالک زمین راضی نہیں کہ زراعت اور درخت زمین میں رہ جائیں تو جس نے غصب کیا ہے وہ فوراً زراعت اور اپنے درخت زمین سے اکھاڑ لے اگرچہ اس میں اس کا ضرر ہی کیوں نہ ہو اور جتنی مدت زراعت اور درخت اس زمین میں رہے

ہیں ان کا کرایہ بھی مالک کو ادا کرے اور جو خرابیاں زمین میں پیدا ہو گئی ہیں وہ ٹھیک کرے مثلاً درخت لگانے کی جگہ پُر کرے اور وہ مالک زمین کو مجبور نہیں کر سکتا کہ زمین اس کے پاس بیچ دے یا کرایہ پر دے دے اور مالک زمین بھی اس کو مجبور نہیں کر سکتا کہ یہ درخت اور زراعت اس کے پاس بیچ دے۔

(۲۵۵۳)۔ اگر مالک زمین راضی ہو جائے کہ درخت اور زراعت اس کی زمین میں باقی رہ جائیں تو غصب کرنے والے کے لئے ضروری نہیں کہ وہ زراعت اور درخت اکھاڑ کے لے جائے البتہ زمین کا کرایہ اس وقت سے لے کر کہ جب غصب کیا ہے اس وقت تک کے لئے ادا کرے کہ جب مالک زمین راضی ہوا ہے۔

(۲۵۵۴)۔ اگر غصب شدہ چیز تلف ہو جائے تو اگر وہ گائے اور گوسفند کی طرح ہے کہ اس کے اجزاء کی قیمت ایک دوسرے سے فرق رکھتی ہے مثلاً اس کے گوشت کی ایک قیمت ہے اور اس کے چمڑے کی دوسری قیمت ہے تو اس چیز کی قیمت ادا کرے اور اگر بازار کی قیمت میں فرق ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ روز غصب سے لیکر غرامت (معاوضہ) ادا کرنے کے دن تک کے درمیان سب سے زیادہ قیمت کو حساب کرے اور ایک دوسرے کی رضامندی کو حاصل کریں۔

(۲۵۵۵)۔ اگر غصب شدہ چیز جو کہ تلف ہو گئی ہے گندم و جَو کی طرح ہے کہ جس کے اجزاء کی قیمت میں فرق نہیں ہے تو غصب شدہ چیز کی مثل ادا کرے البتہ جو چیز دے رہا ہے اس کی خصوصیات غصب شدہ چیز کے مانند ہوں جو کہ تلف ہو گئی ہے۔

(۲۵۵۶)۔ اگر کسی ایسی چیز کو غصب کرے کہ مثل گوسفند کے اس کے اجزاء فرق رکھتے ہوں اور وہ تلف ہو جائے تو اگر اس کی بازار کی قیمت میں تو فرق نہیں آیا البتہ مثلاً جتنی مدت اس کے پاس رہی تھی اس میں وہ موٹی ہو گئی تھی تو موٹے پن کی قیمت بھی ادا کرے جو کہ تلف ہو چکا ہے۔

(۲۵۵۷)۔ جو چیز اس نے غصب کی ہے اگر کوئی اور شخص اس سے غصب کر لے اور وہ چیز تلف ہو جائے تو مالک کو حق ہے کہ ان دونوں میں سے جس سے چاہے اس کا عوض و بدل لے لے۔ پس اگر پہلے غاصب سے لے تو پہلا دوسرے سے مطالبہ کرے۔ البتہ اگر دوسرے نے پہلے کو واپس کر دی ہو اور اس کے پاس جا کر تلف ہو گئی ہو تو وہ اس دوسرے سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔

(۲۵۵۸)۔ جو چیز بیچی گئی ہو اگر اس میں شرائط معاملہ میں سے کوئی شرط موجود نہ ہو مثلاً جس چیز کو وزن کر کے بیچنا خریدنا چاہئے اگر اس کا معاملہ بغیر وزن کے ہوا ہو تو وہ معاملہ باطل ہے اب اگر بیچنے والا اور خریدنے والا معاملہ سے قطع نظر کرتے ہوئے اس بات پر راضی ہو جائیں کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے مال میں تصرف کرے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ورنہ جو چیز انہوں نے ایک دوسرے سے لی ہے وہ مثل غصبی مال کے ہے اور چاہئے کہ وہ ایک

دوسرے کو واپس کردیں اور اگر ہر ایک کا مال دوسرے کے ہاتھ میں تلف ہوگیا ہو چاہے اسے معلوم ہو کہ معاملہ باطل ہے یا نہیں تو اس کا معاوضہ دینا پڑے گا۔

(۲۵۵۹)۔ جب بیچنے والے سے کوئی مال لے لے تاکہ اسے دیکھ سکے یا ایک مدت تک اس کے پاس رہے تاکہ اگر اسے پسند آجائے تو خرید لے تو اب اگر وہ مال تلف ہو جائے تو اس کا معاوضہ اس کے مالک کو ادا کرے۔

جو مال انسان پالے اس کے احکام

(۲۵۶۰)۔ جو مال انسان کو کہیں سے پڑا ہوا مل جائے تو اگر اس پر کوئی ایسا نشان نہ ہو کہ جس کے ذریعہ اس کا مالک معلوم ہو سکے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے مالک کی طرف سے صدقہ دیدے۔

(۲۵۶۱)۔ اگر کوئی ایسا مال ملے کہ جس پر کوئی نشان ہو اور اس کی قیمت ۱۲/۶ نخود سکہ دار چاندی سے کم ہو تو اگر اس کا مالک معلوم ہو لیکن انسان یہ نہ معلوم کر سکے کہ وہ راضی ہے یا نہیں تو اسے مالک کی اجازت کے بغیر نہیں اٹھا سکتا اور اگر مالک معلوم نہ ہو تو اس نیت سے کہ اس کا اپنا ملک ہو جائے اسے اٹھالے اور اس صورت میں اگر تلف ہو جائے تو اس کا عوض دینے کی ضرورت نہیں بلکہ اگر ملک بنانے کی نیت نہ بھی کی ہو اور کوتاہی کئے بغیر تلف ہو جائے تو اس کا معاوضہ دینا واجب نہیں۔

(۲۵۶۲)۔ جب پائی ہوئی چیز میں کوئی علامت ہو کہ جس کے ذریعہ سے اس کا مالک مل سکتا ہے تو اگرچہ اسے معلوم ہو کہ اس کا مالک کافر ہے لیکن مسلمانوں کی امان میں ہے تو اگر اس چیز کی قیمت ۱۲/۶ نخود ۲/۱ ۲ ماشہ سکہ دار چاندی کے برابر ہو تو اعلان کرے۔ اب اگر جس دن سے اسے وہ چیز ملی ہے ایک ہفتہ تک روزانہ اور اس کے بعد ایک سال تک ہر ہفتہ میں ایک دفعہ لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ اعلان کرتا رہے تو کافی ہے۔

(۲۵۶۳)۔ اگر انسان خود اعلان نہ کرنا چاہے تو کسی ایسے شخص کے ذریعے اعلان کرا سکتا ہے کہ جس پر اسے اطمینان ہو۔

(۲۵۶۴) اگر ایک سال تک اعلان کرے اور مالک نہ ملے، اگر پائی ہوئی چیز حرم کے حدود میں پیدا ہوئی ہو تو اس کو صدقہ کے عنوان سے دے سکتا ہے۔ اس کے بعد اگر اس کا مالک پیدا ہو جائے تو اس کا ضامن ہوگا۔ یا اس مال کی حفاظت کرے جب تک اس کا مالک پیدا ہو جائے لیکن اگر مال کو غیر حرم میں پایا ہے تو پانے والا اس چیز کو اپنے لئے اٹھا سکتا ہے اس قصد سے کہ جس وقت بھی اس کا مالک مل جائے اس کا عوض مالک کو ادا کرونگا یا مالک کی طرف سے بطور امانت رکھ لے کہ جب وہ ملے تو اس کو واپس کردے۔ البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ مالک کی طرف سے صدقہ کردے۔

(۲۵۶۵)۔ اگر ایک سال کے اعلان کے باوجود مالک نہ مل سکے اور مال کے مالک کی طرف سے نگہداری کرتا رہے اور وہ تلف ہو جائے تو اگر اس نے اس کی حفاظت میں کوئی کوتاہی یا اس میں کوئی زیادتی نہیں کی تو اس کا ضامن نہیں البتہ

اگر مالک کی طرف سے صدقہ کردیا ہو یا اسے اپنے لئے رکھ لیا ہو تو پھر دونوں صورتوں میں اس کا ضامن ہے۔

(۲۵۶۶)۔ جو شخص کوئی مال پائے اگر جان بوجھ کر ذکر شدہ دستور کے مطابق اس کا اعلان نہ کرے تو علاوہ اس کے کہ اس نے گناہ کیا ہے پھر بھی اس پر واجب ہے کہ اس کا اعلان کرے۔

(۲۵۶۷)۔ اگر نابالغ بچہ کو کوئی چیز ملے تو اس کے ولی کو اعلان کرنا چاہیئے۔

(۲۵۶۸)۔ انسان اگر دوران سال کہ جس میں اعلان کر رہا ہے مالک کے ملنے سے مایوس ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے صدقہ کردے۔ یا اس کی حفاظت کرے جب تک مالک پیدا ہو جائے۔

(۲۵۶۹)۔ اگر دوران سال کہ جب اعلان کر رہا ہے مال تلف ہو جائے تو اگر اس نے اس کی حفاظت میں کوتاہی کی ہے اور یا اسیں زیادہ روی سے کام لیا ہے تو اس کا معاوضہ مالک کو ادا کرے اور اگر کوتاہی نہیں کی اور زیادہ روی سے بھی کام نہیں لیا تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں۔

(۲۵۷۰)۔ اگر کوئی مال کہ جس میں کوئی علامت موجود ہے اور اس کی قیمت بھی ۱۲½ نخود سکہ چاندی کے برابر ہے کسی ایسی جگہ مل جائے کہ جس کے متعلق معلوم ہے کہ اعلان کے باوجود بھی مالک نہیں مل سکے گا تو پہلے ہی دن اس کو مالک کی طرف سے صدقہ دے سکتا ہے اور اگر اس کا مالک مل جائے اور وہ صدقہ دینے پر راضی نہ ہو تو اس کا معاوضہ اسے دیدے اور اس صدقہ کا ثواب خود اسی کو ملے گا۔

(۲۵۷۱)۔ اگر کوئی چیز کسی کو مل جائے اور وہ یہ خیال کرے کہ یہ اس کا اپنا ہی مال ہے اور اس کو اٹھانے کے بعد معلوم ہو کہ اس کا مال نہیں تھا تو اسے چاہیے کہ ایک سال تک اعلان کرے۔

(۲۵۷۲)۔ ضروری نہیں کہ اعلان کرتے وقت پائی ہوئی چیز کی جنس بیان کرے بلکہ صرف یہ کہہ دے کہ کوئی چیز مجھے ملی ہے تو کافی ہے۔

(۲۵۷۳)۔ اگر کسی شخص کو کوئی چیز ملے اور دوسرا کہے کہ یہ میرا مال ہے تو اس صورت میں اسے دیدے جبکہ وہ اس کی علامات بتا دے البتہ یہ ضروری نہیں کہ وہ علامات بتائے کہ جن کی طرف عموماً صاحب مال بھی ملتفت نہیں ہوتا۔

(۲۵۷۴)۔ اگر پائی ہوئی چیز کی قیمت ۱۲½ نخود سکہ دار چاندی کے برابر ہو اگر اس کا اعلان نہ کرے اور مسجد یا کسی اور ایسی جگہ میں رکھ دے کہ جہاں لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اور وہ چیز تلف ہو جائے یا کوئی شخص اس کو اٹھالے تو جس کو یہ چیز ملی تھی وہ اس کا ضامن ہے۔

(۲۵۷۵)۔ اگر کوئی ایسی چیز مل جائے کہ اگر وہ باقی رکھی تو خراب ہو جائے گی تو جتنا ممکن ہو اسے رکھے پھر اس

کی قیمت کرے اور خود اسے لے لے یا بیچ دے اور اس کی قیمت رکھ لے اور اگر اس کا مالک نہ ملے تو اس کی طرف سے صدقہ دیدے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ صدقہ کرنے کے لئے حاکم شرع سے اجازت لے۔

(۲۵۷۶)۔ اگر کوئی چیز انسان کو مل جائے اور وضو کرتے اور نماز پڑھتے وقت اس کو ساتھ رکھتا ہو تو اگر اس کا مقصد اس سے یہ ہو کہ اس کے مالک کو تلاش کرے تو پھر کوئی اشکال نہیں۔

(۲۵۷۷)۔ اگر کوئی اس کا جوتا لے جائے اور اس کی جگہ کوئی دوسرا جوتا رکھ دے تو اگر اسے معلوم ہو کہ جو جوتا پڑا ہے یہ اسی شخص کا ہے جو اس کا جوتا لے گیا ہے تو اگر اس کے ملنے سے مایوس ہو جائے یا اس کا تلاش کرنا اس کے لئے باعث مشقت ہو تو پھر اپنے جوتے کی جگہ اس کو اٹھا لے۔ البتہ اگر اس کی قیمت اس کے جوتے سے زیادہ ہے تو جس وقت اس کا مالک مل جائے تو قیمت کی زیادتی اسے دیدے اور اگر اس کے ملنے سے نا امید ہو جائے تو حاکم شریعت کی اجازت سے وہ زیادہ قیمت اس کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے اور اگر اسے احتمال ہو کہ پڑا ہوا جوتا اس کا نہیں ہے جو اس کا جوتا لے گیا ہے تو اگر اس کی قیمت ۱۲/۶ نخود سکہ دار چاندی سے کم ہے تو وہ خود وہ جوتا لے لے اور اگر زیادہ ہے تو ایک سال تک اعلان کرے اور سال کے بعد احتیاطاً مالک کی طرف سے صدقہ دیدے۔

(۲۵۷۸)۔ اگر ایسا مال ملے کہ جس کی قیمت ۱۲/۶ نخود سکہ دار چاندی سے کم ہو اور وہ اس سے صرف نظر کرے اور مسجد یا کسی اور جگہ اسے رکھ دے تو اگر کوئی شخص اٹھائے تو وہ اس کے لئے حلال ہے۔

جانوروں کے ذبح اور شکار کرنے کے احکام

(۲۵۷۹)۔ اگر حلال گوشت جانور کو اس طریقہ پر ذبح کیا جائے جو کہ بعد میں بیان کیا جائے گا۔ چاہے

وہ جنگلی ہو یا اہلی تو جان نکلنے کے بعد اس کا گوشت حلال اور اس کا بدن پاک ہے البتہ وہ جانور کہ جس سے کسی انسان نے وطی کی ہو اور وہ جانور کہ جو نجاست کھاتا ہو اگر اس طریقہ پر جو شریعت نے معین کیا ہے اس کا استبراء نہ کیا گیا تو اس کے ذبح کرنے کے بعد بھی اس کا گوشت حلال نہیں۔

(۲۵۸۰) - حلال گوشت جانور جو کہ وحشی و جنگلی ہے مثلاً ہرن، چکور اور پہاڑی بکری اور وہ حلال گوشت جانور جو اہلی تھے لیکن بعد میں وحشی بن گئے مثلاً گائے اور اونٹ جو کہ اہلی تھے اور بھاگ جانے سے وحشی ہو گئے تو اگر دستور کے مطابق جو بعد میں بیان کیا جائے گا انہیں شکار کیا جائے تو وہ پاک اور حلال ہے البتہ حلال گوشت جانور مثلاً گوسفند اور مرغ خانگی اور حلال گوشت وحشی جو تربیت کرنے سے اہلی ہو گیا ہو وہ شکار کرنے کی وجہ سے پاک اور حلال نہیں ہوگا۔

(۲۵۸۱) - حلال گوشت وحشی جانور اس وقت شکار کرنے سے پاک اور حلال ہوتا ہے جبکہ وہ بھاگ یا اڑ سکتا ہو۔ اس بنا پر ہرن کا وہ بچہ جو بھاگ نہ سکتا ہو اور چکور کا وہ بچہ جو اڑ نہ سکتا ہو وہ شکار کرنے سے پاک اور حلال نہیں ہوگا اور اگر ہرن اور اس کے اس بچہ کو جو کہ بھاگ نہیں سکتا ایک تیر سے شکار کریں تو ہرن حلال اور بچہ حرام ہوگا۔

(۲۵۸۲) - وہ حلال گوشت جانور مثلاً مچھلی کہ جو خون جہندہ نہیں رکھتا اگر خود بخود مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا گوشت نہیں کھا سکتے۔

(۲۵۸۳) - حرام گوشت جانور جو کہ خون جہندہ نہیں رکھتے مثلاً سانپ تو وہ ذبح کرنے سے حلال نہیں البتہ اس کا مردہ پاک ہے۔

(۲۵۸۴) - کتا اور خنزیر ذبح کرنے یا شکار کرنے سے بھی پاک نہیں ہوتے اور ان کا گوشت کھانا بھی حرام ہے اور حرام گوشت جانور جو درندے ہیں اور گوشت کھاتے ہیں مثلاً بھیڑیا اور چیتا، اگر اس دستور کے مطابق جو بعد میں بیان کیا جائے گا ان کو ذبح کیا جائے یا تیر وغیرہ سے ان کا شکار کیا جائے تو وہ پاک ہیں لیکن ان کا گوشت حلال نہیں ہوگا اور اگر شکاری کتے کے ذریعے ان کا شکار کیا جائے تو ان کے بدن کا پاک ہونا بھی مشکل ہے۔

(۲۵۸۵) - ہاتھی، ریچھ، بندر، چوہا اور وہ جانور جو سانپ اور سوسمار کی طرح زمین میں زندگی گزارتے ہیں اگر وہ خون جہندہ رکھتے ہوں اور خود بخود مر جائیں تو نجس ہیں بلکہ اگر انہیں ذبح کر دیں یا ان کا شکار کریں تو بھی ان کے

بدن کا پاک ہونا مشکل ہے۔

(۲۵۸۶)۔ اگر زندہ جانور کے شکم سے مردہ بچہ باہر نکلے یا اسے نکالا جائے تو اس بچہ کا گوشت کھانا حرام ہے۔

جانوروں کے ذبح کرنے کا طریقہ

(۲۵۸۷) جانور کے ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ گردن کی چار بڑی رگیں جو نیچے کی طرف سے حلق کے نیچے ابھری ہوئی ہیں پورے طور پر کاٹ دی جائیں اور اگر ان کو چیرا جائے تو کافی نہیں۔

(۲۵۸۸)۔ اگر چار رگوں میں سے بعض کو کاٹ دیں اور حیوان کے مرنے تک صبر کریں اور اس کے بعد کاٹ دیں تو کوئی فائدہ نہیں بلکہ اتنی دیر بھی صبر نہ کریں لیکن معمول کے مطابق چار رگوں کو پے در پے نہ کاٹیں۔ اگرچہ جانور کے جان دینے سے پہلے باقی رگیں کاٹ لی جائیں تو بھی اشکال ہے۔

(۲۵۸۹)۔ اگر بھیڑیا گوسفند کے حلق کو اس طرح جدا کرے کہ گردن میں چار رگوں میں سے کوئی چیز باقی نہ رہے کہ جنہیں کاٹنا ضروری ہوتا ہے تو وہ جانور حرام ہو جائے گا البتہ اگر گردن کے کچھ حصے کو جدا کرے اور چار رگیں باقی ہوں یا بدن کے کسی اور حصے کو کاٹ لے تو اگر گوسفند زندہ ہو اور اس دستور کے مطابق جو بیان کیا جائے گا اس کو ذبح کردیں تو وہ حلال اور پاک ہوگا۔

جانور کے ذبح کرنے کے شرائط

(۲۵۹۰)۔ جانور کے ذبح کرنے کے پانچ شرائط ہیں:

۱۔ جو شخص جانور کو ذبح کرے چاہے مرد ہو یا عورت اسے مسلمان ہونا چاہیئے اور اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ اظہار دشمنی نہ کرتا ہو اور مسلمان کا بچہ اگر ممیّز ہو یعنی اچھائی برائی کو سمجھتا ہو تو وہ جانور کو ذبح کرسکتا ہے۔

۲۔ جانور کو ایسی چیز سے ذبح کیا جائے جو لوہے سے بنی ہو اور اگر لوہا نہ مل سکے اور صورتحال یہ ہو کہ اگر جانور کو ذبح نہ کیا گیا تو وہ مر جائے گا تو کسی تیز چیز کے ساتھ جو چار رگوں کو جدا کرسکے مثلاً شیشہ یا تیز پتھر سے اسکو ذبح کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ ذبح کرتے وقت جانور کا اگلا حصہ (گلو اور) قبلہ کی طرف ہو اور جس شخص کو معلوم ہو کہ جانور قبلہ رُخ ہونا چاہیئے۔

اگر جان بوجھ کر اسے قبلہ کی طرف نہ کرے تو وہ جانور حرام ہو جائے گا اسی طرح اس صورت میں جبکہ مسئلہ کو نہ جانتا ہو اور حیوان کو رو بقبلہ نہ کرے لیکن اگر بھول جائے یا قبلہ میں اشتباہ کرے یا اسے معلوم نہ ہو کہ قبلہ کس طرف ہے یا جانور کو قبلہ رُخ نہ کر سکتا ہو تو کوئی اشکال نہیں ۔!

۴۔ جس وقت حیوان کو ذبح کرنے لگے یا چھری اس کے گلے پر رکھ دے تو ذبح کرنے کی نیت سے اللہ کا نام لے اور اگر صرف بسم اللہ ہی کہہ دے تو کافی ہے اور اگر نیت ذبح کئے بغیر اللہ کا نام لے تو وہ جانور پاک نہیں ہوگا اور اس کا گوشت بھی حرام ہے اور اگر بھول کر اللہ کا نام نہ لے تو کوئی اشکال نہیں۔

۵۔ یہ کہ جانور ذبح کرنے کے بعد حرکت کرے اگرچہ مثلاً آنکھ یا دُم کو حرکت دے یا پاؤں زمین پر مارے یا خون اس طرح اس سے نکلے جس طرح ایک متعارف حیوان کو ذبح کرتے وقت نکلتا ہے کہ معلوم ہو جائے کہ زندہ تھا۔

اُونٹ کے نحر کرنے کا طریقہ

(۲۵۹۱)۔ اگر اونٹ کو ذبح کرنا چاہیں تاکہ وہ جان دینے کے بعد پاک و حلال ہو تو علاوہ ان پانچ شرطوں کے جو عام جانوروں کے ذبح کرنے کے لئے بیان ہو چکی ہیں چھری یا کوئی اور چیز جو لوہے سے بنی ہوئی ہو اور کاٹنے والی ہو گردن اور سینہ کے درمیان نشیب والی جگہ میں گھونپ دی جائے۔

(۲۵۹۲)۔ جب چھری اونٹ کی گردن میں گھونپنا چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ اونٹ کھڑا ہو البتہ اگر اس وقت جب اس کے گھٹنے زمین سے لگے ہوں یا پہلو پر لیٹا ہو اور اگر اس کے بدن کا اگلا حصہ قبلہ رُخ ہو، چھری اس کی گردن کی نشیب والی جگہ میں گھونپ دی جائے تو بھی اشکال نہیں۔

(۲۵۹۳)۔ اگر بجائے اس کے کہ چھری اونٹ کی گردن کی نشیب والی جگہ میں گھونپی جائے اس کو ذبح کیا جائے یا بھیڑ بکری اور گائے وغیرہ کو اونٹ کی طرح نحر کیا جائے تو ان کا گوشت حرام اور بدن نجس ہو جائے گا۔ البتہ اگر اونٹ کی چار رگیں کاٹ کر جب تک کہ وہ زندہ ہے اس دستور کے مطابق جو بیان کیا گیا ہے چھری اس کی گردن کی نشیب والی جگہ میں گھونپ دی جائے تو اس کا گوشت حلال اور بدن پاک ہے اور اگر چھری گائے یا گوسفند کی نشیب والی جگہ میں گھونپ دی جائے اور جب کہ وہ زندہ ہو اس کو ذبح کریں تو وہ حلال اور پاک ہے۔

(۲۵۹۴)۔ اگر جانور سرکش ہو جائے اور اس کو شریعت کے مقرر شدہ دستور کے مطابق ذبح نہ کر سکیں یا مثلاً کنویں

میں گر جائے اور احتمال ہو کہ وہ وہاں مر جائے گا اور اس کا ذبح کرنا شرعی دستور کے مطابق ممکن نہ ہو تو اگر کسی چیز کے ساتھ مثلاً تلوار کہ جو تیز ہونے کی وجہ سے اس کے بدن پر زخم کر دے گی اس کو زخم لگایا جائے اور زخم لگنے کی وجہ سے وہ مر جائے تو وہ حلال ہو جائے گا اور اس کا قبلہ رُخ ہونا بھی ضروری نہیں البتہ باقی شرائط کہ جو جانوروں کے ذبح کرنے کے لئے بیان کئے گئے ہیں وہ اس میں ہونے چاہئیں۔

وہ چیزیں جو جانوروں کے ذبح کرنے کے وقت مستحب ہیں

(۲۵۹۵) - چند چیزیں جانوروں کے ذبح کرنے میں مستحب ہیں۔

۱۔ بھیڑ، بکری کو ذبح کرتے وقت اس کے اگلے دونوں پیر اور پچھلا ایک پیر باندھا ہوا ہو اور دوسرا پچھلا پیر کھلا ہوا اور گائے کو ذبح کرتے وقت اس کے چاروں پیر بندھے ہوئے ہوں اور اسکی دم کھلی ہو اور اونٹ کو ذبح کرتے وقت اس کے دونوں اگلے پیر زانوں یا بغل کے نیچے تک بندھے ہوئے ہوں اور پچھلے پیر کھلے رہیں اور مستحب ہے کہ مرغ کو ذبح کرنے کے بعد چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ اپنے پر و بال مار سکے۔

۲۔ جو شخص جانور کو ذبح کر رہا ہو وہ قبلہ رُخ ہو۔

۳۔ جانور کو ذبح کرنے سے پہلے اس کے سامنے پانی رکھا جائے۔

۴۔ ایسی صورت اختیار کرنی چاہئے جس سے حیوان کو تکلیف کم ہو مثلاً چھری بہت تیز اور جانور کو جلدی جلدی ذبح کریں

وہ چیزیں جو جانوروں کے ذبح کرنے میں مکروہ ہیں!

(۲۵۹۶) چند چیزیں جانوروں کے ذبح کرنے میں مکروہ ہیں۔

۱۔ یہ کہ چھری کا حلقوم کے نیچے لے جا کر باہر کی طرف نکالنا تاکہ حلقوم پیچھے سے کاٹا جائے۔

۲۔ جانور کو ایسی جگہ ذبح کرنا کہ جہاں کوئی دوسرا جانور اسے دیکھ رہا ہو۔

۳۔ رات کے وقت یا جمعہ کے دن ظہر سے پہلے جانور کو ذبح کرنا البتہ اگر ضرورت ہو تو پھر کوئی عیب نہیں۔

۴۔ جس جانور کی پرورش خود انسان نے کی ہے اس کو ذبح کرنا اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ جان نکل جانے سے پہلے جانور کا چمڑا نہ اتاریں اور حرام مغز جو کہ ریڑھ کی ہڈی میں ہوتا ہے اس کو نہ نکالیں البتہ اس کام سے جانور حرام نہیں ہوتا۔

ہتھیار سے شکار کرنے کے احکام

(۲۵۹۷) - اگر وحشی حلال گوشت جانور کو ہتھیار کے ساتھ شکار کریں تو پانچ شرائط کے ساتھ وہ حلال اور اس کا بدن پاک ہے۔

۱- یہ کہ شکار کا آلہ مثل چھری اور تلوار کے کاٹنے والا ہو یا مثل نیزہ کے تیز ہونے کی وجہ سے جانور کے بدن کو چیر دے اور اگر جال، لکڑی، پتھر اور اس قسم کی چیزوں کے ذریعے جانور کا شکار کریں تو وہ پاک نہیں ہوگا اور اس کا کھانا حرام ہے اور اگر کسی جانور کو بندوق سے شکار کریں تو اس کی گولی تیز ہو جو کہ جانور کے بدن میں چلی جائے اور اس کو چیر دیتی ہو تو پاک اور حلال ہے اور اگر گولی تیز نہ ہو بلکہ زور سے دباؤ کی وجہ سے بدن میں دھنس جاتی ہو یا اس کو مار دیتی ہو یا اس کی گرمی کی وجہ سے جانور کا بدن جل جائے اور جلنے کے نتیجہ میں جانور مر جائے تو اس کا پاک اور حلال ہونا اشکال رکھتا ہے۔

۲- یہ کہ جو شخص شکار کرتا ہے وہ مسلمان ہو یا مسلمان کا بچہ ہو جو اچھائی اور برائی میں تمیز کر سکتا ہو اور اگر کافر یا ایسا شخص جو اہل بیت رسالت کے ساتھ دشمنی کرتا ہے کسی جانور کا شکار کرے تو وہ شکار حلال نہیں ہے۔

۳- یہ کہ ہتھیار شکار کرنے کے لیے ہی چلایا ہو اور اگر مثلاً کسی جگہ کو اس نے نشانہ بنایا ہوا تھا اور اتفاقاً اس سے جانور مارا گیا تو وہ جانور پاک نہیں اور اس کا کھانا حرام ہے۔

۴- یہ کہ جب ہتھیار چلائے تو نام خدا لے اور اگر جان بوجھ کر اس نے خدا کا نام نہ لیا ہو تو شکار حلال نہیں ہوگا البتہ اگر بھول گیا تو کوئی اشکال نہیں۔

۵- یہ کہ جب جانور کے پاس پہنچے تو وہ مر چکا ہو یا اگر زندہ ہو تو اس کے ذبح کرنے کا وقت نہ ہو اور اگر ذبح کرنے کا وقت باقی ہے اور اس کو ذبح نہ کرے اور وہ مر جائے تو حرام ہے۔

(۲۵۹۸) - اگر دو آدمی کسی حیوان کو شکار کریں اور ان میں سے ایک مسلمان اور دوسرا کافر ہو یا ان میں سے ایک خدا کا نام لے اور دوسرا جان بوجھ کر نہ لے تو وہ جانور حلال نہیں ہوگا۔

(۲۵۹۹) - بعد اس کے کہ کسی جانور کو تیر ماریں اگر وہ مثلاً پانی میں گر جائے اور انسان کو معلوم ہو کہ یہ جانور تیر اور پانی میں گرنے کی وجہ سے مرا ہے تو وہ حلال نہیں ہوگا بلکہ اگر شک ہو کہ صرف تیر کی وجہ سے مرا تھا یا نہیں تو بھی حلال نہیں ہوگا۔

(۲۶۰۰) - اگر غصبی کتے یا ہتھیار سے شکار کرے تو شکار حلال اور اس کی اپنی ملکیت ہے البتہ علاوہ اس کے کہ اس نے گناہ کیا ہے اسے ہتھیار یا کتے کی اجرت اس کے مالک کو دینا پڑے گی۔

(۲۶۰۱) - اگر تلوار یا کسی اور چیز سے کہ جس سے شکار کرنا صحیح ہے ان شرائط سمیت جو پیچھے بیان ہو چکی ہیں کسی جانور کے دو ٹکڑے کردے اور اس کا سر و گردن ایک ٹکڑے کے ساتھ ہو اور انسان اس وقت اس جانور کے پاس پہنچے جبکہ اس کی جان نکل چکی ہو تو اس کے دونوں ٹکڑے حلال ہیں بشرطیکہ صرف اسی کاٹنے سے اس نے جان دی ہو اور اگر جانور زندہ ہے اور آداب شرعی کے مطابق اس کے ذبح کرنے کا وقت تنگ ہے تو جس حصہ میں سر و گردن نہیں وہ حرام اور جس میں سر و گردن ہیں وہ حلال ہیں اور اگر ذبح کرنے کا وقت موجود ہے تو وہ حصہ کہ جس میں سر نہیں وہ حرام ہے اور جس میں سر ہے اگر اسے دستور شرعی کے مطابق ذبح کر لیا گیا تو وہ حلال ہے اور اگر ممکن نہ ہو کہ وہ کچھ دیر زندہ رہے بلکہ وہ حالِ نزع میں ہو تو اگرچہ اسے ذبح کریں پھر بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔

(۲۶۰۲) - اگر لکڑی پتھر یا کسی ایسی چیز سے کہ جس سے شکار کرنا صحیح نہیں جانور کو دو ٹکڑے کر دیا جائے تو جس حصہ میں سر و گردن نہیں ہے وہ حرام اور جس میں سر و گردن ہے اگر وہ زندہ ہے اور اسے شرعی دستور کے مطابق ذبح کر لیا گیا تو وہ حلال ہے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو کہ وہ کچھ دیر زندہ رہ سکے بلکہ وہ جان کنی کے عالم میں ہو تو اگرچہ اسے ذبح کریں تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اس سے اجتناب کریں۔

(۲۶۰۳) - اگر کسی جانور کو شکار کریں یا ذبح کریں اور زندہ بچہ اس کے شکم سے باہر آئے تو اگر اس بچہ کو شرعی دستور کے مطابق ذبح کریں تو حلال ورنہ حرام ہوگا۔

(۲۶۰۴) - اگر کسی جانور کو شکار یا ذبح کریں اور اس کے شکم سے مردہ بچہ نکلے تو اگر اس کی خلقت پوری ہو چکی ہو اور بال یا پشم اس کے بدن پر اگ چکی ہو تو وہ پاک اور حلال ہے۔

شکاری کتے کے ساتھ شکار کرنا

(۲۶۰۵) - اگر شکاری کتا حلال گوشت وحشی جانور کو شکار کرے تو اس کے پاک و حلال ہونے کی چھ شرائط ہیں:

۱- یہ کہ کتا اس طرح تربیت یافتہ ہو کہ جب شکار پکڑنے کے لئے اس کو بھیجیں، وہ چلا جائے اور جس وقت جانے سے روکیں وہ رک جائے البتہ اگر شکار کے قریب پہنچنے کے وقت اس کو روکا جائے اور وہ نہ رکے تو پھر کوئی حرج نہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر اس کی عادت ہو گئی ہو کہ مالک کے پہنچنے سے پہلے وہ شکار کو کھا لیتا ہے تو اس کے

شکار سے اجتناب کیا جائے البتہ اگر اتفاقاً شکار کو کھالے تو کوئی اشکال نہیں۔

۲۔ مالک اسے شکار کے پیچھے بھیجے پس اگر خود شکار کی طرف جائے اور کسی جانور کو شکار کرے تو اس جانور کا کھانا حرام ہے بلکہ اگر خود شکار کے پیچھے جائے اور اس کے بعد مالک اسے ملکارے کہ وہ جلدی شکار تک پہنچے اگرچہ اس کے ملکارنے کی وجہ سے وہ جلدی کرے تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اس شکار کو نہ کھایا جائے۔

۳۔ یہ کہ جو شخص کتے کو شکار پر بھیج رہا ہے وہ مسلمان ہو یا مسلمان کا بچہ ہو جو کہ اچھائی اور برائی کو سمجھتا ہے اور اگر کافر یا وہ شخص جو اہل بیت رسالت سے اظہار دشمنی کرتا ہے کتے کو چھوڑے تو اس کتے کا شکار حرام ہے۔

۴۔ یہ کہ کتا چھوڑتے وقت خدا کا نام لے اور اگر کتا چھوڑتے وقت جان بوجھ کر خدا کا نام نہ لیا اور قبل اس کے کہ کتا شکار تک پہنچے نام خدا لے لے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس شکار سے اجتناب کیا جائے۔

۵۔ یہ کہ شکار اس زخم سے مرے کہ جو کتے کے دانتوں سے لگا ہو پس اگر کتا شکار کا گلا گھونٹ لے یا شکار بھاگنے یا ڈر کے مارے مر جائے تو حلال نہیں ہے۔

۶۔ یہ کہ جس نے کتے کو چھوڑا ہے وہ اس وقت پہنچے کہ جب شکار مر چکا ہو یا اگر زندہ ہے تو ذبح کرنے کا وقت نہ ہو اور اگر اس وقت پہنچے کہ جب ذبح کرنے کا وقت ہے مثلاً وہ اپنی آنکھ یا دم کو حرکت دے رہا ہو یا ایڑیاں رگڑ رہا ہو تو اگر اس کو ذبح نہ کیا گیا تو وہ حلال نہیں ہے۔

(۲۶۰۶)۔ جو کتا چھوڑے اگر اس وقت پہنچے کہ جس وقت اسے ذبح کر سکتا ہے تو اگر معمول کے مطابق مثلاً جلدی سے چھری نکالے اور اس کے باوجود ذبح کرنے کا وقت گزر جائے اور وہ جانور مر جائے تو وہ حلال ہے۔ البتہ اگر غلاف خنجر کے تنگ ہونے یا اس سے چپٹے ہوئے ہونے کی وجہ سے خنجر نکالتے دیر ہو جائے اور وقت گزر جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ جانور حلال نہیں ہے اور اسی طرح اگر اس کے پاس کوئی چیز نہ ہو کہ جس سے جانور ذبح کرے اور وہ مر جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے کھانے سے پرہیز کریں۔

(۲۶۰۷)۔ اگر کئی کتے چھوڑ دے اور وہ مل کر کسی جانور کو شکار کریں تو اگر ان تمام میں وہ شرائط موجود تھے جو بیان کئے گئے ہیں تو شکار حلال ہے اور اگر ایک میں بھی شرائط فاقد ہوں تو پھر شکار حرام ہے۔

(۲۶۰۸)۔ اگر کسی جانور کے شکار کے لئے کتے کو چھوڑے اور وہ کتا کسی دوسرے جانور کو شکار کرلے تو وہ شکار پاک اور حلال ہے اور اگر اس جانور کو دوسرے جانور سمیت شکار کرے تو دونوں حلال اور پاک ہیں۔

(۲۶۰۹)۔ اگر چند آدمی مل کر کتے کو چھوڑیں اور ان میں سے ایک کافر ہو یا ان میں سے ایک شخص جان بوجھ کر خدا کا نام نہ لے تو وہ شکار حرام ہے اور اسی طرح اگر بھیجے ہوئے کتوں میں سے ایک اس طرح تربیت یافتہ نہ ہو جیسا کہ بیان ہو چکا ہے تو وہ شکار حرام ہے۔

(۲۶۱۰)۔ شکاری کتے کے علاوہ اگر باز یا کوئی اور جانور کسی جانور کو شکار کرے تو وہ حلال نہیں ہے البتہ اگر اس وقت پہنچے کہ جب جانور زندہ ہو اور دستور شرعی کے مطابق اس کو ذبح کرے تو پھر وہ حلال ہے۔

مچھلی کا شکار

(۲۶۱۱)۔ اگر چھلکے دار مچھلی زندہ پانی سے پکڑی جائے اور وہ پانی سے باہر مر جائے تو پاک اور اسے کھانا حلال ہے اور اگر پانی میں مر جائے تو پاک اس کا کھانا حرام ہے اور جس مچھلی کے اوپر چھلکے نہیں ہوتے اگرچہ وہ پانی سے زندہ پکڑی جائے اور پانی کے باہر وہ مرے تو وہ حرام ہے۔

(۲۶۱۲)۔ اگر مچھلی پانی سے باہر آ پڑے یا پانی کی لہر اسے باہر پھینک دے یا پانی زمین میں دھنس جائے اور مچھلی خشکی پر رہ جائے تو اگر مرنے سے پہلے ہاتھ یا کسی چیز سے انسان اس کو پکڑ لے تو وہ مر جانے کے بعد حلال ہے۔

(۲۶۱۳)۔ مچھلی کا شکار کرنے والے کے لیے ضروری نہیں کہ وہ مسلمان ہو اور اس کو پکڑتے وقت خدا کا نام لے البتہ مسلمان کو یہ علم ہو کہ شکاری نے زندہ مچھلی پکڑی ہے اور اس مچھلی نے پانی سے باہر جان دی ہے۔

(۲۶۱۴)۔ مری ہوئی مچھلی کہ جس کے متعلق معلوم نہ ہو کہ یہ پانی سے زندہ پکڑی گئی ہے یا مردہ تو اگر وہ کسی مسلمان کے ہاتھ میں ہو تو حلال ہے اور اگر کافر کے ہاتھ میں ہو تو اگرچہ وہ کہے کہ میں نے زندہ پکڑی تھی وہ حرام ہے۔

(۲۶۱۵)۔ زندہ مچھلی کھانے میں کوئی اشکال نہیں۔

(۲۶۱۶)۔ اگر زندہ مچھلی کو پکانا شروع کر دیں یا پانی سے باہر جان نکلنے سے پہلے اسے مار دیں تو اس کے کھانے میں کوئی اشکال نہیں۔

(۲۶۱۷)۔ اگر مچھلی کو پانی سے باہر دو ٹکڑے کر دیا جائے اور اس کا ایک حصہ جبکہ وہ زندہ ہے پانی میں گر جائے تو اس حصے کا کھانا جو کہ پانی سے باہر رہ گیا ہے کوئی اشکال نہیں رکھتا۔

ٹڈی کا شکار

(۲۶۱۸)۔ اگر ٹڈی ہاتھ سے یا کسی اور ذریعہ سے زندہ پکڑی جائے تو جان دینے کے بعد اس کا کھانا حلال

ہے اور یہ ضروری نہیں کہ اسے پکڑنے والا مسلمان ہو اور اس نے پکڑتے وقت نام خدا لیا ہو البتہ اگر مردہ ٹڈی کسی کافر کے ہاتھ میں ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے اسے زندہ پکڑا تھا یا مردہ تو اگرچہ وہ کہے کہ میں نے زندہ پکڑا ہے وہ حلال نہیں ہے۔

(۲۶۱۹) اس ٹڈی کا کھانا کہ جس کے پر و بال نہیں اُگے اور جو اڑ نہیں سکتی حرام ہے۔

کھانے پینے کی چیزوں کے احکام

(۲۶۲۰)۔ اس پرندے کا گوشت کھانا کہ جس کے شاہین کی طرح پنجے ہیں حرام ہے۔ پرستو حلال ہے اور ہدہد کا کھانا مکروہ ہے۔

(۲۶۲۱)۔ اگر زندہ جانور سے کوئی ایسی چیز جدا کی جائے کہ جس میں جان ہوتی ہے مثلاً دنبے کی چربی یا زندہ دنبے کے گوشت کا کچھ حصہ کاٹ لیں تو وہ نجس اور حرام ہے۔

(۲۶۲۲)۔ پندرہ چیزیں حلال گوشت جانوروں کی حرام ہیں:

۱۔ خون ۲۔ فضلہ ۳۔ آلہ تناسل ۴۔ مادہ کا مقام پیشاب

۵۔ بچہ دانی [اور بنا بر احتیاط واجب] ۶۔ وہ غدودیں کہ جنہیں دشول کہتے ہیں ۷۔ خصیتین

۸۔ وہ چیز جو کہ کھوپڑی کے مغز میں چنے کے دانوں کی مانند ہے۔

۹۔ حرام مغز جو کہ ریڑھ کی ہڈی کے دونوں طرف ہوتے ہیں۔

۱۰۔ وہ پٹھے جو کہ ریڑھ کی ہڈی کے دونوں طرف ہوتے ہیں۔

۱۱۔ پتہ ۱۲۔ تلی ۱۳۔ مثانہ ۱۴۔ آنکھ کا ڈھیلا

۱۵۔ وہ چیز جو کہ سموں کے درمیان ہوتی ہے اور اسے ذات الاشاجع کہتے ہیں۔

(۲۶۲۳)۔ گوبر اور اس غلاظت کا کھانا پینا جو ناک سے پانی کی صورت میں نکلتی ہے حرام ہے اور احتیاط واجب

یہ کہ دوسری ان چیزوں سے بھی اجتناب کریں کہ جو خبیث ہیں اور ان سے طبیعت نفرت کرتی ہے البتہ اگر وہ چیز پاک ہو اور اس کا کچھ حصہ حلال چیز کے ساتھ اس طرح مل جائے کہ لوگوں کی نگاہ میں وہ کالعدم ہو تو اس کے کھانے میں کوئی اشکال نہیں۔

(۲۶۲۴)۔ تھوڑی سی تربت سید الشہداء علیہ السلام شفا کے لئے کھانا اور داغستانی اور ارمنی مٹی کا علاج کے طور پر استعمال کرنا اگر علاج ان کے کھانے میں منحصر ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۶۲۵)۔ ناک کے پانی اور سینہ کے اخلاط جو کہ منہ میں آجاتے ہیں انہیں نگل جانا حرام نہیں ہے اور اسی طرح کھانے کے ایسے ٹکڑوں کو نگل جانا جو کہ خلال کرتے وقت دانتوں کے درمیان سے باہر آجاتے ہیں اگر طبیعت ان سے نفرت نہ کرے تو ان میں کوئی اشکال نہیں۔

(۲۶۲۶)۔ ایسی چیز کا کھانا جو انسان کے لئے مضر ہے حرام ہے۔

(۲۶۲۷) گھوڑے خچر اور گدھے کا گوشت کھانا مکروہ ہے اور اگر کوئی شخص ان سے وطی کر لے تو پھر وہ حرام ہو جائیں گے اور انہیں شہر سے باہر لے جا کر کسی اور جگہ بیچ دیا جائے۔

(۲۶۲۸)۔ اگر گائے بھیڑ بکری یا اونٹ کے ساتھ کوئی وطی کرے تو ان کا پیشاب اور گوبر نجس اور ان کا دودھ پینا بھی حرام ہو جائے گا اور بغیر تاخیر کئے اس جانور کو ذبح کر کے جلا دیا جائے اور جس نے اس جانور کے ساتھ وطی کی ہے وہ اس کی قیمت اس کے مالک کو ادا کرے بلکہ اگر کسی اور جانور کے ساتھ وطی کرے تو اس کا دودھ بھی حرام ہو جائے گا۔

(۲۶۲۹)۔ شراب کا پینا حرام ہے اور بعض روایات میں اسے بہت بڑا گناہ شمار کیا گیا ہے اور اگر کوئی شراب کو حلال سمجھے جب کہ وہ اس طرف ملتفت ہو کہ اس کو حلال سمجھنے کا لازمہ تکذیب خدا اور رسول ہے تو وہ کافر ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ شراب برائی کی جڑ اور گناہوں کے نشوونما کی جگہ ہے اور جو شخص شراب پیتا ہے وہ اپنی عقل کھو بیٹھتا ہے اور اس وقت وہ خدا کو نہیں پہچانتا اور کسی گناہ کی پرواہ نہیں کرتا اور کسی کے احترام کو مدنظر نہیں رکھتا اور اپنے قریبی رشتہ داروں کے حق کی رعایت نہیں کرتا اور واضح برائیوں سے منہ نہیں پھیرتا۔ روح ایمان اور خدا کی معرفت اس کے بدن سے نکل جاتی ہے اور ناقص خبیث روح اس کے بدن میں باقی رہ جاتی ہے جو کہ رحمت خدا سے دور ہے اور خدا و فرشتے و انبیاء اور مومنین اس پر لعنت کرتے ہیں اور چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اور قیامت کے دن اس کا منہ کالا ہو گا اور اس کی زبان منہ سے نکلی ہو گی اور اس کا لعاب دہن اس کے سینہ پر پڑ رہا ہو گا اور اس سے العطش (پیاس) کی صدا بلند ہو رہی ہو گی۔

(۲۶۳۰)۔ جس دسترخوان پر شراب پی جاتی ہو اگر انسان ان میں سے شمار ہو جائے تو اس کو وہاں نہیں بیٹھنا چاہئے۔

اور اس پر کچھ کھانے سے اجتناب کرے۔

(۲۹۳۱)۔ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس کے نزدیک اگر کوئی دوسرا مسلمان بھوک یا پیاس سے مر رہا ہو تو اس کو کھانا پانی دے کر موت سے نجات دلائے۔

وہ چیزیں جو کھانا کھاتے وقت مستحب ہیں

(۲۹۳۲)۔ کھانا کھاتے وقت چند چیزیں مستحب ہیں:

۱۔ کھانا کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ دھوئے۔

۲۔ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر رومال سے خشک کرے۔

۳۔ میزبان سب سے پہلے شروع کرے اور سب سے آخر ختم کرے۔ کھانا کھانے سے پہلے سب سے پہلے میزبان ہاتھ دھوئے۔ اس کے بعد وہ شخص جو اس کے دائیں طرف بیٹھا ہے اور اسی طرح دھوتے جائیں یہاں تک کہ نوبت اس شخص تک پہنچے جو اس کے بائیں طرف بیٹھا ہے اور کھانا کھانے کے بعد سب سے پہلے وہ شخص ہاتھ دھوئے جو میزبان کے بائیں طرف ہے۔ اسی طرح دھوتے جائیں یہاں تک کہ میزبان کے دائیں طرف بیٹھنے والے کی نوبت آئے۔

۴۔ کھانے کی ابتدا میں بسم اللہ کہے۔ البتہ اگر ایک دسترخوان پر کئی قسم کے کھانے ہوں تو ہر کھانا کھاتے وقت بسم اللہ کہنا مستحب ہے۔

۵۔ دائیں ہاتھ سے کھانا کھائے۔

۶۔ تین یا تین سے زیادہ انگلیوں کے ساتھ کھانا کھائے اور دو انگلیوں سے نہ کھائے۔

۷۔ اگر چند آدمی ایک دسترخوان پر بیٹھے ہوں تو ہر شخص اپنے سامنے پڑے ہوئے کھانے سے کھائے۔

۸۔ چھوٹے چھوٹے لقمے اٹھائے۔

۹۔ دسترخوان پر زیادہ دیر بیٹھے اور کھانا کھانے میں طول دے۔

۱۰۔ کھانا خوب چبائے۔

۱۱۔ کھانے کے بعد حمدِ خدا بجالائے۔

۱۲۔ انگلیوں کو چاٹے۔

۱۳۔ غذا کے بعد خلال کرے، البتہ انار، ریحان اور نے کی لکڑی اور کھجور کے پتوں سے خلال نہ کرے۔

۱۴۔ دسترخوان سے باہر جو ٹکڑے گریں انہیں جمع کر کے کھائے، البتہ اگر بیابان میں کھا رہا ہے تو مستحب ہے کہ جو کچھ گرے وہ پرندوں اور جانوروں کے لئے رہنے دے۔

۱۵۔ اوّل صبح اور سرِ شام کھانا کھائے اور دن کے وسط اور رات کے وسط میں کھانا نہ کھائے۔

۱۶۔ کھانا کھانے کے بعد چت لیٹے اور دایاں پاؤں بائیں پاؤں پر رکھے۔

۱۷۔ کھانے کی ابتداء اور آخر میں نمک کھائے

۱۸۔ پھل کو کھانے سے پہلے دھولے۔

وہ چیزیں جو کھانا کھاتے وقت مکروہ ہیں

(۲۶۳۳)۔ چند چیزیں کھانا کھاتے وقت مکروہ ہیں:

۱۔ سیری کی حالت میں کھانا کھانا۔

۲۔ زیادہ کھانا، روایت میں ہے کہ ہر چیز سے زیادہ خداوندِ عالم کو پُرشکم بُرا لگتا ہے۔

۳۔ کھانا کھاتے وقت دوسروں کے چہرے کی طرف دیکھنا۔

۴۔ گرم کھانا کھانا۔

۵۔ جو چیز کھا یا پی رہا ہے اس میں پھونکنا۔

۶۔ دسترخوان پر روٹی رکھنے کے بعد کسی دوسری چیز کا انتظار کرنا۔

۷۔ چھری سے روٹی کاٹنا۔

۸۔ کھانے کے برتن کے نیچے روٹی رکھنا

۹۔ جو گوشت ہڈی پر لگا ہوا ہے اس کو اتنا صاف کرنا کہ اس میں کوئی چیز باقی نہ رہے۔

۱۰۔ پھلوں کا چھلکا اتارنا۔ ۱۱۔ پورے طور پر کھا لینے سے پہلے پھلوں کو پھینک دینا۔

پانی پینے کے مستحبات

(۲۶۳۴)۔ پانی پیتے وقت چند چیزیں مستحب ہیں:

۱۔ پانی چوس کر پیئے۔
۲۔ دن کے وقت کھڑے ہو کر پانی پیئے۔
۳۔ پانی پینے سے پہلے بسم اللہ اور پینے کے بعد الحمد للہ کہے۔
۴۔ تین سانس میں پانی پیئے۔
۵۔ خواہش اور میل پر پانی پینا۔
۶۔ پانی پینے کے بعد حضرت امام حسینؑ اور ان کے اہل بیت کو یاد کرے اور ان کے قاتلوں پر لعنت کرے۔

پانی پینے کے مکروہات

(۲۶۳۵)۔ زیادہ پانی پینا اور مرغن غذا کھانے کے بعد پانی پینا اور رات کو کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ ہے اور اسی طرح بائیں ہاتھ سے اور لوٹے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے اور اس کے دستے والی جگہ سے پانی پینا مکروہ ہے۔

نذر اور عہد کے احکام

(۲۶۳۶)۔ نذر یہ ہے کہ انسان اپنے اوپر واجب قرار دے کہ فلاں اچھا کام خدا کے لئے بجالاؤں گا یا جس کام کا کرنا اچھا نہیں اسے خدا کے لئے ترک کر دوں گا۔

(۲۶۳۷)۔ نذر میں صیغہ پڑھنا ضروری ہے البتہ عربی زبان میں پڑھنا ضروری نہیں پس اگر کہے کہ جب بیمار اچھا ہو جائے گا تو خدا کے لئے مجھ پر لازم ہے کہ دس روپے فقیر کو دوں گا تو اس کی نذر صحیح ہے۔

(۲۶۳۸)۔ نذر کرنے والا بالغ و عقلمند ہو اور اپنے قصد و اختیار سے نذر کرے۔ اس بناء پر اس شخص کا نذر کرنا جسے مجبور کیا جائے یا جو غصّے کی حالت میں بے اختیار نذر کرے، صحیح نہیں ہے۔

(۲۶۳۹)۔ بیوقوف آدمی جو اپنا مال فضول کاموں میں صرف کرتا ہے۔ اگر بے وقوفی کے عالم میں بالغ ہو جائے یا حاکم شرع اسے اپنے مال میں تصرف کرنے سے روک دے تو اس کی وہ نذر جس کا مال سے ربط ہو صحیح نہیں ہے۔

(۲۶۴۰)۔ شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کا نذر کرنا باطل ہے۔

(۲۶۴۱)۔ اگر عورت شوہر کی اجازت سے نذر کرے تو اس کا شوہر اس کی نذر کو نہیں توڑ سکتا اور نہ اسے نذر پر عمل سے روک سکتا ہے۔

(۲۶۴۲)۔ جب بیٹا کوئی نذر کرے اگرچہ باپ کی اجازت کے بغیر ہو تو اسے اپنی نذر پر عمل کرنا چاہئے۔

(۲۶۴۳)۔ انسان ایسے کام کی نذر کرے کہ جس کا کرنا اس کے لئے ممکن ہو لہٰذا جو شخص کربلا پیدل نہ جا سکتا ہو اگر نذر کرے کہ میں پیدل کربلا جاؤں گا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے۔

(۲۶۴۴)۔ اگر کوئی شخص نذر کرے کہ فلاں حرام یا مکروہ فعل انجام دے گا یا واجب اور مستحب کام ترک کر دے گا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے۔

(۲۶۴۵)۔ اگر نذر کرے کہ فلاں مباح کام انجام دوں گا یا اسے ترک کر دوں گا تو اس کا کرنا اور نہ کرنا اگر ہر لحاظ سے برابر ہو تو اس کی نذر صحیح نہیں اور اگر اس کا انجام دینا کسی وجہ سے بہتر ہو اور یہ اسی جہت سے نذر کرے مثلاً نذر کرے کہ کھانا کھاؤں گا تاکہ عبادت کے لئے طاقت حاصل ہو تو اس کی نذر صحیح ہے اور اسی طرح اس

کام کا ترک کسی وجہ سے بہتر ہو اور انسان اسی جہت کی نیت سے ترک کرنے کی نذر کرے مثلاً چونکہ دھواں مضر ہے لہٰذا نذر کرے کہ حقہ سگریٹ استعمال نہیں کروں گا تو اس کی نذر صحیح ہے۔

(۲۶۴۶) - اگر نذر کرے کہ اپنی واجب نماز ایسی جگہ میں پڑھے گا کہ جہاں ذاتی طور پر نماز پڑھنا زیادہ ثواب نہیں رکھتا مثلاً نذر کرے کہ نماز کمرے میں پڑھوں گا تو اگر نماز پڑھنا کسی جہت سے بہتر ہو مثلاً چونکہ وہاں خلوت ہے لہٰذا انسان میں حضورِ قلب پیدا ہوگا تو نذر صحیح ہے۔

(۲۶۴۷) - اگر کسی کام کے بجالانے کی نذر کرے تو اسے اسی طرح بجالائے جیسے نیت کی ہے پس اگر نذر کرے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو صدقہ دوں گا یا روزہ رکھوں گا یا نمازِ اوّل ماہ پڑھوں گا تو اگر اس دن سے پہلے یا بعد اسے بجالائے تو کافی نہیں اور اسی طرح اگر نذر کرے کہ جس وقت مریض اچھا ہوگیا تو صدقہ دوں گا اب اگر اس کے اچھے ہونے سے پہلے صدقہ دیدے تو کافی نہیں۔

(۲۶۴۸) - اگر نذر کرے کہ روزہ رکھوں گا لیکن اس کا وقت اور مقدار معین نہ کرے تو ایک دن روزہ رکھ لینا کافی ہے اور اگر نذر کرے کہ نماز پڑھوں گا اور اس کی مقدار اور خصوصیات معین نہ کرے تو اگر ایک دو رکعتی نماز پڑھ لے تو کافی ہے اور اگر نذر کرے کہ صدقہ دوں گا لیکن اس کی جنس و مقدار معین نہ کرے۔ اب اگر کوئی چیز دیدے کہ جس کے لئے لوگ کہیں کہ اس نے صدقہ دیا ہے تو اس نے اپنی نذر پر عمل کر لیا ہے اور اگر نذر کرے کہ کوئی کام خدا کے لئے بجالاؤں گا اب اگر ایک نماز یا ایک روزہ رکھے یا کوئی چیز صدقے میں دیدے تو اس نے اپنی نذر پوری کردی۔

(۲۶۴۹) - اگر نذر کرے کہ فلاں دن روزہ رکھوں گا تو اسی دن روزہ رکھے اور اگر اس دن سفر کرے تو اس دن کی قضا اس پر واجب ہے۔

(۲۶۵۰) - اگر انسان اختیاراً اپنی نذر پر عمل نہ کرے تو اسے کفارہ دینا پڑے گا یعنی ایک غلام آزاد کرے یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے یا دو ماہ پے در پے روزے رکھے۔

(۲۶۵۱) - اگر نذر کرے کہ فلاں معین وقت تک کسی عمل کو ترک کروں گا تو اُس وقت کے گزرنے کے بعد اس عمل کو بجا لا سکتا ہے، اور اگر وہ وقت گزرنے سے پہلے بھول کر یا مجبوراً اُس عمل کو بجالائے تو اُس پر کوئی چیز واجب نہیں البتہ پھر بھی ضروری ہے کہ اُس وقت تک وہ عمل نہ بجالائے۔ اور اگر دوبارہ اُس وقت سے پہلے بغیر کسی عذر کے وہ عمل بجالائے تو جتنی مقدار گزشتہ مسئلے میں بیان کی گئی ہے کفارہ ادا کرے۔

(۲۶۵۲) - جو شخص نذر کرے کہ فلاں عمل ترک کروں گا اور اس کے لئے کوئی وقت معین نہ کرے اب اگر بھول کر یا مجبوراً

یا نہ جاننے کی وجہ سے اس عمل کو بجا لائے تو اس پر کفارہ واجب نہیں۔ البتہ اگر اختیاراً اس کو بجا لائے تو پہلی دفعہ اسے کفارہ دینا پڑے گا۔

(۲۶۵۳)۔ اگر نذر کرے کہ ہر ہفتے میں ایک خاص دن مثلاً جمعہ کے دن روزہ رکھوں گا تو اگر کسی جمعہ میں عید الفطر یا عید قربان آجائے یا جمعہ کے دن کوئی اور عذر پیدا ہو جائے مثلاً وہ عورت ہے کہ اسے حیض آجائے تو وہ اس دن روزہ نہ رکھے اور اس کی قضا بجا لائے۔

(۲۶۵۴)۔ اگر نذر کرے کہ فلاں مقدار صدقہ دونگا۔ اب اگر صدقہ دینے سے پہلے مر جائے تو اس کے مال سے اتنی مقدار صدقہ دینا چاہیئے۔

(۲۶۵۵)۔ اگر نذر کرے کہ فلاں فقیر کو صدقہ دے گا تو اس کے علاوہ کسی اور فقیر کو نہیں دے سکتا اور اگر وہ فقیر مر جائے تو احتیاطاً اس کے وارثوں کو صدقہ دے۔

(۲۶۵۶)۔ اگر نذر کرے کہ فلاں امامؑ کی زیارت پر جاؤں گا مثلاً امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوں گا۔ اب اگر کسی دوسرے امام کی زیارت پر چلا جائے تو کافی نہیں اور اگر کسی عذر کی وجہ سے اس امام کی زیارت پر نہیں جا سکتا تو کوئی اور چیز اس پر واجب نہیں ہے۔

(۲۶۵۷)۔ جو شخص زیارت پر جانے کی نذر کرے اور غسل زیارت اور نماز زیارت کی نذر نہ کرے تو اس پر غسل یا نماز زیارت کا ادا کرنا ضروری نہیں۔

(۲۶۵۸)۔ اگر کسی ایک امام یا امام زادے کے حرم کے لئے کوئی چیز نذر کرے تو اس کو حرم کے مصارف میں صرف کرنا چاہیئے۔ فرش، پردہ اور روشنائی جیسی چیزوں میں اور اگر خود امام یا امام زادے کے لئے نذر کرے تو اس خادم کو دے سکتا ہے جو ان کی خدمت میں مشغول ہے جیسا کہ مصارف حرم میں بھی صرف کر سکتا ہے۔

(۲۶۵۹)۔ اگر خود امام کے لئے کوئی چیز نذر کرے۔ اب اگر کسی خاص مصرف کا قصد کیا ہے تو اسی میں صرف کرے اور اگر کسی معین مصرف کا قصد نہیں کیا تو فقرا اور زائرین کو دیدے یا مسجد اور اس قسم کی بنائے اور ان کا ثواب اس امام کو ہدیہ کرے اور یہی حکم ہے اگر کسی چیز کو امام زادے کے لئے نذر کرے۔

(۲۶۶۰)۔ وہ دنبہ جو صدقہ یا کسی ایک امام کیلئے نذر کرے تو اس کی پشم اور جتنا وہ موٹا ہو جائے وہ بھی نذر کی جز ہے۔ اگر نذر میں صرف کرنے سے پہلے وہ جانور دودھ یا بچہ دے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کو بھی مصرف نذر میں صرف کرے۔

(۲۶۶۱) - جب نذر کرے کہ اگر بیمار اچھا ہو گیا یا مسافر پلٹ آیا تو فلاں کام انجام دے گا۔ اب اگر معلوم ہو جائے کہ نذر کرنے سے پہلے بیمار اچھا ہو گیا تھا یا مسافر آ گیا تھا تو نذر پر عمل کرنا ضروری نہیں۔

(۲۶۶۲) - اگر باپ یا ماں نذر کریں کہ اپنی بیٹی کسی سید سے بیاہیں گے تو بعد اس کے کہ لڑکی بالغ ہو جائے احتیاط یہ ہے کہ اگر ہو سکے تو اسے راضی کریں کہ وہ کسی سید سے شادی کرے۔

(۲۶۶۳) - جب خدا سے عہد کرے کہ اگر میری شرعی حاجت پوری ہو گئی تو میں فلاں اچھا کام کروں گا۔ تو بعد اس کے کہ اس کی حاجت پوری ہو جائے اسے وہ کام انجام دینا چاہئے اور اگر بغیر اس کے کہ اس کی کوئی حاجت ہو عہد کرے کہ کوئی اچھا کام انجام دے گا تو وہ عمل اس پر واجب ہو جائے گا۔

(۲۶۶۴) - عہد میں بھی نذر کی طرح صیغہ پڑھنا چاہئے اور نذر کی طرح جس کام کے متعلق عہد کرتا ہے کہ اسے بجا لاؤں گا وہ ایسا نہ ہو کہ اس کا نہ کرنا بجا لانے سے بہتر ہو۔

(۲۶۶۵) - اگر اپنے عہد پر عمل نہ کرے تو اسے کفارہ دینا چاہئے یعنی ساٹھ مسکینوں کو سیر کرے یا دو ماہ روزے رکھے یا ایک غلام آزاد کرے۔

قسم کھانے کے احکام

(۲۶۶۶) - اگر قسم کھائے کہ فلاں کام انجام دوں گا یا اسے ترک کروں گا مثلاً قسم کھائے کہ روزہ رکھوں گا یا حقہ سگریٹ استعمال نہیں کروں گا۔ اب اگر جان بوجھ کر مخالفت کرے تو اسے کفارہ دینا چاہئے یعنی ایک غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو کھانے سے سیر کرے یا انہیں لباس پہنائے اور اگر یہ نہیں کر سکتا تو اسے تین دن روزے رکھنے چاہئیں۔

(۲۶۶۷) - قسم کھانے کے چند شرائط ہیں:

۱- یہ کہ قسم کھانے والا بالغ و عقلمند ہو اور اگر مال کے متعلق کوئی قسم کھانا چاہے تو وہ بالغ ہونے کے وقت بیوقوف نہ ہو اور حاکم شرع نے اسے اس کے اموال میں تصرف کرنے سے منع نہ کیا ہو اور وہ قصد و اختیار سے قسم کھائے۔ لہٰذا بچے، دیوانے، مست اور وہ شخص جسے مجبور کیا گیا ہے، کا قسم کھانا درست نہیں اور یہی حکم ہے اگر غصے کی حالت میں بغیر قصد کے قسم کھائے۔

۲- جس کام کے بجا لانے کی قسم کھائی ہے وہ حرام اور مکروہ نہ ہو اور جس کام کے ترک کرنے کی قسم کھائی ہے وہ واجب اور مستحب نہ ہو اور جس مباح فعل کے بجا لانے کی قسم کھائی ہے وہ ایسا ہونا چاہئے کہ جس کا ترک کرنا

لوگوں کی نگاہ میں بجالانے سے بہتر نہ ہو اور اسی طرح کسی مباح کام کے ترک کرنے کیلئے قسم کھائے تو اس کا بجالانا لوگوں کی نظر میں ترک سے بہتر نہ ہو۔

۳۔ خدا کے کسی نام کی قسم کھانا جو کہ اُس کی مقدس ذات کے علاوہ کسی پر نہ بولا جاتا ہو۔ مثلاً خدا اور اللہ اور اسی طرح اگر ایسے نام کی قسم کھائے کہ جو غیر خدا پر بھی بولا جاتا ہے لیکن خدا پر اتنا بولا جاتا ہے کہ جس وقت کوئی وہ نام لے تو ذاتِ مقدس حق تعالیٰ نظر میں آتی ہو مثلاً یہ کہ خالق و رازق کی قسم کھائے تو صحیح ہے بلکہ اگر ایسے لفظ کے ساتھ قسم کھائے کہ جس سے بغیر قرینے کے خدا نظر میں نہیں آتا لیکن وہ خدا کا قصد کرے تو احتیاطاً اُس قسم پر عمل کرنا چاہیئے۔

۴۔ قسم زبان پر لائی جائے اور اگر لکھ دے یا دل میں قصد کرے تو صحیح نہیں ہے۔ البتہ اگر گونگا آدمی اشارے کے ساتھ قسم کھائے تو صحیح ہے۔

۵۔ قسم پر عمل کرنا اُس کے لئے ممکن ہو۔ اور اگر جس وقت قسم کھا رہا ہے وہ چیز ممکن ہو اور اُس کے بعد اُس آخر وقت تک جو کہ قسم کے لئے مقرر کیا ہے عاجز ہو جائے یا اُس کے لئے باعثِ مشقت ہو تو جس وقت وہ عاجز ہوا ہے اُس کی قسم ختم ہو جائے گی۔

(۲۶۶۸)۔ اگر باپ بیٹے کو قسم کھانے سے روک دے یا شوہر بیوی کو قسم کھانے سے منع کرے تو ان کی قسم صحیح نہیں۔

(۲۶۶۹)۔ اگر بیٹا باپ کی اجازت کے بغیر اور بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر قسم کھائے تو بعید نہیں کہ ان کی قسم صحیح نہ ہو لیکن احتیاط کو ترک نہیں کرنا چاہیئے۔

(۲۶۷۰)۔ اگر انسان بھول کر یا مجبوراً اپنی قسم پر عمل نہ کرے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے اور اسی طرح حکم ہے اگر اسے مجبور کریں کہ اپنی قسم پر عمل نہ کرے۔ وہ قسم جو وسواسی آدمی کھاتا ہے مثلاً یہ کہ وہ کہتا ہے کہ خدا کی قسم ابھی میں نماز میں مشغول ہو جاؤں گا اور وہ وسواس کی وجہ سے مشغول نہ ہو تو اگر اس کا وسواس اس طرح ہے کہ وہ بے اختیار قسم پر عمل نہیں کر رہا تو اس پر کفارہ واجب نہیں۔

(۲۶۷۱)۔ جو شخص قسم کھاتا ہے اگر اس کی بات سچی ہو تو اس کے لئے قسم کھانا مکروہ ہے اور اگر جھوٹی ہو تو حرام اور گناہانِ کبیرہ میں سے ہے۔ البتہ اگر اس لئے جھوٹی قسم کھائے کہ اپنے آپ کو یا کسی دوسرے مسلمان کو ظالم کے شر سے نجات دے تو کوئی حرج نہیں بلکہ کبھی واجب ہو جاتی ہے اور اس طرح کی قسم کھانا اس قسم سے الگ ہے جو گزشتہ مسائل میں بیان کی گئی ہے۔

+++++++++++++++++++++++

وقف کے احکام

(۲۶۷۲)۔ اگر کوئی شخص کوئی چیز وقف کرے تو وہ اس کی ملکیت سے خارج ہو جاتی ہے اور وہ خود اور دوسرے لوگ نہ وہ چیز کسی کو بخش سکتے ہیں اور نہ بیچ سکتے ہیں اور کوئی شخص اس کا وارث بھی نہیں بن سکتا البتہ بعض موارد میں کہ جو مسئلہ ۲۰۹۱ اور ۲۰۹۲ میں بیان کئے گئے ہیں اس کے بیچنے میں کوئی اشکال نہیں۔

(۲۶۷۳)۔ ضروری نہیں کہ وقف کا صیغہ عربی میں پڑھا جائے بلکہ اگر مثلاً کہہ دے کہ میں اپنا گھر وقف کرتا ہوں تو وقف صحیح ہے اور قبول کا محتاج بھی نہیں خواہ وہ وقف خاص ہی کیوں نہ ہو۔

(۲۶۷۴)۔ اگر کسی ملک کو وقف کے لئے معین کر دے اور وقف کا صیغہ پڑھنے سے پہلے پشیمان ہو جائے یا مر جائے تو وقف صحیح نہیں ہے۔

(۲۶۷۵)۔ جو شخص کوئی مال وقف کر رہا ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ صیغہ پڑھنے کے وقت سے مال کو ہمیشہ کے لئے وقف کرے اور اگر کہے کہ یہ مال میرے مرنے کے بعد وقف ہے تو چونکہ صیغہ پڑھنے کے وقت سے لے کر اس کے مرنے تک وقف نہیں لہذا اس میں اشکال ہے اور اسی طرح اگر کہے کہ دس سال تک وقف ہے اور اس کے بعد نہیں یا کہے دس سال تک وقف ہے اس کے بعد پانچ سال وقف نہیں اور اس کے بعد دوبارہ وقف ہے تو اس کا وقف ہونا مشکل ہے۔

(۲۶۷۶)۔ وقف اس صورت میں صحیح ہے جبکہ مال وقف اس شخص کے تصرف میں دے کہ جس پر وقف کیا ہے یا اس کے وکیل یا ولی کو دیدے، البتہ اگر کوئی چیز اپنی چھوٹی اولاد پر وقف کرے اور اس قصد سے کہ وہ چیز ان کی ملکیت ہے ان کی طرف سے اس کی نگرانی کرے تو وقف صحیح ہے۔

(۲۶۷۷)۔ اگر مسجد کو وقف کرے تو بعد اس کے کہ واقف واگزار کرنے کی نیت سے اجازت دے کہ اس میں لوگ نماز پڑھیں تو اگر ایک آدمی نے بھی اس میں نماز پڑھ لی تو وقف صحیح ہو جائے گا۔

(۲۶۷۸)۔ وقف کرنے والا بالغ و عاقل ہو اور قصد و اختیار رکھتا ہو اور شرعی لحاظ سے اپنے مال میں تصرف کر سکتا ہو۔ اسی بناء پر وہ سفیہ جو کہ بالغ ہوتے وقت سفیہ تھا یا حاکم شرع نے اس کو اپنے مال میں تصرف

کرنے سے روک دیا تھا چونکہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اب اگر وہ کوئی چیز وقف کرے تو اس کا وقف صحیح نہیں۔

(۲۶۷۹) - اگر ایسے افراد کے لئے مال وقف کرے جو کہ ابھی تک پیدا نہیں ہوئے تو صحیح نہیں البتہ اگر وقف کیا جائے ان اشخاص کے لئے کہ جن میں سے بعض پیدا ہو چکے ہیں تو صحیح ہے اور جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے وہ پیدا ہونے کے بعد دوسروں کے ساتھ شریک ہو جائیں گے۔

(۲۶۸۰) - اگر کوئی چیز اپنی ذات پر وقف کرے مثلاً یہ کہ کوئی دکان وقف کرے اور یہ کہے کہ اس کا کرایہ اس کے مرنے کے بعد اس کے مقبرے پر خرچ کیا جائے تو صحیح نہیں ہے البتہ اگر کوئی مال فقراء پر وقف کرے اور خود بھی فقیر ہو جائے تو وقف کے منافع سے استفادہ کر سکتا ہے۔

(۲۶۸۱) - جس چیز کو وقف کیا جائے اگر اس کے لئے کوئی متولی معین کرے تو وہ وقف کرنے والے کی قرارداد کے مطابق عمل کرے اور اگر معین نہ کرے تو اگر مخصوص افراد پر وقف کرے مثلاً اپنی اولاد پر تو وہ چیزیں کہ جو مصلحت وقف سے مربوط ہیں جو کہ بعد والے طبقات کے فائدے اٹھانے کے ساتھ بھی دخل رکھتی ہیں تو ان کا اختیار حاکم شرع کو ہے اور وہ چیزیں جو موجودہ طبقہ کے فائدے اٹھانے کے ساتھ بھی ربط رکھتی ہیں تو اگر وہ بالغ ہیں تو ان کا اختیار خود انہی کو ہے اور اگر وہ بالغ نہیں ہیں تو ان کے ولی کو اختیار ہے اور وقف سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے حاکم شرعیت کی اجازت لینا ضروری نہیں

(۲۶۸۲) - اگر کوئی جائداد مثلاً فقراء یا سادات پر وقف کرے یا وقف کرے کہ اس کا منافع کارہائے خیر میں صرف ہوں تو اگر اس جائداد کے لئے کوئی متولی معین نہیں کیا تو اس کا اختیار حاکم شرعیت کو ہے۔

(۲۶۸۳) - اگر کوئی جائیداد مخصوص افراد پر وقف کرے مثلاً اپنی اولاد پر تاکہ ہر طبقہ دوسرے طبقہ کے بعد اس سے فائدہ اٹھائے تو اگر اس جائیداد کا متولی اسے کرایہ پر اٹھا دے اور مر جائے تو اگر اس نے وقف یا بعد والے طبقہ کی مصلحت کو مدنظر رکھا تھا تو اجارہ مکان باطل نہیں ہوگا اور اگر اس کا کوئی متولی نہ ہو اور جن پر وقف ہوا ہے۔ اس کا ایک طبقہ اس کو کرایہ پر دیدے اور مدت اجارہ کے دوران وہ مر جائیں تو اگر بعد والا طبقہ اجازت نہ دے تو اجارہ باطل ہو جائے گا اور اگر کرایہ پر دینے والوں نے پوری مدت کا کرایہ وصول کر لیا ہے تو ان کے مرنے کے وقت سے لے کر اجارہ کی آخر مدت تک کا کرایہ ان مرنے والوں کے مال سے لیا جائے گا۔

(۲۶۸۴) - اگر وقف کی جائیداد خراب ہو جائے تو وقف سے خارج نہ ہوگی۔

(۲۶۸۵)۔ وہ جائیداد کہ جس کا کچھ حصہ وقف نہیں اگر وہ تقسیم شدہ نہ ہو تو حاکم شریعت یا متولی وقف اہل خبرہ سے مشورہ کرکے وقف کا حصہ الگ کرے۔

(۲۶۸۶)۔ اگر متولی وقف میں خیانت کرے اور اس کے منافع معین شدہ جگہ میں صرف نہ کرے تو اگر وہ عام لوگوں کے لئے وقف نہ ہو تو امکانی صورت میں حاکم شریعت اس کی جگہ کوئی اور امین متولی معین کرے۔

(۲۶۸۷)۔ وہ فرش جو امام باڑے کے لئے وقف کیا گیا ہے وہ نماز کے لئے مسجد میں نہیں لے جا سکتے اگرچہ وہ مسجد امام باڑہ کے قریب ہی کیوں نہ ہو۔

(۲۶۸۸)۔ اگر کوئی مال تعمیر مسجد کے لئے وقف کیا گیا ہو اب اگر اس مسجد کو تعمیر کی ضرورت نہ ہو اور یہ احتمال بھی نہ ہو کہ اس مسجد کو ایک مدت تک تعمیر کی ضرورت پڑے گی تو جب تعمیر کے علاوہ اور بھی اسے ضرورت نہ ہو اور اس مال کے منافع معرض تلف میں ہوں اور ان کا باقی رکھنا لغو اور فضول ہو تو اس مال کے منافع دوسری ایسی مسجد پر صرف کر سکتے ہیں کہ جسے تعمیر کی ضرورت ہے۔

(۲۶۸۹)۔ اگر کوئی جائیداد وقف کر دے تاکہ اس کا نفع تعمیر مسجد پیش نماز اور مؤذن پر خرچ کیا جائے تو اگر معلوم ہو کہ وقف کرنے والے نے ہر ایک کے لئے اتنی مقدار معین کی ہے تو اس کے مطابق خرچ کیا جائے اور اگر یقین نہ ہو تو پہلے مسجد کو تعمیر کرنا چاہیئے اور اگر اس سے کچھ بچ جائے تو پیش نماز اور مؤذن کے درمیان برابر برابر تقسیم کر دیا جائے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں تقسیم میں ایک دوسرے سے مصالحت کر لیں۔

وصیّت کے احکام

(۲۶۹۰) وصیت یہ ہے کہ انسان سفارش و خواہش کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے کچھ کام انجام دیئے جائیں۔ یا وہ کہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے مال میں سے فلاں چیز فلاں شخص کی ملک ہے یا اپنی اولاد اور ان اشخاص کے لئے جن کا یہ مختار ہے کسی کو سرپرست معین کرے اور جس کو وصیت کی جاتی ہیں اسے وصی کہتے ہیں۔

(۲۶۹۱)۔ جو شخص وصیت کرنا چاہتا ہے تو وہ ایسا اشارے سے بھی وصیت کر سکتا ہے کہ جس سے اس کا مقصد سمجھ میں آجائے چاہے وہ گونگا نہ بھی ہو۔

(۲۶۹۲)۔ اگر کوئی تحریر میت کے دستخط یا مہر کے ساتھ نظر آئے تو اگر اس نے اپنا مقصد اس میں واضح کیا ہوا اور یہ بھی معلوم ہو کہ یہ تحریر وصیت کرنے کے لئے لکھی ہے تو اس کے مطابق عمل کیا جائے۔

(۲۶۹۳)۔ وصیت کرنے والا عاقل و بالغ ہو البتہ دس سالہ بچہ جو اچھائی برائی کو سمجھتا ہے اگر کسی کارخیر کے لئے مثلاً مسجد پانی کے انبار، اور پل بنانے کے لئے وصیت کرے تو صحیح ہے اور یہ کہ اپنے اختیار سے وصیت کرے اور وصیت کرنے والا بالغ ہوتے وقت سفیہ نہ ہو اور حاکم شرعیت نے اسے اس کے اموال میں تصرف کرنے سے منع بھی نہ کیا ہو۔

(۲۶۹۴)۔ جس شخص نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو زخم لگا لیا ہو یا زہر کھا لیا ہو کہ جس کی وجہ سے یقین یا گمان ہو کہ وہ مر جائے گا اگر وہ وصیت کرے کہ اتنا مال فلاں مصرف میں صرف کیا جائے تو صحیح نہیں ہے۔

(۲۶۹۵)۔ اگر وصیت کرے کہ فلاں چیز فلاں شخص کو دی جائے تو اس وقت وہ شخص اس چیز کا مالک بنے گا جب وہ وصیت کو قبول کرے گا۔ اگرچہ اس وقت قبول کرے جبکہ وصیت کرنے والا ابھی زندہ ہو۔

(۲۶۹۶)۔ جب انسان موت کی علامات اپنے میں محسوس کرے تو فوراً لوگوں کی امانتیں انہیں واپس کر دے اور اگر لوگوں کا مقروض ہے اور اس قرضہ کے ادا کرنے کا وقت بھی آگیا ہے تو وہ بھی ادا کر دے اور اگر خود نہیں دے سکتا یا ابھی دینے کا وقت نہیں آیا تو وصیت کرے اور وصیت پر گواہ بنائے اور اگر اس کا قرضہ

معلوم ہو اور اسے وارثوں پر اطمینان ہو کہ وہ اسے ادا کر دیں گے تو وصیت کرنا ضروری نہیں۔

(۲۶۹۷)۔ جس شخص کو علامات موت اپنے میں نظر آ رہی ہیں تو اگر خمس زکوٰۃ یا مظالم اس کو دینے ہیں تو فوراً دیدے اور اگر نہیں دے سکتا تو اگر اس کا اپنا مال موجود ہے یا اسے احتمال ہے کہ فلاں شخص ادا کر دے گا تو وصیت کرے اور یہی حکم ہے اگر اس پر حج واجب ہو۔

(۲۶۹۸)۔ جس شخص کو اپنی موت کی نشانیاں نظر آ رہی ہیں اب اگر اس کے نماز روزے قضا ہیں تو وصیت کرے کہ اس کے مال میں سے ان کے لئے اجیر بنایا جائے بلکہ اگر اس کے پاس مال نہ ہو لیکن اسے احتمال ہو کہ فلاں شخص بغیر کچھ لینے کے انہیں انجام دے گا تو پھر بھی واجب ہے کہ وصیت کرے اور اگر اس کے نماز روزے کی قضا اس تفصیل کے ساتھ جو صفحہ ۲۱۲ پر بیان کی گئی ہے بڑے بیٹے پر واجب ہو تو اس کو اطلاع دے یا وصیت کرے کہ اس کی طرف سے بجا لائے۔

(۲۶۹۹)۔ جو شخص اپنے میں موت کی علامات دیکھ رہا ہے اگر اس کا مال کسی کے پاس ہے یا کسی جگہ اس نے چھپا رکھا ہے کہ ورثاء کو معلوم نہیں تو اگر نہ جاننے کی وجہ سے ان کا حق تلف ہو جائے گا تو انہیں اطلاع دے اور ضروری نہیں کہ اپنے چھوٹے بچوں کے لئے کوئی قیم اور سرپرست مقرر کرے البتہ اگر سرپرست کے بغیر ان کا مال تلف ہو جائے گا یا وہ خود ضائع ہو جائیں گے تو اسے ان کے لئے امین سرپرست معین کرنا چاہئے۔

(۲۷۰۰)۔ وصی کو مسلمان بالغ و عاقل اور قابل اطمینان ہونا چاہئے۔

(۲۷۰۱)۔ اگر کوئی شخص اپنے چند وصی بنائے تو اگر اس نے اجازت دی ہو کہ ہر ایک تنہا وصیت پر عمل کر سکتا ہے تو پھر ضروری نہیں کہ وصیت کے انجام دینے میں ایک دوسرے سے اجازت لیں اور اگر اس نے اجازت نہ دی ہو چاہے اس نے کہا ہو کہ تمام مل کر وصیت پر عمل کریں یا یہ نہ کہا ہو تو پھر بھی ایک دوسرے کے مشورہ سے وصیت پر عمل کریں اور اگر تیار نہ ہوں کہ ایک دوسرے سے مل کر وصیت پر عمل کریں اور تشخیص مصلحت میں اختلاف رکھتے ہوں تو اگر تاخیر اور مہلت دینا وصیت پر عمل کرنے میں تعطل کا سبب بن جائے تو حاکم شرعیت انہیں مجبور کرے گا کہ وہ اس شخص کے مشورہ کو قبول کریں جو مصلحت کی تشخیص کر دے اور اگر وہ اطاعت نہ کریں تو ان کی جگہ پر دوسرے اشخاص کو معین کرے اور اگر ان میں سے ایک آدمی قبول نہ کرے تو اس کی جگہ کوئی اور آدمی معین کر دے۔

(۲۷۰۲)۔ اگر انسان اپنی وصیت سے پھر جائے مثلاً کہے کہ میرے مال کا تیسرا حصہ فلاں شخص کو دیا جائے

اس کے بعد کہے کہ اس کو نہ دینا تو وصیت باطل ہو جائے گی اور اگر اپنی وصیت کو بدل دے مثلاً اپنے بچہ کے لئے کسی کو سرپرست بنائے اور اس کے بعد کسی دوسرے کو بنا دے تو پہلی وصیت باطل ہو جائے گی اور اس کی دوسری وصیت پر عمل کرنا چاہیئے۔

(۲۷۰۳)۔ اگر کوئی ایسا کام کرے کہ جس سے معلوم ہو کہ وہ اپنی وصیت سے پھر گیا ہے مثلاً جس گھر کے متعلق وصیت کی تھی کہ فلاں شخص کو دیدینا وہ بیچ دے یا کسی دوسرے شخص کو اس کے بیچنے کا وکیل مقرر کر دے تو وصیت باطل ہو جائے گی۔

(۲۷۰۴)۔ اگر وصیت کرے کہ فلاں معین چیز فلاں شخص کو دیدیں اس کے بعد وصیت کرے کہ آدھا حصہ دوسرے شخص کو دیدیں تو اس چیز کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے اور ان دو اشخاص میں سے ہر ایک کو اس کا ایک حصہ دیں۔

(۲۷۰۵)۔ اگر کوئی شخص اس بیماری کے دوران کہ جس میں مر جائے مال کا کچھ حصہ کسی کو بخش دے اور وصیت کر جائے کہ مرنے کے بعد کچھ مال دوسرے آدمی کو دیدیں تو جو حالتِ زندگی میں بخش گیا ہے وہ تو اصل ترکہ سے دیا جائے گا اور اس میں ورثاء کی اجازت کی ضرورت بھی نہیں اور جس مال کی وصیت کر گیا اگر وہ ترکہ کے تیسرے حصہ سے زیادہ ہو تو اس زیادتی میں ورثاء کی اجازت کی ضرورت ہے۔

(۲۷۰۶)۔ اگر وصیت کرے کہ اس کے ترکہ کا تیسرا حصہ نہ بیچا جائے اور اس کا نفع فلاں مصرف میں صرف کیا جائے تو اس کی وصیت کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔

(۲۷۰۷)۔ اگر اس بیماری کے دوران کہ جس میں وہ مر جائے کہے کہ مجھے فلاں شخص کو اتنا مال دینا ہے تو اگر وہ متہم ہو کہ ورثاء کو ضرر پہنچانے کے لئے کہہ رہا ہے تو جو مقدار اس نے مقرر کی ہے وہ ثلث ترکہ سے ادا کی جائے اور اگر متہم نہ ہو اور کوئی شخص اس کے کہے ہوئے کا منکر بھی نہ ہو تو اصل ترکہ سے دینا چاہیئے۔

(۲۷۰۸)۔ جس کو کسی چیز کے دینے کی وصیت کر رہا ہے اسے موجود ہونا چاہیئے پس اگر وصیت کرے کہ ممکن ہے کہ فلاں عورت حاملہ ہو جائے تو اس کے بچہ کو فلاں چیز دی جائے تو وصیت باطل ہے البتہ اگر وصیت کرے کہ جو بچہ شکمِ مادر میں ہے اسے فلاں چیز دینا تو اگر ابھی اس میں روح داخل نہ ہوئی ہو تو تب بھی وصیت صحیح ہے پس اگر وہ زندہ پیدا ہو تو جس چیز کی وصیت کی تھی وہ اسے دی جائے اور اگر مردہ باہر آئے تو وصیت باطل ہے اور جو وصیت اس کے لئے کی گئی تھی وہ ورثاء آپس میں تقسیم کر لیں گے۔

(۲۷۰۹)۔ اگر انسان کو معلوم ہو کہ فلاں شخص نے اسے وصی قرار دیا ہے تو اگر وصیت کرنے والے تک یہ بات پہنچا

دے کہ وہ وصیت کے انجام دینے پر حاضر نہیں تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل کرے۔ البتہ اگر مرنے سے پہلے اسے معلوم نہ ہو کہ اس نے اسے وصی قرار دیا ہے یا معلوم ہو جائے اور یہ وصیت کرنے والے کو مطلع نہ کرے کہ میں وصیت پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں تو اگر باعث مشقت نہ ہو تو وصیت کو انجام دے اور اگر وصی موت سے پہلے اس وقت ملتفت ہو کہ جب بیمار شدت بیماری کی وجہ سے کسی دوسرے کو وصیت نہ کر سکتا ہو تو بھی اسے وصیت قبول کرلینی چاہئے۔

(۲۷۱۰)۔ اگر وصیت کرنے والا مر جائے تو وصی خود کام سے کنارہ کشی اختیار کر کے کسی دوسرے کو میت کے کام انجام دینے کے لئے معین نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر اسے معلوم ہو کہ میت کا مقصد یہ نہیں تھا کہ وصی خود اس کام کو انجام دے بلکہ اس کا مقصد صرف کام کا انجام پانا تھا تو پھر کسی دوسرے کو اپنی طرف سے وکیل کر سکتا ہے۔

(۲۷۱۱)۔ اگر کوئی شخص دو افراد کو وصی قرار دے تو اگر ان میں سے ایک مر جائے یا دیوانہ یا کافر ہو جائے تو حاکم شرعیت اس کی جگہ کسی اور آدمی کو معین کرے گا اور اگر دونوں مر جائیں یا دیوانے اور کافر ہو جائیں تو حاکم شرعیت دو آدمیوں کو ان کی جگہ معین کرے گا۔ البتہ اگر ایک آدمی بھی وصیت پر عمل کر سکتا ہو تو دو آدمیوں کو معین کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۲۷۱۲)۔ اگر وصی اکیلا میت کے کام انجام نہیں دے سکتا تو حاکم شرعیت اس کی مدد کے لئے کسی دوسرے شخص کو معین کرے گا۔

(۲۷۱۳)۔ اگر میت کا کچھ مال وصی کے ہاتھ میں تلف ہو جائے تو اگر اس نے اس کی حفاظت میں کوتاہی یا تجاوز کیا ہو مثلاً میت نے وصیت کی تھی کہ اتنی مقدار مال فلاں شہر کے فقراء کو دیا جائے اور وہ اس مال کو کسی اور شہر میں لے گیا اور وہ مال راستے میں تلف ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہے۔ اور اگر کوتاہی یا زیادتی نہ کی ہو تو پھر ضامن نہیں ہوگا۔

(۲۷۱۴)۔ جب انسان کسی کو وصی قرار دے اور کہے کہ اگر یہ شخص مر جائے تو فلاں شخص وصی ہے تو پہلے وصی کے مرنے کے بعد دوسرے وصی کو میت کے کام انجام دینے چاہئیں۔

(۲۷۱۵)۔ جو حج کہ میت پر واجب ہے اور وہ قرض اور دوسرے حقوق جو مثل خمس و زکوٰۃ و مظالم کہ جن کا ادا کرنا بھی واجب ہے وہ میت کے اصل ترکہ سے دیئے جائیں اگرچہ میت ان کے لئے وصیت بھی نہ کر گیا ہو۔

(۲۷۱۶)۔ اگر میت کا مال قرض، حج واجب اور ان حقوق سے جو مثل خمس زکوٰۃ اور مظالم کے اس پر واجب ہیں۔ زیادہ ہو تو اگر وہ وصیت کر جائے کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ یا تیسرے حصے کا کچھ حصہ فلاں مصرف میں صرف کیا جائے تو اس کی وصیت پر عمل کرنا چاہئے اور اگر وصیت نہ کر جائے تو جو باقی رہ گیا ہے وہ ورثاء کا مال ہے۔

(۲۷۱۷)۔ جو مصرف میت نے معین کی ہے اگر وہ مال کے تیسرے حصہ سے زیادہ ہو تو اس کی وصیت تیسرے حصے سے زیادتی کے متعلق اس وقت صحیح ہوگی جب ورثاء کوئی بات کریں یا ایسا کام کریں کہ جس سے معلوم ہو کہ وہ وصیت پر عمل کرنے کی اجازت دے رہے ہیں اور صرف ان کا راضی ہونا کافی نہیں اور اگر اس کے مرنے سے کچھ مدت بعد بھی اجازت دیدیں تو بھی صحیح ہے۔

(۲۷۱۸)۔ جو مصرف میت نے معین کیا ہے اگر مال کے تیسرے حصے سے زیادہ ہے اور اس کے مرنے سے پہلے ورثاء نے اجازت دے دی ہے کہ وصیت پر عمل ہو جائے تو اس کے مرنے کے بعد وہ اپنی اجازت سے نہیں پھر سکتے۔

(۲۷۱۹)۔ اگر وصیت کرے کہ اس کے ترکے کے تیسرے حصے سے خمس، زکوٰۃ اور اس کے دوسرے قرض ادا کئے جائیں اور اس کے نماز روزے کے لئے اجیر بنایا جائے اور مستحب کام بھی مثلاً فقراء کو کھانا کھلانا انجام دیا جائے تو اگر وصیت بالترتیب تھی تو جو مقدم ہے اگرچہ وہ مستحب ہو اس پر عمل کیا جائے۔ اب اگر ترکے کے تیسرے حصے سے کچھ بچ جائے تو اگر وہ نماز و روزہ کی طرح واجب بدنی ہوں تو ان پر صرف کیا جائے اور اگر اس سے بھی بچ جائے تو واجب مالی پر صرف کریں اور اگر ترکے کے تیسرے حصے سے زیادہ نہ ہو تو واجب مالی اصل مال سے ادا کریں۔ البتہ اگر تیسرا حصہ صرف مستحب عمل کے برابر ہو تو واجب بدنی ورثاء کی اجازت سے بجالائیں اور واجب مالی اصل ترکہ سے انجام دیں اور اگر اس کی وصیت ترتیب وار نہ ہو تو تیسرا حصہ نسبت کے ساتھ تین وصیتوں میں تقسیم کیا جائے اور اگر کم ہو تو واجب مالی کی کمی اصل مال سے ورثاء کی اجازت کے بغیر اور واجب بدنی اور مستحب عمل کی کمی ورثاء کی اجازت سے پوری کی جائے۔

(۲۷۲۰)۔ اگر وصیت کرے کہ اس کا قرض ادا کریں اور اس کے نماز روزے کے لئے کسی کو اجیر بنائیں اور فلاں مستحب کام بھی انجام دیں تو اگر یہ وصیت نہ کی ہو کہ یہ چیزیں مال کے تیسرے حصے سے ادا کی جائیں تو اس کا قرض اصل مال سے دینا چاہئے اور اگر کچھ مال بچ جائے اور اس کا تیسرا حصہ کافی نہ ہو تو اگر ورثاء اجازت دیدیں تو اس کی وصیت پر عمل کیا جائے اور اگر اجازت نہ دیں تو اس کی نماز، روزہ تیسرے حصے سے ادا کئے جائیں اور اگر کوئی چیز بچ جائے تو معین شدہ مستحب کام میں صرف کی جائے۔

(۲۷۲۱)۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میت نے وصیت کی تھی کہ اتنی رقم مجھے دی جائے تو اگر دو عادل مرد اس کے بیان کی تصدیق کریں یا وہ قسم کھائے اور ایک عادل مرد بھی اس کی بات کی تصدیق کرے یا ایک عادل مرد اور دو عادل عورتیں یا چار عادل عورتیں اس کے بیان کی گواہی دیں تو جتنی مقدار وہ کہتا ہے وہ اسے دینی چاہئے اور اگر ایک عادل عورت گواہی دے تو جتنا وہ شخص مطالبہ کرتا ہے اس کا چوتھا حصہ اسے دیا جائے اور اگر دو عادل عورتیں گواہی دیں تو اس

کا آدھا اور اگر تین عادل عورتیں گواہی دیں تو اس کے تین حصے اسے دیئے جائیں اور اسی طرح اگر دو مرد کافر ذمی جو اپنے دین میں عادل ہوں اس کے بیان کی تصدیق کریں تو اگر مرنے والا وصیت کرنے پر مجبور تھا اور عادل مرد وعورت بھی وصیت کرتے وقت موجود نہ تھے تو جس چیز کا مطالبہ کرتا ہے وہ اسے دے دینی چاہئے۔

(۲۷۲۲)۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں مرنے والے کی طرف سے وصی ہوں کہ اس کا مال فلاں جگہ صرف کروں یا مرنے والے نے مجھے اپنے بیوی بچوں کا سرپرست قرار دیا ہے تو جب تک دو عادل مرد اس کی بات کی تصدیق نہ کریں اس وقت تک اس کا بیان قابل قبول نہیں ہوگا۔

(۲۷۲۳)۔ اگر وصیت کرے کہ فلاں چیز فلاں آدمی کو دی جائے اور وہ شخص قبول یا رَد کرنے سے پہلے مرجائے تو جب تک اس کے ورثاء وصیت کو رَد نہ کریں وہ اس چیز کو قبول کرسکتے ہیں، بشرطیکہ وصیت کرنے والا اپنی وصیت سے پھر نہ جائے ورنہ وہ اس چیز کا حق نہیں رکھتے۔

میراث کے احکام

(۲۷۲۴) ۔ جو اشخاص رشتہ داری کی بنا پر کسی کا ترکہ لے سکتے ہیں ان کے تین طبقے ہیں :

پہلا طبقہ

مرنے والے کے ماں باپ اور اولاد اور اولاد نہ ہونے کی صورت میں اولاد کی اولاد جتنے نیچے چلے جائیں تو جو میت کے زیادہ قریب ہو گا وہ اس کا ترکہ لے گا اور اس طبقے کا جب تک ایک فرد بھی موجود ہے دوسرے طبقے والے ارث نہیں لے سکتے ۔

دوسرا طبقہ

دادا اور نانا یا اس کا باپ جتنا اوپر چلے جائیں اور دادی اور نانی اور اس کی ماں جتنا اوپر چلے جائیں ۔ بہن اور بھائی اور بہن بھائی جب موجود نہ ہوں تو ان کی اولاد میں سے جو میت کے زیادہ قریب ہو وہ ترکہ لے گا اور جب تک اس طبقے کا ایک آدمی بھی موجود ہو تیسرے طبقے والے ارث نہیں لے سکیں گے ۔

تیسرا طبقہ

چچا پھوپھی ماموں اور خالہ جتنا اوپر چلے جائیں اور ان کی اولاد جتنا نیچے چلی جائے اور جب تک چچوں، پھوپھیوں، ماموؤں یا میت کے خالاؤں میں سے کوئی زندہ ہے ان کی اولاد میراث نہیں لے سکے گی البتہ اگر مرنے والے کا باپ کی طرف سے چچا اور ماں باپ دونوں کی طرف چچا زاد بھائی موجود ہے اور ان دو کے علاوہ اور کوئی وارث نہیں ہے تو ماں باپ کی طرف سے چچا کے بیٹے کو میراث ملے گا اور باپ کی طرف سے چچا کو نہیں ملے گا ۔

(۲۷۲۵) ۔ اگر خود میت کے چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ، ان کی اولاد اور اولاد در اولاد نہ ہوں تو میت کے ماں، باپ کے چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ میراث لیں گے اور اگر یہ بھی نہ ہوں تو ان کی اولاد ترکہ لے گی اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو میت کے دادا، دادی اور نانا، نانی کے چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو ان کی اولاد میراث لے گی ۔

(۲۷۲۶) ۔ بیوی، شوہر اس تفصیل کے ساتھ جو بعد میں بیان کی جائے گی ۔ ایک دوسرے کے وارث بنیں گے ۔

پہلے طبقہ کا میراث

(۲۷۲۷) ۔ اگر میت کا وارث طبقہ اوّل کا صرف ایک فرد ہے مثلاً ماں یا باپ یا ایک بیٹا یا ایک بیٹی تو میت کا پورا مال اسی کو ملے گا اور اگر کئی بیٹے یا کئی بیٹیاں ہوں تو تمام مال مساوی طور پر ان کے درمیان تقسیم ہوگا اور اگر ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہو تو مال تین حصوں میں تقسیم کر کے دو حصے بیٹے کو اور ایک حصہ بیٹی کو ملے گا اور اگر چند لڑکے اور چند لڑکیاں ہوں تو مال اس طرح تقسیم کریں گے کہ ہر لڑکا، لڑکی کے دو برابر لے گا۔

(۲۷۲۸) ۔ اگر میت کے وارث صرف اس کے ماں باپ ہوں تو مال تین حصوں میں تقسیم ہوگا۔ دو حصے باپ اور ایک حصہ ماں کو ملے گا۔ البتہ اگر مرنے والے کے دو بھائی یا چار بہنیں یا ایک بھائی اور دو بہنیں ہوں کہ جن کا باپ اور میت کا باپ ایک ہو چاہے میت اور ان کی ماں بھی ایک ہوں یا نہیں تو اگرچہ جب تک میت کے ماں باپ موجود ہیں یہ بھائی بہنیں میراث نہیں لے سکیں گے۔ لیکن ان کی وجہ سے ماں، مال کا صرف چھٹا حصہ لے گی اور باقی باپ کو ملے گا۔

(۲۷۲۹) ۔ اگر میت کا وارث صرف باپ ماں اور ایک بیٹی ہو تو اگر میت کے دو بھائی یا چار بہنیں یا ایک بھائی اور دو بہنیں باپ کی طرف سے نہ ہوں تو مال پانچ حصوں میں تقسیم ہوگا ایک ایک حصہ ماں باپ کو اور تین حصے بیٹی کو ملیں گے اور اگر دو بھائی یا چار بہنیں یا ایک بھائی اور دو بہنیں باپ کی طرف سے موجود ہیں تو مال چھ حصوں میں تقسیم ہوگا۔ اس میں سے ماں باپ کا ایک ایک حصہ اور بیٹی تین حصے لے گی اور بقیہ ایک حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ایک حصہ باپ اور تین حصے بیٹی کو ملیں گے۔ مثلاً اگر میت کا مال چوبیس حصوں میں تقسیم کیا جائے تو ان میں سے پندرہ حصے بیٹی کے اور پانچ باپ کے اور چار حصے ماں کو دیئے جائیں گے۔

(۲۷۳۰) ۔ اگر میت کا وارث صرف باپ، ماں اور ایک بیٹا ہو تو مال چھ حصوں میں تقسیم ہوگا کہ جس میں سے ایک ایک حصہ ماں باپ کو اور چار حصے بیٹے کو دیئے جائیں گے اور اگر کئی بیٹے یا کئی بیٹیاں ہوں تو ان چار حصوں کو ان کے درمیان برابر تقسیم کیا جائے گا اور اگر ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہو تو ان چار حصوں کو اس طرح تقسیم کریں گے کہ بیٹے کو بیٹی کے دو برابر دیا جائے۔

(۲۷۳۱) ۔ اگر میت کا وارث صرف باپ اور ایک بیٹا ہو یا ماں اور ایک بیٹا ہو تو مال چھ حصوں میں تقسیم ہوگا۔ اس میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو اور پانچ حصے بیٹے کو ملیں گے۔

(۲۷۳۲) ۔ اگر میت کا وارث صرف باپ یا ماں ہو اور اس کے ساتھ ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہو تو وہ مال چھ حصوں میں

تقسیم ہوگا اور اس میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو اور بقیہ مال اس طرح تقسیم کریں گے کہ بیٹے کو بیٹی کے دو برابر ملے۔

(۲۷۳۳)۔ اگر میت کا وارث صرف باپ اور ایک بیٹی یا ماں اور ایک بیٹی ہو تو مال چار حصوں میں تقسیم ہوگا ان میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو اور بقیہ بیٹی کو ملے گا۔

(۲۷۳۴)۔ اگر میت کا وارث صرف باپ اور چند بیٹیاں ہوں یا ماں اور چند بیٹیاں ہوں تو مال کو پانچ حصوں میں تقسیم کریں گے۔ ایک حصہ باپ یا ماں کو اور باقی چار حصے بیٹیاں مساوی طور پر تقسیم کرلیں گی۔

(۲۷۳۵)۔ اگر مرنے والے کی اولاد موجود نہ ہو تو اس کا پوتا ہو یا پوتی، میت کے بیٹے کا حصہ لے گی اور نواسہ ہو یا نواسی وہ میت کی بیٹی کا حصہ لے گی مثلاً اگر مرنے والے کا ایک نواسہ ہے اور ایک پوتی ہے تو اس کا مال تین حصوں میں تقسیم ہوگا۔ ایک حصہ نواسے کو اور دو حصے پوتی کو ملیں گے۔

دوسرے طبقے کی میراث

(۲۷۳۶)۔ دوسرے طبقے کے وہ لوگ جو قرابت کی وجہ سے میراث لیتے ہیں دادا، نانا، اور دادی، نانی اور میت کے بہن بھائی اور اگر بہن بھائی موجود نہ ہوں تو ان کی اولاد میراث لے گی۔

(۲۷۳۷)۔ اگر میت کا وارث صرف ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو تمام مال اس کو ملے گا اور اگر چند بھائی، ماں باپ کی طرف سے یا چند بہنیں ماں باپ کی طرف سے ہوں تو وہ مال مساوی طور پر اپنے درمیان تقسیم کریں گے اور اگر ماں باپ کی طرف سے بہن بھائی جمع ہو جائیں تو ہر بھائی بہن کے دو برابر لے گا مثلاً اگر ماں باپ کی طرف سے دو بھائی اور ایک بہن ہو تو مال پانچ حصوں میں تقسیم ہوگا اور ہر ایک بھائی کے لئے دو حصے اور بہن کے لئے ایک حصہ ہوگا۔

(۲۷۳۸)۔ اگر میت کے ماں باپ کی طرف سے بہن بھائی موجود ہوں تو جو صرف باپ کی طرف سے بہن بھائی ہیں جبکہ میت اور ان کی مائیں الگ الگ ہیں وہ میراث نہیں لیں گے اور اگر ماں باپ کی طرف سے بہن بھائی نہیں ہیں تو اگر صرف ایک بہن یا ایک بھائی باپ کی طرف سے ہے تو تمام مال وہ لے گا اور اگر کئی بھائی یا کئی بہنیں باپ کی طرف سے ہیں تو مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہوگا اور اگر باپ کی طرف سے بھائی بہن جمع ہو جائیں تو ہر بھائی بہن کے دو برابر لے گا۔

(۲۷۳۹)۔ اگر میت کا وارث صرف ایک بہن یا ایک بھائی ماں کی طرف سے ہو کہ جن کا باپ میت کے باپ سے علاوہ کوئی ہے تو تمام مال اسی کو ملے گا اور اگر کئی ماں کی طرف سے بھائی یا بہنیں ہیں یا کئی بھائی بہن ہیں جو کہ ماں کی طرف سے

ہیں تو ان کے درمیان مال مساوی طور پر تقسیم ہوگا۔

(۲۷۴۰)۔ اگر میت کا ایک بھائی بہن ماں باپ کی طرف سے اور ایک بہن بھائی باپ کی طرف سے ہو اور ایک بہن یا بھائی ماں کی طرف سے ہو تو جو بہن بھائی باپ کی طرف سے ہیں وہ میراث نہیں لیں گے اور مال چھ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اور اس کا ایک حصہ ماں کی طرف سے بھائی یا بہن کو ملے گا اور باقی ماں باپ کی طرف سے جو بھائی بہن ہیں وہ لیں گے اور اس میں سے ہر بھائی، بہن کے دو برابر حصہ لے گا۔

(۲۷۴۱)۔ اگر میت کی ایک بہن اور بھائی ماں باپ کی طرف سے ہو اور ایک بہن بھائی باپ کی طرف سے ہو اور ایک بہن بھائی ماں کی طرف سے ہو تو جو بہن بھائی باپ کی طرف سے ہیں وہ میراث نہیں لیں گے اور مال تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اس میں سے ایک حصہ اُن بہن بھائی کو ملے گا جو کہ ماں کی طرف سے ہیں اور وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گے اور باقی ماں باپ سے جو بہن بھائی ہیں انہیں ملے گا اور اس میں ہر بھائی، بہن کے دو برابر لے گا۔

(۲۷۴۲)۔ اگر میت کا وارث صرف باپ کی طرف سے بہن بھائی اور ماں کی طرف سے ایک بھائی یا بہن ہے تو مال چھ حصوں میں تقسیم ہوگا ایک حصہ وہ بھائی یا بہن لے گی جو ماں کی طرف سے ہے اور باقی وہ بھائی اور بہن لیں گے جو باپ کی طرف سے ہیں اور اس میں سے ہر بھائی کو بہن کے دو برابر ملے گا۔

(۲۷۴۳)۔ اگر میت کے وارث صرف باپ کی طرف سے بھائی اور بہن ہیں اور کئی بھائی اور بہنیں ماں کی طرف سے ہیں تو مال تین حصوں میں تقسیم ہوگا ایک حصہ ماں کی طرف والے بھائی بہن کو ملے گا اور وہ مساوی طور پر تقسیم کریں گے اور باقی جو باپ کی طرف سے بہن بھائی ہیں ان کو ملے گا اور ہر بھائی، بہن کے دو برابر لے گا۔

(۲۷۴۴)۔ اگر میّت کا وارث صرف بھائی بہن اور اس کی بیوی ہو تو بیوی اپنا میراث اس تفصیل کے ساتھ لے گی کہ جو صفحہ ۴۲۹ میں بیان کیا جائے گا اور بہن بھائی اس طرح میراث لیں گے جیسا کہ گزشتہ مسائل میں بیان ہو چکا ہے اور اسی طرح اگر بیوی مر جائے اور اس کا وارث صرف بہن بھائی اور شوہر ہو تو شوہر آدھا مال لے گا اور بہن بھائی جس طرح گزشتہ مسائل میں بیان ہو چکا ہے اپنی میراث لیں گے۔ البتہ بیوی یا شوہر کے میراث لینے میں جو بہن بھائی ماں کی طرف سے ہیں ان کے حصے میں کوئی کمی نہیں آئے گی بلکہ ماں باپ یا صرف باپ کی طرف سے جو بہن بھائی ہیں ان کے حصے میں کمی واقع ہوگی مثلاً اگر میت کا وارث شوہر اور ماں کی طرف کے بہن بھائی اور ماں باپ دونوں کی طرف کے بہن بھائی ہوں تو آدھا شوہر کو ملے گا اور اصل مال کے تین حصوں میں سے ایک حصہ ماں کی طرف والے بہن بھائی کو ملے گا اور جو باقی رہ جائے وہ ماں باپ دونوں کی طرف والے بہن بھائیوں کا ہے۔ پس اگر اس کا پورا مال چھ روپے ہے تو تین روپے شوہر کے اور دو روپے ماں کی طرف آنے والے بہن بھائی کے اور ایک روپیہ ماں باپ دونوں کی طرف والے بہن

بھائی کا ہے۔

(۲۷۴۵)۔ اگر میت کے بھائی بہن نہ ہوں تو ان کے میراث کا حصہ ان کی اولاد کو ملے گا اور ماں کی طرف سے جو بھتیجا اور بھانجا ہے وہ اپنا حصہ آپس میں برابر تقسیم کرلیں گے اور وہ حصہ جو باپ یا ماں باپ دونوں کی طرف سے بھتیجا یا بھانجا کا ہے ان میں سے ہر لڑکا، لڑکی کے دو برابر لے گا۔

(۲۷۴۶)۔ اگر میت کا وارث صرف ایک دادا اور ایک دادی ہو وہ پدری ہو یا مادری تو تمام مال اسی کو ملے گا البتہ میت کے دادا کی موجودگی میں پردادا کو ارث نہیں ملے گا

(۲۷۴۷)۔ اگر میت کے وارث صرف دادا دادی ہوں تو مال تین حصوں میں تقسیم ہوگا۔ دو حصے دادا کو اور ایک حصہ دادی کو ملے گا اور اگر نانا، نانی ہوں تو مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہوگا۔

(۲۷۴۸)۔ اگر میت کا وارث صرف دادا یا دادی اور نانا یا نانی ہو تو مال تین حصوں میں تقسیم ہوگا۔ دو حصے دادا یا دادی کو اور ایک حصہ نانا یا نانی کو ملے گا۔

(۲۷۴۹)۔ اگر میت کا وارث دادا، دادی اور نانا، نانی ہوں تو مال تین حصوں میں تقسیم ہوگا۔ ایک حصہ نانا، نانی کو ملے گا جو مساوی طور پر اپنے درمیان تقسیم کرلیں گے اور دو حصے دادا دادی کو ملیں گے لیکن دادا دادی کے دو برابر لے گا۔

(۲۷۵۰)۔ اگر میت کا وارث صرف اس کی بیوی، دادا، دادی، نانا، نانی ہوں تو بیوی اس تفصیل کے ساتھ ارث لے گی جو صفحہ ۴۲۹ میں بیان کیا جائے گا اور اصل مال کے تین حصوں میں سے ایک حصہ نانا، نانی کو ملے گا جو آپس میں برابر تقسیم کرلیں گے اور بقیہ دادا دادی کو دیا جائے گا اور دادا دادی کے دو برابر لے گا اور اگر میت کا وارث شوہر اور دادا دادی اور نانا نانی ہوں تو شوہر کو مال کا آدھا اور باقیوں کو اس دستور کے مطابق جو گزشتہ مسائل میں بیان کیا گیا ہے میراث ملے گا۔

تیسرے طبقے کا میراث

(۲۷۵۱)۔ تیسرے طبقے کے لوگ چچا پھوپھی ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد ہیں۔ اس کی تفصیل کے ساتھ جو بیان ہو چکی ہے کہ اگر پہلے اور دوسرے طبقہ کے افراد میں سے کوئی موجود نہ ہو تو یہ میراث لیں گے۔

(۲۷۵۲)۔ اگر میت کا وارث صرف ایک چچا یا ایک پھوپھی ہو چاہے ماں باپ کی طرف سے ہو یعنی میت کے باپ

کے ماں باپ اور اس کے ماں باپ ایک ہوں یا صرف باپ کی طرف سے یا صرف ماں کی طرف سے ہو تو تمام مال اسی کو ملے گا اور اگر کئی چچے یا کئی پھوپھیاں ہوں اور وہ تمام ماں باپ کی طرف سے ہوں یا تمام صرف باپ کی طرف سے ہوں تو مال ان کے درمیان مساوی تقسیم ہوگا۔ اور اگر چچا اور پھوپھی دونوں ہوں اور ہوں بھی ماں باپ کی طرف سے یا صرف باپ کی طرف سے تو چچا پھوپھی کے دو برابر لے گا مثلاً اگر میت کے وارث دو چچے اور ایک پھوپھی ہو تو مال پانچ حصوں میں تقسیم ہوگا۔ ایک حصہ پھوپھی کو دیا جائے گا اور چار حصے چچوں کو اور چچے آپس میں برابر تقسیم کریں گے۔

(۲۷۵۳)۔ اگر میت کے وارث صرف چند مادری چچے یا چند مادری پھوپھیاں ہیں تو مال مساوی پر ان کے درمیان تقسیم ہوگا اور اگر صرف چند مادری چچے اور پھوپھیاں ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ یہ آپس میں مصالحت کریں۔

(۲۷۵۴)۔ اگر میت کے وارث چچے اور پھوپھیاں ہیں اور ان میں سے بعض پدری اور بعض مادری ہوں اور بعض پدری مادری ہوں تو پدری چچا پھوپھی میراث نہیں لیں گے پس اگر میت کا ایک چچا یا ایک پھوپھی مادری ہوں تو مال چھ حصوں میں تقسیم کریں گے اور اس میں سے ایک حصہ چچا یا پھوپھی مادری کو دیا جائے گا اور باقی پدری مادری چچا اور پھوپھی کو ملے گا اور پدری مادری چچا پدری مادری پھوپھی کے دو برابر لے گا اور اگر مادری چچا بھی ہے اور پھوپھی بھی تو مال تین حصوں میں تقسیم کریں گے۔ دو حصے پدری مادری چچا و پھوپھی کو ملے گا اور چچا پھوپھی کے دو برابر لے گا اور ایک حصہ مادری پھوپھی چچا کو ملے گا اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ تقسیم کرتے وقت آپس میں مصالحت کریں۔

(۲۷۵۵)۔ اگر میت کا وارث صرف ایک ماموں یا ایک خالہ ہو تو مال اسی کو ملے گا اور اگر ماموں بھی ہوں اور خالہ بھی اور وہ سارے پدری مادری ہوں یا پدری یا مادری تو مال انکے درمیان برابر تقسیم ہوگا اور احتیاطاً وہ تقسیم کرتے وقت آپس میں مصالحت کریں۔

(۲۷۵۶)۔ اگر میت کا وارث صرف ایک مادری ماموں یا ایک خالہ ہو اور پدری مادری ماموں اور خالہ ہو اور پدری ماموں اور خالہ ہو تو پدری ماموں و خالہ تو ارث نہیں لیں گے اور مال چھ حصوں میں تقسیم کریں گے۔ اس میں سے ایک حصہ ماموں یا خالہ مادری کو اور بقیہ پدری مادری ماموں اور خالہ کو ملے گا اور وہ آپس میں مساوی تقسیم کریں گے۔

(۲۷۵۷)۔ اگر میت کا وارث صرف پدری ماموں خالہ اور مادری ماموں خالہ اور پدری مادری ماموں خالہ ہوں تو صرف پدری کو میراث نہیں ملے گی اور باقیوں کو مال تین حصوں میں تقسیم کرنا چاہیئے۔ ان میں سے ایک حصہ مادری ماموں خالہ لیں گے اور وہ اسے برابر تقسیم کریں اور بقیہ پدری مادری ماموں خالہ لے کر اسے مساوی طور پر تقسیم کریں۔

(۲۷۵۸)۔ اگر میت کا وارث ایک ماموں یا ایک خالہ اور ایک چچا یا ایک پھوپھی ہو تو مال تین حصوں میں تقسیم

کریں گے۔ ایک حصہ ماموں یا خالہ کا اور بقیہ پھوپھی یا چچا کا ہوگا۔

(۲۷۵۹)۔ اگر میت کا وارث ایک ماموں یا ایک خالہ ہو اور پھوپھی و چچا دونوں ہوں تو اگر چچا و پھوپھی پدری مادری یا صرف پدری ہوں تو مال تین حصوں میں تقسیم ہوگا۔ ایک حصہ ماموں یا خالہ لے جائیں گے اور بقیہ میں سے دو حصے چچا کے اور ایک حصہ پھوپھی کا ہوگا تو اس بنا پر اگر مال کے نو حصے کئے جائیں تو تین حصے ماموں یا خالہ کو دیں گے اور چار حصے چچا کو اور دو حصے پھوپھی کو ملیں گے۔

(۲۷۶۰)۔ اگر میت کا وارث ایک ماموں یا ایک خالہ ہو اور ایک چچا یا ایک پھوپھی مادری ہو اور چچا و پھوپھی پدری مادری یا صرف پدری ہوں تو مال تین حصوں میں تقسیم کریں گے اس میں سے ایک حصہ ماموں یا خالہ کو دیں گے اور بقیہ دو حصوں کو چھ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اس میں سے ایک حصہ چچا یا پھوپھی مادری کو اور بقیہ چچا اور پھوپھی پدری مادری یا صرف پدری کو دیا جائے گا اور چچا پھوپھی کے دو برابر لے گا۔ اس بنا پر اگر مال کو نو حصوں میں تقسیم کریں تو اس میں سے تین حصے ماموں یا خالہ کے اور ایک حصہ چچا یا پھوپھی مادری کا اور پانچ حصے باقی چچا اور پھوپھی مادری پدری یا صرف پدری کو ملیں گے۔

(۲۷۶۱)۔ اگر میت کا وارث ایک ماموں یا ایک خالہ اور چچا و پھوپھی مادری اور چچا و پھوپھی پدری مادری یا صرف پدری ہو تو مال تین حصوں میں تقسیم ہوگا۔ ایک حصہ ماموں یا خالہ لے جائیں گے اور بقیہ دو حصوں کو تین حصوں میں منقسم کیا جائے گا۔ اس میں سے ایک حصہ مادری چچا و پھوپھی کو دیں جو کہ احتیاط واجب کی بنا پر آپس میں مصالحت کریں گے۔ اور دو باقی حصے پدری مادری یا صرف پدری چچا اور پھوپھی کے درمیان اس طرح تقسیم ہوگا کہ چچا پھوپھی کے دو برابر لے گا۔ اس بنا پر مال نو حصوں میں تقسیم ہو اس میں سے تین حصے ماموں یا خالہ کے ہیں اور دو حصے مادری چچا و پھوپھی کے اور چار حصے پدری مادری یا صرف پدری چچا کے۔

(۲۷۶۲)۔ اگر میت کے وارث چند ماموں اور چند خالائیں ہوں کہ جو سب پدری مادری یا صرف پدری یا صرف مادری ہوں اور اس کے چچا و پھوپھی بھی ہوں تو مال کے تین حصے ہوں گے دو حصے تو جس طرح گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے چچا اور پھوپھی آپس میں تقسیم کریں گے اور ایک حصہ ماموں اور خالائیں آپس میں مساوی طور پر تقسیم کرلیں گے۔

(۲۷۶۳)۔ اگر میت کے وارث ماموں یا خالہ مادری اور کئی ماموں اور خالہ پدری مادری یا صرف پدری ہوں اور چچا و پھوپھی بھی ہو تو مال کے تین حصے ہوں گے اور ان میں سے دو حصے اس طریقہ پر جو پہلے بیان کیا جا چکا ہے چچا اور پھوپھی آپس میں تقسیم کریں گے پس اگر میت کا ایک ماموں یا ایک مادری خالہ ہے تو ان کے بچے ہوئے ایک حصہ کو چھ حصوں

میں تقسیم کریں گے۔ ان کا ایک حصہ ماموں یا خالہ مادری کو دیں گے اور باقی پانچ حصوں کو ماموں اور خالہ پدری و مادری کو دیں گے اور وہ برابر تقسیم کرلیں گے اور اگر چند مادری ماموں یا چند مادری خالائیں ہوں یا مادری ماموں بھی ہو اور مادری خالہ بھی تو وہ اس ایک حصہ کو تین حصوں میں بانٹ لیں گے ان میں سے ایک حصہ مادری ماموں خالائیں برابر تقسیم کرلیں گے اور بقیہ مادری پدری یا صرف پدری ماموں خالہ کو ملے گا کہ جو اسے برابر تقسیم کریں گے ۔

(۲۷۶۴) ۔ اگر میت کے چچا پھوپھی اور ماموں اور خالہ نہ ہوں تو جتنا حصہ چچا اور پھوپھی کو ملنا تھا وہ ان کی اولاد کو ملے گا اور جتنا حصہ ماموں اور خالہ کو ملنا چاہیئے وہ ان کی اولاد کو ملے گا ۔

(۲۷۶۵) ۔ اگر میت کا وارث اس کے باپ کے چچا پھوپھی اور ماموں خالہ ہوں اور اس کی ماں کے چچا پھوپھی اور ماموں خالہ بھی ہوں تو مال کے تین حصے ہو جائیں گے ۔ ایک حصہ اس کی ماں کے چچا پھوپھی اور ماموں خالہ کو بطور مساوی ملے گا ۔ البتہ احتیاط واجب یہ ہے کہ میت کی ماں کے مادری چچا پھوپھی آپس میں مصالحت کریں اور دو باقی حصے تین حصوں میں بٹ جائیں گے ۔ ان میں سے ایک میت کے باپ کے ماموں خالہ لے کر آپس میں برابر تقسیم کرلیں گے ۔ اور بقیہ دو حصے میت کے باپ کے چچا اور پھوپھی کو ملیں گے اور چچا پھوپھی کے دو برابر ملے گا ۔

بیوی شوہر کا میراث

(۲۷۶۶) ۔ اگر بیوی مرجائے اور اس کی اولاد نہ ہو تو اس کے پورے مال کا آدھا شوہر لے گا اور بقیہ دوسرے ورثاء لیں گے اور اگر اس شوہر سے یا کسی دوسرے شوہر سے اس کی اولاد تھی تو تمام مال کا چوتھا حصہ شوہر اور بقیہ دوسرے وارث لیں گے ۔

(۲۷۶۷) ۔ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کی اولاد نہ ہو تو اس کے مال کا چوتھا حصہ بیوی اور بقیہ دوسرے وارث لیں گے اور اگر اس بیوی سے یا کسی دوسری بیوی سے اس کی اولاد ہو تو مال کا آٹھواں حصہ بیوی اور بقیہ دوسرے وارث لیں گے اور عورت تمام قسم کی منقولہ جائیداد سے میراث لے گی البتہ زمین اور اس کی قیمت سے اسے کچھ نہیں ملے گا اور جو چیزیں زمین میں ثابت شدہ ہیں مثلاً مکان اور درخت تو بیوی ان کی قیمت سے میراث لے سکتی ہے ۔

(۲۷۶۸) ۔ اگر عورت کسی ایسی چیز میں تصرف کرنا چاہے کہ جس سے اسے میراث نہیں ملتا تو اسے دوسرے ورثاء سے اجازت لینی پڑے گی اور اسی طرح باقی وارث جب تک بیوی کا حصہ دے نہ لیں اس وقت تک مکانات اور دوسری ان چیزوں میں کہ جن کی قیمت سے عورت میراث پاتی ہے اس کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کر

سکتے تو اگر عورت کا حصہ دیئے بغیر ان چیزوں کو بیچ دیں تو اگر وہ عورت اجازت دے دے تو صحیح ورنہ جتنا اس کا اس میں حصہ ہے اتنا معاملہ باطل ہوگا۔

(۲۷۶۹)۔ اگر چاہیں کہ مکان درخت اور اس قسم کی چیزوں کی قیمت لگائیں تو حساب کریں کہ اگر یہ چیزیں کرایہ کے بغیر زمین میں رہ جائیں یہاں تک کہ خراب ہوجائیں تو ان کی قیمت کیا ہوگی اور اس قیمت سے عورت کا حصہ ادا کریں۔

(۲۷۷۰)۔ نہر اور اس قسم کی چیزوں کے جاری ہونے کی جگہ زمین والا حکم رکھتی ہے۔ اینٹیں اور وہ چیزیں جو وہاں صرف کی گئی ہیں ساختمان والا حکم رکھتی ہیں۔

(۲۷۷۱)۔ اگر مرنے والے کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو اگر اس کی اولاد نہ ہو مال کا چوتھا حصہ اور اگر اولاد ہو تو آٹھواں حصہ اس تفصیل کے ساتھ جو بیان ہوچکی ہے اس کی نکاح دائمی والی عورتوں کے درمیان برابر تقسیم کیا جائے گا اگرچہ شوہر نے ان میں سے کسی ایک سے یا بعض سے ہمبستری نہ کی ہو البتہ اگر اس بیماری کے دوران کہ جس میں وہ مر گیا ہے اگر کسی عورت سے عقد کرے اور اس سے ہمبستری نہ کرے تو وہ عورت۔ اس سے میراث نہیں لے گی اور حق مہر بھی نہیں دینا پڑے گا۔

(۲۷۷۲)۔ اگر عورت بیماری کی حالت میں کسی سے عقد کرے اور اسی بیماری میں مرجائے تو اس کے شوہر نے اگرچہ اس سے ہمبستری نہ کی ہو وہ اس کا میراث لے گا۔

(۲۷۷۳)۔ اگر عورت کو اس دستور کے مطابق جو احکام طلاق میں بیان ہوچکا ہے طلاق رجعی مل جائے اور عورت عدت کے دوران مرجائے تو اس کا شوہر اس کا وارث بنے گا

اور اسی طرح اگر شوہر عدت کے دوران مرجائے تو بیوی اس سے میراث پائے گی البتہ عدت رجعی گزرنے کے بعد یا عدت طلاق بائن میں ان میں سے کوئی ایک مرجائے تو دوسرا اس کا وارث نہیں ہوگا۔

(۲۷۷۴)۔ اگر شوہر حالت بیماری میں اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور قمری بارہ مہینے گزرنے سے پہلے شوہر مرجائے تو بیوی تین شرائط کے ساتھ اس کی وارث بن سکے گی

۱۔ یہ کہ اس مدت میں کوئی اور شوہر نہ کرے۔

۲۔ یہ کہ شوہر سے کراہت کرنے کی وجہ سے اس کو اس نے کچھ مال نہ دیا ہو کہ وہ طلاق دینے پر راضی ہوجائے بلکہ اگر کوئی چیز بھی شوہر کو نہ دے لیکن طلاق عورت کے تقاضا کرنے سے ہوئی ہو پھر بھی عورت کا میراث لینا مشکل ہے

۳۔ یہ کہ شوہر نے جس بیماری میں اس کو طلاق دی ہے اس کے دوران اسی بیماری سے یا کسی اور وجہ سے مرجائے

پس اگر اس بیماری سے ٹھیک ہو گیا تھا اور پھر کسی اور وجہ سے مرجائے تو عورت اس کی وارث نہیں بنے گی۔

(۲۷۷۵) جو کپڑے مرد اپنی بیوی کے پہننے کے لئے لایا تھا اگرچہ عورت انہیں پہن چکی ہو تو بھی وہ کپڑے شوہر کے مرنے کے بعد شوہر کے مال میں داخل ہیں۔

میراث کے متفرق مسائل

(۲۷۷۶) قرآن، انگوٹھی اور میت کی تلوار اور لباس کہ جسے پہن چکا ہے یا پہننے کے لئے سلوا چکا ہے اگرچہ ابھی تک پہنے نہ ہوں وہ سب اس کے بڑے بیٹے کا مال ہیں اور اگر مرنے والے کے پاس یہ چار چیزیں ایک سے زیادہ ہوں مثلاً دو قرآن یا دو انگوٹھیاں ہیں تو اگر یہ اس کے استعمال میں تھیں یا استعمال کے لئے مہیا کی گئی تھیں تو بھی بڑے بیٹے کا مال ہیں۔

(۲۷۷۷) اگر میت کے بڑے بیٹے ایک سے زیادہ ہوں مثلاً اس کی دو بیویوں سے بیک وقت دو بیٹے پیدا ہوئے ہوں تو وہ لباس، قرآن، انگوٹھی اور میت کی تلوار آپس میں مساویانہ طور پر تقسیم کریں۔

(۲۷۷۸) اگر میت مقروض ہو تو اگر اس کا قرض اس کے مال کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو چار چیزیں بھی جو کہ بڑے بیٹے کے ساتھ مختص ہیں اور گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکی ہیں قرض میں دی جائیں اور اگر قرض مال سے تھوڑا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ان چار چیزوں میں سے بھی جو بڑے بیٹے کو مل رہی ہیں نسبت کے ساتھ قرض ادا کیا کیا جائے۔ مثلاً اگر مرنے والے کا سارا مال ساٹھ روپے کے برابر ہے اور ان میں سے بیس روپے کے برابر وہ چیزیں ہیں جو بڑے بیٹے کے ساتھ مختص ہیں اور تیس روپے کا مقروض ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بڑا بیٹا دس روپے کی مقدار ان چار چیزوں سے قرض کے سلسلے میں دے۔

(۲۷۷۹) مسلمان کافر سے میراث پاتا ہے البتہ کافر اگرچہ مرنے والے کا باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو وہ اس مسلمان کا میراث نہیں لے سکتا۔

(۲۷۸۰) اگر کوئی شخص اپنے رشتہ داروں میں سے کسی ایک کو جان بوجھ کر ناحق قتل کردے تو وہ اس سے میراث نہیں پائے گا۔ البتہ اگر غلطی سے ایسا کرے مثلاً اس نے فضا میں پتھر پھینکا اور اتفاق سے اس کے کسی ایک رشتہ دار کو جا لگا اور اسے قتل کر دیا تو اس سے میراث پائے گا البتہ دیت قتل سے میراث نہیں لے گا۔

(۲۷۸۱) جس وقت میراث تقسیم کرنے لگیں تو اگر میت کا بچہ شکم مادر میں ہو اور اس کے طبقہ میں اور وارث بھی موجود

ہوں مثلاً اولاد اور ماں باپ تو اس بچہ کے لئے جو شکم مادر میں ہے جو اگر زندہ پیدا ہوا تو میراث لے گا۔ دو بیٹوں کا حصہ الگ کر کے رکھ دیا جائے البتہ اگر احتمال ہو کہ دو سے زیادہ بچے شکم مادر میں ہیں مثلاً احتمال ہو کہ عورت کے شکم میں تین بچے موجود ہیں تو تین بچوں کا حصہ الگ کیا جائے۔ اب اگر ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہو تو ان دونوں کے حصہ سے بچا ہُوا مال ورثا اپنے درمیان تقسیم کر لیں گے۔

ملحقات توضیح المسائل

کتاب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

(۲۷۸۲) امر بمعروف اور نہی از منکر ان شرائط کے ساتھ جو ذکر ہوں گے واجب ہے اور اس کا ترک گناہ ہے اور مستحب و مکروہ چیزوں میں امر و نہی مستحب ہے۔

(۲۷۸۳) امر بمعروف اور نہی از منکر واجب کفائی ہیں اور جس وقت بعض مکلفین ان کو انجام دیں تو دوسروں سے ساقط ہیں اور اگر معروف کو قائم کرانا اور منکر سے روکنا چند اشخاص کے اجتماع پر موقوف ہو تو ان کے لئے اجتماع واجب ہے۔

(۲۷۸۴) اگر بعض لوگ امر و نہی کریں لیکن مؤثر نہ ثابت ہوں اور کچھ دوسرے اشخاص احتمال دیں کہ ان کا امر و نہی مؤثر ثابت ہوگا تو واجب ہے کہ وہ امر و نہی کریں۔

(۲۷۸۵) مسئلہ شرعیہ کا صرف بیان کر دینا امر بمعروف اور نہی از منکر کے لئے کافی نہیں بلکہ مکلف کے لئے ضروری ہے کہ وہ امر و نہی کرے۔

(۲۷۸۶) امر بمعروف اور نہی از منکر میں قصد قربت ضروری نہیں بلکہ اس کا مقصد واجبات کا قائم ہونا اور حرام افعال سے منع کرنا ہے۔

امر بمعروف اور نہی از منکر کے شرائط

(۲۷۸۷) امر بمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے میں چند چیزیں شرط ہیں:-

۱۔ یہ کہ جو شخص امر و نہی کرنا چاہتا ہے۔ اسے معلوم ہو کہ جس چیز کو مکلف بجا نہیں لا رہا اس کا بجا لانا واجب ہے

اور جس کام کو وہ بجالا رہا ہے اس کو ترک کرنا چاہیئے اور جس شخص کو معروف و منکر کا علم نہیں اس پر واجب نہیں ہے

۲۔ احتمال دے کہ اس کے امر و نہی تاثیر کریں گے پس اگر اسے معلوم ہو کہ میرے کہنے سے کوئی اثر نہیں ہوگا تو پھر واجب نہیں ہے ۔

۳۔ یہ کہ اسے علم ہو کہ گنہگار کا ارادہ ہے کہ وہ اپنے گناہ کا تکرار کرے پس اگر اسے معلوم ہو یا گمان ہو یا صحیح احتمال کہ وہ یہ کام دوبارہ نہیں کرے گا تو پھر واجب نہیں ہے ۔

۴۔ یہ کہ امر و نہی کرنے میں کوئی مفسدہ نہ ہو پس اگر اسے یقین یا گمان ہو کہ اگر امر یا نہی کی تو اس کی جان، عزت و آبرو یا قابل توجہ مال کا ضرر اسے پہنچے گا تو اس پر واجب نہیں بلکہ اگر ایسا احتمال صحیح ہو کہ جس سے مذکورہ مضرات کا خوف ہو تو واجب نہیں بلکہ اگر اسے خوف ہو کہ اس سے اس کے متعلقین کو ضرر پہنچے گا تو بھی واجب نہیں بلکہ اگر یہ احتمال ہو کہ بعض مومنین کو عزت و آبرو یا مال جو موجب حرج ہے کا ضرر پہنچے گا تو بھی واجب نہیں بلکہ بہت سے موقع پر حرام ہے ۔

(۲۷۸۸) اگر معروف یا منکر ان امور میں سے ہو کہ جنہیں شارع مقدس نے زیادہ اہمیت دی ہے مثلاً اصولِ دین و اصول مذہب اور حفاظت قرآن یا مسلمانوں کے عقائد کا محفوظ رکھنا یا ضروری احکام تو اہمیت کا لحاظ رکھنا چاہیئے اور وہاں صرف ضرر اس کے واجب نہ ہونے کا سبب نہیں بن سکے گا پس اگر مسلمانوں کے عقائد کی حفاظت یا ان احکام کی حفاظت جو ضروریاتِ دین میں سے ہیں۔ جان و مال خرچ کرنے پر موقوف ہو تو خرچ کرنا واجب ہے ۔

(۲۷۸۹) اگر اسلام میں کوئی بدعت واقع ہو رہی ہو مثلاً وہ حرام اور منکر چیزیں کہ جنہیں جابر حکومتیں دین اسلام کے نام پر جاری کرتی ہیں تو واجب ہے خصوصاً علماءِ اعلام پر کہ وہ اظہار حق اور انکار باطل کریں اور اگر علماءِ اعلام کی خاموشی مقام علم کی بے حرمتی اور علماءِ اعلام کے متعلق سوءظن کا سبب بنے تو واجب ہے کہ جس طرح بھی ہو اظہارِ حق کریں اگرچہ انہیں یہ علم ہو کہ تاثیر نہیں ہوگی ۔

(۲۷۹۰) اگر صحیح احتمال دیا جا سکے کہ خاموشی منکر کو معروف اور معروف کو منکر بنا دے گی تو واجب ہے خصوصاً علماءِ اسلام پر کہ اظہار و اعلام حق کریں اور خاموش رہنا جائز نہیں ۔

(۲۷۹۱) اگر علماءِ اعلام کی خاموشی ظالم کی تقویت، اس کی تائید یا اس کی باقی محرمات پر جرأت کا سبب بنے گی تو اظہار حق اور انکار باطل واجب ہے اگرچہ فعلاً تاثیر نہ رکھتا ہو ۔

۲۷۹۲ اگر علماءِ اعلام کی خاموشی اس بات کی باعث بنے کہ لوگ ان سے بدظن ہو جائیں گے اور انہیں متہم

کریں گے کہ دستگاہ ظلم سے ان کی ساز باز ہے تو اظہار حق اور انکار باطل واجب ہے اگرچہ انہیں معلوم ہو کہ اس سے فعل حرام سے روکا نہیں جا سکے گا اور اس کا اظہار دفع ظلم میں مؤثر نہیں ہو گا۔

(۲۷۹۳) اگر بعض علمائے اعلام کے دستگاہ ظالمین میں داخل ہونے سے مفاسد اور منکرات کی روک تھام ہو سکے تو واجب ہے کہ اس کام کے درپے ہوں مگر یہ کہ اس میں کوئی اہم مفسدہ ہو مثلاً یہ کہ ان امور کے درپے ہونا لوگوں کے عقائد کی کمزوری یا علمائے سے اعتماد کے اُٹھ جانے کا سبب ہو تو اس صورت میں جائز نہیں۔

(۲۷۹۴) علمائے اعلام اور پیش نمازوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ ان مدارس دینیہ کی سرپرستی کریں جو کہ ظالم حکومت اور محکمہ اوقاف کی طرف سے ہیں چاہے وہ اپنے اور طلاب علوم دینیہ کے وظائف حکومت سے لیں یا انہیں عوام دیں یا موقوفات سے لیں اگرچہ وہ اسی مدرسہ کا وقف ہو، کیونکہ حکومت کا ان امور اور ان جیسے اور امور میں دخیل ہونا اساس اسلام کے منہدم کرنے کا پیش خیمہ ہے جس طرح کہ سامراجیوں نے تمام ممالک اسلامیہ میں ایسے امور جاری کر رکھے ہیں یا جاری کرنے والے ہیں۔

(۲۷۹۵) علوم دینیہ کے طلباء کے لئے ان اداروں میں داخل ہونا جائز نہیں ہے کہ جو دین کے نام پر ظالم حکومت کی طرف سے تاسیس کئے گئے ہیں مثلاً ان مدارسِ دینیہ میں کہ جن میں حکومتیں دخل رکھتی ہیں اور وہ متولیوں سے لے لئے ہیں یا متولیوں کو اپنے تسلط اور اثر میں کر لیا ہے اور جو کچھ بھی انہیں محکمہ اوقاف کی طرف سے یا ان کی صوابدید پر ملتا ہے وہ سب حرام ہے۔

(۲۷۹۶) طلاب علوم دینیہ کے لئے ایسے مدارس میں داخل ہونا جائز نہیں جو بعض عمامہ پوش لوگوں اور پیش نمازوں نے ظالم حکومت کی طرف سے یا ظالم حکومت کے اشارہ پر کھول رکھے ہیں چاہے انہیں سند حکومت کی طرف سے ملے یا اس قسم کے لوگوں سے جو کہ حکومت جور کے کارندہ ہیں کیونکہ ان امور میں آثارِ اسلام اور احکامِ قرآن کے مٹانے کا نقشہ بنایا گیا ہے۔

(۲۷۹۷) جو اشخاص اہل علم کے لباس میں ان اداروں میں جو ظالم حکومت کے اشارے سے بنائے گئے ہیں وارد ہوتے ہیں مسلمانوں اور دیندار لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان سے اعراض کریں اور ان سے میل جول نہ رکھیں اور ایسے اشخاص عدالت سے خارج ہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اور ان کے حضور میں طلاق دینا باطل ہے اور سہم مبارک امام علیہ السلام وسہم سادات عظام انہیں نہیں دینا چاہیئے اور اگر انہیں دیں گے تو بری الذمہ نہیں ہوں گے اور اگر ایسے اشخاص اہل منبر ہیں تو ضروری ہے کہ انہیں منبر پر جانے کی دعوت نہ دیں اور ان مجالس میں شرکت نہ کی جائے کہ جو اس

قسم کے لوگ حکومت کی طرف سے ترویج باطل اور خلاف اسلام چیزوں کی تشریح کے لئے منعقد کرتے اور منبر پہ جاتے ہیں۔

(۲۷۹۸) ایسے عمامہ پوش لوگوں کا جو کہ ظالموں کے کارندہ ہیں۔ ان امور میں داخل ہونا بہت زیادہ مفاسد رکھتا ہے جن کے آثار تدریجاً ظاہر ہوں گے لہٰذا مسلمان ان کے ان عذروں کی پرواہ نہ کریں کہ جو وہ لوگ ان امور کے درپے ہونے میں پیش کرتے ہیں، در علمائے اعلام کے لئے بھی ضروری ہے کہ ایسے اشخاص کو حوزہ ہائے علمیہ سے نکال دیں اور ان سے میل جول نہ رکھیں اور تمام علمائے اعلام طلاب علوم دینیہ خطبائے محترم اور باقی طبقات کے لوگوں (جو جابر کے کارندوں کے وسائل سے واقف ہیں) پر لازم ہے کہ ان فاسق و فاسد اشخاص سے ملت کو آگاہ کریں اور لوگوں کو ان کے شر سے بچائیں۔

(۲۷۹۹) اگر قرائن سے یہ گمان پیدا ہو جائے کہ یہ کارندہ جو کہ لباس اہل علم میں ہے اس نے یہ ادارہ ظالم حکومت کی طرف سے کھول رکھا ہے تو مسئلہ نمبر کے مطابق اس سے سلوک کیا جائے یا یہ کہ اس کی برأت ثابت ہو جائے۔

امر بمعروف اور نہی از منکر کے مراتب

(۲۸۰۰) امر بمعروف اور نہی از منکر کے کئی مراتب ہیں اور اس احتمال کے ہوتے ہوئے کہ نچلے درجہ سے مقصد حاصل ہو جائے گا۔ دوسرے مراتب پر عمل کرنا جائز نہیں۔

(۳۰۷۲) پہلا مرتبہ یہ ہے کہ گنہگار شخص سے اس طرح معاملہ کیا جائے کہ وہ سمجھ جائے کہ مجھ سے یہ سلوک اس لئے کیا جا رہا ہے چونکہ میں نے فلاں گناہ کا ارتکاب کیا ہے مثلاً اس سے رُوگردانی کرے یا ترش روئی سے اس کی ملاقات کرے یا اس سے میل جول ترک کردے اور اس سے اعراض کرے اس طرح کہ معلوم ہو رہا ہو کہ یہ امور اس لئے ہو رہے ہیں کہ وہ گناہ کو چھوڑ دے۔

(۲۸۰۲) اگر اس مرتبہ کے کئی مدارج ہوں تو ضروری ہے جب یہ احتمال ہو کہ خفیف درجہ اثر کرے گا تو اسی پر اکتفا کرے مثلاً اگر احتمال ہو کہ اس سے ترک گفتگو ہی سے مقصد حاصل ہو جائے گا تو اسی پر اکتفا کرے اور اس سے اوپر والے درجہ پر عمل نہ کرے خصوصاً اگر مدِمقابل ایسا شخص ہے کہ یہ کام اس کی ہتکِ حرمت کا سبب ہے۔

(۲۸۰۳) اگر گنہگار سے اعراض کرنے اور میل جول چھوڑنے سے گناہ میں تخفیف آجائے یا احتمال ہو کہ تخفیف کا سبب ہو گا تو واجب ہے اگرچہ وہ جانتا ہو کہ وہ گناہ کلی طور پر ترک نہیں ہو سکتا اور یہ معاملہ تب ہے جب کہ باقی مراتب سے گناہ کو نہ روک سکتا ہو۔

(۲۸۰۴) اگر علمائے اعلام احتمال دیں کہ ظالمین اور سلاطین جور سے ان کا اعراض کرنا ان کے ظلم کی تخفیف کا باعث ہو گا تو واجب ہے کہ ان سے اعراض کریں اور ملت اسلامیہ کو سمجھائیں کہ ہم ان سے اعراض رکھتے ہیں۔

(۲۸۰۵) اگر علمائے اعلام کا ظالمین اور سلاطین جور سے میل جول ان کے ظلم کی تخفیف کا سبب ہو تو ملاحظہ کریں کہ آیا ان سے ترک معاشرت کرنا اہم ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ان سے میل جول لوگوں کے عقائد کی کمزوری ہتکِ اسلام اور مراجع اسلام کا سبب بنے گا یا تخفیف ظلم اہم ہے پس ان میں جو اہم ہو اسی پر عمل کریں۔

(۲۸۰۶) اگر علمائے اعلام کا ظالمین سے میل جول اور معاشرت کسی مصلحت راجحہ ملزمہ سے خالی ہو تو ان سے میل جول نہ رکھیں کیونکہ یہ بات ان کے متہم ہونے کا سبب ہے۔

(۲۸۰۷) ظالمین سے علماء کا ارتباط اگر ان کی تقویت یا بے خبر لوگوں کی نظر میں ان کی برأت یا ظالمین کی جرأت اور مقام علم کی ہتک حرمت کا سبب بنے تو اس کا ترک واجب ہے۔

(۲۸۰۷) جو لوگ ظالموں کے مقاصد کی ترویج ان کے جشنوں، گناہوں اور ظلم میں ان کی مدد کرتے ہیں مثلاً بعض تاجر اور کاسب تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ انہیں منع کریں اور اگر منع کرنا مؤثر نہ ہو تو ان سے اعراض کریں اور ان سے معاشرت و معاملہ نہ کریں۔

(۲۸۰۸) دوسرا مرحلہ امر بمعروف اور نہی از منکر کا زبان سے امر و نہی کرنا ہے۔ پس جب تاثیر کا احتمال ہو اور باقی گزشتہ شرائط حاصل ہوں تو واجب ہے کہ گنہگار لوگوں کو منع کریں اور واجب کے ترک کرنے والوں کو اس واجب کے بجالانے کا حکم دیں۔

(۲۸۰۹) اگر احتمال دیں کہ وعظ و نصیحت سے گناہ گار گناہ چھوڑ دیگا تو ضروری ہے کہ اسی پر اکتفا کرے اور اس سے تجاوز نہ کرے۔

(۲۸۱۰) اگر جانتا ہے کہ نصیحت تاثیر نہیں کرتی تو واجب ہے جب کہ احتمال تاثیر نہ ہو کہ الزامی طور پر امر و نہی کرے اور اگر یہ بھی مؤثر نہ ہو تو پھر لازم ہے کہ گفتار میں سختی برتے اور مخالفت پر ڈرائے لیکن جھوٹ اور دوسرے گناہوں سے احتراز کرے۔

(۲۸۱۱) کسی گناہ کو روکنے کے لئے گناہ کا ارتکاب جائز نہیں مثلاً گالی دینا، جھوٹ بولنا یا اہانت کرنا مگر یہ کہ وہ گناہ ایسی چیزوں میں سے ہو کہ جو مورد اہتمام شارع مقدس ہو اور وہ کسی صورت میں اس پر راضی نہ ہو مثلاً نفس محترم کا قتل کرنا تو پھر اس صورت میں اس کو ہر اس طرح سے روکے جو کہ اس کے لئے ممکن ہو۔

(۲۸۱۲) اگر گنہگار گناہ کو اس وقت تک ترک نہ کرے جب تک کہ انکار کے پہلے اور دوسری مرتبہ کو جمع نہ کیا جائے تو جمع کرنا واجب ہے یہ کہ اس سے اعراض اور ترک معاشرت اور ترش روئی سے ملاقات بھی کرے اور زبان سے اسے معروف کا حکم اور منکر سے روکے بھی۔

(۲۸۱۳) تیسرا مرتبہ جبر اور طاقت سے روکنا ہے پس اگر اسے معلوم یا اطمینان ہو کہ یہ شخص برائی کو نہیں چھوڑے گا یا واجب کو نہیں بجالائے گا جب تک کہ طاقت و جبر کو نہ استعمال کیا جائے تو واجب ہے کہ طاقت کا استعمال کرے البتہ قدر ضرورت سے تجاوز نہ کرے۔

(۲۸۱۴) اگر ممکن ہو کہ گناہ کی روک تھام اس طرح ہوتی ہے کہ اس شخص اور اس کے گناہ کے درمیان کوئی مانع

پیدا کردے اور اس سے گناہ رک سکے گا تو ضروری ہے کہ اس پر اکتفا کرے بشرطیکہ اس کا خطرہ باقی چیزوں سے کم ہو۔

(۲۸۱۵) اگر گناہ کا روکنا اس پر موقوف ہے کہ گنہگار کا ہاتھ پکڑے یا اسے گناہ کی جگہ سے باہر لے جائے یا آلہ گناہ میں تصرف کرے تو جائز بلکہ واجب ہے کہ اس پر عمل کرے۔

(۲۸۱۶) گنہگار کے اموال محترمہ کو تلف کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ گناہ سے روکنے کا سبب ہو تو اس صورت میں اگر تلف کرے تو ظاہراً ضامن نہیں ہے اس صورت کے علاوہ ضامن اور گناہگار ہوگا۔

(۲۸۱۷) اگر گناہ سے روکنا گنہگار کو قید کرنے یا کسی جگہ جانے سے روکنے پر موقوف ہو تو واجب ہے کہ ایسا کرے البتہ مقدار ضروری کی رعایت کرے اور اس سے تجاوز نہ کرے۔

(۲۸۱۸) اگر گناہ سے روکنا گنہگار کے پیٹنے اور اس پر سختی کرنے اور اسے تنگی میں ڈالنے پر موقوف ہو تو یہ کام جائز ہیں لیکن ضروری ہے کہ یہ رعایت کرے کہ کہیں زیادتی نہ ہو جائے اور بہتر یہ ہے کہ اس معاملہ میں اور اس کے نظائر میں مجتہد جامع الشرائط سے اجازت لے۔

(۲۸۱۹) اگر منکرات کی روک تھام اور واجبات کا ادا ہونا حرج و مرج اور قتل پر موقوف ہو تو یہ چیزیں جائز نہیں مگر مجتہد جامع الشرائط کی اجازت اور ان کے شرائط کے حصول پر۔

(۲۸۲۰) اگر منکر ایسی چیزوں میں سے ہے کہ شارع اقدس نے اس کا بہت اہتمام کیا ہے اور کسی وجہ سے اس کے واقع ہونے پر راضی نہیں تو اس کا دفع ہر ممکن طریقہ سے جائز ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص ایک ایسے آدمی کو قتل کرنا چاہتا ہے کہ جس کا قتل کرنا جائز نہیں تو اس کو اس سے روکنا چاہیئے اور اگر مظلوم کے قتل سے روکنا ممکن نہ ہو مگر یہ کہ ظالم کو قتل کر دیا جائے تو اس کا قتل جائز بلکہ واجب ہے اور یہ ضروری نہیں کہ مجتہد سے اجازت لی جائے۔ البتہ یہ رعایت کرنی چاہیئے کہ اگر اسے کسی اور طریقہ سے روکا جا سکتا ہے جو کہ اس کے قتل پر منتج نہ ہوتا ہو تو اس پر عمل کرے اور اگر اس نے حد لازم سے تجاوز کیا تو گنہگار ہوگا اور تجاوز کرنے والے کے احکام اس پر جاری ہوں گے۔

○

دفاع کے مسائل

(۲۸۲۱) اگر دشمن مسلمانوں کے شہروں اور سرحدوں پر ہجوم کرے تو تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ جس طرح ممکن ہو اس سے دفاع کریں اور اس معاملے میں جان و مال خرچ کرنے کے لئے حاکم شرعی کی اجازت ضروری نہیں۔

(۲۸۲۲) اگر مسلمانوں کو یہ خوف ہو کہ دشمن بغیر واسطے کے یا اپنے خارجی یا داخلی کارندوں کے ذریعے مسلمانوں کے شہروں پر غلبہ حاصل کرنے کا نقشہ تیار کر چکے ہیں تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ جس طرح ممکن ہو ممالک اسلامیہ سے دفاع کریں۔

(۲۸۲۳) اگر ممالک اسلامیہ کے اندر مخالفین کی طرف سے ایسا نقشہ بن چکا ہو کہ جس سے خوف ہو کہ وہ ممالک اسلامیہ پر تسلط حاصل کرلیں گے تو تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ جس طرح ممکن ہو وہ دشمنوں کے بنے بنائے کھیل کو بگاڑ دیں اور اسے وسعت پانے سے روک دیں۔

(۲۸۲۴) اگر مخالفین کے سیاسی اقتصادی اور تجارتی نفوذ کی وسعت کی وجہ سے یہ خوف ہو کہ وہ مسلمانوں کے شہروں پر تسلط حاصل کرلیں گے تو تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ جس طرح ممکن ہو دفاع کریں اور مخالفین کی دسترس ختم کردیں۔ چاہے داخلی کارندوں کی وجہ سے ہو یا خارجی۔

(۲۸۲۵) اگر اسلامی اور غیر اسلامی حکومتوں کے سیاسی روابط سے یہ خوف ہو کہ مخالفین ممالک اسلامی پر تسلط حاصل کرلیں گے۔ اگرچہ وہ تسلط سیاسی و اقتصادی ہو تو تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایسے روابط کی مخالفت کریں اور دول اسلامیہ کو اس قسم کے روابط منقطع کرنے پر مجبور کریں۔

(۲۸۲۶) اگر مخالفین کے ساتھ تجارتی روابط کی وجہ سے یہ خوف ہو کہ مسلمانوں کے بازاروں پر اقتصادی صدمہ وارد ہوگا اور یہ تجارتی اور اقتصادی نقصان کا سبب بنے گا تو اس قسم کے روابط کا منقطع کرنا واجب اور ایسی تجارت حرام ہے۔

(۲۸۲۷) کسی اسلامی سلطنت کا غیر اسلامی ممالک کے ساتھ ایسا معاہدہ کرنا جو اسلام اور مسلمانوں کی مصلحت کے خلاف ہو، چاہے سیاسی ہو یا تجارتی جائز نہیں ہے اور اگر کوئی حکومت اسلامی ایسا اقدام کرے تو باقی ممالک اسلامیہ پر واجب ہے کہ وہ اسے مجبور کریں کہ جس طرح ممکن ہو یہ معاہدہ ختم ہو جائے۔

(۲۸۲۸) اگر بعض سربراہانِ ممالک اسلامیہ یا بعض وکلا مجلس مشاورت مخالفین کے نفوذ کی وسعت کا سبب بنیں چاہے وہ نفوذ سیاسی، اقتصادی یا نظامی ہو جو کہ اسلام اور مسلمانوں کے مصالح کے خلاف ہو تو اس خیانت کی وجہ سے جو مقام بھی وہ شخص رکھتا ہے اسے اس سے معزول کیا جائے اور اگر فرض کریں کہ یہ مقام اسے بوجہ استحقاق ملا تھا تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ جس طرح ممکن ہو اس سے باز پرس کریں۔

(۲۸۲۹) تجارتی اور سیاسی روابط ایسی حکومتوں کے ساتھ رکھنا جائز نہیں جو کسی بڑی جابر حکومت کی آلۂ کار ہیں جیسے کہ حکومت اسرائیل۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ جس طرح ممکن ہو ان روابط کی مخالفت کریں اور وہ تجار جو اسرائیل اور اس کے کارندوں کے ساتھ تجارتی روابط رکھتے ہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کے خائن اور احکام اسلام کے مٹانے کے لئے معین و مددگار ہیں وہ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان خیانت کرنے والوں سے چاہے وہ حکومتیں ہوں یا عام تاجر، قطع رابطہ کریں اور انہیں مجبور کریں کہ وہ توبہ کریں اور ان حکومتوں کے ساتھ روابط چھوڑ دیں۔ جان و عزت کے دفاع کے مسائل کتاب 'تحریر الوسیلہ' میں ہیں وہاں رجوع کیا جائے

○

خاتمہ

(۲۸۳۰) وہ قوانین جو مجلس قانون سے مخالفین کے کارندوں کے حکم سے (خدا انہیں رسوا کرے) صادر ہوتے رہتے ہیں اور ہو چکے ہیں جو کہ صریح قرآن کریم اور سنت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف ہیں وہ نظر اسلام میں لغو اور نگاہِ قانون میں بے قیمت ہیں اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس قسم کا حکم دینے اور رائے دینے والوں سے جس طرح ممکن ہو اعراض کریں اور ان سے میل جول اور معاملہ نہ کریں اور وہ مجرم ہیں اور ان کی رائے پر عمل کرنے والا گنہگار اور فاسق ہے۔

(۲۸۳۱) پچھلے دنوں جو قانون بنام قانون خانوادہ مخالفین کے کارندوں کے حکم سے احکام اسلام کے مٹانے کے لئے اور مسلمانوں کے خانوادہ کے اجتماع کو ختم کرنے کے لئے غیر قانونی اور غیر شرعی مجالس قانون سے صادر ہوا ہے۔ وہ احکام اسلام کے خلاف اور اس کے حکم کرنے والے اور اس میں رائے دینے والے شریعت اور قانون کی نظر میں مجرم ہیں اور وہ عورتیں جو محکمہ کے حکم سے طلاق لیتی ہیں ان کی طلاق باطل اور وہ شوہر دار ہیں کہ اگر کوئی اور شوہر کریں تو زنا کار ہوں گی اور جو شخص یہ جانتے ہوئے ایسی عورت سے نکاح کرے وہ زنا کار اور مستحق حد شرعی ہے اور ان کی اولاد غیر شرعی ہے اور وہ میراث نہیں لے سکے گی اور اولادِ زنا کے باقی احکام ان پر جاری ہوں گے چاہے محکمہ خود اسے طلاق دے یا طلاق دینے کا حکم کرے اور شوہر کو مجبور کریں کہ وہ طلاق دے۔

(۲۸۳۲) علمائے اعلام ایدہم اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ وہ ان قوانین کے مقابلے ہیں (جو اسلام اور قانون کی نظر میں بے قیمت ہیں) اعتراض شدید کریں نہ یہ کہ اصلی مجرم سے رحم کی اپیل کریں اور ان لوگوں کیلئے دولت خواہی کریں جو کہ مخالفین اسلام کے احکام کے اجرا پر مامور ہیں کیونکہ اس قسم کے تقاضے اور ایسی دولت خواہی جرم کی توجہ مامورین درجہ دوم کی توجہ مبذول کرتی ہے جس سے اصل مجرموں کی پاک دامن اور انکی ہتیں احکام الٰہی کے نیست و نابود کرنے کے لیے بڑھ جاتی ہیں اور تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان قوانین کے مقابلے میں (جو دین و دنیا اور ان کے خاندان کو تہدید کرتے ہیں اور انکی بیچارہ لڑکیوں کو سرباز (پولیس و ملٹری کی ٹریننگ کی جگہ) کھینچ لاتے اور انبیائے عظام اور اولیائے کرام صلی اللہ علیہم اجمعین کی زحمتوں کو ضائع کرتے ہیں) کھڑے ہو جائیں اور ان سے اظہار نفرت کریں اور ان مخالف اسلام قوانین پر عمل نہ کریں

اور جس طرح ممکن ہو ابھی سے احکامِ اسلام سے دفاع کریں تاکہ خدانخواستہ تاریک اور وحشت ناک مستقبل میں جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے سامراج کے کارندے (خدا انہیں رسوا کرے) نظر میں رکھتے ہیں مبتلا نہ ہوں۔

بعض مسائل جو اس زمانے میں موردِ حاجت ہیں

سفتہ (پرونوٹ) پرائمری نوٹ

(۲۸۳۳) پرونوٹ کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ پرونوٹ حقیقی: کہ کوئی آدمی جو کہ مقروض ہے اپنے قرض کے مقابلہ میں پرونوٹ دے۔

(۲۸۳۴) ۲۔ پرونوٹ دوستانہ: کہ وہ کسی شخص کو دیا جائے۔ بغیر اس کے کہ اس کے مقابلے میں وہ مقروض ہو۔

(۲۸۳۵) پرونوٹ حقیقی اگر کوئی شخص مقروض سے لے لے تاکہ کسی اور شخص کے ساتھ اس سے کم رقم پر معاملہ کرے تو اس طرح معاملہ کرنا چاہیئے کہ جس میں سود لازم نہ آئے۔ مثلاً یہ کہ وہ نوٹ جو مقروض کے ذمے اس کا قرض ہے وہ کمی پر بیچ دے اور اس کی رقم لے لے اور پرونوٹ اس کو دے دے تاکہ تیسرا شخص مقروض سے پورا مال لے لے۔ اس قسم کے تنزیلی معاملہ میں کوئی اشکال نہیں۔

(۲۸۳۶) پرونوٹ پیسہ نہیں ہے اور خود اس سے معاملہ نہیں ہو سکتا بلکہ رقم نوٹ ہے اور معاملہ اس سے ہوتا ہے اور پرونوٹ بابت اور قبض ہے اور تضمینی چیک جو ایران میں رائج ہے وہ مثل نوٹ کے پیسے ہیں اور ان سے خرید و فروخت کرنا کمی و زیادتی کے ساتھ کوئی اشکال نہیں رکھتا۔

(۲۸۳۷) جس کے پاس پرونوٹ ہے اگر اپنے مدِ مقابل سے رقم بطور قرض لے اور اسے پرونوٹ دیدے تاکہ مقررہ وقت پر لئے ہوئے قرض سے زیادہ لے تو وہ سود حرام ہے اور قرض باطل ہے۔

(۲۸۳۸) پرونوٹ دوستانہ جو آدمی کسی کو دیتا ہے کہ وہ تیسرے شخص کے پاس کمی پر معاملہ کرے اور تیسرا شخص وقت مقررہ پر صاحب پرونوٹ جو کہ پہلا شخص ہے سے حق رجوع رکھتا ہو' یہ چند طرح سے صحیح بن سکتا ہے۔

۱۔ یہ کہ اس معاملے کی برگشت اس طرف ہو کہ پہلا شخص دوسرے کو وکیل کرے کہ اس کے ذمے میں تیسرے شخص سے معاملہ کرے اور اس کے عہدے میں کچھ نوٹ بیچے جو کہ پرونوٹ کی مقدار میں ہیں اس سے کم قیمت پر جو اس کی ہے اور دوسرا شخص وکیل ہو کہ جو رقم لے رہا ہے وہ بطور قرض لے اور پہلا شخص جو قرض دینے والا ہے وقت مقررہ پر قرض کا مطالبہ دوسرے شخص سے کرے۔ اس بنا پر معاملے کے بعد پرونوٹ کا پہلا صاحب جو واقعہ میں مقروض نہیں تھا۔ تیسرے شخص کا مقروض ہو جائے گا اور دوسرا شخص قرض لینے کے بعد جتنی مقدار کہ اس نے تیسرے شخص سے لی ہے وہ پرونوٹ کے پہلے صاحب کا مقروض ہو جائے گا اور یہ قرض قرارداد نفع کے بغیر ہونا چاہیئے ورنہ باطل و حرام ہوگا۔ البتہ اگر زیادتی مفت میں دیدے یا کام کے مقابلے میں بطور استحباب شرعی دیدے تو کوئی حرج نہیں۔ اس بنا پر معاملہ کرنے کے بعد تیسرا شخص مدت مقررہ پر پہلے شخص کی طرف رجوع کرے اور اپنا قرض لے لے اور اگر ان پرونوٹوں میں متعارف یہ ہو کہ اگر پہلا شخص قرض نہ دے تو دوسرا رجوع کر سکتا ہے تو اس بنا پر شرط ضمنی ہوگی اور وہ رجوع کر سکے گا۔

۲۔ یہ کہ پرونوٹ دوستانہ دوسرے شخص کو دینا تاکہ وہ تیسرے کے پاس تنزیل کرے اور تیسرا شخص بھی یہ حق رکھتا ہو کہ وہ دوسرے کی طرف رجوع کرے تو یہ دو چیزوں کا سبب بنے گا۔ ایک یہ کہ پرونوٹ دینے کی وجہ سے لینے والا تیسرے کے نزدیک صاحب اعتبار ہو جائے گا اور اس وجہ سے خود اس کے ساتھ معاملہ کر سکے گا اور دوسرا شخص تیسرے کا مقروض ہو جائے گا۔ دوسرا یہ کہ ان اشخاص کے نزدیک پہلا شخص ملتزم ہوگا کہ مقدار معلوم اگر دوسرے نے ادا نہ کی تو وہ دے گا۔ تو اس بنا پر معاملے کے بعد تیسرا شخص وقت مقرر پر دوسرے کی طرف رجوع کرے اور اگر اس نے نہ دیا تو پہلے کی طرف رجوع کرے گا اور پہلا شخص اگر دیدے تو وہ دوسرے کی طرف رجوع کرے گا۔ اور چونکہ یہ امور عام ہیں اور ضمنی قراردادیں ہیں لہٰذا ان سے کوئی حرج نہیں ہے اور کچھ اور وجوہات بھی صحت کیلئے ہیں۔

(۲۸۳۹) چونکہ بنک اور تجارت کے معاملات میں یہ معمول ہے کہ جو شخص پرونوٹ پر دستخط کرے۔ اس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ اگر پرونوٹ دینے والا اپنے مقروض کو نہ دے تو چونکہ یہ ضمنی قراردادیں اس معاملے کے ضمن میں ہیں لہٰذا اس کی رعایت ضروری ہے لیکن اگر طرف مقابل اس معاہدہ کی اطلاع نہ رکھتا ہو تو اس کی طرف رجوع نہیں ہو سکتا۔

(۲۸ ۴۰) اگر قرض کو تاخیر میں ڈالنے کے لئے قرض خواہ چاہے بنک ہو یا کوئی اور مقروض سے کوئی چیز لے تو وہ حرام ہے۔ اگرچہ مقروض اس پر راضی ہو۔

(۲۸ ۴۱) کرنسی، کاغذی دینار اور باقی کاغذی رقوم مثلاً ڈالر، لیرا ترکی، میں چونکہ قرض ورکے علاوہ سود متحقق نہیں ہوتا۔ تو ان میں سے بعض دوسرے بعض کے مقابلے میں کم و زیادہ دینے لینے جائز ہیں۔ البتہ قرض والا سود سب میں تحقق رکھتا ہے لہٰذا جائز نہیں کہ دس دینار، بارہ دینار کے مقابلہ میں دے۔

○

پگڑی لینا

(۲۸۴۲) جو لوگ مکان، دکان یا کوئی چیز مالک سے بطور کرایہ لیتے ہیں تو کرائے کی مدت ختم ہونے کے بعد ان پر حرام ہے کہ مالک کی اجازت کے بغیر ان میں رہیں بلکہ اگر مالک راضی نہیں تو فوراً چھوڑ دیں اور اگر ایسا نہ کیا تو وہ غاصب اور اس جگہ کے ضامن ہوں گے اور وہ کرایہ مثل کے ضامن ہوں گے اور انہیں کسی قسم کا حق شرعی نہیں ہے چاہے کرایہ کی مدت کم ہو یا زیادہ اور چاہے کرائے کی مدت میں اس کا وہاں رہنا موجب ارزش محل اجارہ ہوئی ہو یا نہیں اور چاہے وہاں سے ہٹنا کرایہ دار کی تجارت کے لئے نقصان دہ ہو یا نہیں۔

(۲۸۵۳) اگر کوئی شخص پہلے کرایہ دار سے وہ جگہ کرائے پر لے کہ جس کے کرائے کی مدت ختم ہوگئی ہے تو اس کی اجازت صحیح نہیں مگر یہ کہ مالک اجازت دیدے اور اس کا وہاں رہنا حرام اور غصب ہے اور اس کا رہنا اگر اس جگہ کے نقصان کا سبب ہو یا وہ تلف ہو جائے تو یہ شخص ضامن ہوگا اور جتنی دیر تک وہاں رہے اس کے کرائے کا مثل صاحب محل کو ادا کرے۔

(۲۸۴۳) اگر غاصب جو کہ پہلا کرایہ دار ہے کوئی چیز پگڑی کے طور پر اس شخص سے لے کہ جس کو اس نے کرایہ پر جگہ دی ہے تو حرام ہے اور اگر وہ چیز تلف کر دے یا خود بخود تلف ہو جائے تو دینے والے کا ضامن ہے۔

(۲۸۴۴) اگر انسان کوئی جگہ کچھ مدت کے لئے کرایہ پر لے اور اسے یہ حق ہو کہ اس مدت کے درمیان کسی اور کو کرایہ پر دے سکے اور اس جگہ کا کرایہ زیادہ ہو جائے تو یہ اسے پہلے کرایہ پر لی ہوئی رقم کے مقابلے میں کرایہ پر دے اور کچھ رقم بطور پگڑی اس سے لے سکتا ہے مثلاً اگر ایک دکان دس سال کے لئے کرایہ پر لی ہے کہ جس کے ہر مہینہ کے دس روپے تھے اور کچھ مدت کے بعد اس کا کرایہ بڑھ کر سو روپیہ مہینہ ہو جائے تو جب اسے کرایہ پر دینے کا حق ہو تو باقی مدت دس روپیہ ماہانہ کرایہ پر دے اور ایک ہزار روپے مثلاً طرفین کی رضا سے اس شخص سے لے سکتا ہے کہ جسے کرایہ پر دے رہا ہے۔

(۲۸۴۵) اگر کوئی جگہ مالک سے کرایہ پر لے اور اس سے شرط کرے کہ مثلاً بیس سال تک کرایہ کی رقم میں کسی قسم کا اضافہ نہ کرے اور یہ بھی شرط کرے کہ اگر میں یہ جگہ کسی اور کے حوالے کر دوں تو مالک تیسرے شخص کے ساتھ بھی یہی معاملہ

کرے گا اور اگر تیسرے نے کسی اور کو دی تو اس سے بھی یہی معاملہ ہوگا اور کرایہ زیادہ نہیں لے گا تو کرایہ پر لینے والے کے لئے جائز ہے کہ کسی دوسرے شخص کو دیدے اور اس سے کچھ پگڑی لے اور اس قسم کی پگڑی لینا حلال ہے اور دوسرا تیسرے سے اور تیسرا چوتھے سے قرارداد کے مطابق حوالے کرکے پگڑی لے سکتا ہے۔

(۲۸۴۶) اگر کرایہ پر لینے والا مالک سے عقد کرایہ کے ضمن میں شرط کرے کہ ایک مدت تک کرایہ زیادہ نہیں کریگا۔ اور اسے حق نہیں ہوگا کہ وہ اسے اس جگہ سے نکالے اور اسے حق ہوگا کہ اتنے ہی کرایہ پر کئی سالوں تک اسے کرائے پر لیتا رہے اور مالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسے کرایہ پر دے تو اس کو حق ہے کہ مالک سے یا کسی اور سے اس حق کو ساقط کرنے کے لئے یا جگہ چھوڑنے کے لئے کچھ رقم لے اور اس قسم کی پگڑی لینا حلال ہے۔

(۲۸۴۷) مالک کو یہ حق ہے کہ جسے جگہ کرایہ پر دے رہا ہے اس سے جتنی چاہے پگڑی لے اور اگر کرائے دار دوسرے کو کرایہ پر دینے کا حق رکھتا ہو تو وہ بھی اس سے پگڑی لے سکتا ہے اور اس قسم کی پگڑی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

○

بنک کے معاملات

(۲۸۴۸) لوگ جو کچھ بنک سے بعنوانِ قرض یا کسی اور عنوان سے لیتے ہیں جب کہ معاملہ شرعی طور پر انجام پذیر ہو تو حلال ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگرچہ وہ جانتا ہو کہ بنکوں میں حرام کا پیسہ ہے یا اسے احتمال ہو کہ جو رقم اس نے لی ہے یہ حرام سے ہے۔ البتہ اگر اسے معلوم ہو کہ جو رقم اس نے لی ہے وہ ساری یا اس کا کچھ حصہ حرام ہے تو پھر اس میں تصرف کرنا جائز نہیں اور مجتہد کی اجازت سے اس کے ساتھ مجہول المالک والا معاملہ کرے بشرطیکہ مالک نہ مل سکتا ہو اور اس مسئلہ میں خارجی اور داخلی حکومتی اور غیر حکومتی بنکوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(۲۸۴۹) جو پیسہ بنک میں رکھا جاتا ہے اگر قرض کے عنوان سے ہو اور اس میں نفع کی قرارداد نہ ہو۔ تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور بنک کے لئے جائز ہے کہ اس پیسے میں تصرف کرے اور اگر نفع کی قرارداد ہو تو قرض باطل اور بنک اس میں تصرف نہیں کرسکتا۔

(۲۸۵۰) نفع کی قرارداد جو سُود کا سبب ہے اس میں فرق نہیں کہ قرارداد صریح ہو یا قرض لیتے وقت طرفین کی بنا نفع پر ہو پس اگر بنک کا یہ قانون ہے کہ وہ جو قرض لیتا ہے اس کا سود دے گا تو جو قرض اس سود پر مبنی ہو وہ حرام ہے۔

(۲۸۵۱) اگر قرض لیتے وقت نفع کی قرارداد نہ ہو نہ بطور صریح اور نہ اس کے بغیر تو قرض صحیح ہے اور قرارداد کے بغیر جو چیز قرض دینے والے کو بنک دے وہ حلال ہے۔

(۲۸۵۲) جو پیسہ بنک میں ودیعت اور امانت کے عنوان سے رکھا جائے اگر مالک اجازت نہ دے کہ بنک اس میں تصرف کرے تو تصرف جائز نہیں اگر تصرف کیا تو ضامن ہے، اور اگر اجازت دیدے یا راضی ہو تو پھر جائز ہے۔ اگر بنک اس کی اجازت سے کچھ دے یا لے تو حلال ہے مگر تصرف کی رضامندی کی برگشت حقیقتاً قرض کی طرف ہو یعنی تملک بضمان تو اس صورت میں اگر کوئی چیز قرارداد کے ماتحت ہو تو حرام ہے اور ودیعت بنک ظاہراً اسی قسم سے ہے۔ اگرچہ ودیعت کا نام اسے دیا گیا ہے تو اس صورت میں سُود سے کسی طرح چھٹکارا حاصل کیا جائے۔

(۲۸۵۳) وہ انعامات جو بنک یا کوئی اور قرض دینے والوں کا شوق دلانے کے لئے دیتے ہیں یا دوسرے ادارے

بیچنے اور خریدنے والے کو شوق دلانے کے لئے قرعہ اندازی کے ساتھ دیتے ہیں وہ حلال ہیں، وہ چیزیں جو بیچنے والے اپنی جنس کے اندر رکھ دیتے ہیں۔ خریداروں کو کھینچنے اور زیادہ کرنے کے لئے مثلاً سونے کا سکہ گھی کے ڈبے میں رکھ دیتے ہیں تو وہ حلال ہے اور اس میں کوئی اشکال نہیں۔

(۲۸۵۵) بنک اور تجارت کے حوالے کہ جنہیں صرف برائت (ڈرافٹ) کہتے ہیں ان میں کوئی حرج نہیں۔ پس اگر بنک یا تاجر کسی سے رقم لے لے اور حوالہ دے کہ دوسری جگہ کے بنک یا کسی شخص سے یہ رقم لے لے اور اس کے اس حوالے کے مقابلے میں حوالہ دینے والا کچھ رقم لے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور وہ حلال ہے مثلاً اگر ہزار روپیہ طہران کے بنک میں کوئی شخص دے اور بنک اسے حوالہ دے کہ اصفہان میں اس بنک کی شاخ سے ہزار روپیہ لے اور اس حوالے کے مقابلے میں طہران کا بنک اس سے دس روپے لے تو کوئی اشکال نہیں اور اگر ہزار روپیہ لے اور دوسری جگہ کے لئے ساڑھے نوسو کا حوالہ دے تو بھی کوئی حرج نہیں چاہے بنک جو رقم لے رہا ہے وہ قرض کے عنوان سے ہو یا کسی اور عنوان سے اور اس قرض میں اگر زیادتی حق العمل کے عنوان سے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۸۵۶) اگر بنک یا کوئی اور کمپنی کسی شخص کو کچھ رقم دے اور حوالہ دے کہ یہ شخص یہ رقم بنک کی دوسری جگہ کی شاخ کو یا کمپنی کی شاخ کو ادا کرے تو اگر حق زحمت کے عنوان سے کچھ پیسے لے لے تو کوئی حرج نہیں اور اسی طرح اگر نوٹ کے بیچنے کے عنوان سے زیادہ لے لے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر قرض دے اور قرارداد ہو تو حرام ہے اگر چہ قرارداد نفع صراحتہً نہ ہو لیکن قرض کی بنا اسی پر ہو۔

(۲۸۵۷) اگر گروی لینے والے بنک یا کوئی اور بنک قرارداد نفع پر قرض دیں اور کوئی چیز گروی رکھ لیں کہ وقت مقررہ پر اگر مقروض نے قرضہ ادا نہ کیا تو وہ اسے بیچ کر اپنا قرضہ وصول کر لیں گے تو یہ قرض باطل اور حرام ہے اور رہن بھی باطل ہے اور بنک کے لئے اس کا بیچنا جائز نہیں اور جو شخص اسے خریدے وہ اس کا مالک نہیں ہوگا بلکہ ضامن ہوگا اور اگر قرارداد نفع نہیں اور حق زحمت لیتا ہے اور قرض کے مقابلے میں رہن لیتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے اور دستور شرعی کے مطابق رہن کے بیچنے اور خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بیمہ انشور کرنا

(۲۸۵۸) بیمہ ایک قرارداد اور عقد ہے جو بیمہ کرانے والے اور موسسہ یا بیمہ کی کمپنی یا مسئول بیمہ کے درمیان ہوا کرتا ہے اور یہ عقد باقی عقود کی طرح ایجاب و قبول کا محتاج ہے اور موجب و قابل اور عقد کے شرائط جو باقی عقود میں معتبر ہیں وہ اس میں بھی معتبر ہیں اور یہ عقد ہر زبان میں ہو سکتا ہے۔

(۲۸۵۹) بیمہ میں علاوہ ان شرائط کے جو باقی عقود میں ہیں کہ وہ شخص بالغ، عاقل، مختار وغیرہ ہو چند اور شرائط بھی معتبر ہیں:

۱۔ مورد محل بیمہ کا تعین کہ وہ فلاں شخص یا فلاں تجارت خانہ یا فلاں کشتی، موٹر یا ہوائی جہاز ہے۔

۲۔ عقد کرنے والے جانبین کا تعین کہ وہ اشخاص ہیں یا ادارے یا کمپنیاں یا حکومت ہے۔

۳۔ رقم کا تعین جو کہ اس کو ادا کرنی ہے۔

۴۔ قسطوں کا تعین کہ جو دینی ہیں اور ان کے وقت کا تعین۔

۵۔ وقت بیمہ کا تعین کہ فلاں مہینے یا سال سے چند مہینوں یا سالوں تک۔

۶۔ وہ خطرے کہ جو نقصان کا سبب بنتے ہیں ان کا تعین مثلاً جل جانا، غرق ہونا، چوری ہو جانا یا مر جانا یا مریض ہونا اور وہ تمام آفتیں جو نقصان کا باعث بنتی ہیں انہیں قرارداد میں داخل کیا جا سکتا ہے۔

(۲۸۶۰) یہ ضروری نہیں کہ قرارداد بیمہ میں میزانِ نقصان کو مقرر کیا جائے پس اگر یہ قرارداد ہو کہ جتنا نقصان ہو اس کا جبران کریں گے تو صحیح ہے۔

(۲۸۶۱) عقد بیمہ کی کئی ایک صورتیں ہیں۔ ایک یہ ہے کہ بیمہ کرانے والا کہے کہ میرے ذمے اتنی رقم ہے کہ فلاں وقت تک ہر ماہ اتنی رقم ادا کروں گا اور اس کے مقابلے میں جو نقصان میرے کارخانے کو جلنے یا چوری ہونے کی وجہ سے پہنچے تم اس کا جبران کرو گے اور مدِ مقابل قبول کرلے یا مدِ مقابل کہے کہ تمہارے ادارے کو جو نقصان پہنچے گا جلنے یا چوری ہونے سے تو وہ میرے ذمہ ہے اور اس کے مقابلے میں اتنی رقم تجھے ادا کرنی ہوگی اور تمام شرائط جو گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکے ہیں وہ معلوم اور ان کے مطابق قرارداد ہونی چاہیئے۔

(۲۸۶۲) ظاہر ہے بیمے کی تمام قسمیں ان شرائط کے ساتھ جو ذکر ہو چکی ہیں صحیح ہیں چاہے زندگی کا بیمہ ہو یا تجارتی کارخانوں کا یا مکانات کشتیوں اور ہوائی جہازوں کا یا حکومت اور اداروں میں کام کرنے والوں کا یا ایک بستی یا شہر کا بیمہ ہو۔ بیمہ ایک مستقل عقد ہے اور اسے دوسرے بعض عقود کے عنوان سے مثلاً صلح میں بھی اجرا کیا جا سکتا ہے۔

لاٹری

(۲۸۶۳) لاٹری جو کہ متعارف ہے کہ جسے معین رقم پر بیچا جاتا ہے پھر اس کی قرعہ اندازی ہوتی ہے پھر جن اشخاص کے نام قرعہ نکلتا ہے تو انہیں معین رقم دیتے ہیں اس کی خرید و فروخت جائز نہیں اور باطل ہے اور جو رقم لاٹری کے مقابلہ میں لیتے ہیں وہ حرام ہے۔ لینے والا اس کا ضامن ہے اور جو رقم قرعہ اندازی سے ملے وہ حرام ہے اور لینے والا اس رقم کے حقیقی مالک کا ضامن ہے۔

(۲۸۶۴) لاٹری کی رقم کے حرام ہونے میں فرق نہیں ہے کہ لاٹری خرید کریں یا لاٹری لے کر پیسے دیں۔ اس امید کے ساتھ کہ شاید قرعہ ان کے نام پر نکلے۔ دونوں صورتوں میں لاٹری کے پیسے لینے حرام اور وہ رقم جو قرعہ اندازی کی وجہ سے ملے حرام اور موجب ضمانت ہے۔

(۲۸۶۵) اس وقت لاٹری کا نام (ایران میں) بخت آزمائی سے بدل کر اعانہ ملی رکھ دیا گیا ہے لیکن عمل وہی ہے اور چونکہ بخت آزمائی کے ٹکٹ مورد اشکال تھے اور کچھ لوگ ان کے خریدنے سے اجتناب کرتے تھے تو سود کے متلاشیوں نے ان لوگوں کو غافل کرنے کے لئے اس کا نام بدل دیا ہے لیکن عملی طور پر کوئی فرق نہیں تو اس صورت میں نام بدلنے سے حلال نہیں ہوگا۔ لاٹری اور قرعہ کی رقم حرام اور سبب ضمان ہے۔

(۲۸۶۶) اگر بالفرض کوئی کمپنی یا ادارہ ایسا ایجاد ہو جو خیراتی اداروں کے لئے لاٹری تقسیم کرے مثلاً ہسپتال یا اسلامی مدارس اور لوگ ان اداروں کی اعانت کے لئے کچھ رقم دیں اور وہ کمپنی بھی اپنی طرف سے لاٹریوں کی تقسیم سے جو رقم وصول کرتی ہے تمام رقم دینے والوں کی اجازت سے اس میں سے کچھ رقم ان اشخاص کو دے کہ جن کے نام قرعہ اندازی میں نکلے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن یہ فرض ہی فرض ہے ورنہ لاٹری کے ٹکٹ جو اس وقت بیچے جا رہے ہیں اور وہ قرعہ اندازی جو آج کل عمل میں آ رہی ہے وہ اس طرح نہیں لہٰذا لاٹری اور قرعہ کی رقم حرام ہے۔

(۲۸۶۷) لاٹری کی رقم کہ جو کمپنی کے ہاتھ آتی ہے اور قرعہ اندازی کی رقم جو بعض اشخاص کو ملتی ہے اس کا حکم مجہول المالک والا ہے اور اگر ان کے مالک مل جائیں تو انہیں واپس کی جائے اور اگر نہ مل سکیں تو مالکوں کی طرف سے صدقہ دیا جائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ مجتہد جامع الشرائط سے اجازت لے کر صدقہ دیں۔

(۲۸۶۸) اگر وہ شخص کہ جس کے ہاتھ میں رقم آئی ہے وہ خود فقیر ہو تو صدقہ کے عنوان سے وہ خود نہیں لے سکتا بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ کسی اور فقیر کو دے بلکہ یہ بات قوت سے خالی نہیں۔

(۲۸۶۹) کسی انسان کو اگر کافی مال قرعہ اندازی سے مل جائے اور وہ کسی فقیر سے قرارداد کر لے کہ اسے بطور صدقہ دیگا اور فقیر اس میں سے کچھ لے کر باقی اسے واپس کر دے گا اور اس حیلے سے اسے حلال کرنا چاہے تو جائز نہیں اور حلال نہیں ہو گا۔ البتہ اگر بغیر شرط و قید کے فقیر کو دے اور فقیر اپنی رضامندی سے جتنا مناسب سمجھے اسے واپس کر دے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

تلقیح (منی کا پیوند لگانا)

مصنوعی طریقہ سے حمل اور پیدائش

(۲۸۷۰) مرد کی منی اس کی بیوی کے رحم میں آلات کے ذریعے پہنچانا مثلاً پچکاری اشکال نہیں رکھتا۔ البتہ حرام سے اجتناب کرے پس اگر مرد عورت کی اجازت سے یہ عمل خود انجام دے اور اپنی منی حلال طریقہ سے حاصل کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۲۸۷۱) اگر مرد کی منی اس کی بیوی کے رحم میں داخل کریں چاہے حلال طریقہ سے ہو یا حرام سے اور اس سے بچہ پیدا ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں کہ وہ بچہ اسی مرد عورت کا ہے اور تمام بیٹے والے احکام اس پر جاری ہوں گے۔

(۲۸۷۲) اجنبی مرد کی منی اجنبی عورت کے رحم میں داخل کرنا جائز نہیں۔ چاہے عورت کی اجازت سے ایسا ہو یا بغیر اجازت کے چاہے وہ عورت شوہر دار ہو یا بے شوہر چاہے اس کے شوہر کی اجازت ہو یا نہیں۔

(۲۸۷۳) اگر ایک مرد کی منی کسی اجنبی عورت کے رحم میں داخل کریں اور یہ معلوم ہو کہ بچہ اسی منی سے پیدا ہوا ہے تو اگر یہ عمل بطور شبہ ہو مثلاً مرد کا گمان تھا کہ یہ میری بیوی ہے اور عورت بھی گمان رکھتی تھی کہ یہ میرے شوہر کی منی ہے اور عمل کے بعد معلوم ہوا کہ اس کے شوہر کی نہیں تو کوئی اشکال نہیں کہ یہ بچہ اسی مرد و عورت کا ہے اور تمام بیٹے والے احکام اس پر جاری ہوں گے۔ البتہ اگر جان بوجھ کر ایسا کیا جائے تو محل اشکال ہے اور تمام مسائل میں احتیاط سے کام لیا جائے لیکن اس میں کوئی اشکال نہیں کہ اگر یہ بچہ لڑکی ہو تو وہ شخص اس سے شادی نہیں کر سکتا اور اگر لڑکا

ہو تو وہ عورت اس سے شادی نہیں کر سکتی اور یہ بھی نہیں کر سکتے کہ اگر عقد صحیح ہوتا تو جو اس کے محارم بنتے لڑکی ان سے اور جو اس کی محارم بنتیں لڑکا ان سے نکاح کرے لیکن باقی تمام مسائل میں احتیاط کریں۔

تشریح پیوند (پوسٹ مارٹم)

(۲۸۷۴) مسلمان مرنے والے کے جسم کو چیرنا پھاڑنا جائز نہیں اور اگر ایسا کریں تو فعل حرام ہے۔ اور اس کے سر اور دیگر اعضا کو کاٹنے کے لئے دیت دینا ہوگی جو کہ ہم نے کتاب تحریر الوسیلہ میں ذکر کر دی ہے۔ البتہ غیر مسلمان مردے کو چیرنا پھاڑنا جائز ہے اور اس کی دیت بھی نہیں ہے چاہے وہ غیر مسلمان کافر ذمی ہو یا کوئی اور۔

(۲۸۷۵) اگر غیر مسلمان کو چیرنا پھاڑنا ممکن ہو تو ڈاکٹری مقاصد کے لئے مسلمان کے بدن کو نہیں چیر پھاڑ سکتے اگرچہ کسی ایک یا کئی مسلمانوں کی جان کی حفاظت اس پر موقوف ہو اور اگر غیر مسلمان کے پوسٹ مارٹم کے امکان کی صورت میں مسلمان کا پوسٹ مارٹم کیا تو گنہگار ہوں گے اور ان پر دیت واجب ہوگی۔

(۲۸۷۶) اگر کسی ایک یا کئی مسلمانوں کی جان کی حفاظت پوسٹ مارٹم پر موقوف ہو اور غیر مسلمان کا پوسٹ مارٹم ممکن نہ ہو تو پھر مسلمان کا کر سکتے ہیں البتہ صرف مہارت حاصل کرنے کے لئے جب کہ کسی مسلمان کی جان کی حفاظت اس پر موقوف نہ ہو جائز نہیں اور سبب دیت بھی ہے۔

(۲۸۷۷) جس مورد میں مسلمانوں کی جان کی حفاظت مسلمان کے پوسٹ مارٹم پر موقوف ہو تو بعید نہیں کہ دیت بھی واجب نہ ہو اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ دیت دی جائے۔

(۲۸۷۸) اگر کسی مسلمان کی جان کی حفاظت اس پر موقوف ہو کہ کسی مسلمان میت کے عضو کا اسے پیوند لگایا جائے تو اس عضو کا قطع کرنا جائز ہے اور بعید نہیں کہ دیت دینا پڑے لیکن آیا دیت کاٹنے والے پر ہے یا مریض پر اس میں اشکال ہے۔ البتہ ڈاکٹر مریض سے قرارداد کر سکتا ہے کہ مریض دیت ادا کرے اور اگر کسی مسلمان کے کسی عضو کی حفاظت میت کے عضو کے کاٹنے پر موقوف ہو تو اس صورت میں بعید نہیں کہ جائز نہ ہو اور اگر کاٹے تو دیت دینا پڑے گی لیکن اگر میت نے زندگی میں اجازت دے دی ہو تو ظاہراً دیت نہیں ہے لیکن اس کا شرعاً جائز ہونا محل اشکال ہے اور اگر اس نے خود اجازت نہ دی ہو تو اس کے اولیاء مرنے کے بعد اجازت نہیں دے سکتے اور

کاٹنے والے سے دیت ساقط نہیں ہوگی اور وہ گنہگار بھی ہوگا۔

(۲۸۷۹) غیر مسلمان مردہ کا عضو پیوند لگانے کے لئے کاٹنا حرام نہیں ہے اور اس کی دیت بھی نہیں ہے لیکن اگر پیوند لگایا تو اس کی نجاست اور مردار ہونے کی وجہ سے نماز میں اشکال پیدا ہوگا۔ اب اگر انسان کا مردہ نماز میں اشکال رکھتا ہو تو اس بنا پر مسلمان کے مردہ میں بھی اشکال آئے گا اور اگر غسل سے پہلے مسلمان سے قطع کرلیں تو نجاست والا اشکال بھی آئے گا۔ لیکن یہ کہا جاسکتا ہے کہ میت کا عضو اگر حیات پیدا کرلے تو وہ میت کا عضو ہونے سے خارج ہوجائے گا اور زندہ کا عضو بن جائے گا۔ پھر وہ نجس اور مردار نہیں رہے گا بلکہ اگر نجس العین جانور کا عضو پیوند ہوجائے اور انسانی زندگی سے زندہ ہوجائے تو جانور کی عضویت سے نکل کر انسان کی عضویت میں داخل ہوجائے گا۔

(۲۸۸۰) اگر قطع عضو مرنے کے بعد جائز سمجھیں تو بعید نہیں کہ حال حیات اس کا بیچنا بھی جائز ہو اور انسان اپنے اعضأ پیوند کے لئے بیچ دے جہاں کہ ان کا کاٹنا جائز ہے بلکہ پورے جسم کا بیچنا پوسٹ مارٹم کے لئے کہ جہاں جائز ہے زیادہ بعید نہیں اگرچہ خالی از اشکال بھی نہیں لیکن اجازت کے بدلے موردِ مواد میں کچھ رقم لینا کوئی حرج نہیں رکھتا۔

(۲۸۸۱) کھانے کے علاوہ خون سے فائدہ اٹھانا اور نفع حاصل کرنے کے لئے اسے بیچنا حلال اور جائز ہے پس وہ جو آج کل معمول ہے کہ لوگ بیمار اور زخمیوں کے استفادہ کے لئے خون بیچتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں اور بہتر یہ ہے کہ مصالحت کریں یا یہ کہ رقم حق اختصاصی کے مقابلہ میں لیں یا خون لینے کی اجازت کے مقابلہ میں لیں کہ یہ صورت اشکال سے خالی اور احوط ہے بلکہ یہ احتیاط حتی الامکان ترک نہ ہو لیکن اگر خون لینا صاحب خون کے لئے مضر ہو تو پھر مشکل ہے خصوصاً اگر زیادہ ضرر ہو۔

(۲۸۸۲) جائز ہے کہ ایک انسان کے بدن کا خون دوسرے کے بدن کی طرف آلات کے ذریعہ منتقل کریں اور اس کا وزن مقائیس کے ذریعہ تعین کریں جو کہ آج کل بنائے گئے ہیں اور اس کی قیمت وصول کریں اور اگر وزن معلوم نہ ہو تو بطور مصالحت منتقل کریں اور احوط یہ ہے کہ رقم انتقال خون کی اجازت کے مقابلہ میں قرار دیں اور یہ احتیاط جیسا کہ بیان ہوچکا ہے حتی الامکان ترک نہ ہو۔

خاتمہ

(۳۱۵۶) اگر بھیڑ بکری یا دوسرے جانوروں کو ان مشینوں کے ذریعے سے ذبح کریں جو آج کل بعض شہروں میں مرسوم ہیں تو وہ حرام نجس اور مردار ہو جائیں گے اور ان کی خرید و فروخت جائز نہیں رہے گی اور بیچنے والا خریدار کی رقم کا ضامن ہو گا۔ چاہے بجلی کا بٹن مسلمان کھولے اور وہ تکبیر بھی کہے اور جانور بھی قبلہ رُخ ہو اور اس کے حلقوم کو کاٹے یا ایسا نہ ہو چہ جائیکہ اگر ان امور کی رعایت نہ کی گئی ہو البتہ وہ گوشت جو مسلمانوں کے بازار میں فروخت ہوتا ہے اور یہ احتمال ہو کہ شرعی طور پر ذبح کیا گیا ہو گا تو وہ حلال اور اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔

(۳۱۵۷) وہ گوشت یا ذبح شدہ مرغ جو بلاد کفر سے آتے ہیں وہ نجس حرام اور مردار کا حکم رکھتے ہیں مگر یہ کہ ثابت ہو جائے کہ انہیں شرعی طور پر ذبح کیا گیا ہے۔

(۲۸۸۵) ریڈیو اور ٹیلیویژن جو منافع عقلائی رکھتے ہیں اور اسلامی نظریے کے لحاظ سے حرام منافع بھی ان میں ہیں تو ان سے حلال قسم کے منافع حاصل کرنا جائز ہے مثلاً ریڈیو سے خبریں اور مواعظ اور ٹیلیویژن سے حلال چیزیں تعلیم و تربیت صحیح کے لئے دکھانا یا کارخانے اور عجائبات بحر و بر دکھانا البتہ حرام چیزیں مثلاً گانے اور موسیقی اور بُری چیزوں کی اشاعت کرنا مثلاً خلاف اسلام قوانین کا نشر خائن و ظالم کی مدح اور باطل کی ترویج کرنا اور ایسی چیزیں دکھانا جو لوگوں کے اخلاق کو خراب اور ان کے عقائد کو متزلزل کرتی ہیں حرام اور گناہ ہیں۔

(۲۸۸۶) چونکہ ان آلات کا استعمال وجہ حرام پر شائع اور رائج ہے ایسا کہ ان کا استعمال حلال تقریباً غیر مقصود ہو گیا ہے۔ لہٰذا میں ان کی خرید و فروخت کی اجازت نہیں دیتا مگر ان اشخاص کو کہ جو بالکل غیر شرعی طور پر انہیں استعمال نہ کریں اور کسی اور کو بھی غیر مشروع طریقہ پر استعمال نہ کرنے دیں۔

نمازِ جمعہ

مسئلہ اس زمانہ میں نماز جمعہ واجب تخیری ہے۔ یعنی جمعہ و ظہر کے درمیان اختیار ہے کہ جسے چاہے پڑھے البتہ جمعہ افضل ہے اور ظہر احوط ہے اور اس سے زیادہ احوط یہ ہے کہ نماز جمعہ اور ظہر دونوں پڑھی جائیں۔ نماز جمعہ پڑھنے والے سے علی الاقوی نماز ظہر ساقط ہوجاتی ہے۔ لیکن احوط یہی ہے کہ نماز ظہر کو نماز جمعہ کے بعد پڑھا جائے اور نماز جمعہ نماز صبح کی طرح دو رکعت پڑھی جاتی ہے۔

مسئلہ جس امام کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کی ہے اس کی اقتدا میں نماز عصر پڑھی جاسکتی ہے البتہ اگر کوئی احتیاط پر عمل کرنا چاہے تو عصر کو جماعت سے پڑھنے کے بعد پھر ظہرین کو فرادیٰ پڑھ لے۔ لیکن اگر امام و ماموم نماز جمعہ کے بعد عصر سے پہلے احتیاطاً نماز ظہر فرادیٰ پڑھ لیں تو نماز عصر میں امام جمعہ کی اقتدا کی جاسکتی ہے اور اس سے احتیاط حاصل ہوجائے گی۔

مسئلہ نماز جمعہ پڑھنے والے ماموم اور امام اگر احتیاطاً نماز ظہر پڑھیں تو اس میں بھی اقتدا کی جاسکتی ہے۔ البتہ جن ماموین نے نماز جمعہ نہیں پڑھی بلکہ صرف ظہر احتیاطی میں اقتدا کی ہے تو ان کے لئے صرف اس نماز کا پڑھنا کافی نہیں ہے بلکہ نماز ظہر کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

شرائطِ نمازِ جمعہ

اوّل **عدد** :۔ یعنی امام جمعہ کو ملاکر (کم از کم) پانچ آدمی ہونے چاہئیں۔ ان سے کم میں نماز جمعہ نہ واجب ہوتی ہے اور نہ درست ہے۔ ایک قول کے مطابق کم از کم سات آدمیوں کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن اشبہ یہی ہے کہ پانچ کافی ہیں۔ البتہ اگر سات یا اس سے زیادہ جمع ہوجائیں تو جمعہ کی فضیلت ظہر کی نسبت بڑھ جاتی ہے۔

دوم **دو خطبے** :۔ یہ بھی اصل نماز کی طرح واجب ہیں۔ دو خطبوں کے بغیر نماز جمعہ منعقد نہیں ہوتی۔

سوم **جماعت** :۔ پس نماز جمعہ فرادیٰ صحیح نہیں ہے۔

چہارم تین میل کے اندر دوسری نماز جمعہ منعقد نہ ہوتی ہو۔ اب اگر تین میل کا فاصلہ ہو تو دونوں جماعتیں صحیح ہیں اور دوری کا معیار دونوں نماز جمعہ کا جائے وقوع ہے نہ وہ شہر جن میں جمعہ منعقد ہوتی ہو۔ اسلئے

بڑے بڑے شہروں میں جن کی لمبائی چند فرسخ ہے کئی نماز جمعہ منعقد ہو سکتی ہیں۔

مسئلہ اگر نماز جمعہ کے انعقاد کے لئے پانچ نفر جمع ہو جائیں پھر خطبہ کے درمیان یا بعد، نماز جمعہ سے پہلے متفرق ہو جائیں اور جانے والے پلٹ کر بھی نہ آئیں اور نہ وہاں اتنے آدمی اور ہوں جن سے واجب عدد پوری ہو جائے تو سبوں پر نماز ظہر معین ہو گی۔

مسئلہ اگر تعداد واجب خطبہ کے درمیان متفرق ہو جائیں اور پھر واپس پلٹ آئیں۔ یہاں اگر تفرق واجب بھر خطبہ سننے کے بعد ہوا ہو تو ظاہر یہ ہے کہ خطبہ کو دوبارہ نہ پڑھا جائے، چاہے دیر سے واپس پلٹ آئیں۔ اسی طرح اگر خطبہ کے بعد متفرق ہو جائیں اور واپس پلٹ کے آئیں (تو یہاں بھی خطبہ کا اعادہ کرنا ضروری نہیں ہے)۔
اگر تفرق واجب بھر خطبہ سننے سے پہلے ہی واقع ہو جائے، یہاں اگر تفرق نماز جمعہ کو چھوڑ دینے کی نیت سے واقع ہوا ہو تو احتیاط یہ ہے کہ ہر حالت میں پھر سے خطبہ پڑھا جائے۔ لیکن اگر کسی عذر کی وجہ سے گئے ہوئے ہوں مثلاً بارش وغیرہ۔ اب اگر اتنی دیر ہو جائے جس سے وحدت عرفیہ ختم ہو جاتی ہو تو پھر سے خطبہ کا پڑھنا علی الظاہر واجب ہے ہاں اگر وحدت عرفیہ باقی ہو تو اسی پر بنا رکھتے ہوئے نماز جمعہ پڑھ لی جائے گی اور صحیح ہے۔

مسئلہ اگر تعداد واجب میں سے بعض ماٗمومین واجب بھر خطبہ سننے سے پہلے ہی اٹھ کر چلے جائیں اور زیادہ دیر کئے بغیر واپس آ جائیں اور امام نے بھی ان لوگوں کے جانے کے بعد سے خطبہ روک دیا ہو تو جہاں سے روکا ہے وہیں سے پھر شروع کر دے اور اگر امام نے خطبہ کو نہ روکا ہو تو جہاں سے ان لوگوں نے نہیں سنا اتنے حصے کو دوبارہ پڑھ لے۔ البتہ اگر جانے والے اتنی دیر کر کے پلٹے ہوں جس سے خطبہ کی وحدت عرفیہ ختم ہو گئی ہو تو شروع سے خطبہ کا اعادہ کرنا چاہیئے۔ اسی طرح اگر جانے والے تو نہیں پلٹے لیکن ان کے بدلے کچھ دوسرے لوگ آ گئے تب بھی امام کو خطبہ پھر سے پڑھنا چاہیئے۔

مسئلہ اگر لوگوں کی تعداد نصاب جمعہ (یعنی پانچ آدمی) سے زیادہ ہو تو کچھ لوگوں کے چلے جانے سے کوئی اثر نہیں پڑے گا بشرطیکہ بقیہ لوگوں کی تعداد نصاب بھر ہو۔

مسئلہ اگر امام کے نماز شروع کرنے کے بعد ماموین تکبیر سے پہلے چلے جائیں تو بظاہر جمعہ منعقد نہ ہو گا۔ اب رہی یہ بات کہ امام ظہر کی نیت کر لے یا بغیر ظہر کی نیت کئے اسی نماز کو ظہر کی طرح پڑھے۔ بلکہ نماز جمعہ کے نہ ہونے سے وہ

خود بخود ظہر ہو جائے گی۔ اس لئے چار رکعت پڑھے تو اس میں اشکال ہے۔ احوط یہ ہے کہ ظہر کی نیت کر کے مکمل کرے۔ پھر دوبارہ نماز ظہر بھی پڑھے۔ اس سے بھی زیادہ احتیاط کی صورت یہ ہے کہ شروع کی ہوئی نماز کو تو جمعہ کی طرح پڑھے اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھے۔ اگرچہ اس صورت میں اقرب یہ ہے کہ نماز جمعہ باطل ہے اس لئے اس کو چھوڑ کر نماز ظہر پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ اگر امام کے ساتھ چار آدمی نماز جمعہ شروع کر دیں، چاہے تکبیر ہی میں اقتدا کی ہو (یعنی دو خطبے سننے کے بعد) تو نماز جمعہ کو مکمل کرنا بنا بر مشہور واجب ہے چاہے ایک آدمی کے علاوہ بقیہ چھوڑ کر چلے جائیں۔ لیکن اشبہ یہ ہے کہ نماز باطل ہے۔ چاہے امام کے علاوہ سب ہی چلے گئے ہوں یا امام کے ساتھ دو ایک آدمی رہ گئے ہوں یا امام چلا گیا ہو اور چاروں ماموم رہ گئے ہوں یا امام کے ساتھ دو ایک ان میں سے بھی چلے گئے ہوں اور چاہے ان لوگوں نے ایک رکعت یا اس سے بھی کم نماز پڑھی ہو لیکن مناسب نہیں کہ احتیاط کو ترک کیا جائے پس نماز جمعہ کو تمام کریں اور اس کے بعد ظہر کو بجا لائیں۔ ہاں اگر دوسری رکعت کے بالکل آخر میں بلکہ دوسری رکعت کے رکوع کے بعد ہی دو ایک ماموم چلے گئے ہوں تو بعید نہیں ہے کہ نماز صحیح ہے لیکن پھر بھی اس کے بعد احتیاطاً ظہر پڑھ لے اور اس احتیاط کو ترک نہ کرنا چاہئے۔

مسئلہ دونوں خطبوں میں حمد واجب ہے اور اس کے بعد بنا بر احتیاط وجوبی اللہ کی ثنا و توصیف کی جائے اور احتیاط وجوبی یہ ہے کہ حمد لفظ اللہ سے ہو اگرچہ اقوی یہی ہے کہ حمد ہر اس عبارت سے کی جا سکتی ہے جس کا شمار حمد میں ہوتا ہو۔ پہلے خطبہ میں درود علی الاحوط اور دوسرے میں علی الاقوا واجب ہے اور تقویٰ اور خوف خدا کی وصیت اور ارشاد پہلے خطبہ میں علی الاقویٰ اور دوسرے میں علی الاحوط واجب ہے۔ نیز ایک چھوٹے سے سورہ کا پہلے خطبہ میں پڑھنا علی الاقویٰ اور دوسرے میں علی الاحوط ضروری ہے۔ دوسرے خطبہ میں علی الاحوط الاولیٰ رسول خداؐ پر درود و سلام کے بعد ائمہ معصومینؑ پر درود بھیجنا اور تمام مومنین و مومنات کے لئے استغفار کرنا بھی ضروری ہے۔ ویسے سب سے بہتر یہ ہے کہ مولائے کائناتؑ یا اہل بیت علیہم السلام کے جو خطبے منقول ہیں ان میں سے کسی ایک خطبہ کو پڑھنا چاہئے۔

مسئلہ حمد و صلوات کو علی الاحوط عربی میں ہی پڑھنا چاہئے۔ چاہے خطبہ پڑھنے والا اور سننے والے دونوں غیر عربی ہوں۔ البتہ وعظ وغیرہ کو علی الاقویٰ غیر عربی میں بھی کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ احوط تو یہ ہے کہ وعظ اور دیگر امور جو مسلمانوں کے مصالح سے متعلق ہوں سننے والوں ہی کی زبان میں ہوں اگر وہ مختلف زبانوں کے جاننے والے ہوں تو ان کی زبان میں کہا جائے۔ البتہ اگر تعداد واجبی تعداد سے زیادہ ہے تو واجبی تعداد والوں کی

زبان پر اکتفا جائز ہے لیکن احوط یہی ہے کہ سننے والوں کی زبان میں خطبہ کہا جائے ۔

مسئلہ خطبہ پڑھنے والے امام جمعہ کو اپنے خطبہ میں مسلمانوں کے دینی اور دنیاوی مصالح ، ممالک اسلامیہ و غیر اسلامیہ میں مسلمانوں کے لئے نفع بخش اور نقصان دہ حالات ، مسلمانوں کے دینی اور دنیاوی ضرورتوں کو ایسے سیاسی اور اقتصادی مسائل جو براہ راست معاشرہ اسلامی کے استقلال اور حیثیت کے متعلق ہوں ، ان کو مسلمانوں کی دوسروں کے ساتھ طرز معاشرت کو بیان کرنا چاہئے ۔ اسی طرح ان کو دوسری ظالم اور سامراجی حکومتوں کے دخیل ہونے سے ڈرانا چاہئے خصوصاً اس بات سے ڈرانا کہ وہ ان کے سیاسی و اقتصادی مسائل میں اس طرح دخل نہ دیں جس کے ذریعہ وہ مسلمانوں کا استحصال کر سکیں ۔ ان تمام چیزوں کا ذکر خطبہ میں کرنا چاہئے ۔ مختصر یہ ہے کہ حج و عیدین کی طرح نماز جمعہ اور اس کے خطبے بہت بڑی اہمیت کے حامل ہیں ۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمان اپنے سیاسی اور غیر سیاسی جملہ مسائل سے بہت ہی زیادہ غفلت برتتے ہیں جبکہ اسلام وہ دین ہے جس کی ہر شان و حالت سیاست پر مبنی ہے اور اسلام کا دین سیاست ہونا ہر اس شخص پر ظاہر ہے جو اسلام کے سیاسی ، حکومتی ، اقتصادی ، اجتماعی احکام پر ادنی تدبر رکھتا ہو ۔ پس وہ لوگ جو خیال کرتے ہیں کہ دین کو سیاست سے کوئی لگاؤ نہیں ہے اور یہ دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں وہ جاہل اور بے خبر ہیں اور یہ حقیقت میں نہ اسلام کی معرفت رکھتے ہیں اور نہ سیاست کو جانتے ہیں ۔

مسئلہ جمعہ کے خطبوں کو زوال سے اتنے پہلے شروع کرنا جائز ہے کہ خطبوں کے ختم ہوتے ہوتے زوال کا وقت ہو جائے لیکن احوط یہ ہے کہ زوال کے وقت خطبے پڑھے جائیں ۔

مسئلہ دونوں خطبوں کا نماز جمعہ سے پہلے ہونا واجب ہے ۔ پس اگر کسی نے خطبوں سے پہلے نماز پڑھ لی تو باطل ہے ، اور خطبوں کے بعد اگر وقت باقی ہو تو دوبارہ نماز پڑھنا واجب ہے ۔ ہاں اگر بھولے سے یا معلوم نہ ہونے کی وجہ سے نماز پہلے پڑھ لے تو بظاہر خطبوں کے بعد صرف نماز کا پڑھ لینا کافی ہے (خطبوں کا پھر سے پڑھنا واجب نہیں ہے) ۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ نماز کا دوبارہ پڑھنا بھی واجب نہیں تو اس کے لئے وجہ اوّل دلیل ہے ۔

مسئلہ خطیب کا کھڑا ہونا خطبہ پڑھنے کے وقت واجب ہے نیز خطیب اور امام کا ایک ہی ہونا ضروری ہے ۔ اگر خطیب کھڑا نہیں ہو سکتا تو جو شخص کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے وہی نماز بھی پڑھائے اور اگر عاجز خطیب کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہے تو نماز ظہر پڑھنی چاہئے ہاں اگر جمعہ واجب عینی ہو تو عاجز خطیب بیٹھ کر

خطبہ پڑھے لیکن اس صورت میں جمعہ کے بعد ظہر کا پڑھنا احوط ہے۔ دونوں خطبوں کے درمیان تھوڑی دیر بیٹھنا بھی واجب ہے۔

مسئلہ اگر اقویٰ نہ بھی ہو تب بھی اتنی زور سے خطبہ پڑھنا احوط ہے کہ جسے کم از کم چار آدمی سن لیں۔ بلکہ بظاہر آہستہ پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ اسمیں کوئی اشکال نہیں کہ وعظ و نصیحت آہستہ جائز نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اتنی زور سے خطبہ پڑھے کہ تمام حاضرین سن لیں۔ بلکہ ایسا کرنا احوط ہے ورنہ وعظ و نصیحت کے لئے اور ضروری مسائل بتانے کے لئے بڑے مجمع میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کرے۔

مسئلہ احوط بلکہ اوجہ یہ ہے کہ خطبہ کو کان لگا کر سننا واجب ہے اسی طرح خطبہ کے درمیان باتیں نہ کرنا احوط ہے اگرچہ اقویٰ یہ ہے کہ گفتگو مکروہ ہے۔ ہاں اگر گفتگو خطبہ کے سننے میں حارج ہوتی ہو اور اس کی وجہ سے خطبہ کا فائدہ حاصل نہ ہو تو گفتگو نہ کرنی چاہیئے۔ سننے والوں کا امام کی طرف خطبہ پڑھتے وقت رخ رکھنا اور نماز میں جتنی توجہ جائز ہے اس سے زیادہ خطبہ میں بھی ادھر ادھر ملتفت نہ ہونا احوط ہے، خطیب کو خطبہ دیتے وقت حدث و خبث سے پاک رہنا۔ اسی طرح سننے والوں کا بھی با طہارت ہونا احوط و اولیٰ ہے نیز یہ بھی احوط و اولیٰ ہے کہ خطیب خطبہ کے دوران خطابت سے مربوط باتوں کے علاوہ دوسری گفتگو نہ کرے۔ ہاں خطبوں کے بعد نماز شروع کرنے تک گفتگو کر سکتا ہے۔ خطیب کو بلیغ ہونا چاہیئے۔ یعنی موقع و محل کی مناسبت سے خطابت کرنے کا اہل ہو اور وہ ایسے جملے استعمال کرے جو فصیح ہوں۔ ان میں سخت اور مشکل عبارت نہ ہو۔ دنیا میں مسلمانوں پر جو بیت رہی ہے اس سے واقف ہو۔ خصوصاً اپنے اطراف کے حالات سے باخبر ہو۔ اسلام اور مسلمانوں کی مصلحتوں کو پہچاننے والا ہو۔ بہادر ہو۔ اللہ کے بارے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرتا ہو زمان و مکان کے لحاظ سے اظہار حق اور ابطال باطل کرنے والا ہو۔ جن چیزوں سے تاثیر کلام بڑھتی ہے ان کا پابند ہو۔ مثلاً اوقات نماز کا پابند ہو۔ اس میں اولیاء و صالحین کے اوصاف پائے جاتے ہوں۔ اس کے قول و فعل میں مطابقت ہو جن چیزوں سے خود اس کی یا اس کے کلام کی اہمیت گھٹتی ہو ان سے پرہیز کرنے والا ہو۔ یہاں تک کہ زیادہ مزاح کرنے والا، باتونی اور لایعنی کلام کرنے والا نہ ہو اور یہ سب باتیں دنیا اور ریاست دنیا کے لئے نہ ہوں۔ کیونکہ ہر غلطی اور اشتباہ کا سبب اور سر یہی حب دنیا ہے۔ بلکہ خالصۃً لوجہ اللہ ہو تاکہ اس کا کلام لوگوں کے دلوں میں اثر انداز ہو اور مستحب ہے کہ گرمی، سردی ہر زمانہ میں وہ عمامہ باندھے، یمنی یا عدنی ردا اوڑھے پاک و پاکیزہ لباس پہنے اور خوشبو لگائے۔ سکون و وقار سے رہے۔ منبر پر جاکر حاضرین کو سلام کرے، اس کا رخ لوگوں کی طرف ہو اور

لوگوں کا رُخ اس کی طرف ہو۔ خطبہ پڑھتے وقت کمان، عصا، تلوار وغیرہ پر ٹیک لگائے ہو۔ خطبہ سے پہلے موذن کے اذان کہتے وقت منبر پر بیٹھا رہے۔

مسئلہ تین میل سے کم میں ہونے والی دو نماز جمعہ اگر ایک ساتھ شروع ہوں تو دونوں باطل ہیں۔ ورنہ جو پہلے شروع ہوئی ہو وہ صحیح ہے چاہے صرف تکبیرۃ الاحرام پہلے کہی گئی ہو اور چاہے نمازی جانتے ہوں کہ دوسری نماز بعد میں ہوئی ہے یا نہ جانتے ہوں۔ اسی طرح بعد والی نماز باطل ہے چاہے اس کے نمازیوں کو معلوم ہو کہ اس سے پہلے نماز جمعہ ہوئی ہے یا نہ معلوم ہو۔ نماز کی صحت کا دار و مدار نمازی کے تقدم و تاخر پر ہے۔ خطبہ کے آگے پیچھے ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس لئے اگر ایک جماعت کا خطبہ پہلے شروع ہوا اور دوسری کی نماز پہلے شروع ہوئی تو دوسری نماز صحیح رہے گی، پہلی باطل ہو جائے گی۔

مسئلہ جس جگہ نماز جمعہ پڑھنا چاہیں وہاں احتیاطاً پہلے یہ معلوم کر لینا چاہیئے کہ حد شرعی کے اندر اسی وقت یا اس سے پہلے کوئی نماز جمعہ تو نہیں ہوتی اگرچہ اشبہ یہ ہے کہ جب تک دوسری نماز جمعہ کے ایک ساتھ ہونے یا مقدم ہونے کا علم نہ ہو جائے اس وقت تک نماز جمعہ کا منعقد کرنا صحیح ہے اور جمعہ بھی صحیح رہے گا بلکہ بظاہر یہ جانتے ہوئے کہ نماز جمعہ ہوتی ہے، دوسری نماز جمعہ منعقد کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ پہلے جمعہ کا اسی وقت میں ہونا یا اس سے پہلے ہونا مشکوک ہو۔

مسئلہ نماز جمعہ پڑھ لینے کے بعد اگر دوسری نماز جمعہ ہونے کا علم ہو اور دونوں جماعتوں کے بارے میں آگے پیچھے ہونے کا احتمال ہو تو بظاہر دونوں پر نہ جمعہ کا اعادہ واجب ہے نہ ظہر کا۔ اگرچہ احوط یہی ہے کہ اعادہ واجب ہے۔ اب اگر کوئی تیسری جماعت جو ان دونوں جمعوں میں شریک نہیں ہوئی ہے، تیسرا جمعہ پڑھنا چاہتی ہے تو جب تک اسے دونوں جمعوں کے باطل ہو جانے کا علم نہ ہو جائے، اس وقت تک تیسرا جمعہ نہیں پڑھا جا سکتا۔ بلکہ اگر ایک نماز کے صحیح ہونے کا احتمال بھی ہو تب بھی تیسری جماعت کا برپا ہونا جائز نہیں۔

جن لوگوں پر نماز جمعہ واجب ہے

مسئلہ نماز جمعہ واجب ہونے کی چند شرائط ہیں۔ انسان مکلف ہو، مرد ہو، آزاد ہو، مسافر نہ ہو، اندھا نہ ہو، مریض نہ ہو، بہت زیادہ بوڑھا نہ ہو، اس کے گھر اور نماز جمعہ کی جگہ تک دو فرسخ (چھ میل شرعی) سے زیادہ کا فاصلہ نہ ہو اگر ہم جمعہ کو عینی مانیں تو ان لوگوں کے اوپر جمعہ میں پہنچنا واجب نہیں ہے۔ اور نہ ان پر نماز جمعہ واجب ہو گی۔

چاہے پہونچنے میں ان لوگوں کو کوئی مشقت اور زحمت بھی نہ ہوتی ہو۔

مسئلہ یہ لوگ اگر کسی طرح جمعہ میں پہنچ جائیں اور نماز جمعہ پڑھ لیں تو نماز جمعہ صحیح ہے اور نماز ظہر کی ضرورت نہیں ہے یہی حکم ان لوگوں کا بھی ہے جن کو کسی وجہ سے جمعہ نہ پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے جیسے بارش ہو رہی ہو، بہت سردی پڑ رہی ہو یا کسی کے پیر نہ ہو یا اسی طرح کے دوسرے اسباب جن کی وجہ سے وہاں جانے میں سخت زحمت ہو۔

البتہ دیوانہ کی نماز جمعہ صحیح نہیں ہے۔ بچہ کی نماز صحیح ہے لیکن بچہ سے تکمیل عدد جائز نہیں ہے اور نہ صرف بچوں سے نماز جمعہ منعقد ہو سکتی ہے۔

مسئلہ مسافر اگر نماز جمعہ پڑھ لے تو صحیح ہے۔ پھر ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اگر بہت سے مسافر، غیر مسافر کو لئے بغیر کسی جگہ نماز جمعہ منعقد کرنا چاہیں تو نہیں ہو سکتی۔ بلکہ مسافرین پر ظہر پڑھنی واجب ہوگی لیکن اگر تمام مسافر دس دن ٹھہرنے کی نیت کر لیں تب جمعہ منعقد کر سکتے ہیں۔ مسافر سے بھی عدد واجب کی تکمیل نہیں کی جا سکتی۔

مسئلہ عورت نماز جمعہ پڑھ سکتی ہے۔ اگر پڑھ لے تو صحیح ہے ظہر کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ بشرطیکہ جمعہ میں عورت کے علاوہ پانچ مرد ہوں۔ لیکن صرف عورتیں یا عورتوں کے ذریعہ سے عدد واجب مکمل ہوتا ہو، تب بھی نماز جمعہ منعقد نہیں ہو سکتی۔ نماز جمعہ صرف مردوں سے منعقد ہو سکتی ہے۔

مسئلہ شرائط مکمل ہونے کے بعد دیہاتیوں اور شہریوں سب پر نماز جمعہ واجب ہے۔ بلکہ خیموں میں زندگی بسر کرنے والوں اور صحرا نشینوں پر بھی واجب ہے۔ بشرطیکہ کسی جگہ پر مستقل سکونت پذیر ہو جائیں۔

مسئلہ خنثیٰ مشکل کی نماز صحیح ہے لیکن نہ اسے امام بنایا جا سکتا ہے اور نہ اس کے ذریعہ سے عدد واجب کی تکمیل ہو سکتی ہے اس لئے اگر عدد واجب کی تکمیل خنثیٰ پر موقوف ہو تو جمعہ کے بدلے ظہر واجب ہوگی۔

نماز جمعہ کا وقت

مسئلہ نماز جمعہ کا وقت زوال شمس سے داخل ہوتا ہے جب زوال ہو جائے تو نماز جمعہ واجب ہو جاتی ہے۔ اس لئے اگر امام ٹھیک زوال کے وقت دونوں خطبوں سے فارغ ہو جائے اور نماز جمعہ شروع کر دے تو صحیح رہے گی۔ البتہ جمعہ کا وہ آخری وقت کہ جس کے بعد جمعہ پڑھی ہی نہ جا سکے، اس میں اختلاف ہے۔ احوط یہ ہے کہ عرف عام میں زوال کے بعد اوائل کا اطلاق جہاں تک ہوتا ہے، اس سے تاخیر نہ کرنا چاہئے۔ اگر اس وقت تک

نماز جمعہ پڑھی ہے تو پھر علی الاحوط نماز ظہر پڑھنی چاہیئے۔ اگرچہ بعید نہیں ہے کہ عام لوگوں کے سایہ کے دو قدم برابر پہنچنے تک نماز جمعہ کا وقت ہے۔

مسئلہ اگر جمعہ کا وجوب عینی ہو تو اتنا لمبا خطبہ پڑھنا جائز نہیں ہے جس سے نماز کا وقت نکل جائے۔ اگر کسی نے اتنا لمبا خطبہ پڑھا تو وہ گنہگار ہے۔ اب اسے جمعہ کے بدلے ظہر پڑھنی چاہیئے۔ یہی صورت جمعہ کو واجب تخیری ماننے پر رہے گی۔ وقت گذر جانے کے بعد نماز جمعہ کی قضا نہیں ہوتی۔

مسئلہ اگر لوگوں نے نماز جمعہ شروع کی اور جمعہ کا وقت ختم ہو گیا تو ایسی صورت میں اگر ایک رکعت بھی وقت کے اندر ہو گئی ہے تب تو جمعہ صحیح ہے ورنہ علی الاشبہ باطل ہے۔ احوط یہ ہے کہ جمعہ مکمل کر کے نماز ظہر بھی پڑھے۔ اگر جان بوجھ کر جمعہ میں اتنی تاخیر کر دے کہ صرف ایک رکعت کا وقت باقی رہ جائے تو اگر جمعہ کو عینی مانا جائے تو یہ لوگ گنہگار ہوئے لیکن ان کی نماز صحیح ہو گی۔ لیکن اگر جمعہ کو واجب تخیری مانا جائے جیسا کہ اقوی یہی ہے تو احوط یہ ہے کہ اب ظہر پڑھی جائے۔ بلکہ تقاضائے احتیاط تو یہ ہے کہ اگر جمعہ کا وجوب تخیری مانا جائے تو پہلی صورت میں بھی جمعہ کے بعد ظہر پڑھنی چاہیئے۔

مسئلہ اگر یقین ہے کہ ابھی اتنا وقت باقی ہے جس میں مختصر طور واجبی خطبے اور مختصر طریقے سے دونوں رکعتیں پڑھی جا سکتی ہیں تو نماز جمعہ اور ظہر کے پڑھنے میں اختیار ہے۔ جس کو چاہے پڑھے۔ لیکن اگر یقین ہو جائے کہ اب اتنا بھی وقت باقی نہیں ہے تو ظہر کا پڑھنا واجب ہے اور اگر وقت باقی ہونے میں شک ہو اور نماز پڑھ لے تو صحیح ہے لیکن اگر بعد میں معلوم ہو جائے کہ ایک رکعت کے لئے بھی وقت باقی نہیں تھا تب ظہر پڑھنی چاہیئے۔ اگر یہ معلوم ہو کہ وقت باقی ہے لیکن اس میں شک ہے کہ اتنی دیر میں نماز جمعہ پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں تو نماز جمعہ کا شروع کر دینا صحیح ہے۔ اب اگر اتنا وقت تھا تو نماز جمعہ صحیح رہے گی۔ ورنہ نماز ظہر پڑھنی پڑے گی۔ لیکن احوط یہ ہے کہ اس صورت میں نماز ظہر ہی پڑھے۔ بلکہ اس سے پہلے والی صورت میں جبکہ ایک رکعت کا وقت ہو اس میں بھی ظہر پڑھنی چاہیے

مسئلہ اگر وسیع وقت میں معتبر تعداد کے ساتھ امام نماز جمعہ شروع کرے اور موجودہ ماموین کے علاوہ کوئی دوسرا ماموم خطبہ اور نماز کے ابتدائی حصہ کو نہ پاسکے مگر اسے امام کے ساتھ ایک رکعت مکمل مل جائے تو اسے امام کے ساتھ ایک رکعت جمعہ کی پڑھنا چاہیئے اس کے بعد ایک رکعت اور فرادی پڑھنی چاہیئے اس طرح اس کی نماز صحیح ہو گی۔ امام کو رکوع میں پا لینا پوری رکعت کا پا لینا ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص رکوع کرے اور امام سے

قیام کے لئے سر نہ اٹھایا ہو تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔

البتہ اگر کوئی شخص رکوع کی تکبیر (امام کے ساتھ) نہ پا سکے تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ چار رکعت ظہر کی پڑھے اور اگر تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے پھر اسے شک ہو کہ امام رکوع میں تھا یا نہیں اور میں نے اسے رکوع میں پا لیا ہے یا نہیں تو اس کی یہ نماز جمعہ کی نماز نہ ہوگی۔ البتہ اسے اس سلسلے میں اشکال ہے کہ یہ نماز باطل ہو جائے گی یا صحیح ہوگی اور اسے ظہر قرار دے کر مکمل کرنا چاہئے۔ یہاں پر احتیاط یہ ہے کہ اسے ظہر قرار دے کر مکمل کرے اور دوبارہ نماز ظہر پڑھے۔

فروع

نماز جماعت کی تمام شرائط نماز جمعہ میں بھی ضروری ہیں۔ مثلاً۔

۱۔ درمیان میں کوئی آڑ نہ ہو، امام اونچی جگہ پر نہ کھڑا ہو، امام و ماموم میں دوری نہ ہو، وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح امام جمعہ کیلئے وہی باتیں ضروری ہیں جو امام جماعت کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً عاقل ہو، مومن ہو، حلال زادہ ہو، عادل ہو وغیرہ وغیرہ البتہ جمعہ میں عورتیں اور بچے امام نہیں ہو سکتے اگرچہ جمعہ کے علاوہ دوسری نماز ہائے جماعت میں اس کو جائز بھی مانا جائے کہ عورتیں اور بچے اپنے ہم صنفوں کے امام ہو سکتے ہیں۔

۲۔ جمعہ کے دن دوسری اذان بدعت ہے۔ اسی کو تیسری اذان بھی کہا جاتا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اذان و اقامت کے بعد تیسرے نمبر پڑتی ہے یا مومنین کی اطلاع اور نماز کے لئے یہ تیسری اذان ہوتی ہے اور یا پھر اس کی وجہ یہ ہو کہ اذانِ صبح اور اذان ظہر کے بعد ہوتی ہے۔ اس لئے اس لئے اس کو تیسری اذان کہتے ہیں۔ بظاہر یہ وہ اذان نہیں ہے جو عصر کے لئے کہی جاتی ہے۔

۳۔ خرید و فروخت یا اس کے علاوہ دوسرے معاملات جمعہ کے دن اذان کے بعد ہمارے زمانہ میں جب کہ نماز جمعہ واجب عینی نہیں ہے حرام نہیں ہے۔

۴۔ پہلی رکعت میں امام کے ساتھ رکوع پا جانے والا ماموم اگر اژدہام وغیرہ کی وجہ سے امام کے ساتھ سجدہ نہ کر سکے اور اسے امام کے بعد سجدہ کر کے رکوع سے پہلے یا رکوع میں امام سے مل جانا ممکن ہو تو ایسا کر لینا چاہئے اس کی نماز صحیح رہے گی۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو رکوع میں امام کی متابعت نہ کرے۔ بلکہ جب امام دوسری رکعت کے لئے سجدۂ اول میں پہنچے تو اس کے ساتھ سجدے بجا لائے۔ اور نیت یہ رہے کہ دونوں سجدے

پہلی رکعت کے ہیں۔ ایسا کرنے سے امام کے ساتھ ایک رکعت مکمل ہو جائے گی پھر دوسری رکعت اکیلا کھڑا ہو کر پڑھ لے اس کی نماز مکمل ہو جائے گی لیکن اگر اس نے یہ نیت کر لی کہ یہ دونوں سجدے دوسری رکعت کے ہیں تو بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ ان دونوں کو کالعدم سمجھ کر پہلی رکعت کے لئے سجدے کرے اور دوسری رکعت فرادیٰ پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح رہے گی۔ روایت میں بھی یہی وارد ہے اور بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ اگر اس نے دوسری رکعت کی نیت سے سجدے کئے ہیں تو نماز باطل ہے۔ ویسے یہاں پر ایک احتمال اور بھی ہے اور وہ یہ کہ اگر اس نے دوسری رکعت کی نیت سے غفلت یا جہالت کی وجہ سے سجدے کر لئے ہیں تب تو دونوں سجدوں کو پہلی رکعت میں شمار کر لیا جائے گا اور دوسری رکعت فرادیٰ پڑھ لے۔ لیکن بہرصورت مسئلہ محل اشکال ہے۔ احوط یہ ہے کہ دونوں سجدوں کو کالعدم کر کے پہلی رکعت کے لئے اور سجدے کرے اور اس کے بعد دوسری رکعت نماز پڑھ کر تمام کرے۔ پھر بعد میں نماز ظہر بھی پڑھے۔ اسی طرح سے اگر یہ دونوں سجدے امام کی متابعت کے قصد سے بجا لائے جب بھی یہی حکم ہے۔

۵۔ نماز جمعہ دو رکعت ہے۔ نماز جمعہ نماز صبح کے طریقے سے پڑھی جاتی ہے۔ اس میں حمد و سورہ آواز سے پڑھنا مستحب ہے۔ پہلی رکعت میں حمد کے بعد سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد سورۂ منافقون پڑھنا مستحب ہے۔ نماز جمعہ میں دو قنوت ہیں۔ پہلا قنوت پہلی رکعت کے رکوع سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور دوسرا قنوت دوسری رکعت کے رکوع کے بعد پڑھا جاتا ہے۔

امام خمینی کی خدمت میں چند جدید سوالات اور انکے جوابات

مسائل تقلید

سوال :۔ حضرت عالی کے رسالہ میں بعید نہیں قرب سے خالی نہیں یا وجہ سے خالی نہیں، کی عبارات سے مراد فتوی ہے یا نہیں؟ اور اگر فتوی کے بعد" احتیاط ترک نہ کی جائے" کے الفاظ ہوں تو کیا اس سے مراد احتیاط واجب ہے ؟

جواب :۔ مذکورہ تعبیرات سے فتوی مراد ہے مگر یہ کہ کوئی قرینہ اس کے خلاف ہو اور" احتیاط ترک نہ کی جائے" کے الفاظ اگر فتوی کے بعد ذکر ہوں تو تاکید حسن احتیاط کے بیان کے لئے ہیں۔

س :۔ مومنین کی تقلید اغلب طور پر اعلم کی تحقیق و تشخیص کے بغیر ہے مثلاً ماہ مبارک میں کوئی مبلغ کسی دیہات میں تشریف لے جاتا ہے اور لوگوں کو کسی مرجع و مجتہد کے فتوی سے آگاہ کرتا ہے یا رسمی طور پر لوگوں کے درمیان اس کی تعریف کرتا ہے۔ لوگ حسن نیت کے طور پر اس کو قبول کر لیتے ہیں۔ کیا اس قسم کی تقلید بھی ثمر آور ہے یا نہیں؟ اور کیا ضروری ہے کہ ان کو آگاہ کیا جائے کہ وظیفہ کیا ہے؟ یا چونکہ غیر اعلم کی تقلید کرتے ہیں اور معلوم نہیں کہ ان کا فتوی اعلم کے فتوی کے مخالف ہے۔ لہذا اس میں اشکال نہیں؟

ج :۔ حکم شرعی کو بیان کرنا چاہیئے لیکن خصوصی طور پر لوگوں کو آگاہ کرنا ضروری نہیں ہے اور اگر تقلید شرعی اصولوں کے مطابق نہ ہو تو صحیح نہیں ہے۔

وضو کے بارے میں

س : اگر وقت نماز سے پہلے کوئی وضو کرے کیا وہ وضو نماز کے لئے صحیح ہے یا نہیں؟ اور صحیح ہونے کی صورت میں کیا وقت نماز قریب ہونے یا نہ ہونے میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔

ج : اس کا وضو صحیح ہے، وقت سے پہلے اور وقت کے بعد وضو کرنا مستحب ہے۔

س : میت کو غسل سے پہلے یا غسل کے بعد مسجد میں رکھنا اور مسجد کے صحن میں میت کو دھونا اور غسل دینا جائز ہے؟

ج : میت کو غسل سے پہلے مسجد میں رکھنے سے اگر نجاست کے پھیلنے اور مسجد کی بے حرمتی کا باعث نہ ہو تو کوئی حرج نہیں اور غسل دینے کے بعد کوئی اشکال نہیں اگر مسجد کا صحن مسجد نہ ہو اور میت کے وہاں دھونے اور غسل دینے میں وقف کی مخالفت لازم نہ آتی ہو اور مسجد کی بے حرمتی کا باعث بھی نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اوقات نماز و روزہ

س : وہ راتیں جن میں چاندنی صبح تک رہتی ہے اگر کوئی یقین کرے کہ صبح صادق طلوع ہو چکی ہے۔ کیا نماز پڑھ سکتا ہے یا صبر کرے تاکہ صبح کی سپیدی واضح طور پر آشکار ہو جائے اور اسی طرح ماہ رمضان کے روزہ کو بند کرنے میں اس کے لئے کیا حکم ہے اور جب وقت نماز سپیدی کے آشکار ہونے سے شروع ہو جاتا ہو، بادل والی راتوں میں یا ان شہروں میں جنمیں بجلی کی روشنی اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ کافی دیر تک صبر کرنے کے بعد سپیدی واضح ہو جاتی ہے اگر فجر یقینی کے بعد تقریباً دس منٹ تک صبر کرے آیا دس منٹ بعد صبح کی نماز کا وقت ہے یا نہیں؟

ج : چاندنی راتوں میں احتیاط لازم یہ ہے کہ صبر کرے تاکہ صبح کی سپیدی افق پر ظاہر ہو جائے اور چاند کی چاندنی پر غالب ہو جائے بلکہ وجہ سے خالی نہیں ہے اور یہ حکم بجلی کی روشنی اور بادل والی راتوں میں نہیں ہے اور چاندنی راتوں میں روزہ کے لئے احتیاط پر عمل کرے۔ اگرچہ بعید نہیں ہے کہ جیسا اوپر ذکر کیا گیا اس سے قبل روزہ بند کرنا لازم نہ ہو۔

بعض مسائل نماز

س: اگر کوئی شخص عصر کی نیت سے نماز شروع کرے اور درمیان میں خیال آجائے کہ نماز ظہر پڑھ رہا ہے چنانچہ اسی خیال سے نماز کا کچھ حصہ بھی ادا کرے اور نماز ختم کرنے سے پہلے یاد آجائے کہ اس کی ظہر کی نماز نہیں ہے بلکہ عصر کی ہے اور اس نے عصر ہی کی نیت سے نماز شروع بھی کی تھی تو کیا اس کی نماز صحیح ہے؟ اسی طرح اگر نماز ختم ہونے کے بعد یاد آئے تو اس کی تکلیف کیا ہے؟

ج : نماز صحیح ہے چاہے ختم نماز سے پہلے یاد آئے یا بعد میں۔

س : اگر کسی کو حالت قیام میں شک ہو جائے کہ پہلی رکعت ہے یا دوسری تو کیا وہ شخص اسی شک کی حالت میں قرأت کو تمام کر کے رکوع میں جا کر تردی (فکر) کر سکتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح افعال میں مثلاً سجدہ میں شک ہو کہ

یہ پہلا سجدہ ہے یا دوسرا اور اسی حالت شک میں ذکر سجدہ مکمل کرے پھر بیٹھ کر تروی کرے کیا یہ جائز ہے ؟
ج : جس وقت شک پیدا ہو اسی وقت تروی (فکر) کرے اور اگر تروی (فکر) کے بغیر اس خیال سے کہ بعد میں فکر کرے گا کہ میری تکلیف کیا ہے نماز کو جاری رکھے تو حالت شک اور جہل میں جو بھی عمل بجا لایا ہے اس کی صحت محل اشکال ہے۔

احکام نماز

س : زمانہ غیبت میں نماز جمعہ واجب عینی ہے یا تخیری ؟ نیز جمعہ کے بعد ظہر کی ضرورت رہتی ہے یا نہیں ؟ اور اگر جمعہ کے بعد ظہر کی ضرورت رہتی ہے تو کیا جو پیش نماز جمعہ کو واجب جانتا ہے اس کی اقتدا میں نماز عصر پڑھی جا سکتی ہے ؟ یا یہ کہ عصر جماعت سے پڑھ لی ہے تو اسے دوبارہ پڑھنا ضروری ہے ؟
ج : نماز جمعہ واجب تخیری ہے اور جمعہ کے بعد ظہر کا پڑھنا احوط استحبابی ہے۔ عصر کی نماز ایسے امام کے پیچھے با اقتدا پڑھی جا سکتی ہے۔
س : جس کے ذمہ سجدہ سہو واجب ہو اور وہ بھول جائے اور نماز شروع کر دے نماز کے درمیان میں یاد آئے کہ سجدہ سہو نہیں کیا تو اس کی تکلیف کیا ہے ؟
ج : اگر واجب نماز پڑھ رہا ہے تو نماز ختم کر کے فوراً سجدہ سہو کا بجا لانا لازم ہے۔

روزہ کے مسائل

س : اگر کوئی بچہ اس گمان سے کہ بلوغ کی مدت پندرہ سال شمسی ہے ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھے اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ ماہ رمضان سے پہلے ہی پندرہ سال قمری پورے ہو چکے تھے تو کیا اس پر روزہ کا کفارہ بھی لازم ہے ؟
ج : کفارہ لازم نہیں لیکن قضا بجا لانا چاہئے۔
س : بالغ بچے یا وہ جوان جن کے لئے زیادہ کمزوری اور ضعف کی وجہ سے روزہ رکھنا سخت ہے وہ کیا کریں ؟
ج : روزہ کی وجہ سے پیدا ہونے والی کمزوری سے روزہ کو ترک کرنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر حرج لازم آئے تو ضرورت کو رفع کرنے پر اکتفا کیا جائے اور قضا کریں۔
س : جو شخص ماہ رمضان میں اپنے وطن سے دن کو سفر کرتا ہے اور اسی روز زوال آفتاب سے پہلے

واپس پلٹ آتا ہے اور کوئی ایسا کام بھی نہیں کرتا جو مبطل روزہ ہو آیا اس کا حکم اس شخص کے حکم کی طرح ہے جو مسافر تھا اور ظہر سے پہلے واپس وطن آجاتا ہے یا اس کے لئے کوئی اور حکم ہے؟

ج: اگر وطن لوٹنے تک روزہ باطل کرنے کا کوئی کام انجام نہیں دیا اور روزہ کی نیت کے ساتھ امساک کیا تو روزہ صحیح ہے۔

س: جب کوئی اپنا روزہ جان بوجھ کر باطل کردے۔ اب اگر وہ دن میں غسل ارتماسی کرے تو اس کا غسل صحیح ہے یا نہیں؟

ج: غسل ارتماسی کا صحیح ہونا مشکل ہے اور احوط یہ ہے کہ غسل نہ کرے۔

س: جو افراد افیوں کے عادی ہیں اور اس کو ترک بھی نہیں کرسکتے اور ایسی صورت میں روزہ نہ بصورت ادا اور نہ ہی قضا رکھ سکتے ہیں کیا اس قسم کے افراد مریض کے حکم میں ہیں اور کیا ہر روزہ کے بدلے ایک مد کفارہ ادا کریں یا ان کیلئے کوئی اور حکم ہے؟

ج: ان کے لئے روزہ رکھنا واجب ہے اور سخت مجبوری کے عالم میں حالت روزہ میں دفع ضرورت کے مطابق افیون کا استعمال کرنا جائز ہے۔

احکام نماز جماعت

س: جناب عالی کے رسالہ عملیہ میں ہے کہ اگر نماز جماعت پڑھنے والا ستون کے پیچھے کھڑا ہو اور سامنے والی صف سے اتصال نہ ہو تو اس کی نماز میں اشکال ہے۔ کیا داہنے اور بائیں جانب میں سے کسی ایک جانب سے اتصال ہونے کی صورت میں بھی نماز میں اشکال ہے جبکہ سامنے والی صف دیکھ سکتا ہو؟

ج: احتیاط لازم یہ ہے کہ سامنے سے اتصال قائم ہو۔

س: نماز جماعت میں تجافی کی حالت میں (تجافی یعنی جب امام تشہد پڑھنے میں مشغول ہو تو مأموم کو گھٹنوں کو بلند کئے ہوئے ہاتھوں کی انگلیوں اور پاؤں کے تلووں کے بل بیٹھا رہنا چاہیئے اور جب امام سلام شروع کرے تو کھڑا ہو جائے) آیا مأموم خاموش بیٹھ سکتا ہے یا واجب تخیری کے طور پر تشہد یا ذکر تسبیح پڑھتا ہے اور اسی طرح اگر تجافی جان بوجھ کر یا جہالت کے طور پر یا بھول کر ترک کردے تو نماز یا جماعت میں اشکال نہیں ہے؟

ج: ذکر تشہد و تسبیح لازم نہیں لیکن تجافی کرنا ضروری ہے اور اگر نہ کرے تو نماز اور جماعت باطل نہ ہوگی۔

نمازِ عیدین

س:
پہلے آپ نے نمازِ عیدین (فطر و قربان) کو باجماعت پڑھنے کی اجازت نہیں فرمائی تھی لیکن اخیراً سننے میں آیا ہے کہ آپ نے اجازت فرمائی ہے کیا یہ صحیح ہے؟

ج: احتیاط واجب یہی ہے کہ ان کو جماعت کے ساتھ نہ پڑھا جائے البتہ رجائے مطلوبیت کی نیت سے پڑھ سکتے ہیں لیکن اگر فقیہ عادل جماعت پڑھائے تو اس کے ساتھ باجماعت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسافر کی نماز و روزہ کے احکام

س: جو لوگ جہاز یا ریل گاڑی میں چائے پلانے وغیرہ کا کام کرتے ہیں اور کبھی کبھی اپنے وطن میں دس دن یا زیادہ رہتے ہیں ان کے لئے نماز و روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر جہاز اور ریل گاڑی کے ملازم شمار ہوتے ہیں تو انہیں نماز بھی پوری پڑھنی چاہیئے اور وہ روزہ رکھنا بھی واجب ہے ورنہ دوران سفر مسافر والے حکم میں شمار ہونگے۔

س: جو شخص سال میں دو تین مرتبہ سفر کرتا ہے اور ہر سفر تین چار ماہ تک جاری رہتا ہے اور سال کے باقی دن وطن میں رہتا ہے اس کے لئے نماز روزے کا کیا حکم ہے۔

ج: اگر اس کا سفر شغل نہیں ہے تو سفر میں نماز و روزہ قصر ہیں۔

س: وہ چرواہا جو سال میں نو مہینے بھیڑ بکریوں کے ساتھ باہر رہتا ہے اور کسی جگہ پر بھی دس دن قیام نہیں کرتا اور تین ماہ سردیوں میں اپنے وطن میں رہتا ہے اس کے نماز و روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: چرواہے کے زمانے میں اگر سفر کی شرعی مقدار تک بھی جائے تو بھی نماز تمام ہے۔

س: طالب علم جو قم میں مدت غیر معینہ کے قصد سے ٹھہرے ہوئے ہیں اگر ہفتہ میں ایک مرتبہ سفر کریں تو کیا ان کا قصد اقامت ختم ہو جائے گا یا کیونکہ یہ افراد مدت غیر معینہ کا قصد کئے ہوئے ہیں قم ان کا وطن شمار ہو گا؟ اور ان کی نماز تمام ہو گی؟

ج: وطن شمار نہیں ہو گا اور ان کی نماز قصر ہو گی مگر یہ کہ اقامت کا ارادہ کریں۔

س: کیا وطن سے اعراض کا مقصد یہ ہے کہ وہاں ہمیشہ رہنے کا خیال نہ ہو یا یہ کہ بطور کلّی قطع رابطہ کرے اور اپنی جائداد کو فروخت کرے؟

ج: وطن میں ٹھہرنے سے اعراض ہی کافی ہے ضروری نہیں کہ اپنی جائداد کو فروخت کرے لیکن واپس نہ پلٹنے کا ارادہ ہونا چاہئے۔

نماز مسافر کے بعض احکام

س: وہ افراد جن کا شغل سفر نہیں بلکہ مثلاً کسی جگہ استاد کے عنوان سے ڈیوٹی پر ہیں اور ان کے محل سکونت سے ڈیوٹی کی جگہ تک مسافت شرعی کا فاصلہ ہے اور وہ ڈیوٹی والی جگہ سے ہر روز یا دس دن توقف کے بغیر محل سکونت کی طرف رفت و آمد کرتے ہیں۔ ان کے لئے نماز و روزہ کا کیا حکم ہے، آیا نماز و روزہ کے حکم میں فرق ہے؟

ج: ان کی نماز قصر ہے اور روزہ نہیں رکھ سکتے اور نماز و روزہ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے لیکن اس سال کے روزوں کی قضا دوسرے ماہ رمضان سے پہلے بجالائیں۔

س: جو شخص مختلف شہروں کے درمیان بجلی یا ٹیلیفون کی تاروں کو درست کرنے پر مأمور ہے کہ ہر روز جائے اور جنگلوں میں پھرے تاکہ اگر کوئی تار خراب ہو جائے تو اس کو درست کرے اور قصد و ارادہ سے مسافت شرعی یا اس سے بھی زیادہ جائے، کیا اس کی نماز قصر ہے یا تمام؟

ج: فرض سوال کی صورت میں سفر شغل شمار ہوگا اور نماز تمام ہے۔

س:۔ جو افراد محکمۂ خون گیری میں ملازم ہیں اور اپنے افسران کے حکم کے مطابق ہر روز لوگوں سے خون لینے یا خون دینے کے لئے سفر میں ہیں ان کے لئے نماز و روزہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج: اگر ان کا کام ہر وقت چکر لگاتے رہنا ہے تو سفر شغل شمار ہوگا ورنہ مسافر والا حکم جاری ہوگا۔

س: جو لوگ سڑک کی تعمیر پر مامور ہیں کہ ہر روز جا کر بیابان میں سڑک درست کریں جس کے نتیجہ میں مسافت کی مقدار یا اس سے دور تک چلے جاتے ہیں کیا ان کی نماز قصر ہے یا پوری؟

ج:۔ فرض سوال کی صورت میں نماز قصر ہے مگر یہ کہ ابتدائے حرکت کے وقت مسافت کا قصد نہ کیا ہو بلکہ بتدریج انجام کار کے لئے حد مسافت سے آگے چلے جائیں تو اس صورت میں نماز تمام ہے۔

س:۔ مثلاً وہ طالب علم جو دوسرے شہروں سے قم میں آئے ہوئے ہیں اور مشغول تحصیل علم ہیں اور آئندہ ہمیشہ رہنے کا

ارادہ بھی نہیں رکھتے کیا قم ان کے لئے وطن شمار ہوگا؟ اور اسی طرح جب ان کا ارادہ ہو کہ تحصیل علم کے بعد اپنے وطن یا کسی دوسری جگہ چلے جائیں گے تو ایام تحصیل علم میں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

ج: واپس پلٹنے کا پکا ارادہ ہو تو مسافر والا حکم جاری ہوگا۔ اور واپس لوٹنے یا رہنے میں تردد کی صورت میں اگر مدت اقامت اتنی طولانی ہو جائے کہ عرفاً اسے مقیم کہا جائے تو حکم وطن جاری ہوگا۔ اور اگر عرفاً اسے مقیم نہ کہا جائے تو حکم مسافر جاری ہوگا

س: ایک شخص مستقل طور پر حکومتی ادارہ میں مشغول کار ہے اور ایک دو دن اس کا شغل ڈرائیوری ہے یعنی دو دن وطن میں ہے اور ایک دو دن سفر میں ڈرائیوری کے کام میں مشغول ہے کیا مدت مسافرت میں اس کی نماز قصر ہے یا تمام؟

ج: اگر سفر میں ڈرائیوری بطور شغل کے شمار ہو تو نماز تمام ہے۔

س: استاد ہفتہ میں تدریس کے لئے چھ دن سفر میں ہے اور ایک دن واپس وطن آجاتا ہے اس کے لئے نماز و روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: سفر میں اس کی نماز قصر ہے اور روزہ بھی نہیں رکھنا چاہئے مگر یہ کہ ظہر کے بعد وطن سے باہر جائے وطن میں نماز تمام ہے اور روزہ بھی رکھے۔

س: ایک استاد تین سال کے لئے کسی دیہات میں تدریس کے لئے مامور ہے اور ہر شب جمعہ اس شہر سے سفر کرتا ہے لیکن ایک ایسے شہر کے لئے جو اس کا وطن نہیں ہے اس کے لئے نماز و روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: غیر وطن میں اس کی نماز قصر ہے اور روزہ بھی نہ رکھے لیکن احتیاط لازم یہ ہے کہ روزوں کی قضا میں آئندہ سال کے ماہ رمضان سے تاخیر نہ کرے۔

خمس کے جدید مسائل

س: اگر کسی کو سال خمس کے پہنچنے کے قریب ہی کسی سے اپنی رقم قرض واپس لینی ہو اور واپسی کا وقت بھی پہنچ چکا ہو لیکن شرم اور حیا کی وجہ سے مطالبہ نہیں کرتا یا مطالبہ میں چشم پوشی سے کام لیتا ہے یا مطالبہ کرتا ہے لیکن مقروض ادا نہیں کرتا یہاں تک کہ سال گذر جاتا ہے اور دوسرے سال میں وہ رقم وصول ہوتی ہے آیا یہ رقم گذشتہ سال کی درآمد شمار کی جائے گی یا اس سال کی درآمد شمار ہوگی جس میں وصول ہوئی ہے۔

ج: اگر مطالبہ کرنے سے وصول ہو جائے اور اس میں کوئی حرج بھی لازم نہ آتی ہو تو لازم ہے کہ اسی سال خمس

دیا جائے اگرچہ مطالبہ یا وصول نہ بھی کیا ہو اور اگر مطالبہ کرنے سے حرج لازم آتی ہے۔ اور اس کے بغیر وصولی مشکل ہے یا مطالبہ کرنے پر بھی فعلاً وصولی ممکن نہ ہو تو پھر سال وصول کے منافع میں شمار ہوگی۔

س: اگر کوئی شخص اپنے کاروبار کے نفع سے تجارت کے لئے زمین خریدتا ہے اور ہر سال بازار کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے اور چند سال گذرنے کے بعد فروخت کرتا ہے کیا قیمت فروخت کا پانچواں حصہ ادا کرنے سے واجب خمس ادا ہو جائیگا یا حساب کرے اور قیمت فروخت کے خمس کے علاوہ بازاری زیادہ قیمت جو پہلے سال میں چوتھا پانچواں حصہ باقی ہے دوسرے سال کے شروع میں ادا کرے اور اسی طرح بازاری زیادہ قیمت مخمس کو تیسرے سال کے شروع میں، خلاصہ یہ کہ اول سال خمس میں زمین مالکان خمس کی ملکیت ہو جائے گی اور بازار کی بڑھی ہوئی قیمت اس کی اپنی ملکیت ہو جائے گی اور دوسرے سال میں باقی بازار کی بڑھی ہوئی قیمت معادل خمس مالکان خمس کی ملکیت ہو جائے گی اور اس کی بڑھی ہوئی قیمت اس کی اپنی ملکیت ہو جائے گی اور اسی طرح تمام سالوں میں۔؟

ج: ہر سال کے شروع میں خمس ادا کرے اور اگر نہ کرے گا تو اس حصہ کی مقدار میں حکم شریک رکھتا ہے۔

س: یہ حکم جو بازاری قیمت کے بڑھنے کے بارے میں ذکر ہوا ہے کیا یہ درختوں کے بڑھنے میں بھی جاری ہے یا نہیں جو کاروبار کے لئے کاشت کئے گئے ہیں یا خریدے گئے ہیں اور چند سالوں کے بعد کاٹ لئے جائیں گے؟

ج: یہی حکم جاری ہے۔

س: جو خود سہم سادات دینے کا مجاز ہے آیا کسی مستحق سید کو سہم سادات بطور پیشکش یا ہدیہ کے دے سکتا ہے؟

ج: اپنے مال سے ہدیہ یا پیشکش دینے میں کوئی ممانعت نہیں لیکن وہ مال سہم سادات شمار نہیں ہوگا۔

س: بنک کے ایک ہی حساب میں کسی شخص کی دو طرح کی رقم جمع ہے ایک حصہ مخمس ہے اور دوسرا غیر مخمس اور لیتے وقت وہ یہ ارادہ کرنا چاہتا ہے کہ وہ رقم لے جو مخمس ہے یا دوسری۔ کیا اس قصد سے وہ رقم معین ہو جائے گی یا نہیں؟

ج: بفرض سوال کی صورت میں اس قصد سے تعین پیدا نہیں ہو سکتا۔

س: حضرت عالی کے رسالہ عملیہ میں ذکر ہوا ہے (کہ جب مخمس مال یا اس مال سے جس پر خمس واجب نہیں ہوتا اس غرض سے کوئی جنس خریدی جائے کہ اس عین مال یا اس کی قیمت کے اضافہ سے تجارت کی جائے یا کوئی مال کسی کو میراث میں ملا ہو اور پھر اس کی قیمت بڑھ گئی ہو اور اس کو بیچ دیا جائے تو قیمت کی زیادتی پر خمس واجب نہیں ہے) اور اس کے خلاف بھی حضرت عالی کا فتوی نقل ہوا ہے کیا حضرت عالی کا فتوی تبدیل ہوا ہے؟

ج: جنس کو فروخت کرنے کے بعد اخراجات کو اٹھا کر شروع سال میں اس زیادتی قیمت کا خمس دیا جائے۔

س: استفتاء میں جس کی نسبت جناب عالی کی طرف دی گئی ہے یوں بیان ہوا ہے کہ "اگر کوئی کسی ضرورت کی چیز کو خریدے اور سال گذرنے کے بعد فروخت کرے تو اسے اس کا خمس فوراً دینا چاہیئے" لہذا بیان فرمایئے:

اولاً کیا یہ حکم قیمت خرید کے ساتھ مخصوص ہے اور قیمت خرید پر زیادتی جو نفع جدید کی صورت میں ہے کیا یہ اسی سال فروش کی درآمد شمار ہوگی یا اس نفع کا خمس بھی فوراً ادا کرنا واجب ہے۔

ثانیاً کیا یہ حکم صرف اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے جب ضرورت کی چیز سال کے نفع سے خریدی جائے یا اس صورت میں بھی یہی حکم جاری ہے جب مخمس یا میراث کی رقم سے خریدی جائے۔

ج: (۱) اگر سال کی منفعت سے ضروریات زندگی کو خریدا جائے اور اس کو سال کے بعد فروخت کیا جائے اس کا خمس فوراً دینا واجب ہے اور اگر بیچنے سے نفع حاصل ہوا ہے تو سال فروش کی درآمد شمار ہوگی۔

(۲) جو چیز مال مخمس یا میراث یا اس مال سے خریدی جائے جس پر خمس واجب نہیں ہے، اس چیز پر خمس واجب نہیں، مگر یہ کہ وہ اس چیز کو بیچ دے اور اس سے نفع حاصل ہو تو اس صورت میں اس نفع پر خمس لازم ہے۔

س: سالانہ ضروریات زندگی سے متعلق (کہ جنھیں کاروباری منافع سے خریدا گیا ہو اور خمس کی تاریخ پہنچ جانے کے بعد فروخت کردیں) جناب نے فرمایا ہے خمس دینا چاہیئے حالانکہ اس چیز کے متعلق جسے ضروریات زندگی میں سے نہ سمجھا جائے شلاً عورتوں کے زیورات" آپ نے احتیاط واجب فرمایا ہے، آیا اس صورت میں بھی احتیاط ہے؟

ج: دونوں صورتوں میں جب سالانہ ضروریات زندگی میں سے شمار نہ کیا جائے تو خمس واجب ہے۔

س: جس نے سر سال خمس لوگوں کو قرضہ کے طور رقم دی ہے اور وصول ہونے کا بھی اطمینان ہے لیکن رقم اگلے سال وصول ہوتی ہے۔ کیا یہ رقم اس سال کی درآمد شمار ہوگی یا آئندہ سال کی؟

ج: اس صورت میں آئندہ سال (جس میں وصول ہوگی) کی درآمد شمار ہوگی۔

س: کیا کوئی شخص اپنے خمس کے شروع سال کی تاریخ کو تبدیل کرسکتا ہے اور اس کی صورت کیا ہوگی؟

ج: اس صورت میں تاریخ سال کو تبدیل کرسکتا ہے کہ اس وقت تک کا خمس ادا کرے۔

س: وہ پیسے جو حجام داڑھی مونڈنے کے لیتا ہے وہ حلال ہیں یا حرام؟ اور اگر اس کے حلال پیسوں سے مخلوط ہوجائیں اور وہ اپنے مال کا خمس نکالنا چاہتا ہے تو کیا وہ دوبار خمس نکالے یا نہ؟

ج: داڑی مونڈنے کی اجرت لینے سے پیسوں کا معاملہ بنا بر احوط حرام ہو جائیگا اور مال کے مخلوط ہونے کی صورت میں خمس نکالنا مبنی بر احوط ہے اور جو سال کے دوران کی حلال درآمد ہے اس کا الگ خمس دینا چاہیئے۔ ان میں سے ہرایک کی ترتیب کتاب تحریرالوسیلہ میں درج ہے۔

س: کوئی سال کے آخر میں اپنے زیادہ مال کا حساب کرتا ہے مثلاً نقد اور جنس سے کل ایک ہزار روپے منفعت ہوئی اور پانچ سو کا مقروض ہے اور اس نے صرف پانچ سو روپے کا خمس دیا ہے۔ کیا آپ کی نظر مبارک میں وہ درست ہے اور جو زیادہ آیا ہے اسکو قرض کے بدلے دینا سال کے اخراجات میں سے شمار ہوگا یا صرف وہی قرض جو سال پورا ہونے سے پہلے ادا کیا ہے وہی سالانہ اخراجات میں شمار ہوگا ؟

ج: اگر مذکورہ قرض سال کے معاش اور اخراجات کا ہے تو اس کو کل آمدنی سے کم کیا جانا چاہیئے اگرچہ ابھی ادا نہ کیا ہو لیکن دوسری قسم کے قرضوں میں جب تک ادا نہ کرے وہ سالانہ اخراجات میں سے شمار نہ ہوگا اس مال کا خمس دینا چاہیئے۔

س: اگر کوئی نذر کرتا ہے کہ فلان معین دنبہ کو فلان وقت معین میں راہ خیر میں خرچ کرے گا اور اس وقت معین کے پہنچنے سے پہلے آخر سال خمس آجاتا ہے کیا ایسی صورت میں اس دنبے کا خمس بھی دے یا نہ ؟

ج: اس کا خمس نہیں ہے۔

س: وہ لوگ جو حکومتی اداروں میں ملازم ہوتے ہیں جب ان کو تنخواہ دی جاتی ہے تو وہ ادارہ ان کی تنخواہ سے کٹوتی کرتا ہے اور جب ریٹائر ہوجاتے ہیں تو ان مذکورہ کٹوتی کے پیسوں میں سے کچھ مقدار ہر ماہ دیتے ہیں کیا اس کٹوتی پر خمس واجب ہے، جواب ان کو پنشن کی صورت میں دی جاتی ہے یا نہیں ؟ اور اگر فرضاً واجب ہے تو پھر کیا خمس دینا فوری ہے یا وہ سال کے منافع کا جزء ہے جو اسے دیا جار ہاہے اور آخر سال میں باقی منفعت کے ساتھ ہی حساب ہوگا ؟

ج: ہر سال کی پنشن پر سال کے اخراجات پورے کرنے کے بعد آخر سال میں خمس ہے۔

س: اگر کوئی شخص پانچ ہزار روپے سرقفلی (بطور پگڑی) کے صاحب جائیداد کو دے تاکہ مالک اپنی ملک کو اسے اجرت پر دے اور اگر وہ مستاجر پگڑی کی رقم سال کے دوران اپنے کاروباری سالانہ اخراجات میں سے دے تو کیا اس کا خمس دینا ہے یا وہ کاروبار کے اخراجات کی طرح ہے (جیسے دکان کا کرایہ) اور اس پر خمس نہیں ہے؟

ج: وہ رقم جو پگڑی کے طور پر دی گئی ہے اور کاروباری منافع میں سے ہے اس کا خمس دینا چاہئے۔

س: مالک جو پگڑی کی رقم وصول کرتا ہے کیا وہ اس کے لئے بطور ھبہ شمار ہوگی؟ اور کیا اس پر خمس نہیں ہے؟ یا کاروباری منافع میں ہے اور خمس لازمی ہے؟

ج: پگڑی کی رقم بھی کاروباری منافع میں سے ہے اور اس پر خمس واجب ہے۔

سوال: وہ سواری جو کاروباری منافع سے اس لئے خریدی جائے تاکہ اس پر سوار ہوکر تجارت خانہ، کھیتی، دکان یا رہنے کے کاروباری مکان تک جائے لیکن اس کو جنس تجارت وغیرہ لانے لے جانے کے لئے استعمال نہ کیا جائے تو کیا اس پر خمس واجب ہے یا نہیں؟

ج: اس کا خمس دینا چاہئے۔

س: کسی شخص کا کارخانہ یا بس یا کوئی اور کاروباری چیز ہے جس کو اس نے قیمت سے خریدا ہے اور اس کا سرمایہ بھی ہے اور کام میں لانے کی وجہ سے پرانا ہو چکا ہے جس وجہ سے اس کی قیمت کم ہوگئی ہے لیکن پھر بھی انہی اوزار اور وسائل سے کاروبار کرتا ہے اور اسی سے اپنی زندگی کے اخراجات نکالتا ہے۔

کیا سال کے آخر میں وہ مقدار جو پرانا ہونے کے اعتبار سے مشینری اور ابزار کار کی قیمت سے کم ہوگئی ہے منفعت سے کم کر سکتا ہے تاکہ اس کمی کو پورا کر سکے اور باقی منفعت کا خمس دے یا سال کے تمام منافع کا خمس دینا واجب ہے۔ جو سال کے آخر پر اس کے پاس موجود ہیں۔

ج: ابزار اور وسیلہ کام جو حصول منافع اور کام کرنے سے بوسیدہ اور پرانے ہوئے ہوں اور ان کی قیمت کی کمی کے سبب ہوئے ہوں، اس کمی کو منافع ہی سے کم کیا جائے اور بقیہ کا خمس دیا جائے۔

س: اگر کسی نے زمین ادھار خریدی لیکن معاملے کے وقت اس بات کا خیال نہ رکھا کہ بعد میں قیمت کن پیسوں میں سے دے اور معاملہ تمام ہونے کے بعد اپنے کاروباری منافع سے قیمت ادا کی جن پر ابھی سال پورا نہیں ہوا ہے اب جب چند سال کے بعد اس زمین کی قیمت بڑھ گئی ہے تو کیا موجودہ قیمت کا خمس دینا چاہئے یا قیمت خرید کا خمس کافی ہے؟

ج: سر سال زمین کی موجودہ قیمت کا خمس دینا چاہئے اور قیمت کی ترقی اور زیادتی کا خمس اس خمس کی ادائگی کے بعد اس وقت واجب ہوگا جب زمین کو فروخت کرے۔

س: ۔ ایک شخص خود اور اس کے بالغ اور نابالغ بچے اور بچیاں کام کرتے ہیں اور مزدوری کی رقم سب کے سب اسی کو دیتے ہیں تاکہ زندگی کے اخراجات پر خرچ کرے اور بقیہ رقم کو باغ، گھر اور دیگر سرمایہ کی جمع آوری پر خرچ کرے۔ اب چند برسوں کے بعد ان کے اخراجات زندگی سے بچی ہوئی زیادہ رقم پر خمس واجب ہے؟ جبکہ بالغ اولاد نے اپنی مزدوری کی رقم بطور ہبہ یا قرض یا امانت اپنے والد کے پاس نہیں رکھی تھی یعنی مصرف کا کوئی خاص نام معین نہیں کیا تھا؟

ج: اگر مال مشترک کو بالغوں کی رضا اور نابالغوں کے ولی ہونے کی حیثیت سے زندگی کے امور میں خرچ کیا تھا اور بقیہ کو باغ اور سرمایہ کی جمع آوری کے لئے خرچ کیا تو اس باغ اور سرمایہ میں بالغ اور نابالغ سب شریک ہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے حصے کے خمس کا ضامن ہے اور اگر گھر کا بنانا سالانہ اخراجات میں سے ہے تو خمس نہیں ہے۔ ورنہ باغ اور سرمایہ کے حکم میں ہے۔

س: اگر خمس کے کچھ مقدار پیسے ادا کرے اور کچھ مقدار قرض کے طور پر اور کچھ مقدار منفعت سے بھی، زمین کو قابل کاشت کرنے پر خرچ کئے ہوں اور یہ معلوم نہیں ہے کہ ہر ایک میں سے کتنی مقدار خرچ کی ہے کیا اب کچھ مقدار کے مصالحہ کے لئے زمین کی قیمت کا حساب کرے یا اس تمام مقدار کا حساب کرے جو خرچ کر چکا ہو؟

ج: وہ پیسے جو منفعت کے علاوہ خرچ کئے ہیں وہ مستثنیٰ و خارج ہیں اور بقیہ کو زمین کی موجودہ قیمت سے قرض ادا کرنے کے بعد خمس کا حساب کرے۔

س: اگر زمین کو گھر بنانے کی غرض سے کاروباری منفعت سے خریدا ہو اور پھر چند سال تک گھر نہ بنایا جا سکے کیا اس پر خمس واجب ہے؟

ج: جب تک گھر بنانے کا ارادہ ہے اس وقت تک خمس واجب نہیں ہے لیکن اگر اس ارادے سے پھر جائے تو خمس واجب ہو جائیگا۔

س: اگر مسائل کو بیان کرنے والا یا امور حسبیہ میں مجاز شخص (امور حسبیہ وہ ہیں جن میں مجتہد عادل کی نگرانی یا اجازت شرط ہوئی ہے جیسے یتیم بچوں کے اموال کی نگرانی وغیرہ) بھول کر مسئلہ کو غلط بیان کرے اور دنبہ حکم شرعی کے خلاف ذبح ہو جائے یا لوگوں سے خمس اور زکوٰۃ کی مقدار اصل قرض سے زیادہ لے اور خرچ کرے اور بعد میں مسئلہ اس کے خلاف ظاہر ہو جائے تو کیا وہ ضامن ہے؟

ج: وہ ضامن ہے۔

س: اگر کوئی مذہبی خطیب اکثر مفت مجلسیں پڑھتا ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ مجلس پڑھنے کے اسے کچھ پیسے دئے جائیں لیکن یہ جانتا ہے کہ بعض بانیان مجالس اس کو نامعلوم مقدار پیسے دیں گے اب اگر اس قسم کے پیسے سال کے اخراجات سے زیادہ آئیں تو کیا ان پر خمس ہے یا نہیں ؟

ج: ان پیسوں کا خمس دینا چاہئے۔

س: اگر کوئی اپنے رہائشی مکان کو اس لئے فروخت کرتا ہے تاکہ دوسری جگہ پر گھر خریدے اور اس کی قیمت کی رقم سے چند ماہ کاروبار کیا اور اس طرح نفع حاصل کیا اور سال پورا ہونے سے پہلے ہی نیا گھر خریدا تو اس کے لئے اصل رقم اور منافع میں خمس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج: تمام رقم کا خمس دینا چاہئے۔

س: وہ مال جو معین قیمت کے حساب سے ارث میں ملا ہے اگر چند سال کے بعد اسے زیادہ قیمت پر فروخت کرے تو کیا زیادہ پر خمس ہے یا نہیں۔؟

ج: احتیاط اس میں ہے کہ اس کا خمس دیا جائے بلکہ یہ احتیاط قوت سے خالی نہیں۔

س:۔ اگر کسی کا سرمایہ کم ہو گیا ہو لیکن تھوڑا بہت اناج باقی رہا ہو جو اسی سال کی منفعت سے خریدا گیا ہے کیا اس پر خمس ہے؟

ج: جو مقدار سال کے اخراجات سے بچ گئی ہے اگر وہ سرمایہ کے نقصان کے برابر یا اس سے کم ہو تو اس پر خمس نہیں ہے۔

س: سہم امام اور سادات کے بارے میں حضرت عالی کا نظریہ کیا ہے؟ کیا خود حضرت عالی یا مخصوص و معین وکلا کو دیا جائے یا ان کی اجازت سے خرچ کیا جائے یا اگر دوسروں کو بھی دے دیا جائے تو کیا جائز ہے؟

ج: مرجع تقلید کو دینا چاہئے یا پھر اس کی اجازت سے خرچ کرنا چاہئے۔

س:۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جن پر خمس واجب تھا لیکن اب تک ادا نہیں کیا اور اب وہ ادا نہیں کر سکتے یا ان کے لئے بہت مشکل ہے۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج: جو واجب الادا ہے اسے ادا کرے، خواہ بتدریج ہی کیوں نہ ہو، اگر اس کے لئے ممکن نہیں ہے تو انتظار کرے تاکہ امکان پیدا ہو جائے۔ واجب الادا کو ادا کئے بغیر بری الذمہ نہیں ہو گا۔

س : جن افراد نے بالکل خمس نہیں دیا اور نہ ہی دیتے ہیں۔ ان کے ہمسایوں اور رشتہ داروں کا وظیفہ کیا ہے ؟
ج: امر بہ معروف کے شرائط کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو امر بالمعروف کریں لیکن جس مال کے بارے میں جانتے ہیں کہ اس پر خمس واجب تھا لیکن انہوں نے ادا نہیں کیا اس میں تصرف نہیں کر سکتے ۔
س: اگر کوئی جوان جانتا ہے کہ مزید پانچ سال کے بعد شادی کر کے عیال دار ہو جائیگا اور اس وقت اسے گھر کی ضرورت پیش آئے گی ۔ اگر ان پانچ برسوں کی مدت میں اپنی آمدنی سے گھر بنا لیتا ہے کیا اس کا خمس واجب ہے یا نہیں؟
ج: اگر ضرورت کے وقت گھر نہ بنا سکتا ہو تو اسے بتدریج گھر کے لوازمات کو مہیا کرنا چاہیئے اور اس پر خمس نہیں ہے لیکن اگر پیسوں کو جمع کرتا ہے تو گذشتہ برسوں کا خمس دینا چاہیئے ۔

حج کے بعض احکام

س: ایک شخص ایک باغ رکھتا ہے جس سے چند برسوں سے کوئی منفعت حاصل نہیں ہوئی ہے ۔ لیکن قیمت کے لحاظ سے سفر حج کے لئے کافی تھا اور اس کا مالک عرفی طور پر مطمئن ہے کہ جب باغ پھل دینے لگ جائے تو وہ بھی کاروبار کے قابل نہیں رہے گا اور اس باغ کی درآمد سے ہی ضروریات زندگی کو مہیا کرنا ہوگا، کیا ایسے شخص پر حج واجب ہے یا نہیں ؟
ج: اگر باغ کی درآمد کے علاوہ ضروریات زندگی کے لئے کوئی اور ذریعہ نہیں تو وہ مستطیع نہیں اور حج اس پر واجب نہیں ہے ۔
س : اگر کسی نیابت میں کوئی حج کرنے کیلئے اجیر مقرر ہوا ہے اور اس کے بعد خود بھی اسی سال مالی طور پر مستطیع ہو جائے تو اس کا وظیفہ کیا ؟
ج: نیابت والا حج بجالانا چاہیئے ۔
س: اگر کوئی شرعی طور پر غنی ہو اور اس کا کام چل رہا ہو اور اپنے رہائشی گھر کو اس غرض سے فروخت کردے کہ اس سے بہتر خرید لے جبکہ اس کے لئے یہ بھی ممکن ہے کہ کرایہ کے گھر میں زندگی گذارے کیا گھر کی قیمت سے وہ مستطیع ہو جائے گا یا نہ ؟ اور کیا گھر خرید سکتا ہے یا نہیں ؟
ج: اگر استطاعت کے شرائط حاصل ہوں اور ذاتی گھر خریدنا اس کے لیے ضروری نہیں تو وہ مستطیع ہے ۔

س: ۔کیا حج کی استطاعت کا اول سال ماہ شوال کی اول سے شروع ہوجاتا ہے اور ماہ شوال سے پہلے اگر مالی قدرت پیدا ہوجائے تو کیا جائز ہے کہ اس مال کو دوسرے مصارف میں خرچ کرے اور اس پر حج واجب نہیں ؟ یا ایام حج کے بعد دوسرے سال تک سال استطاعت شمار ہوگا اور مستطیع کے لئے جائز نہیں کہ اپنے کو استطاعت سے خارج کرے۔

ج: اگر بدنی و مالی اور استطاعت کے تمام شرائط حاصل ہوجائیں تو خود کو استطاعت سے خارج نہیں کرسکتا خواہ اوائل سال ہی میں کیوں نہ ہو۔

وقف کے بعض مسائل

س: اگر کوئی موقوفہ بستی وسعت پیدا کرنے کی وجہ سے موقوفہ حدود میں حمام، مسجد اور سڑک کی تعمیر کی احتیاج پیدا کرے۔ کیا ان کا تعمیر کرنا اس وقف کی درآمد سے جائز ہے ؟ (۲۸۸ج)

ج: جائز نہیں ہے۔

س: اگر کوئی کھیت اس لئے وقف ہو کہ اس کی درآمد حضرت امام حسین علیہ السلام کے عزا کی مجالس میں صرف کی جائے کیا مصلحت کی بنا پر جائز ہے کہ اس کی درآمد کی مقدار کو اس کھیت کی وسعت اور درخت لگانے پر صرف کیا جائے ؟

ج: جائز نہیں ہے۔

س: کوئی موقوفہ بستی اگر خشک سالی کی وجہ سے بالکل برباد اور بنجر ہوجائے اور اس کے ساکنین اس جگہ کو چھوڑ کر چلے جائیں پھر چند سال کے بعد کوئی شخص اپنے مال اور پانی کی فراوانی کی وجہ سے اس زمین کو قابل کاشت بنائے کیا وہ اس زمین کا مالک بن جائے گا ؟

ج: وہ بستی وقف کے حکم میں باقی ہے اور آباد کرنے والا مالک نہیں بن سکتا

س: کیا کسی جگہ کو دس سال کے لئے مسجد کے عنوان سے وقف کیا جاسکتا ہے، اس شرط کے ساتھ کہ اس کے بعد وہ محل مالک یا اس کے وارث کی ملکیت میں واپس پلٹ جائے۔

جواب: مسجد نہیں ہوگی۔

س: ۔کسی جگہ کو سقاخانہ (پانی پینے کی جگہ) یا گاؤں کا حمام کے نام سے بنایا گیا ہے اور وقف کیا گیا ہے

لیکن اب کئی سال سے وہ خرابہ کی حالت میں تبدیل ہوگئی ہے اور پانی کا انتظام اور جدید حمام کی وجہ سے اب امید نہیں کہ ان عمارات کی تعمیر کی جائے اور مطابق وقف قابل استفادہ ہو جائے۔ کیا جناب عالی اجازت فرمائیں گے کہ ان جیسے مخروبوں کو مسجد یا امام باڑہ کے صحن میں منضم کیا جائے یا کسی ایسی عمارت میں تبدیل کیا جائے جو امور خیر میں استعمال ہو؟

ج:۔ اگر انکی تعمیر اور استفادہ مطابق وقف ممکن ہو تو وقف میں تغیر و تبدل جائز نہیں ہے۔

معاملات کے چند مسائل

س: ایک سات سو روپے والے قالین اور ہزار روپے کو اگر دو ہزار روپے میں ادھار پر فروخت کیا جائے اور قیمت چھ مہینے بعد وصول کی جائے تو اس کا حکم کیا ہے۔

ج: اگر قرض سود سے بچنا مقصود ہے تو معاملہ باطل ہے۔

س: نوسو والے نقدی چیک کو ایک ہزار کے ایک مہینہ بعد کیش ہونے والے چیک کے بدلے بیچنا جائز ہے؟

: اگر قرضی سود سے بچنا مقصود ہے تو معاملہ باطل ہے۔

س: اگر سود والے قرض کے ذریعہ کسی نے کوئی ملک خریدی اور اس کو حکم کا علم بھی تھا پھر چند سال بعد کاروباری منافع سے اس قرض کو ادا کیا۔ کیا اس ملک کا وہ مالک بن جائے گا۔

ج: اس ملک کا مالک بن جائے گا۔

س: وہ قرارداد جو ارباب حاجت اور دلالوں کے درمیان (قولنامہ) کے نام سے معمول ہے جس میں ایک رقم کو معین کرتے ہیں کہ اس قولنامہ کے بعد طرفین میں سے کوئی معاملے پر حاضر نہ ہوا تو اس کو معینہ رقم دوسرے کو ادا کرنی ہوگی کیا اس قسم کی قرارداد کا وفا کرنا لازم ہے یا نہیں؟

ج:۔ وفا کرنا لازم نہیں ہے۔

س: اگر کوئی متولی کی طرف سے اس زمین میں دکان بنائے جو مسجد کے نام ہے اور یہ قرار پائے کہ پانچ سال تک بنانے والا خود اسمیں کاروبار کرے اب پانچ سال کے بعد دکان کی پگڑی کی رقم کس کی ملکیت ہے؟

ج: مسجد کی ملکیت ہے۔

بنک کے چند مسائل

س: وہ رقم جو محفوظ رہنے کی خاطر نہ کہ سود لینے کی غرض سے بنکوں میں جمع کرائی جاتی ہے اور واپس نکلاتے وقت بنک والے اصل رقم سے زیادہ کچھ رقم صاحب حساب کو دیتے ہیں جو انہوں نے خود حساب کی ہوتی ہے۔ کیا یہ مبلغ حلال ہے یا نہیں؟

ج: اگر سود کے عنوان سے دیں تو اس کا لینا جائز نہیں اگرچہ پہلے سے بشرط قرار نہ پائی ہو۔

س: وہ سود جو حکومت کے بنک، بنک میں پیسہ رکھنے کے لئے دیتے ہیں کیا جائز ہے اس کو مالیانہ کے بدلے یا انکم ٹیکس جس کی ادائیگی پر وہ اور اس کے رشتہ دار حکومت یا بنک کو مجبور ہیں تقاص (ادلے کا بدلہ) کے طور پر اخذ کرے یا نہیں؟

ج: سود حرام کا پیسہ ہے لیکن تقاص کے طور اپنے یا دوسروں (جب ان کے وکیل ہوں) کے قانونی ٹیکس کے بدلے لینے میں اشکال نہیں۔

س: بنکوں سے بغیر لفظی اور تحریری قرارداد کے نفع لینا یا دینا حلال ہے یا حرام؟

ج: نفع کے عنوان سے لینا جائز نہیں اگرچہ شرط اور قرارداد نہ رکھی ہو۔

س: جناب عالی کی نظر مبارک میں بنکوں کے سود سے خلاصی کس طرح ممکن ہے جس میں اکثر تاجر بلکہ دوسرے افراد بھی مبتلا ہیں۔

ج: سود سے چھٹکارا حاصل کرنا میرے نزدیک مشکل ہے بلکہ اس کا جائز نہ ہونا قوی ہے۔

متفرقہ مسائل

س: مسلمان عورت کا بہائی فرقے کے مرد سے شادی کرنے کا کیا حکم ہے۔

ج: بہائی گمراہ فرقے سے ازدواج کرنا باطل ہے۔

س: کیا اداروں میں کام کرنے والوں کی پنشن ان کی میراث کی طرح فوت ہونے کے بعد تمام ورثا میں تقسیم ہوگی یا نہیں۔ کیونکہ حکومت کے قانون کے مطابق بعض وارثوں کو نہیں دی جاتی۔

ج: اگر پنشن کی رقم ملازمت کے زمانہ میں تنخواہ سے کم کی گئی ہے اور ریٹائر ہونے کے بعد دی جاتی ہے تو وہ ترکہ کا حصہ ہے اور تمام وارثوں کو ملیگا اور اگر ادارہ وہ اپنی طرف سے ادا کرتا ہے تو جس کو وہ دے اسی کے ساتھ وہ خاص ہے۔

س: وہ مچھلیاں جو پکائی ہوئی بند ڈبوں میں غیر مسلم ملکوں سے لائی جاتی ہیں کیا وہ حلال ہیں یا نہیں ؟

ج: اگر معلوم نہیں ہے کہ یہ حلال مچھلی کی قسم سے ہے اور پانی سے زندہ پکڑی گئی ہے اور پانی کے باہر مرچکی ہے یا نہیں تو وہ حرام کے حکم میں ہے۔ لیکن اگر اس بات کا علم ہو کر پانی سے زندہ پکڑی گئی ہے اور پانی کے باہر مرچکی ہے تو حلال کے حکم میں ہے اگرچہ اس بات کا علم نہ ہو کہ حلال قسم میں سے ہے یا حرام میں سے۔

(مسئلہ) وہ گوشت جو غیر اسلامی ممالک سے وارد ہوتا ہے حرام ہے اور اس کا معاملہ باطل ہے اور اس کی قیمت اور منافع سے استطاعت حاصل نہیں ہوتی۔

س: بلیڈ یا اس مشین سے داڑھی مونڈنا جو بلیڈ کی طرح تہہ سے مونڈتی ہے کا کیا حکم ہے ؟

ج: احتیاطاً واجب اس فعل کے ترک کرنے میں ہے۔

س: ورزش کے وقت ایک مخصوص قسم کا باجا بجایا جاتا ہے، کیا یہ عمل جائز ہے ؟ اسی طرح وہ طبل و ساز و میوزک جو فوج میں بجایا جاتا ہے جائز ہے کہ نہیں ؟

ج: اگر لہو و لعب کی مجالس میں شمار ہوں تو جائز نہیں ہے۔

س: والدین کی اطاعت اولاد پر کس حد تک لازم ہے اور کیا اجداد بھی والدین کے حکم میں ہیں ؟

ج: وہ امور جو ان کی ناراحتی کے باعث ہوں نہیں ان کی شفقت پدری و مادری کے مطابق اطاعت کرنی چاہیئے اور والدین اور اجداد میں کوئی فرق نہیں ہے۔

س: یہودیوں کے ادارات اور موسسات میں مسلمانوں کا ملازمت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ وہ جانتے ہوں کہ وہ اسرائیل کی مدد کرتے ہیں اور اگر نہ جانتے ہوں تو روزانہ مزدوری کا کیا حکم ہے ؟

ج: ملازمت کرنا جائز نہیں اور ان کی تنخواہ یا روزانہ اجرت حرام ہے اور شک اور شبہے کی صورت میں بھی ان موسسات میں ملازمت کیلئے وارد نہیں ہونا چاہیئے۔

س: وہ اہل کتاب جو اسلامی ممالک میں زندگی بسر کرتے ہیں اور شرائط ذمہ پر عمل نہیں کرتے کیا ان کا مال محترم ہے یا نہیں؟

ج :۔ ان پر کافر حربی کے احکام جاری نہیں ہوں گے ۔

س : جوا کھیلنے کے آلات کے ساتھ بغیر لین دین کے کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟

ج : جائز نہیں ہے ۔

س : اگر شہوت اور میل جنسی سے غیر بیوی کو دیکھے اور علم رکھتا ہو کہ اس عمل سے حرام میں مبتلا نہیں ہوگا ، کیا اس اطمینان کے باوجود بھی یہ عمل حرام ہے ؟ اسی طرح حیوانات ، مجسمہ اور پیکر بدن کو پردے کے ساتھ شہوت سے دیکھنے کا کیا حکم ہے؟

ج : شہوت کی نظر سے دیکھنا حرام ہے اور احوط یہ ہے کہ مجسمے کو بھی شہوت کی نظر سے نہ دیکھے ۔

س :۔ اگر کسی نے غصبی پیوند اپنے درخت کو لگایا اس پیوند کا نمو اور پیداوار کس کی ملکیت ہے ؟

ج : صاحب پیوند کی ملکیت ہے نہ صاحب درخت کی ۔

س : یہود ، نصاری اور مجوس جو اسلامی ممالک میں سکونت کرتے ہیں اور شرائط ذمہ پر عمل نہیں کرتے یعنی اصل میں ذمہ کا تعہد درمیان میں نہیں فقط یہی ہے کہ ممالک اسلامی میں ہیں ، کیا ان کا اس طرح رہنا ان کے مال ، ناموس اور خون کے تحفظ کا سبب ہے ؟

ج : ہاں ان کا اس طرح رہنا انکی تحفظ اور مصونیت کا موجب ہے ۔

س : وہ بچے جو بلوغ سے پہلے کام کرتے ہیں اور انکی مزدوری ان کے اخراجات سے زیادہ ہے کیا ان کے والدین پر فرض ہے کہ زیادہ مبلغ محفوظ کریں اور ان کے بلوغ کے بعد ان کے حوالے کریں ۔؟

ج : ان پر واجب ہے کہ اسکو محفوظ کریں اور بلوغ کی حالت میں ان کو دیدیں ۔

س : جو عورت اپنی تعلیم کو جاری رکھنا چاہتی ہے تاکہ تحصیل کے بعد کسی حلال کام کا انتخاب کرے لیکن اس وقت اس کی تحصیل نامحرم کے روبرو ہونا لازم ہے مثلاً یونیورسٹی کلاس میں رہنا پڑے گا جسمیں مرد اور عورتیں ایک ساتھ ہیں کیا اس قسم کی تحصیل علم جائز ہے یا نہیں ؟

ج : تحصیل علم کا جاری رکھنا حلال شعبوں میں اشکال نہیں رکھتا لیکن نامحرموں سے پردہ اور اختلاط سے پرہیز کرنا لازم ہے لیکن اگر تعلیم کا جاری رکھنا نامحرموں کے ساتھ اختلاط کا مستلزم ہو اسی طرح دینی اور اخلاقی مفاسد کے ہمراہ ہو تو اس کو ترک کرنا چاہیئے ۔

س : وہ کارخانے اور مؤسسات جن کا رئیس مسلمان ہے لیکن یہودی ان میں دخالت اور اثر رکھتے ہیں

اور بعض مسلمان ان یہودیوں کے زیر دست ہیں۔ ان مسلمانوں کا فرض کیا ہے ؟

ج: اگر ان کے کام سے اسرائیل کو فائدہ نہیں پہنچتا تو اس میں مانع نہیں اگرچہ نفس کام کرنا خصوصاً اس فرقے کی نگرانی میں مسلمانوں کے لئے باعث ننگ و عار ہے اور بعض اوقات جائز بھی نہیں ۔

س: بعض دیندار و روشنفکر مسلمان استقلال مالی پیدا کرنے کی غرض سے یہودیوں سے تجارتی معاملات کرتے ہیں تاکہ بعض اجناس کو اپنے ہاتھوں میں لے لیں یہ معاملہ کیسا ہے ؟

ج: جب یہ اطمینان ہو کہ اس عمل سے مسلمانوں کے بازار سے یہودیوں کی بالادستی ختم ہو جائے گی تو کوئی حرج نہیں ہے ۔

س: کیا حکومت میں نوکری کرنے کے جواز کے بارے میں یہ ضروری ہے کہ جو کام اس شخص سے متعلق ہیں تمام یا اس کا بعض مسلمانوں کی مصلحت کے لئے ہو یا مامور بہ کے علاوہ مصالح مسلمین کو انجام دینا بھی ضروری ہے ؟

ج: نوکری کے جواز کے لئے کافی ہے کہ وہ کام جو اس کے ذمہ ہو حلال ہو۔

س: آج کل کی لڑکیاں اور لڑکے جو مدارس، یونیورسٹیوں اور موسسات میں ایک ساتھ رہا کرتے ہیں وہ محرمیت کیلئے اپنا یا اپنے والد یا بچوں کا صیغہ جاری کرنے کا قصد رکھتے ہیں تاکہ ان کا میل جول حرام نہ ہو۔ کیونکہ جناب عالی والد کی اجازت کو بالکرہ میں احتیاطاً واجب جانتے ہیں لیکن ایسے موارد میں بعض اوقات والد راضی نہیں ہوتے یا اجازت نہیں لے سکتے کیا جناب عالی اجازت فرمائیں گے کہ یہ احتیاط لازم نہ ہو تاکہ ولی کی اجازت کے بغیر صیغہ جاری ہو۔ اسی طرح بعض موارد پر لڑکی اور لڑکا ایک دوسرے کو چاہتے ہیں اور باپ کی اجازت حاصل کرنا شرم و حیا اور دوسرے موانع کی وجہ سے مشکل ہے کیا اس احتیاط کا ترک کرنا ایسی صورت میں جائز ہے ؟

ج: باپ کی اجازت ساقط نہیں ہو سکتی بلکہ اب میں باپ کی اجازت کو شرط جانتا ہوں اور یہ میرا فتویٰ ہے۔

س: کوئی شخص کسی کمپنی میں ڈرائیور کے عنوان سے ملازم ہے اور کبھی کبھی وہ ملکی وغیر ملکی آفسروں کو سوار کرنے پر مجبور ہوتا ہے جو اس کی گاڑی میں سوار ہو کر شہر جاتے ہیں اور وہاں شراب خوری اور دوسرے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں کیا ایسی صورت میں کمپنی میں رہنا جائز ہے یا نہیں؟

ج: اس کام کے جاری رکھنے میں اشکال نہیں لیکن لوگوں کو فساد اور گناہ کے مراکز تک لے جانے سے اجتناب کرے اور اگر اجتناب ممکن نہ ہو تو اس ملازمت کو ترک کر دے

س: بہائی جیسے مرتد فرقے کا مال جو انہوں نے ارتداد کے بعد حاصل کیا ہو اس کا نقل و انتقال اور اسے معاملہ کرنا جائز ہے؟ اور ان کی اولاد بھی دوسرے فرقوں کی طرح مرتد ملی حساب ہو گی اور ان کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

ج: ان جیسے اشخاص کے ساتھ معاملہ نہیں کرنا چاہیئے اگرچہ وہ مال جو ارتداد کے بعد انہوں نے حاصل کیا ہے ان کا ملک ہے - اور ان کی اولاد ارتداد سے پہلے مسلمان کے حکم میں ہے ۔ مگر جب بلوغ کے بعد کفر کا اظہار کرے تو اس صورت میں اس کا حکم مرتد ملی کا ہے اور اولاد کا حکم ارتداد کے بعد سب کفار کا ہے اور مرتد کا حکم نہیں رکھتے ۔

تم الکتاب والحمد للہ اولاً و آخراً

ش مدرک : ٣٦٣٢